



وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت



موسوعة فقہیہ

جلد - ۸

بئر - بیطرة

موسوعة فقهية

منايع كرو

وزارة اوقاف و اسلامي امور، كويت

© جملہ حقوق بحق وزارت اوقاف و اسلامی امور کویت محفوظ ہیں

پوسٹ بکس نمبر ۱۳، وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

اردو ترجمہ

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

161-F، جوگلابانی، پوسٹ بکس 9746، جامعہ مگرہٹی دہلی - 110025

فون: 26982583, 26981779-11-91

Website: <http://www.ifa-india.org>

Email: ifa@vsnl.net

اشاعت اول : ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء

ناشر

جینوین پبلیکیشنز اینڈ میڈیا (پرائیویٹ لمیٹڈ)

Genuine Publications & Media Pvt. Ltd.

B-35, Basement, Opp. Mogra House

Nizamuddin West, New Delhi - 110 013

-----Tel: 24352732, 23259526,

وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

موسوعه فقهیه

اردو ترجمہ

جلد - ۸

بئر — بیطرة

مجمع الفقه الإسلامی الهند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي
الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

(سورہ انفہر، ۱۲۲)

”اور مومنوں کو نہ چاہئے کہ (آئندہ) سب کے سب نکل کھڑے ہوں، یہ کیوں نہ ہو کہ
ہر گروہ میں سے ایک حصہ نکل کھڑا ہوا کرے، تاکہ (یہ باقی لوگ) دین کی سمجھ بوجھ
حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ اپنی قوم والوں کو جب وہ ان کے پاس واپس
آجائیں ڈراتے رہیں، عجب کیا کہ وہ محتاط رہیں!“

”من یرد اللہ بہ خیراً“

”یفقہہ فی الدین“

(بخاری و مسلم)

”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے

اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔“

فہرست موسوعہ فقہیہ
جلد - ۸

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۵	بئر	دیکھئے: آبار
۳۵	بئر بضاعہ	دیکھئے: آبار
۳۶-۳۵	باءۃ	۳-۱
۳۵		۱ تعریف
۳۵		۲ متعلقہ الفاظ
۳۶		۳ اجمالی حکم
۳۶	بادی	
		دیکھئے: بدو
۳۷-۳۷	بازلہ	۳-۱
۳۷		۱ تعریف
۳۷		۲ اجمالی حکم
۳۷	باسور	
		دیکھئے: اعدار

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۸-۳۸	بانتہ	۲-۱
۳۸	تعریف	۱
۳۸	اجمالی حکم	۲
۳۸	باطل	
	دیکھئے: بطلان	
۳۸	باغی	
	دیکھئے: بغاوت	
۳۹-۴۰	بیات	۳-۱
۳۹	تعریف	۱
۳۹	اجمالی حکم	۲
۴۰	بحث کے مقامات	۳
۴۱-۴۲	ہجر	۶-۱
۴۱	تعریف	۱
۴۱	اجمالی حکم	۲
۴۱	کئے عضو کی طہارت	۳
۴۱	کسی ضرورت سے اعضاء کو کاٹنا	۴
۴۱	جنايات میں اعضاء کو کاٹنا	۵
۴۲	جانور کے کئے ہوئے اعضاء	۶
۴۲-۴۲	ہجاء	۲-۱
۴۲	تعریف	۱

صفحہ	عنوان	فقہ
۴۲	اجمالی حکم	۲
۴۳-۴۴	بیع	۲-۱
۴۳	تعریف	۱
۴۳	اجمالی حکم	۲
۴۴	بیعہ	
	دیکھئے: بیعہ	
۴۵-۴۴	بیعہ	۲-۱
۴۴	تعریف	۱
۴۴	اجمالی حکم	۲
۴۵	بیع	
	دیکھئے: بیعہ	
۴۸-۴۵	بحر	۹-۱
۴۵	تعریف	۱
۴۵	متعلقہ الفاظ: نہر، عین	۲-۲
۴۶	سمندر سے متعلق احکام	
۴۶	الف۔ سمندر کا پانی	۳
۴۶	ب۔ سمندر کا شکار	۵
۴۷	ج۔ سمندر کا مردار	۶
۴۷	د۔ کشتی میں نماز	۷
۴۷	ه۔ کشتی میں مر جانے والے کا حکم	۸

صفحہ	عنوان	فقرہ
۴۸	و۔ سمندر میں ڈوب کر مر جانا	۹
۴۹-۵۰	بخار	۴-۱
۴۹	تعریف	۱
۴۹	متعلقہ الفاظ: بخار	۲
۴۹	بخار (بھاپ) سے متعلق احکام	
۴۹	الف۔ جمع شدہ شبنم سے رفع حدیث	۳
۴۹	ب۔ جمع شدہ بھاپ سے رفع حدیث	۴
۵۰-۵۱	بخار	۲-۱
۵۰	تعریف	۱
۵۰	اجمالی حکم	۲
۵۱	بخس	
	دیکھئے: غنیم	
۵۱-۵۲	بخیلہ	۳-۱
۵۱	تعریف	۱
۵۱	پہلا مسئلہ	۲
۵۱	دوسرا مسئلہ	۳
۵۲-۵۳	بدعت	۳۸-۱
۵۲	تعریف	۱
۵۳	پہلا نقطہ نظر	۲
۵۳	دوسرا نقطہ نظر	۳

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۵۶	متعلقہ الفاظ: محرمات، فطرت، سنت، معصیت، مصلحت مرسلہ	۸-۴
۵۸	بدعت کا شرعی حکم	۹
۵۸	عقیدہ میں بدعت	۱۰
۵۹	عبادات میں بدعت	
۵۹	الف: حرام بدعت	۱۱
۵۹	ب: مکروہ بدعت	۱۲
۶۰	عبادت میں بدعت	۱۳
۶۰	بدعت کے محرکات و اسباب	۱۴
۶۰	الف: مقاصد کے ذرائع سے ما و اقییت	۱۵
۶۰	ب: مقاصد سے ما و اقییت	۱۶
۶۱	ج: سنت سے ما و اقییت	۱۷
۶۲	د: عقل سے خوش گمان ہونا	۱۸
۶۳	ه: مشابہ کی اتباع	۱۹
۶۳	و: خواہش کی اتباع	۲۰
۶۳	خواہشات کے درآنے کے مواقع	۲۱
۶۳	بدعت کی قسمیں	
۶۴	بدعت حقیقی	۲۲
۶۵	اضافی بدعت	۲۳
۶۵	کافر اندہ اور غیر کافر اندہ بدعت	۲۴
۶۶	غیر کافر اندہ بدعت کی گناہ صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم	۲۵
۶۷	داعی اور غیر داعی بدعتی	۲۷
۶۸	بدعتی کی روایت حدیث	۲۸
۶۸	مبتدع کی شہادت	۲۹
۶۹	مبتدع کے پیچھے نماز	۳۰
۷۰	مبتدع کی ولایت	۳۱

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۷۰	مبتدع کی نماز جنازہ	۳۲
۷۰	مبتدع کی توبہ	۳۳
۷۱	ہدعت کے بارے میں مسلمانوں کی ذمہ داری	۳۴
۷۳	اہل ہدعت کے تین مسلمانوں کی ذمہ داری	۳۵
۷۳	ازالہ ہدعت کے لئے ہر بالمعروف اور بنی عن المنکر کے مراحل	۳۶
۷۴	مبتدع کے ساتھ معاملہ اور میل جول	۳۷
۷۴	مبتدع کی امانت	۳۸

۷۵

بدل

دیکھئے: بدل

۷۹-۷۵

بدعت

۹-۱

۷۵

تعریف

۱

۷۹-۷۶

اجرائی حکم

۹-۲

۷۶

الف: بدعت کا پیٹا پ اور گور

۱۱

۷۶

ب: بدعتوں کا

۱۲

۷۷

ج: بدعت کا جو نھا

۱۳

۷۷

د: اجنب اور بکریوں کے بانہ ہنے کی جگہ میں نماز

۱۵

۷۸

ه: (تج میں) واجب ہونے والے دم

۱۶

۷۸

و: ہدی

۷

۷۸

ز: بدعت کا ذبح

۸

۷۹

ح: دہیت: جان کا بدلہ دہیت

۹

۸۳-۸۰

بدو

۱۳-۱

۸۰

تعریف

۱

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۸۰	ہو سے متعلق احکام	۲
۸۰	لنف: باد یہ میں ذہن	۳
۸۰	ب: جمعہ اور عیدین کا سقوط	۴
۸۱	ن: قربانی کا وقت	۵
۸۱	و: وظیفہ کا عدم استحقاق	۶
۸۲	ح: دیہات والے شہر والوں کے عاقلہ میں داخل نہیں ہونے کی طرح برعکس	۷
۸۲	و: دیہاتی کی امامت	۸
۸۲	ز: لا وارث بچہ کو دیہات منتقل کرنا اور اس کا حکم	۹
۸۲	ح: شہری کے خلاف دیہاتی کی شہادت	۱۰
۸۲	ط: حامل کھانے کی تعیین میں دیہات والوں کی عادات فیصلہ نہیں	۱۱
۸۳	ی: دیہات والوں میں سے عدت والی عورت کے کو بیچ کرنے کا حکم	۱۲
۸۳	ک: دیہاتی کا شہری ہو جانا	۱۳
۸۳-۸۴	بذر	۱-۳
۸۳	تعریف	۱
۸۳	اجمالی حکم	۲
۸۴	بحث کے مقامات	۳
۸۵-۸۵	بذر	۱-۲
۸۵	تعریف	۱
۸۵	اجمالی حکم	۲
۸۸-۸۹	براقہ	۱-۹
۸۹	تعریف	۱
۸۹	محتاجۃ القاطنۃ: اہواء، مبارقہ، اعتبار	۲-۳
۸۹	اجمالی حکم	۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۸۸	بحث کے مقامات	۹
۸۹-۸۹	مجموعہ	۲-۱
۸۹	تعریف	۱
۸۹	اجمالی حکم	۲
۹۰-۹۰	مجموعہ	۵-۱
۹۰	تعریف	۱
۹۰	متعلقہ الفاظ: غلط، بول، نجاست	۲-۲
۹۱	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۵
۹۲-۹۱	مجموعہ	۳-۱
۹۱	تعریف	۱
۹۱	متعلقہ الفاظ: امر	۲
۹۱	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۳
۹۲	مجموعہ	
	دیکھئے: میاد	
۹۳-۹۳	مجموعہ	۲-۱
۹۳	تعریف	۱
۹۳	اجمالی حکم	۲
۹۸-۹۴	مجموعہ	۸-۱
۹۴	تعریف	۱
۹۴	اجمالی حکم	۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۹۵	والدین کے ساتھ حسن سلوک	۳
۹۶	بر الاطعام (صلہ رحمی)	۴
۹۷	قیموں، ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ بڑ	۵
۹۷	حج مبرور	۶
۹۷	فتح مبرور	۷
۹۸	بڑا ہمیں (قسم پوری کرنا)	۸
۹۹-۱۱۰	بڑا والدین	۱۵-۱
۹۹	تعریف	۱
۹۹	شرعی حکم	۲
۱۰۱	غیر مذہب والے والدین کی فرمانبرداری	۳
۱۰۳	ماں کی اطاعت اور باپ کی اطاعت کے درمیان تعارض	۴
۱۰۵	دارالحرب میں مقیم والدین و اکابر کے ساتھ حسن سلوک	۶
۱۰۵	حسن سلوک کس طرح کیا جائے؟	۷
۱۰۷	تجارت یا طلب علم کے لئے سفر کی خاطر والدین کی اجازت	۹
۱۰۷	نوافل کے ترک یا ان کو توڑنے میں والدین کی اطاعت کا حکم	۱۰
۱۰۸	فرض کفایہ کے ترک میں ان کی اطاعت کا حکم	۱۱
۱۰۸	بیوی کو طلاق دینے کے مطالبہ میں ان کی اطاعت کا حکم	۱۲
۱۰۸	ارتکاب معصیت یا ترک واجب کے امر میں ان کی اطاعت کا حکم	۱۳
۱۰۹	والدین کی مافرمائی اور دنیا و آخرت میں اس کی سزا	۱۴
۱۱۰	مافرمائی کی سزا	۱۵
۱۱۱-۱۱۳	برزخ	۱۴-۱
۱۱۱	تعریف	۱
۱۱۱	متعلقہ الفاظ: محمد رو (پردہ نشین)	۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۱۱	اہمالی حکم	۳
۱۱۲	بحث کے مقامات	۴
۱۱۲-۱۱۳	برسام	۴-۱
۱۱۲	تعریف	۱
۱۱۲	محتاجۃ النظارۃ منہ، جنون	۲
۱۱۳	اہمالی حکم اور بحث کے مقامات	۴
۱۱۳-۱۱۴	برص	۶-۱
۱۱۳	تعریف	۱
۱۱۳	محتاجۃ النظارۃ ہڈام، بہت	۲
۱۱۴	برص کے مخصوص احکام	
۱۱۴	برص کی وجہ سے فتح نکاح میں خیار کا ثبوت	۳
۱۱۴	مسجد میں برص کے آنے کا حکم	۴
۱۱۵	برص سے مصافحہ اور معافیت	۵
۱۱۵	برص کی امامت کا حکم	۶
۱۱۵	برکۃ	
	دیکھئے: تشہید، تحیۃ	
۱۱۵	برکۃ	
	دیکھئے: میاد	
۱۱۶-۱۱۷	برماج	۴-۱
۱۱۶	تعریف	۱

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۱۶	متعلقہ الفاظ: رقم، نمونہ	۲
۱۱۶	اجمالی حکم	۴
۱۱۸-۱۱۷	۷۷	۲-۱
۱۱۷	تعریف	۱
۱۱۸	بحث کے مقامات	۲
۱۱۸	۷۷	
	دیکھئے: طاق	
۱۱۸	بِزاق	
	دیکھئے: بساق	
۱۱۸-۱۱۹	بساط لمبیں	۳-۱
۱۱۸	تعریف	۱
۱۱۹	اجمالی حکم	۳
۱۲۰-۱۳۰	بسم	۱۲-۱
۱۲۰	تعریف	۱
۱۲۰	بسم قرآن کریم کا ترجمہ ہے	۲
۱۲۲	بغیر پاکی کے بسم اللہ پڑھنے کا حکم	۴
۱۲۳	نماز میں بسم اللہ پڑھنا	۵
۱۲۶	بسم اللہ پڑھنے کے دوسرے مواقع	
۱۲۶	لغف: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت تسمیہ	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۲۶	ب: وضو کے وقت تہیہ	۷
۱۲۷	ج: ذبح کے وقت تہیہ	۸
۱۲۸	د: شکار پر تہیہ	۹
۱۲۹	ه: کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا	۱۰
۱۲۹	و: تیمم کے وقت تہیہ	۱۱
۱۲۹	ز: ہر اہم کام کے وقت تہیہ	۱۲
۱۳۱ - ۱۳۳	بشارت	۱-۵
۱۳۱	تعریف	۱
۱۳۱	متعلقہ الفاظ: خبر جعل (معاوضہ)	۲
۱۳۱	اجمالی حکم	۳
۱۳۳	بحث کے مقامات	۵
۱۳۴ - ۱۳۵	بصاق	۱-۴
۱۳۴	تعریف	۱
۱۳۴	متعلقہ الفاظ: تھل، لعاب	۲
۱۳۴	اجمالی حکم	۳
۱۳۶ - ۱۳۷	بھر	۱-۶
۱۳۶	تعریف	۱
۱۳۶	اجمالی حکم	۲
۱۳۶	آنکھ پر جہالت	۲
۱۳۶	نماز میں بھر بھر دیکھنا	۳
۱۳۷	نماز کے باہر دعا میں آسمان کی جانب نگاہ اٹھانے کا حکم	۴
۱۳۷	ایسی چیز سے نگاہ نہ اٹھانی کرنا جو حرام ہے	۵
۱۳۷	بحث کے مقامات	۶

فقیرہ	عنوان	صفحہ
	بضاعت	۱۳۸
	دیکھئے: اہضاعت	
	بضع	۱۳۸
	دیکھئے: فرن	
۷-۱	بطالت	۱۳۸-۱۴۱
۱	تعریف	۱۳۸
۲	اس کا شرعی حکم	۱۳۸
۳	توکل ہے روزگاری کا دایمی نہیں	۱۳۹
۴	عبادت ہے روزگاری کے لئے وجہ جواز نہیں	۱۴۰
۵	ہے روزگار کے نفقہ کے مطالب پر ہے روزگاری کا اثر	۱۴۰
۶	زکاۃ کا مستحق ہونے میں ہے روزگاری کا اثر	۱۴۰
۷	روزگار نہ ہونے کی وجہ سے حکومت اور معاشرہ کی جانب سے	
	ہے روزگاروں کی کنالٹ	۱۴۱
۷-۱	بطالت	۱۴۱-۱۴۵
۱	تعریف	۱۴۱
۲	متعلقہ اتناظ: حاشیہ، اہل شوری	۱۴۲
	بطالت سے متعلق احکام	۱۴۲
۳	اہل: بطالت بمعنی انسان کے خواہ	۱۴۲
۴	صالح خواہ کا انتخاب	۱۴۲
۵	غیر مومنین میں سے خواہ کا انتخاب	۱۴۳
۶	دوم: کپڑے کا اندرونی حصہ	۱۴۴

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۴۴	ایسے کپڑے پر نماز جس کا اندرونی حصہ پاک ہو	۶
۱۴۴	مرد کے لئے ایسے کپڑے پہننے کا حکم جس کا اندرونی حصہ درشتی ہو	۷
۱۴۵ - ۱۶۳	بطلان	۱ - ۳۰
۱۴۵	تعریف	۱
۱۴۶	متعلقہ اناطہ: فساد، صحت، اعتقاد	۲ - ۴
	دنیا میں تعارف کے بطلان اور اثرات میں اس کے اثر کے	۵
۱۴۶	بطلان کے درمیان لازم کا نہ ہونا	
۱۴۸	جان بوجہ کر یا لاشعری میں باطل تعارف پر اقدام کا حکم	۷
۱۴۹	باطل عمل کرنے والے پر تکبیر کرنا	۹
۱۴۹	بطلان اور فساد کے درمیان فرق میں اختلاف اور اس کا سبب	۱۰
۱۵۱	تجوئی بطلان	۱۳
۱۵۲	کوئی شی باطل ہو تو جو اس کے ضمن میں ہے اور جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوگا	۱۶
۱۵۴	باطل عقد کو صحیح بنانا	۱۸
۱۵۵	طویل مدت گذرنے یا حاکم کے فیصلے سے باطل صحیح نہیں ہوگا	۲۲
۱۵۷	بطلان کے آثار	
۱۵۷	اول: عبادات میں	۲۴
۱۵۸	دوم: معاملات میں بطلان کا اثر	۲۵
۱۵۹	ضمان	۲۶
۱۶۰	نکاح میں بطلان کا اثر	۲۸
۱۶۱	الف - مہر	۲۹
۱۶۲	ب - عدت اور نسب	۳۰
۱۶۳	بعض	
	دیکھئے: ہضرت	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۶۷-۱۶۴	بھیہ	۹-۱
۱۶۴	تعریف	۱
۱۶۴	متعلقہ الفاظ	۲
۱۶۷-۱۶۴	اجمالی حکم	۹-۳
۱۶۴	طہارت کے باب میں	۳
۱۶۵	نماز کے باب میں	۴
۱۶۶	زکوٰۃ کے باب میں	۵
۱۶۶	صدقہ منظر کے باب میں	۶
۱۶۶	طلاق، طہار اور آزادی غلام کے باب میں	۷
۱۶۶	شہادت کے باب میں	۸
۱۶۷	بھیہ کی وجہ سے غلام کی آزادی	۹
۱۶۸-۱۶۷	بغاء	۲-۱
۱۶۷	تعریف	۱
۱۶۸	زانیہ عورت کے مہر لینے کا حکم	۲
۱۶۷-۱۶۸	بغاء	۳۹-۱
۱۶۸	تعریف	۱
۱۶۹	متعلقہ الفاظ: خوارج، مجاہدین	۳-۲
۱۷۰	بغی کا شرعی حکم	۳
۱۷۱	بغوات کے تحقق کی شرطیں	۶
۱۷۲	کس امام کے خلاف خروج بغاوت ہے	۷
۱۷۲	بغوات کی علامات	۸
۱۷۳	اہل فتنہ سے تمیز رکھنے کی روشنی	۹
۱۷۴	باغیوں کے تین امام کی ذمہ داری	۱۰

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۷۴	الف: قتال سے پہلے	۱۰
۱۷۶	ب: باغیوں سے قتال	۱۱
۱۷۸	باغیوں سے جنگ میں معاہدت	۱۲
۱۷۹	باغیوں سے قتال کی شرائط اور اس کے امتیازات	۱۳
۱۷۹	باغیوں سے قتال کی کیفیت	۱۴
۱۸۱	بدمر پیار باغی عورت	۱۵
۱۸۱	باغیوں کے مہول کٹیمت بنانا، ان کو ضائع کرنا اور ان کا نشان	۱۶
۱۸۲	اہل عدل کا باغیوں کو نقصان پہنچانا	۱۷
۱۸۲	باغیوں کا اہل عدل کو نقصان پہنچانا	۱۸
۱۸۳	باغی مقتولین کا مسئلہ کرنا	۱۹
۱۸۴	باغی قیدی	۲۰
۱۸۵	قیدیوں کا فدیہ	۲۱
۱۸۵	باغیوں سے مصالحت	۲۲
۱۸۶	کن باغیوں کا قتل جائز نہیں	۲۳
۱۸۶	قدرت کے باوجود جنگ نہ کرنے والوں کا باغیوں کے ساتھ شریک ہونا	۲۵
۱۸۷	باغیوں میں سے حرم سے قتال کا حکم	۲۶
۱۸۸	مقتول باغی سے عادل کی وراثت اور اس کے برعکس	۲۷
۱۸۹	باغیوں سے قتال کے لئے کن اسلحوں کا استعمال جائز ہے	۲۸
۱۸۹	باغیوں کا ان سے مقبوضہ ہتھیار سے مقابلہ	۲۹
۱۹۰	باغیوں سے قتال میں شریکین سے مدد	۳۰
۱۹۰	باغیوں سے معرکہ کے مقتولین اور ان کی نماز جنازہ	۳۱
۱۹۱	باغیوں کی باہمی لڑائی	۳۲
۱۹۲	باغیوں کا کفار سے مدد لینا	۳۳
۱۹۳	باغی کو عادل کی جانب سے لمان فرام کرنا	۳۴
۱۹۳	باغیوں کے امام کے تصرفات	۳۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۹۳	لطف: زکاۃ، جز یہ ہشر اور شرانج کی وصولی	۳۵
۱۹۵	بہ باغیوں کا فیصلہ اور اس کا نفاذ	۳۶
۱۹۶	بہ باغی تاقی کا خط عادل تاقی کے نام	۳۷
۱۹۶	وہ باغیوں کا اجراءے حدود اور ان پر حدود کا وجوب	۳۸
۱۹۷	باغیوں کی شہادت	۳۹

فہمی

دیکھئے: بغاۃ

۱۹۸-۲۰۶	بقر	۱-۱۷
۱۹۸	تعریف	۱
۱۹۸	گائے کی زکاۃ	۲
۱۹۸	بقر میں وجوب زکاۃ کی شرائط	۳
۱۹۹	چنے کی شرط	۴
۱۹۹	جنگلی گائے پر زکاۃ	۵
۲۰۰	پائو اور جنگلی سے مل کر پیدا ہونے والے جانور میں کی زکاۃ	۶
۲۰۰	گائے کی زکاۃ میں سال گزرنے کی شرط	۷
۲۰۱	نسب مکمل ہونے کی شرط	۸
۲۰۲	تر بانی میں کافی ہونے والے جانور	۱۰
۲۰۳	ہڈی میں گائے	۱۲
۲۰۴	تھلید (قلاوہ ڈالنے) کا حکم	۱۳
۲۰۴	گائے کا ذبح	۱۴
۲۰۴	سواری کے لئے گائے کا استعمال	۱۵
۲۰۵	گائے کا پیشاب و رگوں	۱۶
۲۰۵	دیت میں گائے کا حکم	۱۷

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۰۶-۲۱۵	بکاء	۱-۱۹
۲۰۶	تعریف	۱
۲۰۷	متعلقہ الفاظ: میاح، صراخ، نباح، ندب، نحب یا نحب، غویل	۲-۶
۲۰۷	بکاء کے اسباب	۷
۲۰۷	مصیبت میں رونے کا شرعی حکم	۸
۲۰۸	اللہ کے خوف سے رونا	۹
۲۱۰	نماز میں رونا	۱۲
۲۱۱	قرآن پڑھتے وقت رونا	۱۳
۲۱۲	موت کے وقت اور اس کے بعد رونا	۱۴
۲۱۳	قبر کی زیارت کے وقت رونا	۱۵
۲۱۴	رونے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا	۱۶
۲۱۴	ولادت کے وقت بچہ کے رونے کا اثر	۱۷
۲۱۴	کنواری لڑکی کا شادی کے لئے اجازت طلبی کے وقت رونا	۱۸
۲۱۵	آدمی کا رونا کیا اس کے صدق گفتاری کی ملامت ہے؟	۱۹
۲۱۶-۲۲۳	بکارۃ	۱-۱۳
۲۱۶	تعریف	۱
۲۱۶	متعلقہ الفاظ: عذرة، شیوہ، بت	۲-۳
۲۱۷	اختلاف کے وقت بکارت کا ثبوت	۴
۲۱۷	عقد نکاح میں بکارت کا اثر	۵
۲۱۷	کنواری عورت کی اجازت کس طرح ہوگی	۵
۲۱۸	ولی کی شرط یا عدم شرط	۷
۲۱۹	بکارت کے باوجود اجبار کب ختم ہوگا؟	۸
۲۱۹	شوہر کی جانب سے زوجہ کی بکارت کی شرط	۹
۲۲۱	حکمی بکارت، نیز اجبار اور عورت کی اجازت کی معرفت میں اس کا اثر	۱۰

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۲۱	بغیر جماع کے بالقصد پر دو بکارت زائل کرنا اور اس کا اثر	۱۱
۲۲۲	جماع کے بغیر انگلی سے بکارت دور کر دینے کی صورت میں مہر کی مقدار	۱۲
۲۲۲	بکارت کا دعویٰ اور قسم لینے پر اس کا اثر	۱۳
۲۲۳	بلاغ	
	دیکھئے: تبلیغ	
۲۲۶-۲۲۴	بلعوم	۴-۱
۲۲۴	تعریف	۱
۲۲۴	بلعوم سے متعلق احکام	۱۱
۲۲۴	الف: روزہ اور اس کو توڑنے سے متعلق احکام	۲
۲۲۴	ب: تذکیہ و بیح سے متعلق احکام	۳
۲۲۵	ج: جنابت سے متعلق احکام	۴
۲۲۶	بلغم	
	دیکھئے: نجات	
۲۲۵-۲۲۶	بلوغ	۴۴-۱
۲۲۶	تعریف	۱
۲۲۶	متعلقہ اقسام: کبر، ادراک، حلم و احتیام، مرد و عفت، رشد، رشک	۲-۷
۲۲۸	مرد و عورت اور منث میں بلوغ کی فطری علامات	۸
۲۲۸	احتیام	۹
۲۲۸	انبات	۱۰
۲۳۰	عورت کی مخصوص علامات بلوغ	۱۵
۲۳۱	منث کی فطری علامات بلوغ	۱۷

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۳۲	عمر کے ذریعہ بلوغ	۲۰
۲۳۳	بلوغ کی ادنیٰ عمر جس سے قبل دعوائے بلوغ درست نہیں	۲۱
۲۳۳	بلوغ کا ثبوت	۲۲
۲۳۳	پہلا طریقہ: اقرار	۲۲
۲۳۴	دوسرا طریقہ: اذنیات	۲۳
۲۳۵	فقہاء کے نزدیک احکام شرعیہ کے لازم کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۴
۲۳۶	جن احکام کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۵
۲۳۶	الف: جن کے وجوب کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۵
۲۳۷	ب: جن احکام کی محنت کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۶
۲۳۷	بلوغ سے ثابت ہونے والے احکام	۲۷
۲۳۷	اول: طہارت کے باب میں	۲۸
۲۳۷	اعادہ: تیمم	۲۸
۲۳۸	دوم: نماز کے باب میں	۲۹
۲۳۹	سوم: روزہ	۳۲
۲۴۰	چہارم: زکاۃ	۳۵
۲۴۱	پنجم: حج	۳۶
۲۴۲	ششم: خیار بلوغ	۳۹
۲۴۲	بچپن میں لڑکی یا لڑکے کی شادی پر اختیار	۳۹
۲۴۴	ہفتم: بلوغ کی وجہ سے ولایت علیٰ انفس کا اختتام	۴۳
۲۴۵	ہشتم: ولایت علیٰ اہمال	۴۴
۲۴۶-۲۵۳	بناء	۲۵-۱
۲۴۶	تعریف	۱
۲۴۶	متعلقہ القاطنہ: ترمیم، عمارت، اصل، عطار	۵-۲
۲۴۷	اجمالی حکم	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۴۷	اول: بناء (بمختی مکان بنانا)	۶
۲۴۷	مکان کی تعمیر کا ولیہ	۷
۲۴۸	بناء کے احکام	۸
۲۴۸	الف: کیا تجارت منقول اشیاء میں ہے؟	۸
۲۴۸	ب: تجارت پر قبضہ	۹
۲۴۸	ج: بحر و خست شدہ مکان میں شغل	۱۰
۲۴۸	د: مباح زمینوں میں تعمیر	۱۱
۲۴۹	ه: زمین کو تعمیر کے لئے قبضہ میں لینا	۱۲
۲۴۹	و: غصب کی ہوئی اراضی میں تعمیر	۱۳
۲۴۹	ز: کرایہ کی زمین پر تعمیر	۱۴
۲۵۰	ح: عاریہ کی ہوئی زمین میں تعمیر	۱۵
۲۵۱	ط: موقوفہ اراضی میں تعمیر	۱۶
۲۵۱	ی: مساجد کی تعمیر	۱۷
۲۵۱	ک: نجاست آئینہ ایٹ سے تعمیر	۱۸
۲۵۲	ل: قبروں پر تعمیر	۱۹
۲۵۲	م: مشترکہ مقامات پر تعمیر	۲۰
۲۵۲	ن: حمام کی تعمیر	۲۱
۲۵۲	دوم: عبادات میں بناء	۲۲
۲۵۳	نماز میں بھول جانے والے کا اپنے یقین پر بناء کرنا	۲۳
۲۵۳	جمعہ کے خطبہ میں بناء	۲۴
۲۵۳	طواف میں بناء	۲۵
۲۵۳	بناء بالزوجه	

دیکھئے: دخول

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۵۳	بناء فی العبادات	دیکھئے: استخفاف
۲۵۳	بنان	دیکھئے: اصبع
۲۵۴-۲۵۵	بنت	۱-۶
۲۵۴	تعریف	۱
۲۵۴	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۲
۲۵۴	الف۔ نکاح	۲
۲۵۴	نکاح میں ولایت	۴
۲۵۴	ب۔ بیٹی کی وراثت	۵
۲۵۵	ج۔ نفقہ	۶
۲۵۶-۲۵۵	بنت المومن	۱-۴
۲۵۵	تعریف	۱
۲۵۵	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۲
۲۵۵	نکاح	۲
۲۵۶	زکاة	۳
۲۵۶	زرائع	۴
۲۵۶	بنت لیون	
	دیکھئے: ابن لیون	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۵۶	بنت مخاض	دیکھئے: ابن مخاض
۲۵۸-۲۵۷	بج	۷-۱
۲۵۷		۱
۲۵۷		۲-۳
۲۵۷		۴
۲۵۷		۵
۲۵۸		۶
۲۵۸		۷
۲۵۸	بندق	دیکھئے: صید
۲۵۸	بنوۃ	دیکھئے: ابن
۲۵۸	بہتان	دیکھئے: افتراء
۲۵۸	بیہمت	دیکھئے: حیومن
۲۵۸	بول	دیکھئے: قضاء الحاجۃ

صفحہ	عنوان	فقہ
۲۵۹	بیات	دیکھئے: بیتونہ
۲۵۹-۲۶۵	بیان	۱-۱۵
۲۵۹	تعریف	۱
۲۶۰	متعلقہ الفاظ: تفسیر، تاویل	۲-۳
۲۶۰	اصولیں کے نزدیک بیان سے متعلق احکام	۴
۲۶۰	قول بوجہ فعل کے ذریعہ بیان	۴
۲۶۱	بیان کے انواع	۵
۲۶۱	بیان تقریر	۶
۲۶۱	بیان تفسیر	۷
۲۶۲	بیان تفسیر	۸
۲۶۲	بیان تبدیل	۹
۲۶۲	بیان ضرورت	۱۰
۲۶۳	ضرورت کے وقت سے بیان کی تاخیر	۱۱
۲۶۳	فقہاء کے نزدیک بیان سے متعلق احکام	۱۲
۲۶۳	اگر ارکروہ مجہول معنی کا بیان	۱۳
۲۶۵	مبہم طلاق میں بیان	۱۴
۲۶۵	غلام کی مبہم آزادی کا بیان	۱۵
۲۶۶-۲۷۴	بیت	۱-۱۶
۲۶۶	تعریف	۱
۲۶۶	متعلقہ الفاظ: دار، منزل	۲-۳
۲۶۷	گھر کی چھت پر رات گزارنا	۴
۲۶۷	بیت سے متعلق احکام	۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۶۷	لغف: تنج	۵
۲۶۷	ب: خیار رویت	۶
۲۶۸	ج: شفو	۷
۲۶۸	د: اجارہ	۸
۲۶۹	گھر کی چیزوں میں پراوی کے حق کی رعایت	۹
۲۶۹	گھروں میں داخل ہوا	۱۰
۲۷۰	گھر میں داخل ہونے کی باحت	۱۱
۲۷۱	اپنے گھر میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کی دعا	۱۲
۲۷۱	گھر میں مرد اور عورت کی فرض نماز	۱۳
۲۷۳	گھر میں نفل نماز	۱۴
۲۷۳	گھر میں اعتکاف	۱۵
۲۷۴	گھر میں رہنے کی قسم کا حکم	۱۶
۲۷۶-۲۷۴	الہیت الحرام	۲-۱
۲۷۴	تعریف	۱
۲۷۵	اجمالی حکم	۲
۲۷۵	بیت الخلاء	
	دیکھئے: قضاء الحاجہ	
۲۸۱-۲۷۵	بیت الترویجۃ	۱۰-۱
۲۷۵	تعریف	۱
۲۷۵	بیوی کی رہائش میں ملحوظ امور	۲
۲۷۶	بیوی کے گھر کے لئے شرائط	۳
۲۷۸	بیوی کے گھر میں شیر خوار بچہ کی رہائش	۴

صفحہ	عنوان	فقہ
۲۷۸	بیوی کے لئے اپنے مخصوص گھر سے نکلنے کی اجازت	۵
۲۷۸	الف: اپنے گھر والوں سے ملاقات	۵
۲۷۹	ب: عورت کا سفر کرنا اور رہائشی گھر سے باہر رات گزارنا	۶
۲۸۰	ج: اعتکاف	۷
۲۸۰	د: محارم کی دیکھ ریکھ	۸
۲۸۰	ه: ضروریات کی تکمیل کے لئے نکاح	۹
۲۸۱	رہائشی گھر میں رہائش سے بیوی کے انکار کے اثرات	۱۰
۲۸۲-۳۰۲	بیت المال	۲۹-۱
۲۸۲	تعریف	۱
۲۸۳	اسلام میں بیت المال کا آغاز	۳
۲۸۴	بیت المال کے مہول میں تصرف کا اختیار	۵
۲۸۵	بیت المال کے ذرائع آمدنی	۶
۲۸۸	بیت المال کے شعبے اور ہر شعبہ کے مصارف	۷
۲۸۸	پہلا شعبہ: زکوٰۃ کا شعبہ	۸
۲۸۸	دوسرا شعبہ: خمس کا شعبہ	۹
۲۸۹	تیسرا شعبہ: لاوارث مہول کا شعبہ	۱۰
۲۸۹	چوتھا شعبہ: فنی کا شعبہ	۱۱
۲۹۰	مل فنی کے مصارف	۱۲
۲۹۴	بیت المال کے اخراجات میں ترجیحات	۱۳
۲۹۴	بیت المال میں زائد مہول	۱۵
۲۹۵	اگر بیت المال سے حقوق کی ادائیگی نہ ہو سکے	۱۶
۲۹۶	بیت المال پر دیون کے سلسلہ میں امام کے تصرفات	۱۷
۲۹۶	بیت المال کے مہول کا فروغ اور ان میں تصرف	۱۸
۲۹۷	جاگیر دے کر مالک بنادینا	۱۹

صفحہ	عنوان	فقہ
۲۹۸	انتفاع و استفادہ کے لئے جائیداد دینا	۲۰
۲۹۹	ہیت لہال کی جائیداد کا وقف	۲۱
۲۹۹	ہیت لہال کے حقوق ہیت لہال میں لانے سے قبل غلیت میں دے دینا	۲۲
۲۹۹	ہیت لہال کے دیون	۲۳
۲۹۹	ہیت لہال کا انتظام اور اس کا بکاز	۲۴
۳۰۱	ہیت لہال کے موبل پر زیادتی	۲۶
۳۰۲	ہیت لہال کے موبل کے سلسلہ میں مقدمہ	۲۷
۳۰۲	ولایت کی نگرانی بورڈ صلیب کا محاسبہ	۲۸
۳۰۲-۳۰۴	ہیت المقدس	۲-۱
۳۰۴	تعریف	۱
۳۰۴	اہمائی حکم	۲
۳۰۴	ہیت النار	
	دیکھئے: معاجہ	
۳۰۴	ہیتوتہ	
	دیکھئے: سمیت	
۳۰۵-۳۱۰	ہیض	۱۰-۱
۳۰۵	تعریف	۱
۳۰۵	انڈے سے متعلق احکام	۲
۳۰۵	ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانوروں کے انڈے	۲
۳۰۵	جلاوہ (نجاست کھانے والا جانور) کے انڈے	۳
۳۰۵	نجس پانی میں انڈے لانا	۴
۳۰۶	خراب انڈے (جو عام صورت میں خراب ہو جائے)	۵
۳۰۶	موت کے بعد نکلنے والے انڈے	۶

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۰۶	انڈے کا فروختگی	۷
۳۰۸	انڈے میں بیج سالم	۸
۳۰۸	حرم میں اور حالت احرام میں انڈے پر زیادتی	۹
۳۱۰	انڈے کو غصب کرنا	۱۰
۳۱۱-۳۱۰	بطور	۲-۱
۳۱۰	تعریف	۱
۳۱۰	شرعی حکم	۲
۳۲۸-۳۱۵	تراجم فقہاء	



موسوع فقهيہ

بِرّ

دیکھئے ”آبار“۔

باءۃ

تعریف:

۱- ”الباءۃ“ لغت میں نکاح کو کہتے ہیں^(۱)، یہ جماع (مباشرت) سے کنایہ ہے، یا تو اس لئے کہ عام طور پر یہ عمل گھر میں ہوتا ہے یا اس لئے کہ مرد اپنی زوجہ پر قابو یافتہ ہوتا ہے جس طرح اپنے گھر پر قابو یافتہ ہے^(۲)۔

حدیث شریف میں ہے: ”یا معشر الشباب! من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فإنہ یغض للبصر و یحصن للفرج و من لم یستطع فلیصوم فإنہ لہ وجاء“^(۳) (اے نوجوانو! تم میں سے جس کے اندر نکاح کی استطاعت ہو وہ شادی کر لے کہ یہ پست نکاحی برشرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کہ روزہ اس کے لئے توڑ ہے)۔
شمارح منہاج لکھتے ہیں: الباءۃ نکاح کے اُمر اجابت کا نام ہے^(۴)۔

متعلقہ الفاظ:

۲- اُلف - ”الباءۃ“ دہلی کرنے کے معنی میں ہے۔



(۱) لسان العرب، المکیۃ مادہ ”بوا“۔

(۲) المصباح الممیر: مادہ ”باء“۔

(۳) حدیث: ”یا معشر الشباب.....“ کی روایت بخاری (الفتح ۹/۱۱۳ طبع

الترغیب) اور مسلم (۱۰/۱۸۳ طبع المکمل) نے کی ہے۔

(۴) المکمل علی المہاج عتیشہ قلوبی و عمیرہ ۳/۲۰۶ طبع ممبئی المکمل۔

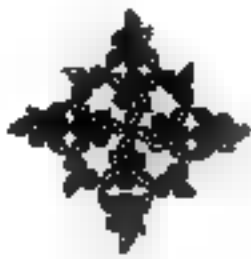
بَاءۃ ۳، بادی

ایسے شخص کے نکاح کی بابت فقہاء کی رائیں مختلف ہیں جس کے پاس نکاح کی استطاعت تو ہو لیکن بطن کی رغبت و شوق دل میں نہ ہو، بعض فقہاء کے نزدیک اس کے لئے نکاح افضل ہے^(۱)، اور دوسرے فقہاء کی رائے میں عبادت کے لئے یکسوئی اس کے حق میں افضل ہے^(۲)۔

اس موضوع کی تفصیلات فقہاء کرام کتاب النکاح کے آغاز میں بیان کرتے ہیں۔

بادی

دیکھئے ”بد“۔



ب۔ ”أهبة النکاح“، یعنی نکاح کے اخراجات مہر وغیرہ پر قدرت، پس یہ ”الباءۃ“ کے معنی میں ہوا ان حضرات کی رائے کے مطابق جو حدیث بالا کی تشریح اس معنی سے کرتے ہیں^(۱)۔

اجمالی حکم:

۳۔ ”الباءۃ“، بمعنی وطاء کے احکام اسی موضوع کے تحت دیکھے جاسکتے ہیں، دیکھئے: اصطلاح ”وطاء“۔

اگر اسے اخراجات نکاح کے معنی میں لیا جائے تو جس شخص کے پاس یہ اخراجات ہوں اور اس کے اندر بطن کی رغبت ہو اور حرام کے ارتکاب کا اندیشہ نہ ہو تو اس کے لئے نکاح مستحب ہے^(۲)، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج...“۔

لیکن اگر حرام کا ارتکاب یقینی ہو تو ایسے شخص پر نکاح فرض ہے، کیونکہ اپنی پاکدامنی اور حرام سے اپنا تحفظ اس پر لازم ہے، ابن عابدین فرماتے ہیں: جس چیز کے بغیر ترک حرام تک رسائی ممکن نہ ہو وہ چیز فرض ہوگی^(۳)۔

اگر استطاعت نکاح پائی جائے لیکن اسے کوئی مرض ہو جیسے بڑھاپا وغیرہ، تو بعض فقہاء نے ایسے شخص کے لئے نکاح کو مکروہ قرار دیا ہے^(۴)، اور بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک عورت کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے نکاح حرام ہے^(۵)۔

(۱) لکھنؤ علی السہاج عاصیہ قلیوبی و عمیرہ ۲۰۱۳ء، طباب ۳۳۳۔

(۲) سابقہ مراجع، المغنی ۳۳۶/۱۔

(۳) المغنی ۳۳۶/۱، ابن عابدین ۲۱۰/۳، شرح السہاج عاصیہ قلیوبی ۲۰۱۳ء۔

(۴) لکھنؤ علی السہاج ۲۰۷۳۔

(۵) المواقی ہاشم لطاب ۳۰۳۔

(۱) المغنی ۳۳۸۔

(۲) حود سابق، لکھنؤ علی السہاج ۲۰۱۳ء۔

باسور

بازلہ

دیکھئے "انذار"۔

تعریف:

۱- "ہزل" کا ایک معنی لغت میں "شق" (پھاڑنا) ہے، کہا جاتا ہے: "ہزل الموجل الشی ہزلہ ہزل" یعنی اس شی کو پھاڑ دیا، بازلہ ایک قسم کا زخم ہے جو جلد کو پھاڑ دیتا ہے، کہا جاتا ہے: "انہزل الطلع" کلی کھل گئی (۱)۔

فقہاء کی اصطلاح میں "بازلہ" وہ زخم ہے جو کھال کو پھاڑ دے اور اس سے خون بہہ جائے، بعض فقہاء بشمول حنفی اسے "دمعہ" کہتے ہیں کہ دمع عین (آنکھ کے آنسو) کی مانند اس سے بھی کم خون نکلتا ہے، اسے "دمیہ" بھی کہا گیا ہے۔

اجمالی حکم:

۲- جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ "بازلہ" (زخم) خواہ جان بوجھ کر ہو یا انجانے، اس میں "حکومت عدل" (ماہرین جو اس کا معاوضہ طے کر دیں) واجب ہے، مالکیہ کے نزدیک اگر عمدہ ہوا ہے تو اس میں قصاص ہے، چونکہ "بازلہ" جنایات کے باب میں زخم کی ایک قسم ہے، اس لئے فقہاء نے قصاص اور دیات کے ابواب میں اس پر غنگو کی ہے، جنایات اور دیات کے ابواب میں اس کی تفصیل ملے گی (۲)۔

(۱) لسان العرب: مادہ "ہزل"۔

(۲) الاختیار ۱/۵۱۳، جامعہ مدرسین ۳/۵۱۳، جوہر والکیل ۳/۲۴۱، شرح روض

مطالب ۳/۲۲، قلیونی ۳/۱۱۳، المغنی ۸/۵۳ طبع اسودیب

بانضہ

تعریف:

۱- لغت میں "بضع" کا ایک معنی ہے پھارنا، کہا جاتا ہے: "بضع الرجل الشيء يعضه" جب کہ آدمی چیز کو پھاڑ دے، اسی سے "بانضہ" ہے، یہ وہ زخم ہے جو کھال کے بعد گوشت کو پھاڑ دے لیکن ہڈی تک نہ پہنچے، اور نہ ہی اس سے خون بہے^(۱)۔
اجمالی حکم:

۲- "بانضہ" سر کے زخم کی ایک قسم ہے، اس کے حکم سے متعلق فقہاء نے جنایات اور دیات کے باب میں گفتگو کی ہے، اس کی تفصیلات بھی ان ہی دونوں بابوں میں ملے گی۔

چنانچہ جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ "بانضہ" میں عمدہ وغیرہ کی صورت میں "حکومت عدل" ہے، اس کی مقدار ہو ہوگی جسے اہل حجرہ جنایت کے عوض کے بطور متعین کر دیں جو اصل متاثرہ عضو کی دیت سے زائد نہ ہو۔

مالکیہ کہتے ہیں: عمدہ کی صورت میں اس میں قصاص ہوگا^(۲)۔



باطل

دیکھئے "بتان"۔

باغی

دیکھئے "بغاۃ"۔

(۱) لسان العرب: مادة "بضع"۔

(۲) الاختیار ۳۱/۵ طبع دار المعرفۃ حلیۃ الدینی ۲۵۱/۳، جوہر والکیل

۲۵۹/۲ طبع المہان شرح المروض ۲۲/۳ طبع المکتب الاسلامی، قلیوبی

۳/۱۱۳، المغنی ۵۳/۸ طبع المیزان۔

النیت کا معنی ہے نیت کو پختہ کر دیا (۱)۔

فقد من ان الفاظ کے معانی لغوی معانی سے مختلف نہیں ہیں، البتہ ثانویہ لفظ "البتہ" سے طلاق کو رجوعی قرار دیتے ہیں اگر مطلقہ مدخول بیا ہو، اور شوہر نے تین طلاق سے کم کی نیت کی ہو (۲)۔

جیسا کہ فقہاء خیار سے عقد کے خالی ہونے کی تعبیر لفظ "البتہ" سے کرتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے: "البيع علی البتہ" (۳) خیار سے خالی بیع۔

اور یہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

اسی طرح جس معتد کو تین طلاق دی گئی ہو یا اس کے اور شوہر کے درمیان محبوب اور منین وغیرہ ہونے کی وجہ سے تفریق کر دی گئی ہو اس کو "معتدۃ البتہ" سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ دھبہ کے برخلاف ہے (۴)۔

اجمالی حکم:

۲- مالکیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو "ہی ہتہ" کہہ کر طلاق دی تو تین طلاق واقع ہوگی، اس لئے کہ اس نے اپنی بیوی کو ایسے لفظ سے طلاق دی ہے جو بیہوشہ (مداہی) کا متقاضی ہے، اور "البتہ" کا ناسخ ہے، گویا اس نے نکاح کو بالکل ہی کاٹ دیا، انہوں نے اس پر عمل صحابہ سے استدلال کیا ہے (۵)۔

(۱) جامع لمروص، المرجع للمعزلی (المرطات)، تہذیب الاسماء واللفاظ، لا ساس، المبرور ص ۲۳۳ مصباح المبرور: مادہ "بتہ"۔

(۲) ابن ماجہ ص ۲۴۹، جوہر الاکلیل، ص ۵۳، الشروانی، ص ۸۷، ص ۸۸، مختصر امرئی مع وام ص ۳۳، طبع مول، وام ص ۱۶۲، طبع مول، قلیوبی ص ۲۵۳، المغنی ص ۲۲۸، طبع سوم۔

(۳) الدرر ص ۱۶، طبع الملی۔

(۴) البحر الرائق ص ۱۶۳، ابن ماجہ ص ۷۷۲۔

(۵) جوہر الاکلیل، ص ۲۵۳، المغنی ص ۲۲۸، طبع الملی۔

بتات

تعریف:

۱- لغت میں "بتات" کے معنی ہیں جز سے کاٹنا، کہا جاتا ہے: "بتت العجل" یعنی میں نے رسی کو پوری طرح سے کاٹ دیا، اور کہا جاتا ہے: "طلقتها ثلاثاً بتة وبتاتاً" (اس نے اسے تین بتہ طلاق دی) یعنی کاٹ دینے والی، جدا کر دینے والی، اس کا مطلب اس طرح کاٹنا ہے جس میں رجوع نہ ہو، اسی طرح کہا جاتا ہے: "الطلاق الواحدة قَبْتُ قَبْتُ" یعنی ایک طلاق نکاح کے رشتہ کو کاٹ دیتی ہے جبکہ عدت گزر جائے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: "حلف علی ذلک یحییٰ بتاً وبتة وبتاتاً" اس نے ناسخ پر ایسی قسم کھائی جس کو پورا ہی کر دیا۔

"بتات" ہی کی طرح لفظ "بتہ" بھی ہے اور یہ "بتہ" فعل کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: اس نے کاٹ دیا، کہا جاتا ہے: "بت الرجل طلاق امرأته، وبت امرأته" جب اپنی بیوی کو رجعت سے کاٹ دے، اور "ابت طلاقها" کا بھی یہی معنی ہے۔

اسی طرح دونوں فعل "بتہ" اور "ابتہ" لازم استعمال ہوتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے: "بت طلاقها" اور "ابتہ" اور "طلاق بات وبت"، اسی طرح "بتہ" لازم کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: "بت القاضی حکم علیہ" جب قاضی قطعی فیصلہ کر دے یعنی حکم کو لازم کر دے، اور "بت

ہیات ۳

”شہادت“ کے باب میں فقہاء نے ”بیت البت“ کا ذکر کیا ہے جس کے مقابلہ میں ”بیت السماع“ ہے، اور کب پہلا بیت دوسرے پر مقدم ہوگا (۱)۔

اور بیع کے باب میں ”البيع علی البت“ کا تذکرہ اختیار والی بیع کے مقابلہ میں آیا ہے (۲)۔

حنفیہ کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی، اس لئے کہ اس نے طلاق کو ایسے لفظ سے بیان کیا جو جدائی کا احتمال رکھتا ہے (۱)، اور امام شافعی نے فرمایا: اس کی نیت کی طرف رجوع کیا جائے گا، حنابلہ کی ایک روایت بھی یہی ہے، حنابلہ میں سے ابو الخطاب نے اس کو اختیار کیا ہے (۲)۔

اس سلسلہ میں مکمل بحث کی جگہ ”کتاب الطلاق“ ہے۔

بحث کے مقامات:

۳- فقہاء نے ہیات - اور اس کے مثل بقیہ مصادر و مستقالت - پر کتاب الطلاق میں الفاظ طلاق کے سیاق میں تفکیر فرمائی ہے جیسا کہ گذرا۔

اسی طرح کتاب العدة میں ”معتدة البت“ اور اس پر سوگ منانے کے وجوب کے ذیل میں بھی تفکیر کی ہے (۳)۔

اور ظہار کے باب میں ذکر کرتے ہیں کہ جدائی بیوی پر لازم ہو جاتی ہے اگر شوہر نے اس سے کتابیہ کے لفظ سے ظہار کیا اور اس سے طلاق مراد لی، اس سلسلہ میں مزید تفصیل بھی ہے (۴)۔

اور ”ایمان“ میں فقہاء ”الحلف علی البت“ کا معنی ذکر کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں ”الحلف علی العلم“ یا ”علی نفی العلم“ ہے، اور یہ ذکر کرتے ہیں کہ کس صورت میں قسم کھانے والے سے ”حلف علی البت“ لیا جائے گا (۵)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۳۳۹

(۲) الشروانی ص ۲۸۷ طبع المیہ، مختصر لہری ص ۷۲ طبع مولہ وام ص ۱۶۳ اور اس کے بعد کے صفحات ۱۶۷-۱۶۸

(۳) البحر الرائق ص ۳۳۹، ابن ماجہ ص ۱۷۷

(۴) الشرح المفید ص ۳۹۹ طبع دار الفعارف

(۵) المنہج ص ۲۳۰ طبع دوم ص ۱۷۸ طبع مولہ نیر دیکھئے مکتوبہ ص ۳۹۲

(۱) الشرح المفید ص ۲۷۸ طبع دار الفعارف

(۲) الدوسقی ص ۱۶

دلی دونوں ہڈیوں کا دھنا بھی واجب ہے، لہذا جب ایک ہڈی ختم ہوگئی تو دوسری دھونی جائے گی، اور اگر دونوں کہنیوں کے اوپر سے کاٹا گیا ہو تو دھنا ہی ساتھ ہو جائے گا، اس لئے کہ دھونے کا محل باقی نہیں رہا (۱)۔
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ”خمو“ اور ”غسل“ کی اصطلاح۔

بتر

کسی ضرورت سے اعضا کو کاٹنا:

۴- اگر پورے جسم میں بیماری کے پھیلنے کا اندیشہ ہو تو جسم کی حفاظت کے لئے فاسد عضو کو کاٹ دینا جائز ہے۔

تفصیل ”طب“ اور ”تدبوی“ کی اصطلاحات میں دیکھی جائے۔

جنایات میں اعضا کاٹنا:

۵- دھرے کے اعضا کو جان بوجھ کر ظلماً کاٹنے میں قصاص واجب ہوتا ہے، ان شرائط کے ساتھ: جن کو قتل سے کم درجہ کی جنایت کے قصاص کی بحثوں میں بیان کیا گیا ہے، اور کبھی بعض ان مخصوص اسباب کی بنا پر قصاص سے گریز بھی کر لیا جاتا ہے جن کا ذکر متعلقہ مقام میں ملتا ہے۔

دیکھئے اصطلاح ”قصاص“ اور ”جنایات“۔

رہی بات خطا عضو کو کاٹنے کی تو اس صورت میں اس عضو کے لئے شریعت میں مقررہ دیت یا تاوان بالاتفاق واجب ہوگا، اس کی مقدار کاٹنے والے عضو کے فرق سے مختلف ہوگی (۲)، دیکھئے: اصطلاح ”دیت“۔

تعریف:

۱- لغت میں ”بتر“ کے معنی کسی چیز کو جز سے کاٹنا ہے، کہا جاتا ہے: ”بتر الذنب أو العضو“ جب دم یا عضو کو جز سے کاٹ دے، جیسا کہ اس لفظ کا اطلاق کسی چیز کو تمام کاٹنے پر بھی ہوتا ہے اس طور پر کہ اس عضو کا کچھ حصہ باقی رہ جائے۔

فقہاء کے نزدیک اس لفظ کا استعمال اصطلاحاً ان دونوں معنوں میں ہوا ہے، اور کبھی اس لفظ کا اطلاق ہر قسم کے کاٹنے پر بھی ہوتا ہے، اور اس معنی میں کہا جاتا ہے: ”سوف بتار“ یعنی کاٹنے والی کوار۔

اجمالی حکم:

۲- کاٹنا یا تو بطور جنایت کے ظلماً ہوگا شوہر، عمار، بیوا، غلط، اور یہ حرام ہے، یا کسی حق کی وجہ سے ہوگا جیسے حد یا قصاص کے طور پر ہاتھ کاٹنا، یا بطور وسائلِ علاج ہوگا مثلاً: ۱۔ سور میں جتا ہاتھ کا کاٹنا تاکہ بدن کے دھرے حصہ میں بیماری سرایت نہ کر جائے۔

کٹے عضو کی طہارت:

۳- جس شخص کا ہاتھ کہنی کے نیچے سے کاٹا گیا ہو تو (خمو میں) غرض کی باقی ماندہ جگہ کو دھوئے گا، اور اگر کہنی ہی سے کاٹا گیا ہو تو اس ہڈی کو دھوئے گا جو بازو کے کنارہ پر ہے، اس لئے کہ کھائی اور بازو کی باہم ملنے

(۱) ابن ماجہ ۱/۵۵، تخریج ۱/۱۲۳ طبع موقوف ومان قلیوبلی ۱۳۹۶ھ، المغنی ۱/۱۳۳۔

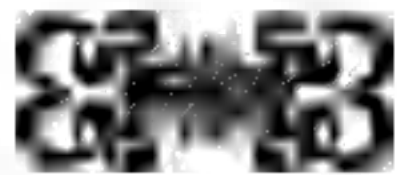
(۲) ابن ماجہ ۵/۵۳، تخریج ۵/۴۵، المغنی ۱/۵۸، الدرر ۴/۲۵۳، طبع دار الفکر۔

جانور کے کٹے ہوئے اعضاء:

۶- زندہ ماکول اللحم جانور کے اعضاء میں سے جو حصہ کاٹ لیا گیا ہو وہ کھانے اور نجاست یا طہارت میں مردار کے حکم میں ہے، چنانچہ بکری کا کوئی حصہ کاٹ لیا گیا ہو یا اس کی ران کاٹ لی گئی ہو تو یہ حائل نہیں ہے، اور اگر کسی نے پھلی کو مارا اور اس کا ایک حصہ کاٹ لیا تو اس کا کھانا حائل ہوگا، اس لئے کہ اس کا مردار بھی حائل ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "ما قطع من البهيمة - وهي حية - فهو كميت" (۱) (زندہ جانور کا جو حصہ کاٹ لیا گیا ہو وہ مردہ کی طرح ہے)۔

اس مسئلہ میں اختلاف اور تفصیل ہے جو اپنے مقام پر مذکور ہے۔ (دیکھئے: صید، ذبائح)۔

انسان کا جو عضو کاٹ دیا گیا ہو اس کے غسل، بتخمين (۲) اور تدفین کے واجب ہونے اور اس کی طرف دیکھنے کے مسئلہ میں اس کا حکم فی الجملہ مرد انسان کے حکم کی مانند ہے، (دیکھئے: جنازہ)۔



بتراء

تعریف:

۱- "بتر" کا لغوی معنی ہے: کاٹنا، بکریوں میں "بتراء" نامکمل دم کٹی بکری کو کہتے ہیں، مادہ کو "بتراء" اور زکو "بتر" کہا جاتا ہے۔
اسطلاح میں اس کا معنی اس کے لغوی معنی سے مختلف نہیں ہے (۱)۔

اجمائی حکم:

۲- علماء نے لفظ "بتراء" چلتی کٹی بکری کے لئے استعمال کیا ہے، چنانچہ انہوں نے ہدی اور قربانی کے باب میں اس کے تعلق سے گفتگو کی ہے، حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک "بتر" ان عیوب میں سے ہے جو ہدی اور قربانی کی تکمیل میں مانع ہوتے ہیں۔
اور حنابلہ نے اس کو ایسا عیب نہیں شمار کیا ہے جو تکمیل میں مانع ہو (۲)، (دیکھئے: اضیہ اور ہدی)۔

(۱) حدیث: "ما قطع من البهيمة....." کی روایت احمد (۲۱۸/۵) طبع المیوینہ (اور حاکم (۳۹۸/۳) طبع درمۃ المعارف اجماعیہ) نے کی ہے وہی نے اس کی تصحیح اور ساقی کی ہے۔

(۲) ابن ماجہ میں ۳۸، ۵۸۰، الدرر ۵۳، قلیبی ۵۳۸، ۵۳۲، ۵۳۳، المغنی ۵۳-۵۲، ۵۵۱/۸-۵۵۷، المغنی ۲۳۱-۲۳۲ شرح الروضہ ۱۱، ۱۰-۱۱۔

(۱) المصباح لسان العرب ۱۰۷ "بتر"۔
(۲) ابن ماجہ ۲۵۱/۲، ۲۵۱/۵، ۲۵۱/۶، ۲۵۱/۷، ۲۵۱/۸، ۲۵۱/۹، ۲۵۱/۱۰، ۲۵۱/۱۱، ۲۵۱/۱۲، ۲۵۱/۱۳، ۲۵۱/۱۴، ۲۵۱/۱۵، ۲۵۱/۱۶، ۲۵۱/۱۷، ۲۵۱/۱۸، ۲۵۱/۱۹، ۲۵۱/۲۰، ۲۵۱/۲۱، ۲۵۱/۲۲، ۲۵۱/۲۳، ۲۵۱/۲۴، ۲۵۱/۲۵، ۲۵۱/۲۶، ۲۵۱/۲۷، ۲۵۱/۲۸، ۲۵۱/۲۹، ۲۵۱/۳۰، ۲۵۱/۳۱، ۲۵۱/۳۲، ۲۵۱/۳۳، ۲۵۱/۳۴، ۲۵۱/۳۵، ۲۵۱/۳۶، ۲۵۱/۳۷، ۲۵۱/۳۸، ۲۵۱/۳۹، ۲۵۱/۴۰، ۲۵۱/۴۱، ۲۵۱/۴۲، ۲۵۱/۴۳، ۲۵۱/۴۴، ۲۵۱/۴۵، ۲۵۱/۴۶، ۲۵۱/۴۷، ۲۵۱/۴۸، ۲۵۱/۴۹، ۲۵۱/۵۰، ۲۵۱/۵۱، ۲۵۱/۵۲، ۲۵۱/۵۳، ۲۵۱/۵۴، ۲۵۱/۵۵، ۲۵۱/۵۶، ۲۵۱/۵۷، ۲۵۱/۵۸، ۲۵۱/۵۹، ۲۵۱/۶۰، ۲۵۱/۶۱، ۲۵۱/۶۲، ۲۵۱/۶۳، ۲۵۱/۶۴، ۲۵۱/۶۵، ۲۵۱/۶۶، ۲۵۱/۶۷، ۲۵۱/۶۸، ۲۵۱/۶۹، ۲۵۱/۷۰، ۲۵۱/۷۱، ۲۵۱/۷۲، ۲۵۱/۷۳، ۲۵۱/۷۴، ۲۵۱/۷۵، ۲۵۱/۷۶، ۲۵۱/۷۷، ۲۵۱/۷۸، ۲۵۱/۷۹، ۲۵۱/۸۰، ۲۵۱/۸۱، ۲۵۱/۸۲، ۲۵۱/۸۳، ۲۵۱/۸۴، ۲۵۱/۸۵، ۲۵۱/۸۶، ۲۵۱/۸۷، ۲۵۱/۸۸، ۲۵۱/۸۹، ۲۵۱/۹۰، ۲۵۱/۹۱، ۲۵۱/۹۲، ۲۵۱/۹۳، ۲۵۱/۹۴، ۲۵۱/۹۵، ۲۵۱/۹۶، ۲۵۱/۹۷، ۲۵۱/۹۸، ۲۵۱/۹۹، ۲۵۱/۱۰۰، ۲۵۱/۱۰۱، ۲۵۱/۱۰۲، ۲۵۱/۱۰۳، ۲۵۱/۱۰۴، ۲۵۱/۱۰۵، ۲۵۱/۱۰۶، ۲۵۱/۱۰۷، ۲۵۱/۱۰۸، ۲۵۱/۱۰۹، ۲۵۱/۱۱۰، ۲۵۱/۱۱۱، ۲۵۱/۱۱۲، ۲۵۱/۱۱۳، ۲۵۱/۱۱۴، ۲۵۱/۱۱۵، ۲۵۱/۱۱۶، ۲۵۱/۱۱۷، ۲۵۱/۱۱۸، ۲۵۱/۱۱۹، ۲۵۱/۱۲۰، ۲۵۱/۱۲۱، ۲۵۱/۱۲۲، ۲۵۱/۱۲۳، ۲۵۱/۱۲۴، ۲۵۱/۱۲۵، ۲۵۱/۱۲۶، ۲۵۱/۱۲۷، ۲۵۱/۱۲۸، ۲۵۱/۱۲۹، ۲۵۱/۱۳۰، ۲۵۱/۱۳۱، ۲۵۱/۱۳۲، ۲۵۱/۱۳۳، ۲۵۱/۱۳۴، ۲۵۱/۱۳۵، ۲۵۱/۱۳۶، ۲۵۱/۱۳۷، ۲۵۱/۱۳۸، ۲۵۱/۱۳۹، ۲۵۱/۱۴۰، ۲۵۱/۱۴۱، ۲۵۱/۱۴۲، ۲۵۱/۱۴۳، ۲۵۱/۱۴۴، ۲۵۱/۱۴۵، ۲۵۱/۱۴۶، ۲۵۱/۱۴۷، ۲۵۱/۱۴۸، ۲۵۱/۱۴۹، ۲۵۱/۱۵۰، ۲۵۱/۱۵۱، ۲۵۱/۱۵۲، ۲۵۱/۱۵۳، ۲۵۱/۱۵۴، ۲۵۱/۱۵۵، ۲۵۱/۱۵۶، ۲۵۱/۱۵۷، ۲۵۱/۱۵۸، ۲۵۱/۱۵۹، ۲۵۱/۱۶۰، ۲۵۱/۱۶۱، ۲۵۱/۱۶۲، ۲۵۱/۱۶۳، ۲۵۱/۱۶۴، ۲۵۱/۱۶۵، ۲۵۱/۱۶۶، ۲۵۱/۱۶۷، ۲۵۱/۱۶۸، ۲۵۱/۱۶۹، ۲۵۱/۱۷۰، ۲۵۱/۱۷۱، ۲۵۱/۱۷۲، ۲۵۱/۱۷۳، ۲۵۱/۱۷۴، ۲۵۱/۱۷۵، ۲۵۱/۱۷۶، ۲۵۱/۱۷۷، ۲۵۱/۱۷۸، ۲۵۱/۱۷۹، ۲۵۱/۱۸۰، ۲۵۱/۱۸۱، ۲۵۱/۱۸۲، ۲۵۱/۱۸۳، ۲۵۱/۱۸۴، ۲۵۱/۱۸۵، ۲۵۱/۱۸۶، ۲۵۱/۱۸۷، ۲۵۱/۱۸۸، ۲۵۱/۱۸۹، ۲۵۱/۱۹۰، ۲۵۱/۱۹۱، ۲۵۱/۱۹۲، ۲۵۱/۱۹۳، ۲۵۱/۱۹۴، ۲۵۱/۱۹۵، ۲۵۱/۱۹۶، ۲۵۱/۱۹۷، ۲۵۱/۱۹۸، ۲۵۱/۱۹۹، ۲۵۱/۲۰۰، ۲۵۱/۲۰۱، ۲۵۱/۲۰۲، ۲۵۱/۲۰۳، ۲۵۱/۲۰۴، ۲۵۱/۲۰۵، ۲۵۱/۲۰۶، ۲۵۱/۲۰۷، ۲۵۱/۲۰۸، ۲۵۱/۲۰۹، ۲۵۱/۲۱۰، ۲۵۱/۲۱۱، ۲۵۱/۲۱۲، ۲۵۱/۲۱۳، ۲۵۱/۲۱۴، ۲۵۱/۲۱۵، ۲۵۱/۲۱۶، ۲۵۱/۲۱۷، ۲۵۱/۲۱۸، ۲۵۱/۲۱۹، ۲۵۱/۲۲۰، ۲۵۱/۲۲۱، ۲۵۱/۲۲۲، ۲۵۱/۲۲۳، ۲۵۱/۲۲۴، ۲۵۱/۲۲۵، ۲۵۱/۲۲۶، ۲۵۱/۲۲۷، ۲۵۱/۲۲۸، ۲۵۱/۲۲۹، ۲۵۱/۲۳۰، ۲۵۱/۲۳۱، ۲۵۱/۲۳۲، ۲۵۱/۲۳۳، ۲۵۱/۲۳۴، ۲۵۱/۲۳۵، ۲۵۱/۲۳۶، ۲۵۱/۲۳۷، ۲۵۱/۲۳۸، ۲۵۱/۲۳۹، ۲۵۱/۲۴۰، ۲۵۱/۲۴۱، ۲۵۱/۲۴۲، ۲۵۱/۲۴۳، ۲۵۱/۲۴۴، ۲۵۱/۲۴۵، ۲۵۱/۲۴۶، ۲۵۱/۲۴۷، ۲۵۱/۲۴۸، ۲۵۱/۲۴۹، ۲۵۱/۲۵۰، ۲۵۱/۲۵۱، ۲۵۱/۲۵۲، ۲۵۱/۲۵۳، ۲۵۱/۲۵۴، ۲۵۱/۲۵۵، ۲۵۱/۲۵۶، ۲۵۱/۲۵۷، ۲۵۱/۲۵۸، ۲۵۱/۲۵۹، ۲۵۱/۲۶۰، ۲۵۱/۲۶۱، ۲۵۱/۲۶۲، ۲۵۱/۲۶۳، ۲۵۱/۲۶۴، ۲۵۱/۲۶۵، ۲۵۱/۲۶۶، ۲۵۱/۲۶۷، ۲۵۱/۲۶۸، ۲۵۱/۲۶۹، ۲۵۱/۲۷۰، ۲۵۱/۲۷۱، ۲۵۱/۲۷۲، ۲۵۱/۲۷۳، ۲۵۱/۲۷۴، ۲۵۱/۲۷۵، ۲۵۱/۲۷۶، ۲۵۱/۲۷۷، ۲۵۱/۲۷۸، ۲۵۱/۲۷۹، ۲۵۱/۲۸۰، ۲۵۱/۲۸۱، ۲۵۱/۲۸۲، ۲۵۱/۲۸۳، ۲۵۱/۲۸۴، ۲۵۱/۲۸۵، ۲۵۱/۲۸۶، ۲۵۱/۲۸۷، ۲۵۱/۲۸۸، ۲۵۱/۲۸۹، ۲۵۱/۲۹۰، ۲۵۱/۲۹۱، ۲۵۱/۲۹۲، ۲۵۱/۲۹۳، ۲۵۱/۲۹۴، ۲۵۱/۲۹۵، ۲۵۱/۲۹۶، ۲۵۱/۲۹۷، ۲۵۱/۲۹۸، ۲۵۱/۲۹۹، ۲۵۱/۳۰۰، ۲۵۱/۳۰۱، ۲۵۱/۳۰۲، ۲۵۱/۳۰۳، ۲۵۱/۳۰۴، ۲۵۱/۳۰۵، ۲۵۱/۳۰۶، ۲۵۱/۳۰۷، ۲۵۱/۳۰۸، ۲۵۱/۳۰۹، ۲۵۱/۳۱۰، ۲۵۱/۳۱۱، ۲۵۱/۳۱۲، ۲۵۱/۳۱۳، ۲۵۱/۳۱۴، ۲۵۱/۳۱۵، ۲۵۱/۳۱۶، ۲۵۱/۳۱۷، ۲۵۱/۳۱۸، ۲۵۱/۳۱۹، ۲۵۱/۳۲۰، ۲۵۱/۳۲۱، ۲۵۱/۳۲۲، ۲۵۱/۳۲۳، ۲۵۱/۳۲۴، ۲۵۱/۳۲۵، ۲۵۱/۳۲۶، ۲۵۱/۳۲۷، ۲۵۱/۳۲۸، ۲۵۱/۳۲۹، ۲۵۱/۳۳۰، ۲۵۱/۳۳۱، ۲۵۱/۳۳۲، ۲۵۱/۳۳۳، ۲۵۱/۳۳۴، ۲۵۱/۳۳۵، ۲۵۱/۳۳۶، ۲۵۱/۳۳۷، ۲۵۱/۳۳۸، ۲۵۱/۳۳۹، ۲۵۱/۳۴۰، ۲۵۱/۳۴۱، ۲۵۱/۳۴۲، ۲۵۱/۳۴۳، ۲۵۱/۳۴۴، ۲۵۱/۳۴۵، ۲۵۱/۳۴۶، ۲۵۱/۳۴۷، ۲۵۱/۳۴۸، ۲۵۱/۳۴۹، ۲۵۱/۳۵۰، ۲۵۱/۳۵۱، ۲۵۱/۳۵۲، ۲۵۱/۳۵۳، ۲۵۱/۳۵۴، ۲۵۱/۳۵۵، ۲۵۱/۳۵۶، ۲۵۱/۳۵۷، ۲۵۱/۳۵۸، ۲۵۱/۳۵۹، ۲۵۱/۳۶۰، ۲۵۱/۳۶۱، ۲۵۱/۳۶۲، ۲۵۱/۳۶۳، ۲۵۱/۳۶۴، ۲۵۱/۳۶۵، ۲۵۱/۳۶۶، ۲۵۱/۳۶۷، ۲۵۱/۳۶۸، ۲۵۱/۳۶۹، ۲۵۱/۳۷۰، ۲۵۱/۳۷۱، ۲۵۱/۳۷۲، ۲۵۱/۳۷۳، ۲۵۱/۳۷۴، ۲۵۱/۳۷۵، ۲۵۱/۳۷۶، ۲۵۱/۳۷۷، ۲۵۱/۳۷۸، ۲۵۱/۳۷۹، ۲۵۱/۳۸۰، ۲۵۱/۳۸۱، ۲۵۱/۳۸۲، ۲۵۱/۳۸۳، ۲۵۱/۳۸۴، ۲۵۱/۳۸۵، ۲۵۱/۳۸۶، ۲۵۱/۳۸۷، ۲۵۱/۳۸۸، ۲۵۱/۳۸۹، ۲۵۱/۳۹۰، ۲۵۱/۳۹۱، ۲۵۱/۳۹۲، ۲۵۱/۳۹۳، ۲۵۱/۳۹۴، ۲۵۱/۳۹۵، ۲۵۱/۳۹۶، ۲۵۱/۳۹۷، ۲۵۱/۳۹۸، ۲۵۱/۳۹۹، ۲۵۱/۴۰۰، ۲۵۱/۴۰۱، ۲۵۱/۴۰۲، ۲۵۱/۴۰۳، ۲۵۱/۴۰۴، ۲۵۱/۴۰۵، ۲۵۱/۴۰۶، ۲۵۱/۴۰۷، ۲۵۱/۴۰۸، ۲۵۱/۴۰۹، ۲۵۱/۴۱۰، ۲۵۱/۴۱۱، ۲۵۱/۴۱۲، ۲۵۱/۴۱۳، ۲۵۱/۴۱۴، ۲۵۱/۴۱۵، ۲۵۱/۴۱۶، ۲۵۱/۴۱۷، ۲۵۱/۴۱۸، ۲۵۱/۴۱۹، ۲۵۱/۴۲۰، ۲۵۱/۴۲۱، ۲۵۱/۴۲۲، ۲۵۱/۴۲۳، ۲۵۱/۴۲۴، ۲۵۱/۴۲۵، ۲۵۱/۴۲۶، ۲۵۱/۴۲۷، ۲۵۱/۴۲۸، ۲۵۱/۴۲۹، ۲۵۱/۴۳۰، ۲۵۱/۴۳۱، ۲۵۱/۴۳۲، ۲۵۱/۴۳۳، ۲۵۱/۴۳۴، ۲۵۱/۴۳۵، ۲۵۱/۴۳۶، ۲۵۱/۴۳۷، ۲۵۱/۴۳۸، ۲۵۱/۴۳۹، ۲۵۱/۴۴۰، ۲۵۱/۴۴۱، ۲۵۱/۴۴۲، ۲۵۱/۴۴۳، ۲۵۱/۴۴۴، ۲۵۱/۴۴۵، ۲۵۱/۴۴۶، ۲۵۱/۴۴۷، ۲۵۱/۴۴۸، ۲۵۱/۴۴۹، ۲۵۱/۴۵۰، ۲۵۱/۴۵۱، ۲۵۱/۴۵۲، ۲۵۱/۴۵۳، ۲۵۱/۴۵۴، ۲۵۱/۴۵۵، ۲۵۱/۴۵۶، ۲۵۱/۴۵۷، ۲۵۱/۴۵۸، ۲۵۱/۴۵۹، ۲۵۱/۴۶۰، ۲۵۱/۴۶۱، ۲۵۱/۴۶۲، ۲۵۱/۴۶۳، ۲۵۱/۴۶۴، ۲۵۱/۴۶۵، ۲۵۱/۴۶۶، ۲۵۱/۴۶۷، ۲۵۱/۴۶۸، ۲۵۱/۴۶۹، ۲۵۱/۴۷۰، ۲۵۱/۴۷۱، ۲۵۱/۴۷۲، ۲۵۱/۴۷۳، ۲۵۱/۴۷۴، ۲۵۱/۴۷۵، ۲۵۱/۴۷۶، ۲۵۱/۴۷۷، ۲۵۱/۴۷۸، ۲۵۱/۴۷۹، ۲۵۱/۴۸۰، ۲۵۱/۴۸۱، ۲۵۱/۴۸۲، ۲۵۱/۴۸۳، ۲۵۱/۴۸۴، ۲۵۱/۴۸۵، ۲۵۱/۴۸۶، ۲۵۱/۴۸۷، ۲۵۱/۴۸۸، ۲۵۱/۴۸۹، ۲۵۱/۴۹۰، ۲۵۱/۴۹۱، ۲۵۱/۴۹۲، ۲۵۱/۴۹۳، ۲۵۱/۴۹۴، ۲۵۱/۴۹۵، ۲۵۱/۴۹۶، ۲۵۱/۴۹۷، ۲۵۱/۴۹۸، ۲۵۱/۴۹۹، ۲۵۱/۵۰۰، ۲۵۱/۵۰۱، ۲۵۱/۵۰۲، ۲۵۱/۵۰۳، ۲۵۱/۵۰۴، ۲۵۱/۵۰۵، ۲۵۱/۵۰۶، ۲۵۱/۵۰۷، ۲۵۱/۵۰۸، ۲۵۱/۵۰۹، ۲۵۱/۵۱۰، ۲۵۱/۵۱۱، ۲۵۱/۵۱۲، ۲۵۱/۵۱۳، ۲۵۱/۵۱۴، ۲۵۱/۵۱۵، ۲۵۱/۵۱۶، ۲۵۱/۵۱۷، ۲۵۱/۵۱۸، ۲۵۱/۵۱۹، ۲۵۱/۵۲۰، ۲۵۱/۵۲۱، ۲۵۱/۵۲۲، ۲۵۱/۵۲۳، ۲۵۱/۵۲۴، ۲۵۱/۵۲۵، ۲۵۱/۵۲۶، ۲۵۱/۵۲۷، ۲۵۱/۵۲۸، ۲۵۱/۵۲۹، ۲۵۱/۵۳۰، ۲۵۱/۵۳۱، ۲۵۱/۵۳۲، ۲۵۱/۵۳۳، ۲۵۱/۵۳۴، ۲۵۱/۵۳۵، ۲۵۱/۵۳۶، ۲۵۱/۵۳۷، ۲۵۱/۵۳۸، ۲۵۱/۵۳۹، ۲۵۱/۵۴۰، ۲۵۱/۵۴۱، ۲۵۱/۵۴۲، ۲۵۱/۵۴۳، ۲۵۱/۵۴۴، ۲۵۱/۵۴۵، ۲۵۱/۵۴۶، ۲۵۱/۵۴۷، ۲۵۱/۵۴۸، ۲۵۱/۵۴۹، ۲۵۱/۵۵۰، ۲۵۱/۵۵۱، ۲۵۱/۵۵۲، ۲۵۱/۵۵۳، ۲۵۱/۵۵۴، ۲۵۱/۵۵۵، ۲۵۱/۵۵۶، ۲۵۱/۵۵۷، ۲۵۱/۵۵۸، ۲۵۱/۵۵۹، ۲۵۱/۵۶۰، ۲۵۱/۵۶۱، ۲۵۱/۵۶۲، ۲۵۱/۵۶۳، ۲۵۱/۵۶۴، ۲۵۱/۵۶۵، ۲۵۱/۵۶۶، ۲۵۱/۵۶۷، ۲۵۱/۵۶۸، ۲۵۱/۵۶۹، ۲۵۱/۵۷۰، ۲۵۱/۵۷۱، ۲۵۱/۵۷۲، ۲۵۱/۵۷۳، ۲۵۱/۵۷۴، ۲۵۱/۵۷۵، ۲۵۱/۵۷۶، ۲۵۱/۵۷۷، ۲۵۱/۵۷۸، ۲۵۱/۵۷۹، ۲۵۱/۵۸۰، ۲۵۱/۵۸۱، ۲۵۱/۵۸۲، ۲۵۱/۵۸۳، ۲۵۱/۵۸۴، ۲۵۱/۵۸۵، ۲۵۱/۵۸۶، ۲۵۱/۵۸۷، ۲۵۱/۵۸۸، ۲۵۱/۵۸۹، ۲۵۱/۵۹۰، ۲۵۱/۵۹۱، ۲۵۱/۵۹۲، ۲۵۱/۵۹۳، ۲۵۱/۵۹۴، ۲۵۱/۵۹۵، ۲۵۱/۵۹۶، ۲۵۱/۵۹۷، ۲۵۱/۵۹۸، ۲۵۱/۵۹۹، ۲۵۱/۶۰۰، ۲۵۱/۶۰۱، ۲۵۱/۶۰۲، ۲۵۱/۶۰۳، ۲۵۱/۶۰۴، ۲۵۱/۶۰۵، ۲۵۱/۶۰۶، ۲۵۱/۶۰۷، ۲۵۱/۶۰۸، ۲۵۱/۶۰۹، ۲۵۱/۶۱۰، ۲۵۱/۶۱۱، ۲۵۱/۶۱۲، ۲۵۱/۶۱۳، ۲۵۱/۶۱۴، ۲۵۱/۶۱۵، ۲۵۱/۶۱۶، ۲۵۱/۶۱۷، ۲۵۱/۶۱۸، ۲۵۱/۶۱۹، ۲۵۱/۶۲۰، ۲۵۱/۶۲۱، ۲۵۱/۶۲۲، ۲۵۱/۶۲۳، ۲۵۱/۶۲۴، ۲۵۱/۶۲۵، ۲۵۱/۶۲۶، ۲۵۱/۶۲۷، ۲۵۱/۶۲۸، ۲۵۱/۶۲۹، ۲۵۱/۶۳۰، ۲۵۱/۶۳۱، ۲۵۱/۶۳۲، ۲۵۱/۶۳۳، ۲۵۱/۶۳۴، ۲۵۱/۶۳۵، ۲۵۱/۶۳۶، ۲۵۱/۶۳۷، ۲۵۱/۶۳۸، ۲۵۱/۶۳۹، ۲۵۱/۶۴۰، ۲۵۱/۶۴۱، ۲۵۱/۶۴۲، ۲۵۱/۶۴۳، ۲۵۱/۶۴۴، ۲۵۱/۶۴۵، ۲۵۱/۶۴۶، ۲۵۱/۶۴۷، ۲۵۱/۶۴۸، ۲۵۱/۶۴۹، ۲۵۱/۶۵۰، ۲۵۱/۶۵۱، ۲۵۱/۶۵۲، ۲۵۱/۶۵۳، ۲۵۱/۶۵۴، ۲۵۱/۶۵۵، ۲۵۱/۶۵۶، ۲۵۱/۶۵۷، ۲۵۱/۶۵۸، ۲۵۱/۶۵۹، ۲۵۱/۶۶۰، ۲۵۱/۶۶۱، ۲۵۱/۶۶۲، ۲۵۱/۶۶۳، ۲۵۱/۶۶۴، ۲۵۱/۶۶۵، ۲۵۱/۶۶۶، ۲۵۱/۶۶۷، ۲۵۱/۶۶۸، ۲۵۱/۶۶۹، ۲۵۱/۶۷۰، ۲۵۱/۶۷۱، ۲۵۱/۶۷۲، ۲۵۱/۶۷۳، ۲۵۱/۶۷۴، ۲۵۱/۶۷۵، ۲۵۱/۶۷۶، ۲۵۱/۶۷۷، ۲۵۱/۶۷۸، ۲۵۱/۶۷۹، ۲۵۱/۶۸۰، ۲۵۱/۶۸۱، ۲۵۱/۶۸۲، ۲۵۱/۶۸۳، ۲۵۱/۶۸۴، ۲۵۱/۶۸۵، ۲۵۱/۶۸۶، ۲۵۱/۶۸۷، ۲۵۱/۶۸۸، ۲۵۱/۶۸۹، ۲۵۱/۶۹۰، ۲۵۱/۶۹۱، ۲۵۱/۶۹۲، ۲۵۱/۶۹۳، ۲۵۱/۶۹۴، ۲۵۱/۶۹۵، ۲۵۱/۶۹۶، ۲۵۱/۶۹۷، ۲۵۱/۶۹۸، ۲۵۱/۶۹۹، ۲۵۱/۷۰۰، ۲۵۱/۷۰۱، ۲۵۱/۷۰۲، ۲۵۱/۷۰۳، ۲۵۱/۷۰۴، ۲۵۱/۷۰۵، ۲۵۱/۷۰۶، ۲۵۱/۷۰۷، ۲۵۱/۷۰۸، ۲۵۱/۷۰۹، ۲۵۱/۷۱۰، ۲۵۱/۷۱۱، ۲۵۱/۷۱۲، ۲۵۱/۷۱۳، ۲۵۱/۷۱۴، ۲۵۱/۷۱۵، ۲۵۱/۷۱۶، ۲۵۱/۷۱۷، ۲۵۱/۷۱۸، ۲۵۱/۷۱۹، ۲۵۱/۷۲۰، ۲۵۱/۷۲۱، ۲۵۱/۷۲۲، ۲۵۱/۷۲۳، ۲۵۱/۷۲۴، ۲۵۱/۷۲۵، ۲۵۱/۷۲۶، ۲۵۱/۷۲۷، ۲۵۱/۷۲۸، ۲۵۱/۷۲۹، ۲۵۱/۷۳۰، ۲۵۱/۷۳۱، ۲۵۱/۷۳۲، ۲۵۱/۷۳۳، ۲۵۱/۷۳۴، ۲۵۱/۷۳۵، ۲۵۱/۷۳۶، ۲۵۱/۷۳۷، ۲۵۱/۷۳۸، ۲۵۱/۷۳۹، ۲۵۱/۷۴۰، ۲۵۱/۷۴۱، ۲۵۱/۷۴۲، ۲۵۱/۷۴۳، ۲۵۱/۷۴۴، ۲۵۱/۷۴۵، ۲۵۱/۷۴۶، ۲۵۱/۷۴۷، ۲۵۱/۷۴۸، ۲۵۱/۷۴۹، ۲۵۱/۷۵۰، ۲۵۱/۷۵۱، ۲۵۱/۷۵۲، ۲۵۱/۷۵۳، ۲۵۱/۷۵۴،

جیانشہ آور ہوتا ہے (۱)۔

حنفی اس طرف گئے ہیں کہ "خمر" انگور کا کچا پانی ہے جب وہ جوش مارے اور تیز ہو جائے اور جھاگ پھینک دے، اور یہی حرام لعینہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "حرمات الخمر لعینہ" (۲) کہ "خمر" لعینہ حرام ہے، اس کے علاوہ دیگر مشروبات حرام لعینہ نہیں ہیں۔

حنفی نے کہا: "بیع" کا جیسا حرام نہیں ہوگا جب تک اس کا پینے والا اس سے نشہ میں نہ آتا ہو، پس جب نشہ کی حد تک پہنچ جائے تو حرام ہوگا، یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے "بیع" کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کل شراب انسکر فہو حرام" یعنی نشہ کی حد تک نہ لے، لیکن انہوں نے اس کے پینے کو مکروہ قرار دیا ہے، اس لئے کہ یہ مکروہ مشروبات میں سے ہے، اسی لئے امام ابوحنیفہ نے اس کے بارے میں فرمایا: "الجمع خمر بعمانیہ" (۳) کہ "بیع" یعنی شراب ہے، ان کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اہل یمن اس کو نشہ کی حد تک نہ لیا کرتے ہیں، اور جس کا جیسا حلال ہو اس کی بیع بھی حلال ہے۔

اس کی تفصیلات فقہاء "کتاب لا شربہ" میں بیان کرتے ہیں۔

بیع

تعریف:

۱۔ یمن میں شہد سے بنائی جانے والی نیزہ کو "بیع" کہتے ہیں (۱)۔

اجمالی حکم:

۲۔ جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ ہر نشہ آور چیز "خمر" (شراب) ہے جس کا جیسا اور ہر ہنست کرنا حرام ہے، اس پر انہوں نے اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہے: "کل شراب انسکر فہو حرام" (۲) (یہ وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے)۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے کہ "ما انسکر کثیرہ فقلیلہ حرام" (۳) (جس کی زیادہ مقدار کا جیسا نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار جیسا بھی حرام ہے)۔

اسی بنیاد پر (شہد کی بنی ہوئی نیزہ) "بیع" ان کے نزدیک حرام ہے، اس لئے کہ یہ ان مشروبات میں سے ہے جس کی زیادہ مقدار کا

(۱) لسان العرب، المغرب، حمة القدری ۶۹/۲۲ اور اس کے بعد کے صفحات، طبع المصیر یہ

(۲) حدیث: "کل شراب انسکر فہو حرام" کی روایت بخاری (۱۸۳۰) طبع المصیر یہ اور مسلم (۵۸۵/۳) طبع المصیر نے کی ہے۔

(۳) حدیث: "ما انسکر کثیرہ فقلیلہ حرام" کی روایت ترمذی (۲۹۲/۳) طبع المصیر اور ابن حجر نے المستدرک (۷۳/۳) طبع شرکت المطابع قادیانیہ میں کی ہے اور کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(۱) فتح الباری ۱۰/۳۳ شرح صحابی الامام رحمہ اللہ ۳۰۶/۳ طبع المصیر

(۲) حدیث: "حرمات الخمر لعینہ" کی روایت مثیل نے ضحاک میں مروی ہے جیسا کہ نصب الراية میں ہے (۳۰۶/۳) طبع مجلس العلمی، اور محمد بن افرات کی وجہ سے اسے معطل بنا دیا ہے، ورنہ قاضی نے حضرت ابن عباس پر موقوف ہونے کی تصویب کی ہے (سنن طبرانی ۲۵۶/۳) طبع دارالمعاشین۔

(۳) حمة القدری ۱۰/۳۳۔

بتلہ

دیکھئے ”بتلہ“۔

بتلہ

تعریف:

۱- ”بتل“ لغت میں ”قطع“ (اس نے کاٹا) کے معنی میں ہے،
”المبتل“: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے سب سے یکسو ہو جانے
والا۔ ”المبتلہ“: کٹ جانے والی۔

طلاق چونکہ ازدواج کی رسی کو کاٹنے والی چیز ہے، کیونکہ طلاق کی
وجہ سے بیوی اپنے شوہر سے کٹ جاتی ہے، اسی لئے کبھی کبھی اس لفظ
سے طلاق مراد لی جاتی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: ”انت بتلہ“ یعنی تو
طلاق والی ہے (۱)، اسی لئے فقہاء نے لفظ ”بتلہ“ کو طلاق کے ظاہری
کنایات میں مانا ہے، لیکن طلاق کے لئے یہ سرتع نہیں ہے، اس لئے
کہ اس سے کبھی نکاح کے علاوہ دوسری چیزوں سے صلہ کی کاتعد
کیا جاتا ہے۔

اجمالی حکم:

۲- فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ لفظ ”بتلہ“ کنایات طلاق میں سے
ہے، اور اس لفظ سے بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوگی، جیسا کہ
کنایات کا قاعدہ ہے، اور اگر اس لفظ کے ذریعہ ایک طلاق کی نیت کی
ہے تو ایک طلاق پڑے گی اور اگر تین کی نیت کی ہے تو تین پڑے گی،
اور اگر مطلق رکھا، کسی عدہ کی نیت نہیں کی تو بعض فقہاء نے فرمایا: ایک



(۱) المصباح المحیر، لسان العرب، أساس بلاغۃ ماہ ”بتل“، الخرش ۴۴۴۔

بحر، بحر ۱-۳

واقع ہوگی، اور بعض نے کبدہ تین واقع ہوگی، اور اس کی تفصیل
”طابق“ کی اصطلاح کے تحت دیکھی جائے (۱)۔

بحر

بحر

تعریف:

۱- ”بحر“ زیادہ پانی، کھارہ ہوا شیریں، اور یہ ”نہر“ (شکلی) کے
برخلاف ہے، ”مندر کو“ بحر“ اس کی وسعت اور پھیلاؤ کی وجہ سے کہا
گیا، اس کا زیادہ استعمال کھارے پانی کے لئے ہوتا ہے، یہاں تک
کہ جیسے پانی کے لئے اس لفظ کا استعمال بہت تکیل ہے (۱)۔

دیکھئے: ”کلام“۔

متعلقہ الفاظ:

الف- منبر:

۲- ”نہر“: جاری پانی، کہا جاتا ہے: ”نہر الماء“ جب زمین میں
پانی رواں ہو جائے، اور ہر زیادہ پانی جب بہنا شروع کر دے تو کہتے
ہیں: ”نہر واستنہر“ (۲)۔

بحر کے برخلاف لفظ ”نہر“ کا استعمال اکثر شیریں پانی کے لئے
ہوتا ہے۔

ب- عین:

۳- ”عین“: پانی کا دو چشمہ جو زمین سے اٹھ کر رواں ہو جائے (۳)۔



(۱) لسان العرب، الکلیات: مادہ ”بحر“ ۳۹۰/۱، جامعہ الطحاوی علی مرآتی
اصطلاح ص ۱۳۔

(۲) لسان العرب، المصباح المہیر، المغرب: مادہ ”نہر“۔

(۳) لسان العرب: مادہ ”عین“، المفرد: الدواہی، ۱۳۴۔

(۱) الاختیار، ۱/۳۳، کنز المطالب، ۳/۲۸۶، کشف القناع، ۵/۵۱۵، الخرش
۳۳۔

ہے کہ اس کا پیت اوپر ہو جائے، اگر اس کی پیچھ اوپر ہو تو وہ ”حالی“ نہیں ہے، اور اس کو کھایا جائے گا^(۱)۔
تفصیل کے لئے ”المعتمہ“ کی اصطلاح دیکھئے۔

د- کشتی میں نماز:

۷- فقہاء کا اتفاق ہے کہ کشتی کے اندر نماز مجموعی حیثیت میں جائز ہے بشرطیکہ نمازی نماز شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہو، اور کشتی اگر دوسری طرف مڑ جائے تو نماز پڑھنے والا قبلہ کی طرف مڑ جائے اگر ممکن ہو، کیونکہ قبلہ رخ ہونا واجب ہے، اس سلسلہ میں فرض اور نفل نماز کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ قبلہ رخ ہونا آسان ہے۔

حنابلہ نے نوافل کے سلسلہ میں اختلاف کیا ہے، انہوں نے صرف فرض نفل کے اندر قبلہ کی طرف مڑنا ضروری قرار دیا ہے، نفل نماز میں مڑنا حرج اور مشقت کی وجہ سے ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح ان حضرات نے ملاح کے لئے فرض میں بھی قبلہ کی طرف نہ مڑنا جائز قرار دیا ہے، اس لئے کہ اس کو کشتی چلاتے رہنے کی ضرورت ہے^(۲)۔
تفصیل کے لئے ”قبلہ“ کی اصطلاح دیکھئے۔

۸- کشتی میں مرجانے والے کا حکم:

۸- فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو شخص سمندر میں کشتی کے اندر جاں بحق ہو جائے اور خشکی قریب ہونے کی وجہ سے اس کا دفن کرنا ممکن ہو اور کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو تو اہل کشتی پر دفن میں تاخیر لازم ہے تاکہ خشکی

حنابلہ نے (اس حرمت میں) سانپ کا اضافہ کیا ہے، شافعیہ میں سے ماوروی نے اس کے اور اس کے علاوہ دیگر سمندری زیر پلے جانوروں کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے، شافعیہ نے صرف اس سانپ کو حرام قرار دیا ہے جو خشکی اور پانی دونوں میں زندہ رہتا ہے، اور جو سانپ صرف پانی میں رہتا ہے وہ حلال ہے۔

حنفیہ کے نزدیک سمندر کے شکار میں سے صرف مچھلی جائز ہے، اس کے علاوہ دوسرے سمندری جانور حلال نہیں ہیں^(۱)۔
تفصیل کے لئے ”المعتمہ“ کی اصطلاح دیکھئے۔

ج- سمندر کا مردار:

۶- جمہور فقہاء کی رائے میں سمندر کا میتہ (مردار) مباح ہے، خواہ مچھلی ہو یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا سمندری جانور، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ“^(۲) (تمہارے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا جائز کیا گیا)، اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”هُوَ الطَّهْرُ مَاوَهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ“^(۳) (اس سمندر) کا پانی پاک اور اس کا میتہ (مردار) حلال ہے)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ”جو جانور سمندر میں مرجائے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کا تذکیہ فرمادیا ہے“ (یعنی حلال کر دیا ہے)۔

حنفیہ نے صرف اس مردہ مچھلی کو جائز قرار دیا ہے جو کسی آفت کی وجہ سے مر گئی ہو، اور جو مچھلی اپنی طبعی موت مرجائے اور ”حالی“ ہو جائے وہ جائز نہیں ہے، اور حنفیہ کے نزدیک ”حالی“ کی تعریف یہ

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۱۵/۱۹۳، حاشیہ الدسوقی ۱۵/۱۵۳، معنی المحتاج ۳۷۷/۲۹۷ اور اس کے بعد کے صفحات، کشاف القناع ۱۱/۵۳۳، معنی المحتاج ۳۷۷/۲۹۷ اور اس کے بعد کے صفحات، کشاف القناع ۱۱/۵۳۳، اوصاف ۱۰/۳۸۲۔
(۲) حاشیہ ابن عابدین ۱۵/۵۱۲، حاشیہ الدسوقی ۱۵/۲۲۶، معنی المحتاج ۱۱/۵۳۳، کشاف القناع ۱۱/۵۳۳، روحہ المآلین ۱۱/۲۱۰۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۱۵/۱۹۳، حاشیہ الدسوقی ۱۵/۱۵۳، معنی المحتاج ۳۷۷/۲۹۷ اور اس کے بعد کے صفحات، کشاف القناع ۱۱/۵۳۳۔
(۲) سورہ مائدہ ۹۶۔
(۳) اس حدیث کی تخریج کذا رکلی (نقحرہ نمبر ۳)۔

اور اگر لاش کا پتہ نہ چلے تو شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، مالکیہ نے اس کو ناپسند کیا ہے، اور حنفیہ نے اس سے منع کیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک نماز جنازہ کے لئے میت یا اس کے اکثر بدن یا نصف بدن مع سر کی موجودگی شرط ہے^(۱)، دیکھئے: ”غسل“ کی اصطلاح۔



میں اس کو دفن کریں، لیکن یہ اس صورت میں ہے جب لاش کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ غسل، کفن اور نماز جنازہ کے بعد اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔

شافعیہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد لاش کو دو ٹکٹوں (تابوت) میں رکھا جائے تاکہ پھول نہ جائے، پھر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تاکہ سمندر اس کو ساحل کی طرف پھینک دے، ہو سکتا ہے بی تابوت کسی قوم کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اس کو دفن کریں۔ اور اگر اہل ساحل کانز ہوں تو تابوت کو کسی چیز سے وزنی کر دیا جائے تاکہ نیچے چلا جائے، اور اگر تابوت میں نہ رکھا جائے تو لاش کو کسی چیز کے ذریعہ بوجھل کر دیا جائے تاکہ سمندر کی تہہ میں نہ جائے، لاش کو وزنی کرنے کی رائے حنابلہ کی بھی ہے^(۱)۔

و۔ سمندر میں ڈوب کر مر جانا:

۹۔ علماء کی رائے ہے کہ جو شخص سمندر میں ڈوب جانے کی وجہ سے جاں بحق ہو گیا ہو وہ شہید ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”الشهداء خمسة: المطعون، والمبطون، والغريق، وصاحب الهدم، والشہید فی سبیل اللہ“^(۲) (شہداء پانچ ہیں: حاکمون میں مرنے والا، پیٹ کی تکلیف میں مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، انہدام میں ڈوب کر مرنے والا، اللہ کے راستہ میں شہادت حاصل کرنے والا)۔

اور اگر ڈوبنے والے کی لاش مل جائے تو عام میت کی طرح اس کو غسل دیا جائے گا، کفن پہنایا جائے گا، اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی،

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۹۹ اور اس کے بعد کے صفحات، حاشیہ الدروقی

ج ۱ ص ۳۹۹، روایت الطائیف ج ۱ ص ۱۳۱، المنی لابن قدامہ ج ۳ ص ۵۰۰۔

(۲) حدیث: ”الشهداء خمسة المطعون...“ کی روایت بخاری (الفتح

ج ۳ ص ۱۳۹ طبع استغیہ) اور مسلم (ج ۳ ص ۱۵۳ طبع مجلس) نے کی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح ص

۳۱۹ حاشیہ الدروقی ج ۱ ص ۱۵۷ ص ۲۷۷ شرح روشن لطالب ج ۱ ص ۳۹۹، ۳۱۵،

۳۲۱ المنی ج ۲ ص ۵۱۳، ۵۳۶۔

جواز اسی پر مبنی ہے۔

الف۔ جمع شدہ شبنم سے رفع حدث:

۳۔ فقہاء کی رائے ہے کہ شبنم کے ذریعہ پاکی حاصل کرنا جائز ہے، شبنم وہ ہے جو درخت کے پتوں پر جمع ہو جائے جسے اکٹھا کر لیا جائے، اس لئے کہ وہ "ماء مطلق" (خالص پانی) ہے۔

بعض فقہاء سے جو یہ وارد ہوا ہے کہ "شبنم" دراصل ایک سمندری جانور کی سانس ہے، لہذا وہ پاک ہوگا یا ناپاک؟ تو اس کا کوئی اعتبار نہیں (۱)۔

ب۔ جمع شدہ بھاپ سے رفع حدث:

۴۔ جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ اس جمع کی نئی بھاپ سے پاکی حاصل کرنا اور نجاست کو دور کرنا جائز ہے جو پاک ایندھن سے جوش دئے گئے پاک پانی سے نکلے، اس لئے کہ وہ "ماء مطلق" ہے، اس لئے کہ وہ "ماء مطلق" ہے اور شافعیہ کے نزدیک یہی معتقد ہے، لیکن ان میں سے رافعی نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے رائے دی ہے کہ ایسی بھاپ حدث کو دور نہیں کر سکتی، اس لئے کہ اس کا نام پانی نہیں ہے، بلکہ وہ بھاپ ہے (۲)۔

نجاست کے دھوئیں سے متاثر بھاپ کی طہارت میں اختلاف ہے، اور اس کی بنیاد فقہاء کا یہ اختلاف ہے کہ نجاست کا دھواں پاک ہے یا ناپاک؟

چنانچہ حنفیہ کا منہی قبول، مالکیہ کا معتد قول اور بعض حنابلہ کی

(۱) ابن ماجہ ۱/ ۱۲۰، کتاب مع المواقیہ ۱/ ۵۰، الدرعی ۱/ ۳۳،
حلیہ المہاجری علی ابن کاسم ۱/ ۲۷، مطالب اُولیٰ ۱/ ۳۳، کشاف
القناع ۱/ ۲۷، ۲۸۔
(۲) جوہر و التلیل ۱/ ۶۱، المحل ۱/ ۲۹، کشاف القناع ۱/ ۲۶۔

بخار

تعریف:

۱۔ "بخار" لغت و اصطلاح میں وہ (بھاپ) ہے جو پانی، شبنم یا کسی تر مادہ سے حرارت کے نتیجے میں اُپر اُٹھے۔

"بخار" کا اطلاق لکڑی وغیرہ کے دھوئیں پر بھی ہوتا ہے، اور گندگی یا کسی اور چیز سے اُٹھتی ہوئی بدبو پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے (۱)۔

متعلقہ الفاظ:

بخر:

۲۔ "بخر" منہ کی بدلی ہوئی بو ہے، امام ابو حنیفہ نے فرمایا: بخر وہ بدبو ہے جو منہ وغیرہ میں ہوتی ہے، ایسے شخص کو "ابخر" اور ایسی عورت کو "بخرا" کہتے ہیں (۲)۔

فقہاء کے نزدیک "بخر" کا استعمال صرف منہ کی بدبو کے لئے خاص ہے۔

بخار (بھاپ) سے متعلق احکام:

"بخار" کے کچھ خاص احکام ہیں، کبھی وہ پاک ہوتا ہے اور کبھی ناپاک، اور بخار کے قطرات سے پاکی حاصل کرنے کا جواز اور عدم

(۱) المعجم البحر، جامع المروسی لسان العرب، متن اللغة، المعجم الوسيط: مادہ
"بخر"، الاضاف ۱/ ۳۱۹۔
(۲) لسان العرب، المعجم البحر۔

رائے ہے کہ نجاست کا دھواں اور اس کی بھاپ دونوں پاک ہیں،
حنفیہ نے کہا: یہ اتحسان کی بنیاد پر دفع حرق کے لئے ہے۔
اسی بنا پر نجس پانی سے اٹھنے والی بھاپ پاک ہے جو حدیث اور
نجاست دونوں کو دور کرتی ہے۔

بخـ

تعریف:

۱۔ بخ: گندگی وغیرہ کی وجہ سے منہ کی بدلی ہوئی بو ہے، کہا جاتا ہے: "بخور
القوم بخوراً" باب مع سے، جب منہ گندہ ہو جائے اور اس کی بو بدل
جائے۔ فقہاء کے نزدیک اس لفظ کا استعمال اسی معنی میں ہے (۱)۔

اجمالی حکم:

۲۔ چونکہ انسان میں منہ کا بد بو دار ہونا نفرت اور تکلیف کا باعث ہے،
اس لئے فقہاء نے اس کو عیب میں شمار کیا ہے، اور ان کا اتفاق ہے کہ
یہ ان عیوب میں سے ہے جن کی وجہ سے باندہ یوں کی بیچ میں خیار
ثابت ہوتا ہے۔

نکاح کے باب میں "بخ" کی وجہ سے ثبوت خیار اور فسخ نکاح
کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں اور یہی
حنابلہ کا دوسرا قول ہے کہ اس کی وجہ سے خیار ثابت نہیں ہوگا، اور نہ ہی
زوجین کے درمیان اس کی بنیاد پر تفریق کی جائے گی (۲)۔
مالکیہ کہتے ہیں اور یہی حنابلہ کی بھی ایک رائے ہے کہ "بخ" کی
وجہ سے خیار اور فسخ نکاح ثابت ہوگا۔

اس سلسلہ کی تفصیلات کتاب البیوت کے باب خیار العیوب اور



(۱) ابن عابدین ۲/۱۶۱، مجمع وائبر ۱/۱۱، الدرر ۱/۵۷-۵۸، کشاف ۵۸
۲/۲۸، الارشاد ۱/۱۹، المحل ۱/۷۷۔
(۲) ابن عابدین ۲/۱۶۱۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہر: ۵۸ "بخ"۔
(۲) ابن عابدین ۲/۵۷، ۲/۵۸، جوہر واطیل ۱/۲۹۹، ۲/۳۰، المحل علی
المحکم ۳/۳۱۵، نہایۃ المحتاج ۳/۳۹، المغنی ۲/۱۶۸، ۱/۶۵۲ طبع السعویہ۔

بخس، خیلہ ۱-۳

کتاب النکاح کے باب العیب میں ملاحظہ کی جائیں۔

”بخز“ (منہ کی بدبو) والے انسان کے لئے جمعہ و جماعت میں

حاضری اور عدم حاضری کی اجازت کے بارے میں باب ”صلاۃ

الجماعۃ“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

خیلہ

تعریف:

۱- ”خیلہ“ میراث کے باب میں مسائل ”عول“ میں سے ہے، اس کو ”خیلہ“ اس لئے کہا گیا کہ اس میں سب سے کم ”عول“ ہوتا ہے۔

اس کو ”منبر یہ“ بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ اس کے بارے میں حضرت علیؓ سے منبر کے اوپر ہی دریافت کیا گیا تھا، اور یہ فرانس کے ان حصوں میں سے ہے جن میں ”عول“ ہوتا ہے، اور یہ ان دو مسئلوں میں آتا ہے جن میں ۴۴ اصل کا عول ۲ تک ہوتا ہے۔

۲- پہلا مسئلہ: وہ ہے جس میں ایک نصف (آدھا)، ایک ثمن (آٹھویں حصہ)، اور ثمنِ سدس (چھٹا حصہ) کے حصہ ہوں، مثلاً: ایک بیوی، ایک بیٹی، والدین اور ایک پوتی ہو تو بیوی کو ثمن ملے گا، بیٹی کے لئے نصف ہوگا، پوتی کے لئے سدس اور والدین کے لئے دو سدس۔

۳- دوسرا مسئلہ: وہ ہے جس میں ثمن کے ساتھ دو ٹمٹ اور دو سدس ہوں، مثلاً: ایک بیوی، دو بیٹی اور والدین ہوں، تو بیوی کے لئے ثمن ہوگا، دو بیٹیوں کے لئے دو ٹمٹ اور والدین کے لئے دو سدس، اور اس کا مسئلہ ۴۴ کے بجائے ۲ سے ہوگا۔

ان دونوں مسئلوں میں سے ہر ایک کو ”خیلہ“ کہتے ہیں، اس لئے کہ ان میں عول کم ہوتا ہے، کیونکہ اس میں عول صرف ایک بار ہوتا ہے، اور دوسرے مسئلہ کو ”منبر یہ“ بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ حضرت

بخس

دیکھئے ”نہن“۔



بدعت ۱

نئی سے یہ مسئلہ اس وقت دریافت کیا گیا جب آپ منبر پر تھے، پھر آپ نے جواب دیا تھا^(۱)۔

تفصیل کے لئے ”ورث“ کے باب میں ”عمول“ کی بحث دیکھی جائے۔

بدعت

تعریف:

۱۔ لغوی طور پر لفظ ”بدعة“ ”بدع الشيء بدعه بدعاً“ اور ”ابتدعه“ سے بنا ہے، جب اس کو ایجاد کرے اور شروع کرے۔

”البدع“ وہ چیز جو اول (پہلی) ہو، اسی سے ارشاد ربانی ہے: ”قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ“^(۱) (آپ کہہ دیجئے کہ میں رسولوں میں کوئی انوکھا تو ہوں نہیں) یعنی میں لوگوں کی طرف بھیجا ہوا پہلا رسول نہیں ہوں، بلکہ پہلے بھی بہت سے رسول آچکے ہیں، لہذا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوں جس کی کوئی نظیر نہ ہو کہ تم مجھے اجنبی سمجھو۔

البدعة: نئی چیز، اور دین مکمل ہونے کے بعد جو چیز اس میں ایجاد کی جائے۔

”لسان العرب“ میں ہے: ”مبتدع“ وہ شخص ہے جو کسی کام کو اس انداز سے کرے کہ اس طرح پہلے وہ کام نہیں کیا گیا، بلکہ اس نے اس کا آغاز کیا ہے۔

”ابدع“، ”ابتدع“ اور ”تبدع“ کا معنی ہے: نئی چیز لانا^(۲)، اسی معنی میں ارشاد ربانی ہے: ”وَرَهَبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ“^(۳) (اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کر لیا، ہم نے ان پر واجب نہیں کیا تھا، بلکہ انہوں نے اللہ کی



(۱) سورۃ احقاف ۹۔

(۲) لسان العرب، الصحاح، مادة ”بدع“۔

(۳) سورۃ صافات ۲۷۔

(۱) ابن ماجہ ص ۵۰۳، حلیۃ الدروی ۶۵/۳، طبع دہلی و میر ۱۵۲۳ھ،
المعنی ۱۹۲/۶ طبع سعودیہ، الطب الفاضل ص ۷۰ طبع مصر، النجاشی۔

بدعت ۲

رضامندی کی خاطر اسے اختیار کر لیا تھا)، اور بدعتہ: اس کو بدعت کی طرف منسوب کیا، اور البدیع: انوکھی نئی چیز، اور ابدعت الشيء: میں نے اس کو بغیر کسی (سابقہ) مثال کے ایجاد کیا، اور "البدیع" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے اور اس کا معنی ہے: "البدیع" (نئی چیزیں پیدا کرنے والا) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ چیزوں کو پیدا کرتے اور ان کو وجود میں لاتے ہیں۔

اصطلاح میں بدعت کی تعریفیں الگ الگ اور کئی ایک ہیں۔ اس لئے کہ اس کے مفہوم ہر او کے سلسلہ میں علماء کی رائیں مختلف ہیں۔ بعض علماء نے اس کے مفہوم کو بدعت دی ہے، یہاں تک کہ ہر نئی چیز پر اس کا اطلاق کیا ہے، اور بعض نے اس کی مراد کو محدود رکھا ہے، چنانچہ اس کے ذیل میں درج احکام مختصر ہو گئے۔ ہم اختصاراً اس کو دو نقطہ نظر میں بیان کرتے ہیں:

پہلا نقطہ نظر:

۲- پہلا نقطہ نظر والے علماء "بدعت" کا اطلاق ہر ایسی نئی چیز پر کرتے ہیں جو کتاب و سنت میں نہیں ملتی ہو، خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا عادات سے، اور خواہ وہ مذموم ہو یا غیر مذموم۔

اس کے تائید میں امام شافعی اور ان کے متبعین میں احمد بن عبد السلام، نووی اور ابوشامہ ہیں، مالکیہ میں سے قرانی اور زرقانی ہیں، حنفیہ میں سے ابن عابدین، اور حنابلہ میں سے ابن الجوزی، اور ظاہر یہ ہیں سے ابن ترمذی ہیں۔

یہ نقطہ نظر مز بن عبد السلام کی "بدعت" کی تعریف میں ظاہر ہوتا ہے اور وہ یوں ہے: "بدعت" نام ہے ایسے کام کے کرنے کا جس کا وجود رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو، اور اس کی کئی قسمیں ہیں: بدعت واجبہ، حرام بدعت، مستحب بدعت، مکروہ بدعت، جائز

بدعت (۱)۔ ان لوگوں نے ان تمام قسموں کی مثالیں دی ہیں:

چنانچہ واجب بدعت: جیسے علم نحو میں مشغول ہونا، جس کے ذریعہ فقہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام سمجھا جاتا ہے، اور یہ واجب ہے، کیونکہ شریعت کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے، اور جس کے بغیر واجب پورا نہ ہوتا ہو وہ بھی واجب ہے۔

حرام بدعت کی مثالوں میں سے قدریہ، جبریہ، مردانہ اور خوارج کا مذہب ہے۔

مستحب بدعت: مثلاً درس کھولنا، ملی بنانا، اور اسی میں سے مسجد میں ایک امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھنا بھی ہے۔

مکروہ بدعت: مثلاً مساجد میں نقش و نگار اور مصاحف (قرآن) کو آراستہ کرنا۔

جائز بدعت: مثلاً نمازوں کے بعد مصالحہ اور لذت کھانے، پینے اور پہننے میں توسع کرنا (۲)۔

ان حضرات نے بدعت کو پانچ قسموں میں تقسیم کرنے کے سلسلہ میں چند دلائل پیش کئے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

(الف) رمضان کے مہینہ میں مسجد کے اندر جماعت کے ساتھ نماز تراویح کے بارے میں حضرت عمر کا قول ہے: "نعمت البدعة هذه" (۳) (کتنی اچھی یہ بدعت ہے)، چنانچہ عبد الرحمن بن

(۱) قواعد الاحکام للرحمن عبد السلام ۲/۲ طبع الاستقار، الخاوی للسیوطی ۵۳۹ طبع مکتبۃ المدینہ، تہذیب الاسماء والصفات للروی ۲۲۱ طبع المکتبۃ الشامی، طبع المصیر یہ تلمیذ المسیح لابن الجوزی ۱۶ طبع المصیر یہ ابن ماجہ ۳۷۶ طبع بیروت، المباحث علی رفتار البدع والحوادث لابن شامہ ۱۵، ۱۳ طبع المطبعۃ العربیہ

(۲) قواعد الاحکام ۲/۲، الفروق ۲/۱۹۔

(۳) تراویح کے سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ: "نعمت البدعة هذه" کی روایت بخاری (صحیح ۲۵۰ طبع المنقح) نے کی ہے۔

بدعت ۳

(ب) کی تقسیم کا پتہ چلتا ہے، ان احادیث میں سے یہ مرفوع حدیث ہے: ”من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الي يوم القيامة، ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها الي يوم القيامة“^(۱) (جس شخص نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کے لئے اس کا اجر ہے، اور ان تمام لوگوں کا اجر ہے جو اس پر عمل کرتے رہیں گے قیامت تک، اور جس شخص نے بُرا طریقہ ایجاد کیا تو اس کے لئے اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس پر عمل کرتے رہیں گے قیامت تک)۔

دوسرا نقطہ نظر:

۳- علماء کی ایک جماعت بدعت کے مذموم ہونے کی رائے رکھتی ہے، انہوں نے ثابت کیا کہ تمام تر بدعت گمراہی ہے، خواہ وہ عادات سے متعلق ہو یا عبادات سے، اس کے کالمین میں امام مالک، شافعی اور طحاوی ہیں۔ حنفی میں سے امام شافعی اور حنفی، اور شافعیہ میں سے شافعی، ابن جریر عسقلانی، ابن جریر ثقفی، اور حنابلہ میں سے ابن رجب اور ابن تیمیہ ہیں^(۲)۔

اس نقطہ نظر کی تشریح کرنے والی سب سے واضح تعریف شافعی نے کی ہے، انہوں نے ”بدعت“ کی تعریف کی ہے:

”کلی تعریف: یہ دین میں ایجاد کردہ ایسا طریقہ ہے جو شریعت کے مشابہ ہو جس پر چلنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مبالغہ کرنا

(۱) حدیث: ”من سن سنة حسنة.....“ کی روایت مسلم (۷/۵۵۲) طبع النجفی نے کی ہے۔

(۲) الاعتصام للعلما طبع ۱۸۱۸ء طبع انجاریہ، عقائد علی مذاہب اسلام للہاشمی ص ۱۳ طبع دار المعتمد الجندی، الحوادث والبدع للطحاوی ص ۸ طبع تونس، اقتضاء الصرط المستقیم ابن تیمیہ ص ۲۴۸، ۲۴۹ طبع لکھنؤ، جامع بیان العلوم والحکم ص ۱۶۰ طبع المکتبۃ جوہر و فطیل ص ۱۱۳ طبع معرون، عمدة القاری ص ۲۷۲ طبع المکتبۃ بیروت، ص ۵۶۵ طبع النجفی۔

عبدالقاری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ”میں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ مسجد گیا لوگ (وہاں) الگ الگ اور جدا جدا تھے، کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کوئی نماز پڑھتا تو اس کے پیچھے کچھ لوگ بھی شریک ہو جاتے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اگر ان سب کو ایک قاری (مام) پر اکٹھا کروں تو بہت بہتر ہو، پھر یہ خیال غم میں بدلا، اور ان سب کو حضرت بنی بن کعب پر جمع کر دیا، پھر میں ان کے ساتھ ایک دوسری رات کو نکلا اور لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: کتنی اچھی بدعت ہے یہ، اور جس وقت لوگ سو رہے ہیں وہ وقت زیادہ افضل ہے اس وقت سے جس میں نماز پڑھتے ہیں، ان کی مراد تھی رات کا آخری حصہ، لوگ رات کے ابتدائی حصہ میں نماز پڑھتے تھے۔“

(ب) مسجد میں جماعت کے ساتھ چاشت کی نماز کو حضرت ابن عمرؓ نے ”بدعت“ کا نام دیا، جب کہ یہ اچھے کاموں میں سے ہے۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: ”دخلت انا وعروة بن الزبير المسجد، فابا عبد الله بن عمر جالس الى حجرة عائشة، واذا ناس يصلون في المسجد صلاة الضحى، فسالناه عن صلاتهم، فقال: بدعة“^(۱) (میں اور عروہ بن الزبیر مسجد میں گئے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے کمرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اور لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے، ہم نے ان سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ ”بدعت“ (نئی چیز) ہے۔

(ج) وہ احادیث جن سے بدعت کے حسنہ (اچھی) اور سینہ

(۱) حلاۃ النبی کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ کے قول کی روایت بخاری (صحیح) ۵۹۸/۳ نے کی ہے۔

بدعت ۳

ہو۔ اس تعریف نے ”بدعت“ میں عادات کو داخل نہیں کیا ہے، بلکہ اس کو دنیاوی امور میں نئی ایجاد کے برخلاف عبادت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔

دوسری تعریف: یہ دین میں ایجاد کردہ ایسا طریقہ ہے جو شریعت کے مشابہ ہو جس پر چلنے کا مقصد وہی ہو جو شرعی طریقہ کا ہے^(۱)۔ اس تعریف سے عادات بھی ”بدعت“ میں داخل ہو جاتی ہیں جب کہ وہ شریعت کے مشابہ ہوں، جیسا کہ کوئی نذر مانے کہ دو کھڑے ہو کر روزہ رکھے گا بیٹھے گا نہیں، دھوپ میں رہے گا سایہ میں نہیں جائے گا، کھانے اور پینے کے سلسلہ میں بلا وجہ کسی خاص نوع پر اکتفا کرے گا^(۲)۔

مطلقاً بدعت کو مذموم کہنے والوں نے چند دلیل پیش کی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(الف) اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل شریعت مکمل ہو گئی، چنانچہ ارشاد ہے: ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا“^(۳) (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو پورا دین کے پسند کر لیا)، تو اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ (اس کے بعد) کوئی انسان آئے اور اس میں نئی چیز ایجاد کرے، اس لئے کہ اس پر اضافہ کرنا اللہ تعالیٰ (کی طرف سے روٹنی کی) کامد اہک کرنا ہے، اور اس سے ایک قسم کا یہ اشارہ ملتا ہے کہ شریعت ناقص ہے، اور یہ بات

(۱) الاعتصام باللہا لمی ۱۹/۱ طبع ۱۹۸۰ء

(۲) مٹا لمی کی پہلی تعریف بدعت کو اختراع فی الدین کے ساتھ خاص کر دیتی ہے برخلاف اختراع فی الدنیا کے اسی وجہ سے اس کا اہم بدعت نہیں رکھا جاتا، اس قید کی وجہ سے وہ علوم جو خدمت دین کے لئے جو بدعت کی تعریف سے الگ ہو جاتے ہیں مثلاً علم نجوم و عرفہ

(۳) سورۃ مائدہ ۳

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے منافی ہے۔

(ب) ایسی قرآنی آیات موجود ہیں جو مجموعی حیثیت سے مبتدعین کی مذمت کرتی ہیں، ان میں سے یہ ارشاد ہے: ”وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ“^(۱) (اور (یہ بھی کہہ دیجئے) کہ یہی میری سیدھی شاہراہ ہے سوائے پر چلو، اور (دوسری دوسری پگڈنڈیوں) پر نہ چلو کہ وہ تم کو (اللہ کی) راہ سے جدا کر دیں گی)۔

(ج) رسول اللہ ﷺ سے جتنی بھی حدیثیں بدعت کے بارے میں وارد ہوئیں سب بدعت کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں، ان احادیث میں سے حضرت عرابش بن ساریہ کی حدیث ہے: ”وَعظما رسول الله ﷺ موعظة بليغة، ذرفت منها العيون، ووجلت منها القلوب. فقال قائل: يا رسول الله كأنها موعظة مودع فما تعهد إلينا، فقال: أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة لولاة الأمر وإن كان عبداً حبشياً، فإنه من بعث منكم بعدي فسيرى اختلافاً كثيراً، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، تمسكوا بها، وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة“^(۲) (رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک بلیغ نصیحت کی، جس سے آنکھیں اٹکبار ہو گئیں، دل لرز اٹھے، تو ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کو یا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے تو آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں، تو اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور

(۱) سورۃ انفاس ۱۵۳

(۲) حضرت عرابش کی حدیث کی روایت ابن ماجہ (۱۶/۱ طبع ۱۹۸۰ء)، ابوداؤد (۱۶/۵ طبع عزت عید عباسی) صحیح حاکم (۹۶/۱ طبع دارۃ المعارف اعمانیہ) نے کی ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور وہی نے اس سے موافقت کی ہے۔

اور اجتماع میں نہ ملتی ہوں^(۱)، اس معنی میں ”محدثات“ ”بدعت“ سے دوسرے معنی کے اعتبار سے باہم مل جاتے ہیں۔

ب- فطرت:

۵- فطرة: آغاز کرم، ایجاد کرم، ”فطر الله الخلق“ (اللہ نے مخلوق کو از سر نو پیدا کیا)، اور کہا جاتا ہے: ”انا فطرت الشيء“ (میں نے فلاں چیز پیدا کی) یعنی میں پرہیزگار انسان ہوں جس نے اس چیز کا آغاز کیا^(۲)۔

اس مفہوم کے اعتبار سے ”بدعت“ کے ساتھ اس کے بعض لغوی معانی کے اندر دونوں لفظ باہم مل جاتے ہیں۔

ج- سنت:

۶- سنة: لغت میں ”طریقہ“ کو کہتے ہیں، خواہ اچھا ہو یا بُرا^(۳)، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الى يوم القيامة، ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيامة“^(۴) (جس نے اچھا طریقہ جاری کیا اس کے لئے اس کا اجر اور ان تمام لوگوں کا اجر ہے جو اس پر قیامت تک عمل کرتے رہیں گے، اور جس نے بُرا طریقہ جاری کیا تو اس پر اس کا اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہے جو اس پر قیامت تک عمل کرتے رہیں گے)۔

اصطلاح میں: ”سنت“: دین میں وہ قائل اتباع جاری طریقہ ہے جو اللہ کے رسول ﷺ یا ان کے صحابہ سے منقول ہو، ارشاد نبوی ہے:

(۱) لسان العرب، الصحاح للجوهري: ۱۰۸۰ ”حدث“۔

(۲) لسان العرب، الصحاح: ۱۰۸۰ ”فطر“۔

(۳) لسان العرب، الصحاح، لمصباح والمغرب: ۱۰۸۰ ”سنن“۔

(۴) حدیث: ”من سن سنة حسنة...“ کی تخریج (فقہ نمبر ۲۱ میں) گذر چکی۔

اولی الامر (حکام) کے صحیح و طاعت کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ وہ حبشی غلام ہو، جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خانہ رائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، ان سنتوں کو مضبوطی سے تھام لو، اور دانتوں تک دباؤ، اور خبردار! دین کی نئی چیزوں سے بچنا، اس لئے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)۔

(د) اس سلسلہ میں صحابہ کے قول بھی ہیں، ان میں حضرت مجاہد کی یہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہوا، اس میں اذان ہو چکی تھی اور ہم اس میں نماز پڑھنا چاہ رہے تھے تو مؤذن نے ”مکھویب“ کی، تو عبداللہ بن عمر مسجد سے نکل آئے اور کہا: ”اخرج بنا من عند هذا المبتدع“ (اس بدعتی کے پاس سے نکل چلو)، اور آپ نے اس میں نماز نہیں پڑھی^(۱)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- محدثات:

۴- ”حدیث“ (نیا) ”قدیم“ (پرانا) کی ضد ہے، اور الحدیث: کسی چیز کا عدم سے وجود میں آنا ہے، ”محدثات الامور“ سلف صالح بن چیزوں پر قائم تھے ان کے علاوہ اہل ابواء، (خواہشات والوں) نے نئی چیزوں کو ایجاد کر لیا ہو، حدیث میں ہے: ”ایاکم ومحدثات الامور“^(۲) (دین کی نئی چیزوں سے بچو)، ”محدثات“ ”محدثہ“ کی جمع ہے، اور اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو کتاب، سنت

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر کے مزی روایت طبرانی (معجم الاوسط ۲/۲۰۲) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: ”ایاکم ومحدثات الامور...“ کی مطووع روایت اور اس کی تخریج (فقہ نمبر ۳ میں) گذر چکی۔

بدعت ۷-۸

میں سے کسی چیز کا قیام نہ ہونا جو جب تک ان پر اصرار کرنے سے امترا نہ کیا جائے، ارشاد خداوندی ہے: "إِنَّ تَحْتَبُوا كِتَابِي مَا تَهْتُونَ عَنْهُ نَكْفُرْ عَنْكُمْ سَيَأْتِكُمْ" (۱) (اگر تم ان بڑے کاموں سے جو تمہیں منع کئے گئے ہیں پیچھے رہو، تو ہم تم سے تمہاری (چھوٹی) برائیاں دور کر دیں گے)، اس مفہوم میں "بدعت" معصیت سے زیادہ عام ہوگی، کیونکہ وہ معصیت کو بھی شامل ہوگی، جیسے حرام بدعت اور مکروہ تحریمی بدعت، اور غیر معصیت کو بھی شامل ہوگی، جیسے واجب بدعت، مستحب بدعت اور جائز بدعت (۲)۔

۷- مصلحت مرسلہ:

۸- "المصلحة" لغت میں معنی اور وزن دونوں اعتبار سے منفعت کی طرح ہے، پس یہ مصدر ہے "صالح" (یکل) کے معنی میں، یا "مصلح" کا واحد ہے۔

اصطلاح میں "مصلحت مرسلہ" پانچ ضروریات میں مختصر شریعت کے مقاصد کی محافظت کرنا ہے، جیسا کہ امام غزالی نے فرمایا، یا امام شافعی کے نزدیک وہ ایسے مناسب امور کا اعتبار کرنا ہے جن کی تائید کسی صحن اصل سے نہ ہوتی ہو، یا "مصلحت مرسلہ" یہ ہے کہ مجتہد کسی کام میں راجح منفعت محسوس کرے، اور شریعت میں اس کی نفی نہ ہو، یہ تعریف دن تیمہ کے نزدیک ہے، یا "مصلحت مرسلہ" یہ ہے کہ کسی امر کو ایسے مناسب کے اعتبار سے مطلق کیا جائے کہ شریعت میں اس کے اعتبار یا عدم اعتبار کی صراحت نہ ہو، البتہ وہ تصرفات شرعیہ سے ہم آہنگ ہو (۳)، اس کے علاوہ بھی دیگر کئی تعریضیں ہیں جن کی

(۱) سورہ نساء ۳۱

(۲) المغنی لابن قدامہ ۴/۱۷۷، حاشیہ ابن مفلح ۴/۷۷، معنی لکھنا ۴/۲۷۷

(۳) المحصی ۴/۸۶، عقلم ۵/۲، نقوی دن تیمہ ۱۱/۳۳۲، موطا

مجلد ۳۲۲

"علیکم ہستی وسنة الخلفاء الراشدين من بعدی" (میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے قیام لو)، اس معنی میں "سنت" بدعت کے مقابل اور بالکل مخالف ہے۔

"سنت" کے اور بھی دوسرے شرعی معانی ہیں جن میں وہ مشہور ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں: اس کا اطلاق پوری شریعت پر بھی ہوتا ہے، جیسے کہتے ہیں: امامت کا مستحق وہ ہے جو سنت یعنی شریعت سے سب سے زیادہ واقف ہو۔

ان میں سے وہ "سنت" بھی ہے جو چار اولادہ شریعہ میں سے ایک ہے، اور اس سے مراد ہر وہ چیز جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو (قرآن کے علاوہ) خواہ قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو۔ ان ہی معانی میں سے ایک معنی ہے جو نفل کو عام ہو، اس سے مراد وہ کام ہے جو فرض یا واجب تو نہ ہو، اس کا کرنا اس کے چھوڑنے سے بہتر ہو (۱)۔

۷- معصیت:

۷- عصیان: طاعت کی ضد ہے، کہا جاتا ہے: "عصى العبد ربه" جب بندہ اپنے رب کی نافرمانی کرے، "عصى فلان امیره" جب اس کے حکم کی مخالفت کرے۔

شریعت میں اس کا معنی ہے: شارح کے حکم کی تصدیر نافرمانی کرنا، اور اس کا ایک ہی درجہ نہیں ہے۔

وہ یا تو کبائر ہوں گے، اور کبائر کہتے ہیں: ایسے گناہ جن پر حد جاری ہوتی ہو یا جن کے ارتکاب پر آگ یا لعنت یا غضب کی وعید ہو، یا وہ ہیں جن کے حرام ہونے پر تمام شریعتوں کا اتفاق ہو اگرچہ ان کی تحدید کے سلسلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

یا وہ صغائر ہوں گے، اور صغائر: وہ گناہ ہیں جن پر مذکور و تنزیہ

(۱) اتھانوی ۳/۷۳، دستور العلماء ۲/۱۸۲، طبع لا علی العلماء

تفصیلات کے لئے اصطلاح ”مصلحت مرسلہ“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

بدعت کا شرعی حکم:

۹- شافعیہ میں سے امام شافعی، عز بن عبد السلام، ابو شامہ اور نووی، مالکیہ میں سے امام قرطبی اور زرقانی، حنبلیہ میں سے ابن الجوزی، اور حنفیہ میں سے ابن عابدین کی رائے ہے کہ احکام خمسہ کے تابع ہو کر بدعت کی تقسیم واجب یا حرام یا مستحب یا مکروہ یا جائز میں ہوگی^(۱)۔ ان حضرات نے ان تمام قسموں کی مثالیں بھی دی ہیں۔

واجب بدعت کی مثالوں میں سے علم نحو میں مشغول ہونا ہے جس کے ذریعہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام سمجھا جاتا ہے، اس لئے کہ شریعت کی حفاظت واجب ہے، اور اس کی حفاظت اس علم کے جانے بغیر نہیں ہو سکتی، اور واجب جس کے بغیر پورا نہ ہوتا ہو وہ بھی واجب ہے، اور جرح و تعدیل کے مسائل کی تدوین تاکسیر اور غیر صحیح احادیث کا پتہ چل سکے، اس لئے کہ قواعد شرعیہ بتاتے ہیں کہ قدر متعین سے زیادہ شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے، اور یہ حفاظت مذکورہ چیزوں سے ہی ہوتی ہے۔

حرام بدعت کی مثالوں میں سے: قدریہ، خوارج اور مجسمہ مذہب ہے۔

مستحب بدعت کی مثالوں میں سے: مدارس کھولنا، چل بنانا، مسجد میں جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز ادا کرنا ہے۔

(۱) قواعد الاحکام للشيخ محمد بن عبد السلام ۲/۲۷ طبع دار الكتب العلمية بيروت، دیکل الفالحین ۳۱۶/۱، الخاوی للنوع علی ۵۳۹/۱ طبع محی الدین محمد عبد السلام واللغات للعووی ۳۳۱/۱، طبع المیر یه تلخیص الطحس لابن الجوزی ص ۱۶ طبع المیر یه حاشیہ ابن عابدین ۳۷۱/۱ طبع یو لاقه والمباحث علی الآثار البدع والحدیث والبی ما در ص ۵۵۳ طبع المطبعه العربیہ المکرمونی القواعد ۳۱۸۔

مکروہ بدعت کی مثالوں میں سے: مساجد میں نقش و نگار اور معارف کھزین و آرائش کرنا ہے۔

جائز بدعت کی مثالوں میں سے: فجر اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا، کھانے، پینے اور پہننے کی پسندیدہ چیزوں میں توسع کرنا ہے^(۱)۔ اس کے ساتھ علماء نے حرام بدعت کی تقسیم کی ہے، کافر بنادینے والی بدعت، کافر نہ بنانے والی بدعت، صغیرہ بدعت، کبیرہ بدعت، جس کا بیان ابھی آنے والا ہے۔

عقیدہ میں بدعت:

۱۰- علماء کا اتفاق ہے کہ عقیدہ میں بدعت حرام ہے، اور کبھی یہ بدعت کفر تک پہنچ جاتی ہے، کفر تک پہنچانے والی بدعت یہ ہے کہ دین کی ضروری معلوم شئی کی مخالفت کی جائے جیسا کہ اہل جاہلیت کی بدعت تھی جس پر قرآن نے ان کو متنبہ کیا تھا، ارشاد باری ہے: ”مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ“^(۲) (اللہ نے نہ بحیرہ کو شریعت کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو)، اور ارشاد باری ہے: ”وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰؤُلَاءِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُنُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا وَإِنْ يَكُنْ مِنْتَهُ لَفِهِمْ فِيهِ شُرُكَائُهُ“^(۳) (اور کہتے ہیں کہ ان چوپایوں کے شکم میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے، اور ہماری بیویوں کے لئے حرام ہے، اور اگر وہ مردہ ہو تو اس میں وہ سب شریک ہیں)، اسی طرح علماء نے غریک کہہ کر نہ جانے والی بدعت کا ضابطہ یہ مقرر کیا ہے کہ سب کا اتفاق ہو کہ یہ بدعت بلاشبہ صریح کفر ہے^(۴)۔

(۱) قواعد الاحکام ۲/۲۷، الفروق ۳۱۹/۱، المکرمونی القواعد ۳۱۸۔
(۲) سورہ مائدہ ۱۰۳۔
(۳) سورہ انعام ۳۹۔
(۴) قواعد الاحکام ۲/۲۷، انعام ۳۱۸/۳۲۔

عبادات میں بدعت:

نساء کا اتفاق ہے کہ عبادات میں بدعت کی قسموں میں سے بعض وہ ہیں جو حرام اور گناہ ہیں اور بعض مکروہ ہیں۔

الف- حرام بدعت:

۱۱- اس کی مثالوں میں سے: شادی نہ کرنا، دھوپ میں کھڑے ہو کر روزہ رکھنا، شہوت جماع کو ختم کرنے اور عبادت کے لئے قارن ہونے کی خاطر فحش کرنا ہے۔ (حرمت کی دلیل) رسول اللہ ﷺ کی (یہ) حدیث ہے: "جاء ثلاثة رهط إلى بيوت أزواج رسول الله ﷺ، يسألون عن عبادته، فلما أخبروا كأنهم تقالوها فقالوا: وأين نحن من النبي ﷺ، قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، قال أحدهم: أما أنا فإني أصلي الليل أبداً، وقال الآخر: أنا أصوم الدهر ولا أفطر، وقال الآخر: أنا اعتزل النساء فلا أزوج أبداً، فجاء رسول الله ﷺ فقال: أنتم الذين قلتم كذا وكذا، أما والله إني لأخشاكم لله وأتقاكم له، لكني أصوم وأفطر، وأصلي وأزفد، وأزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني" (۱) (تین آدمی نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھر آئے اور اللہ کے رسول ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھا، جب ان کو بتایا گیا تو ان کو یا انہوں نے اس کو کم سمجھا اور کہہ دی نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں ہم کہاں؟ اللہ نے آپ کے اگلے پچھنے گناہ معاف کر دیئے ہیں، پھر ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ رات کو نمازیں پڑھوں گا، دوسرے نے کہا: میں پورے زمانہ روزہ رکھوں گا اور انظار نہیں کروں گا،

تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہی لوگوں نے ایسا کیا کہا ہے، اللہ کی قسم میں تم سب میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، تو جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

ب- مکروہ بدعت:

۱۲- عبادات میں بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے، مثلاً یوم عرفہ کی شام کو غیر تہجد کے لئے دعا کی غرض سے جمع ہونا (۱)، جمعہ کے خطبہ میں تعظیماً سلاطین کا ذکر کرنا، دعا کے لئے ذکر ہو تو جائز ہے، اور مساجد میں نقش و نگار کرنا (۲)۔

محمد بن ابوالقاسم سے مروی ہے، وہ ابو البختری سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو بتایا کہ کچھ لوگ مغرب کے بعد مسجد میں بیٹھتے ہیں، ان میں ایک شخص کہتا ہے: اتی بار "اللہ اکبر" کہو، اتی بار "سبحان اللہ" کہو، اتی بار "الحمد للہ" کہو، حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: جب تم ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھو تو میرے پاس آؤ اور ان کی نشست گاہ مجھے بتاؤ، پھر وہ شخص آیا اور بیٹھ گیا، جب ان سب کو کہتے ہوئے سنا تو اٹھا اور حضرت ابن مسعود کے پاس آیا، حضرت ابن مسعود تشریف لائے، (اور وہ بڑے سخت آدمی تھے) اور فرمایا: میں عبداللہ بن مسعود ہوں، قسم ہے

(۱) البدع وأئمتنا للوضاح القرطبي، ص ۶۷، ۷۷، طبع الامتدال دمشق ۱۳۳۹ھ

(۲) قواعد الأحكام ۲/۲۷۲، الإقتضام ۳/۳۱، ۳۲، الآثار البدع والحوادث ص ۳۳، ۳۵۔

(۱) حدیث "جاء ثلاثة رهط....." کی روایت بخاری (تصحیح ۱۰۳/۹) طبع الترغیب (اور مسلم ۱۰۳۰/۲) طبع الخلیفہ نے کی ہے۔

اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تم لوگوں نے ظننا ایک بدعت پیدا کی اور تم اصحاب محمد ﷺ سے علم میں برہ گئے، تو عمرو بن عتبہ نے کہا: ”استغفر اللہ“، تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا: تم لوگ بس راستہ کو لازم پکڑو اور اسی کے مطابق چلو، اگر تم دائیں یا بائیں ہوئے تو بہت دور کی گمراہی میں پڑ جاؤ گے (۱)۔

عادات میں بدعت:

۱۳- عادات کی بدعتوں میں بعض مکروہ ہیں، مثلاً کھانے پینے جیسی چیزوں میں فضول خرچی کرنا، اور بعض مباح (جائز) ہیں، مثلاً کھانے، پینے، پہننے اور رہنے کی چیزوں میں لذت چیزوں کا اضافہ کرنا، جسے پہننا، آستین چوڑی رکھنا بشرطیکہ اسراف اور تکبر نہ ہو۔

ایک جماعت کی رائے ہے کہ جن عادات کا تعلق عبادات سے نہیں ہے ان میں نئی عادات کا اختیار کرنا جائز ہے، اس لئے کہ اگر نئی عادات کے اختیار کرنے پر مؤاخذہ کیا جائے تو ضروری ہوگا کہ دہر اول کے بعد جتنی بھی نئی عاداتیں کھانے، پینے، پہننے اور پیش آمد مسائل میں ظاہر ہوئیں سب مکروہ بدعتیں قرار دی جائیں اور یہ باطل ہے، اس لئے کہ کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو عاداتیں دہر اہل کے بعد وجود میں آئی ہیں وہ ان کے مخالف ہیں، اور اس لئے بھی کہ عادات ان چیزوں میں سے ہیں جو زمان و مکان کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں (۲)۔

بدعت کے محرکات و اسباب:

۱۴- بدعت کے اسباب محرکات بہت زیادہ اور متعدد ہیں، ان

(۱) تلمیذس دہلیس ۱۶-۱۷ طبع ۹ھ، الادب الشریعہ ۱۱۰/۲ طبع المریض

الکادریہ و الحوادث فی ہمارہ ص ۲۳

(۲) قواعد الاحکام ۲/۱۷۲-۱۷۳، الاخصار للعلامی ۲/۲۵۱-۲۵۲

سب کا شمار کرنا دشوار ہے، اس لئے کہ وہ حالات، زمانہ، مقام اور اشخاص کے اعتبار سے بدلتے بھی رہتے ہیں، دین کے احکام اور اس کے فروع (جزئیات) بہت ہیں، اور ان سے انحراف کرنے اور حکم میں شیطانی راستوں پر پڑ جانے کے اسباب بھی متعدد ہوتے ہیں، باطل کے کسی بھی راستہ پر نکل جانے کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے، اس کے باوجود درج ذیل چیزیں بدعت کے اسباب محرکات ہو سکتی ہیں:

الف- مقاصد کے ذرائع سے ناواقفیت:

۱۵- اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی زبان میں مازل کیا ہے اور اس میں غیر عربیت بالکل نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ قرآن اپنے الفاظ، معانی اور اسلوب میں عرب کی زبان کے بالکل مطابق ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”بَلَا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا“ (۱) (بے شک ہم نے تمہارا ہے قرآن فصیح)، اور ارشاد ہے: ”قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَاجٍ“ (۲) (قرآن واضح جس میں کوئی کمی نہیں)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اس وقت تک نہیں سمجھی جاسکتی جب تک عربی زبان نہ سمجھ لی جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَكُلُّكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا“ (۳) (اسی طرح ہم نے اس کو عربی حکم مازل کیا)، اور اس (عربی زبان) کے اندر کوئی کمی بھی بدعت کی طرف لے جاتی ہے۔

ب- مقاصد سے ناواقفیت:

۱۶- مقاصد میں سے دو چیزیں ایسی ہیں جن کا جاننا اور ان سے

(۱) سورہ یوسف ۲

(۲) سورہ زمر ۲۸

(۳) سورہ بقرہ ۷۷

واقف رہنا انسان کے لئے ضروری ہے:

(۱) شریعت کامل و مکمل ہو کر آگئی اس میں نہ تو کوئی کمی ہے اور نہ زیادتی، اور شریعت کو کمال کی نگاہ سے دیکھنا ضروری ہے نہ کہ نقص کی نظر سے، اور شریعت کی عبادت، عبادت اور معاملات کے بارے میں اس کے ساتھ اعتماد اور یقین کا تعلق رکھنا ضروری ہے، اور اس سے ذرا بھی شروء کرنا صحیح نہیں ہے۔ اسی چیز سے مبتدعین غافل رہے اور شریعت میں کچھ اضافہ کر دیا، اور اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنے کا ارتکاب کیا، اور ان سے جب اس سلسلہ میں کہا گیا تو انہوں نے کہا: ہم اللہ کے رسول کے خلاف جھوٹ نہیں بولتے بلکہ ان کی حمایت میں جھوٹ بولتے ہیں۔ محمد بن سعید اردنی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس نے کہا کہ جب کوئی بات اچھی ہو تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ اس کو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کر دوں۔

(۲) اس کا پختہ یقین رکھا جائے کہ قرآن کی آیات اور احادیث کے درمیان یا قرآنی آیات میں یا احادیث میں باہم کوئی تعارض اور تضاد نہیں ہے، اس لئے کہ ہر چشمہ ایک ہی ہے، اور رسول اللہ ﷺ خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتے تھے، وہ وحی ہوتی تھی جو آپ پر اترتی تھی، اور کچھ لوگوں پر ان کی مادنی کی وجہ سے بعض چیزیں مختلف ہو گئیں، یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجْلُوزُ حَنَاجِرَهُمْ" (وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے آگے نہیں بڑھے گا)۔ گذشتہ معروضات سے واضح ہے کہ شریعت کامل و مکمل ہے اور اس کے نصوص کے مابین کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے۔

شریعت کے کمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي"

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" (۱) (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا)۔

رب الفضا یا معنی میں تباد کا نہ ہونا تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ غور کرنے والا قرآن میں اختلاف نہیں پائے گا، اس لئے کہ اختلاف ظلم، قدرت اور حکمت کے منافی ہے (۲) کہ "أَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا" (۳) (کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی (اور) کی طرف سے ہوتا تو اس کے اندر بڑا اختلاف پاتے)۔

ج۔ سنت سے ماہ اقییت:

۱۷۔ بدعت کے اسباب میں سے سنت سے ماہ اقییت بھی ہے۔

سنت سے ماہ اقییت سے مراد وہ چیزیں ہیں:

(۱) اصل سنت سے لوگوں کی ماہ اقییت۔

(۲) صحیح اور غیر صحیح احادیث سے ان کا ماہ واقف ہونا جس کی وجہ سے ان پر مسئلہ گندہ ہو جاتا ہے۔

سنت صحیح سے ماہ اقییت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط منسوب کی گئی احادیث کو اختیار کرنے لگتے ہیں۔

قرآن و سنت کے بہت سے نصوص اس سے منع کرتے ہیں،

ارشاد ربانی ہے: "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ، إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا" (۴) (اور

(۱) سورہ مائدہ ۳

(۲) الاعتصام ۲/۳۶۸، الفخر الرازی ۱۰/۱۹۶، ۱۹۷

(۳) سورہ بقرہ ۸۲

(۴) سورہ اسراء ۳۶

بدعت ۱۸

اعتبار سے بھی اور کیفیت کے اعتبار سے بھی، اور اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے، اور جو متناہی ہو وہ غیر متناہی کے برابر نہیں ہو سکتا، اس کا خلاصہ یہ نکلا:

(۱) عقل جب تک اس صورت پر باقی ہے، اس کو عقلی الاخلاق ”حاکم“ (فیصل) نہیں مانا جائے گا، اور عقل پر ایک مطلقاً ”حاکم“ ثابت ہو چکا ہے، اور وہ ”شریعت“ ہے، لہذا ضروری ٹھہرا کہ جس کا حق مقدم ہوا ہے اس کو مقدم رکھا جائے، اور جس کا حق مؤخر رہنا ہے اس کو مؤخر رکھا جائے۔

(۲) جب انسان شریعت میں ایسی باتیں پائے جو بظاہر معروف عادات کے خلاف ہوں یعنی ویسا اس سے پہلے انسان نے نہ دیکھا تھا اور نہ ہی صحیح علم کے ذریعہ اس کو معلوم ہوا تھا تو ایسے موقع پر اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ فوراً اس کا انکار کر دے، بلکہ اس کے سامنے وہ باتیں ہیں:

(۱) ”اول یحکم اللہ تعالیٰ کے اس قول“ وَالَّذِينَ اسْتَخْلَفُوا فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ، كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا“^(۱) (اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لے آئے) سب ہی ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے) پر عمل کرتے ہوئے ان کی تصدیق کرے اور تفصیلی علم کو راجح فی العلم اور ماہرین علماء کے حوالے کرے۔

(۲) دوم یہ کہ اس میں تاویل کرے اور ممکن حد تک ظاہر کے مطابق آراء پر محمول کرے^(۲)، اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کرتا ہے: ”ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ“^(۳) (پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک

اس چیز کے پیچھے مت ہولیا کر جس کی بابت تجھے علم (صحیح) نہ ہو بے شک کان اور آنکھ اور دل ان کی پوچھ ہر شخص سے ہوگی)۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“^(۱) (جو میرے اوپر تصدداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے)۔

سنت سے ماواقیئت ہی میں سے قانون سازی میں سنت کے رول سے ماواقیف رہنا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا ہے کہ شریعت میں سنت کا کیا مقام اور درجہ ہے، ارشاد ہے: ”وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا“^(۲) (تو رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس سے وہ تمہیں روک دے رک جایا کرو)۔

د- عقل سے خوش گمان ہونا:

۱۸- بدعت کے اسباب میں سے علماء نے عقل سے خوش گمانی کو بھی شمار کیا ہے، وہ یوں ہوتا ہے کہ مبتدع اپنی عقل پر اعتماد کرتا ہے اور وحی اور مہموم نبی ﷺ کے بتانے پر اعتماد نہیں کرتا، تو اس کی ناقص عقل سراط مستقیم (سیدھے راستہ) سے اس کو بہت دور ہٹا دیتی ہے اور وہ غلطی اور بدعت میں پڑ جاتا ہے، اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی عقل اس کو منزل تک پہنچانے والی ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہی عقل اس کی بلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔

اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے سوچنے کی ایک حد مقرر فرمادی ہے جس سے آگے وہ بڑھ ہی نہیں سکتی، کیت کے

(۱) حدیث: ”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا...“ کی روایت بخاری (۲۰۲/۱) طبع (طبع استقصیٰ) نے حضرت ابویوسف سے اور مسلم (۲۲۹۸، ۲۲۹۹) طبع (مجلس) نے حضرت ابو سعید خدری سے کی ہے۔

(۲) سورہ حشر ۷۔

(۱) سورہ آل عمران ۷۔

(۲) الاعتصام للعلامی ۲/۲۵۵، ۲۸۳، (علامہ الموقمیں ۱/۲۷ طبع دار الفکر، المواقف ۱/۷۷۔

(۳) سورہ جاثیہ ۱۸۔

خاص طریقہ پر کر دیا سو آپ اسی پر چلے جائیے اور بے علموں کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا" (۱) (اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے اہل اختیار کی اطاعت کرو، پھر اگر تم میں باہم اختلاف ہو جائے کسی چیز میں تو اس کو رسول کی طرف لوٹا لیا کرو، اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی خوشتر ہے)۔

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ (۱) (وہ وہی (خدا) ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل مدار ہیں، اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ اس کے (اسی حصہ کے) پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے) تو دلیل کے اندر ان کی فکاہ تحقیق کرنے والے کی فکاہ کی طرح نہیں ہوتی کہ ان کی خواہش دلیل کے حکم کے تابع ہو جائے، بلکہ ان کی نظر اس شخص کی نظر کی طرح ہوتی ہے جو خواہش کے مطابق حکم لگاتا ہے، پھر اس کی تائید میں دلائل فراہم کرنا ہے (۲)۔

و۔ خواہش (ہوی) کی اتباع:

۲۰۔ "ہوی" کا اطلاق نفس کے میاں اور کسی چیز کی طرف اس کے جھکاؤ پر ہوتا ہے، پھر اس کا استعمال اکثر بُرے میاں اور گندے ریتان پر ہونے لگا (۳)۔

"برعت" کی نسبت "اہواء" (خواہشات) کی طرف کی گئی، اور برہمنوں کو "اہل الہواء" (خواہشات والے) کہا گیا، اس لئے کہ انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی اور دنیاؤں کو ضرورت اور بنیاد کی حیثیت سے نہیں دیکھا، بلکہ اپنی خواہشات کو مقدم کیا اور اپنی رائے پر اعتماد کیا پھر شرعی دلائل کو ان کا مؤید بنایا۔

۲۱۔ خواہشات کے در آنے کے مواقع (۴):

الف۔ عادات اور آباء و اجداد کی پیروی کرنا اور ان سب کو دین بتا دینا، ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "إِنَّا

۱۹۔ بعض علماء نے فرمایا: قرآن کے جن احکام میں اختلاف ہو وہ متشابہ ہے، دوسرے حضرات نے کہا: متشابہ وہ ہے جس میں دلائل متقابل ہوں (۲)، رسول اللہ ﷺ نے متشابہ کی اتباع سے منع فرمایا ہے: "إِذَا رَأَيْتُمُ الْمُنِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَلَوْلَانِكَ الْمُنِينَ سَمَى اللَّهُ فَاحْذَرُوهُمْ" (۳) (جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہ کی پیروی کرتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے ذکر کیا ہے، تم ان سے بچتے رہنا)، اللہ نے ان کا ذکر اس آیت میں کیا ہے: "هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ، فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

(۱) سورہ شاعہ ۵۹۔

(۲) احکام القرآن للجصاص ۲/۳۳ طبع دارالکتب تعمیر الطبری ۱۴۳۳ھ طبع المجلس، الاعتصام ۱/۱۴۳۔

(۳) حدیث: "إِذَا رَأَيْتُمُ الْمُنِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ..." کی روایت بخاری (الصحیح ۲۰۹/۸ طبع المکتبۃ المدینہ) اور مسلم (۲۰۵۳/۳ طبع المجلس) نے کی ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں۔

(۱) سورہ آل عمران ۷۷۔

(۲) الاعتصام ۲/۵۵۔

(۳) التمهید فی المرافق۔

(۴) الاعتصام ۱/۱۴۳، ۲/۳۳، ۳/۳۳، ۴/۳۳، ۵/۳۳، ۶/۳۳، ۷/۳۳، ۸/۳۳، ۹/۳۳، ۱۰/۳۳، ۱۱/۳۳، ۱۲/۳۳، ۱۳/۳۳، ۱۴/۳۳، ۱۵/۳۳، ۱۶/۳۳، ۱۷/۳۳، ۱۸/۳۳، ۱۹/۳۳، ۲۰/۳۳، ۲۱/۳۳، ۲۲/۳۳، ۲۳/۳۳، ۲۴/۳۳، ۲۵/۳۳، ۲۶/۳۳، ۲۷/۳۳، ۲۸/۳۳، ۲۹/۳۳، ۳۰/۳۳، ۳۱/۳۳، ۳۲/۳۳، ۳۳/۳۳، ۳۴/۳۳، ۳۵/۳۳، ۳۶/۳۳، ۳۷/۳۳، ۳۸/۳۳، ۳۹/۳۳، ۴۰/۳۳، ۴۱/۳۳، ۴۲/۳۳، ۴۳/۳۳، ۴۴/۳۳، ۴۵/۳۳، ۴۶/۳۳، ۴۷/۳۳، ۴۸/۳۳، ۴۹/۳۳، ۵۰/۳۳، ۵۱/۳۳، ۵۲/۳۳، ۵۳/۳۳، ۵۴/۳۳، ۵۵/۳۳، ۵۶/۳۳، ۵۷/۳۳، ۵۸/۳۳، ۵۹/۳۳، ۶۰/۳۳، ۶۱/۳۳، ۶۲/۳۳، ۶۳/۳۳، ۶۴/۳۳، ۶۵/۳۳، ۶۶/۳۳، ۶۷/۳۳، ۶۸/۳۳، ۶۹/۳۳، ۷۰/۳۳، ۷۱/۳۳، ۷۲/۳۳، ۷۳/۳۳، ۷۴/۳۳، ۷۵/۳۳، ۷۶/۳۳، ۷۷/۳۳، ۷۸/۳۳، ۷۹/۳۳، ۸۰/۳۳، ۸۱/۳۳، ۸۲/۳۳، ۸۳/۳۳، ۸۴/۳۳، ۸۵/۳۳، ۸۶/۳۳، ۸۷/۳۳، ۸۸/۳۳، ۸۹/۳۳، ۹۰/۳۳، ۹۱/۳۳، ۹۲/۳۳، ۹۳/۳۳، ۹۴/۳۳، ۹۵/۳۳، ۹۶/۳۳، ۹۷/۳۳، ۹۸/۳۳، ۹۹/۳۳، ۱۰۰/۳۳۔

وَجَلَّلْنَا أَبَاكَ عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُهْتَكُونَ“ (۱) ہم نے اپنے باپ واداکو ایک خاص طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہیں کے نقش پر قدم رکھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان سے کہلویا: ”قُلَانِ اَوْ لَوْ جَنَّتْكُمْ بِأَهْلِي مَنَا وَجَلَّلْنَا عَلَيْهِ آثَاءَ كُمْ“ (۲) (اس پر ان کے چیمبر نے) کہا کہ اگرچہ میں اس سے بہتر طریقہ منزل پر پہنچا دینے کے اعتبار سے لایا ہوں جس پر تم نے اپنے باپ واداکو پایا ہے۔

ب۔ بعض مقلدین کا اپنے ائمہ کے بارے میں خاص رائے رکھنا اور ان کے لئے تعصب برتنا، کیونکہ تقلید کے اندر یہ مبالغہ پسندی بعض نصوص اور دلائل کے انکار یا ان کی تاویل اور اپنے مخالفین کو جماعت سے الگ شمار کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔

ج۔ غلط تصوف اور متصوفین پر طاری ہونے والے حالات یا ان سے منقول قول کو دین شریعت کا درجہ دینا، اگرچہ وہ کتاب و سنت کے نصوص شرعیہ کے مخالف ہوں۔

د۔ کسی امر کے اچھے یا بُرے ہونے کا فیصلہ عقل کے ذریعہ کرنا، اس مذہب کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کے بجائے انسانی عقول کو حاکم بنایا جائے، اور یہ ان بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے جس پر دین میں بدعت پیدا کرنے والوں کی عمارت کھڑی ہوتی ہے، اس طرح کہ شریعت اگر ان کی رائے کے موافق ہوئی تو اسے قبول کیا ورنہ چھوڑ دی گئی۔

ھ۔ خواب پر عمل کرنا، اس لئے کہ خواب کبھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اور کبھی انسانی باتوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی پر اگندہ خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے، تو صاف ستھرا اچھا سچا خواب کب متعین

ہو سکتا ہے کہ اس کے مطابق حکم لگایا جائے؟

بدعت کی قسمیں:

دلائل سے قربت اور دوری کے اعتبار سے بدعت کی دو قسمیں ہیں: حقیقی اور اضافی۔

بدعت حقیقی:

۲۲۔ یہ وہ بدعت ہے جس کی کوئی دلیل شرعی نہ ہو، نہ کتاب و سنت میں، نہ اجماع میں، نہ اہل علم کے نزدیک معتبر استدلال ہو، نہ فی اہلہ اور نہ تفصیلاً، اسی لئے اسے حقیقی بدعت کہا گیا کہ یہ ایسی نوید آشی ہے جس کی مثال پہلے نہ تھی، اگرچہ بدعتی پسند نہیں کرتا ہے کہ اس کی جانب شریعت سے شروء کی نہایت کی جائے، کیونکہ وہ بدعتی کرتا ہے کہ اس کا استنباط مقتضائے دلائل کے تحت ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بدعتی درست نہیں ہے، نہ حقیقتاً اور نہ ظاہراً، حقیقتاً تو دلائل کی رو سے غلط ہے، اور ظاہراً یوں کہ اس کے دلائل شکوک و شبہات میں دلائل نہیں ہیں (۱)، مثال کے طور پر تقرب الی اللہ کے لئے ربانیت اختیار کرنا، شادی کا سبب پائے جانے اور کسی شرعی رکاوٹ کے نہ ہونے کے باوجود شادی نہ کرنا، جیسے اس آیت کریمہ میں مذکور عیسائیوں کی ربانیت ”وَرَبَّانِيَّةُ الْيَهُودِ مَا كَتَبْنَا هَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ“ (۲) (اور ربانیت کو انہوں نے خود ایجاد کر لیا، ہم نے ان پر واجب نہیں کیا تھا، بلکہ انہوں نے اللہ کی رضامندی کی خاطر (اسے اختیار کر لیا تھا)۔ یہ چیز ماقبل اسلام تھی، اسلام آنے کے بعد ہماری شریعت میں اس فرمان کے ذریعہ سے

(۱) الاقسام ۴/۳۳۲۔

(۲) سورۃ صافات ۲۷۔

(۱) سورۃ زمرہ ص ۳۲۔

(۲) سورۃ زمرہ ص ۳۳۔

اس کے اضافی بدعت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نماز کی اصل کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ جائز معلوم ہوتا ہے، کیونکہ طبرانی نے ”الاوسط“ میں روایت کیا ہے کہ ”الصلاة خير موضوع“^(۱) (نماز سب سے بہتر عمل ہے) لیکن اس کے لئے مخصوص وقت اور مخصوص کیفیت کی پابندی کے اعتبار سے یہ غیر مشروع ہے۔
پس یہ اپنی ذات کے اعتبار سے مشروع ہے، اور اپنی کیفیت کے اعتبار سے بدعت ہے^(۲)۔

کافرانہ اور غیر کافرانہ بدعت:

۲۴- بدعت کے مختلف درجات ہیں، یہ کہنا درست نہیں کہ ہر بدعت کا ایک حکم ہے، خود صرف کراہت کا ہو یا صرف حرمت کا، کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ بدعت کے احکام مختلف ہیں، کچھ تو صریح کفر ہیں جیسے جاہلیت کی بدعت جن پر قرآن نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا: ”وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا“^(۳) (اور ان لوگوں نے ہیتی اور موشیوں میں سے جو (اللہ) نے پیدا کئے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کر رکھا ہے، اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ (حصہ) اللہ کا ہے اور یہ (حصہ) ہمارے دیناؤں کا)، اور فرمایا: ”وَقَالُوا مَا لِيَ نَبْطُونَ هٰذِهِ الْأَنْعَامَ خَالِصَةً لِّذِكْرِنَا وَمَحْرَمٌ عَلٰی أَرْوَاحِنَا وَإِن يَتَّخِذُ مِثْقَلُهُ فَهٖمُ فِيْهِ شُرَكَاءُ“^(۴) (اور کہتے ہیں کہ ان

منسوخ کر دیا گیا: ”فَمَنْ رَغِبَ عَنْ مَسْئَةِ فَلَيْسَ مِنِّي“^(۱) (جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میرے راستہ پر نہیں ہے)۔
اسی طرح مسلمان کا وہ کام کرنا جو اہل بندہ کرتے ہیں کہ جس کو مختلف قسم کی تکلیفوں اور عذاب میں مبتلا کرتے ہیں، ان طریقوں سے قتل کرتے ہیں جن سے دل و دل جانیں اور روئینے کھڑے ہو جائیں مثلاً آگ سے جا کر جلدی موت لانا تاکہ برہم خود اللہ کا تقرب اور بلند درجات حاصل ہوں۔

اضافی بدعت:

۲۴- اس بدعت کی دو جہتیں ہیں: ایک جہت وہ ہے جس سے دلائل کا تعلق ہے، اس جہت سے یہ بدعت نہیں ہے، دوسری جہت وہ ہے جس کا حقیقی بدعت کی مانند دلائل سے تعلق نہیں ہے، چونکہ اس عمل کے دونوں پہلو ہیں اور کسی ایک جہت میں مکمل طور سے داخل نہیں ہے، اس لئے اس کا یہ نام رکھا گیا، اس لئے کہ اپنی ایک جہت کے اعتبار سے یہ سنت ہے کہ یہ دلیل پر مبنی ہے، اور دوسری جہت کے اعتبار سے یہ بدعت ہے کہ اس کی بنیاد دلیل پر نہیں مبنی ہے، یا اس کی بنیاد کسی پر ہے ہی نہیں، بدعت کی یہی قسم بدعت ہست پر ٹنگو کرنے والوں کے درمیان موضوع بحث و اختلاف ہے، اس کی بہت ساری مثالیں ہیں، جیسے ”صلاة المرغائب“، یعنی ماہِ رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں مخصوص کیفیت کے ساتھ بارہ رکعت نماز، علماء نے فرمایا ہے کہ یہ قبیح و منکر بدعت ہے، اسی طرح نصف شعبان کی رات میں نماز جو مخصوص کیفیت کے ساتھ ایک سو رکعات کی ہے، اور ولدین کی فرمانبرداری کی نماز۔

(۱) حدیث: ”الصلاة خير موضوع“ کی روایت ابن حبان (سوار الطمان) ۲ ص ۵۲ طبع استغبر) نے کی ہے۔

(۲) ابن ماجہ ۱/ ۴۶۱، الاعتصام ۱/ ۱۵۱ طبع ۱۴۲۲ھ، المجموع للروای ۵۶/ ۳، انکار البدع والحوادث ص ۷۳، ۷۴۔

(۳) سورۃ انفاس ۳۶۔

(۴) سورۃ انفاس ۱۳۹۔

(۱) حدیث: ”فَمَنْ رَغِبَ عَنْ مَسْئَةِ فَلَيْسَ مِنِّي“ کی روایت بخاری (الفتح ۱۰۴/ ۸ طبع سلطی) نے کی ہے۔

چوپایوں کے شکم میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے، اور ہماری بیویوں کے لئے حرام ہے، اور اگر وہ مرد ہو تو اس میں وہ سب شریک ہیں، اور کہا گیا: "مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ مَبْجُورَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ" (۱) (اللہ نے نہ بیکرد کو شروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو)۔

اسی طرح منافقین کی بدعت جنہوں نے دین کو جان و مال وغیرہ کے تحفظ کا ذریعہ بنالیا تھا: "يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ" (۲) (یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں)، ان جیسے امور بلاشبہ صریح کفر ہیں کہ نفوس شریعت میں ان پر نکیر ہے، اور ان پر وعید سنائی گئی ہے۔

کچھ بدعات گناہ کبیرہ ہیں، کفر نہیں ہیں، یا ان کے کفر ہونے میں اختلاف ہے، جیسے گمراہ فرقوں کی بدعات۔ اور کچھ بدعات بالاتفاق کفر نہیں ہیں صرف معصیت ہیں، جیسے دنیا سے کنارہ کشی اور دھوپ میں کھڑے ہو کر روزہ رکھنا، شہوت جہاں کو ختم کرنے کے لئے خسی کرنا کہ احادیث میں ان کی ممانعت وارد ہے، بعض ایسی احادیث گزر بھی چکی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ وَحِيماً" (۳) (اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو، بے شک اللہ تمہارے حق میں بڑا مہربان ہے)۔

غیر کافرانہ بدعت کی گناہ صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم:

۲۵- معاصی کچھ عفا کر ہوتے ہیں اور کچھ کبار، اس کا تعین اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ ضروریات سے متعلق ہیں یا حاجیات سے یا

تحسینات سے، اگر ضروریات سے متعلق معصیت ہو تو وہ اکبر الکبائر ہے، اگر تحسینات کے حق میں ہو تو وہ معصیت بلاشبہ ادنیٰ درجہ کی ہے، اور اگر حاجیات سے ان کا تعلق ہو تو ان کا مقام دونوں مذکورہ درجوں کے درمیان ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "الْبَلْبِلُ يَحْتَبُونَ كُنُفَاؤَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّحَمَ" (۱) (وہ لوگ ایسے ہیں جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائیوں سے بچے رہتے ہیں، مگر ہاں یہ کہ ہلکے ہلکے گناہ ہو جائیں)، اور ارشاد ہے: "إِنْ تَحْتَبُوا كُنُفَاؤَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نَكَرَ غَنَمُكُمْ سَمَاتِكُمْ وَنَدَّخَلَكُمْ مَدْخَلَ كَرِيمَا" (۲) (اگر تم ان بڑے کاموں سے جو تمہیں منع کئے گئے ہیں بچتے رہو، تو تم تم سے تمہاری (چھوٹی) برائیاں دور کر دیں گے اور تمہیں ایک مقرر مقام پر داخل کر دیں گے)، پس جب معاصی ایک درجہ کے نہیں ہیں بلکہ ان میں تفاوت ثابت ہے تو بدعات میں بھی اسی طرح تصور کیا جائے گا، کیونکہ بدعات بھی مجملہ معاصی کے ہیں، کچھ بدعات کا تعلق ضروریات سے ہوگا، کچھ کا تعلق حاجیات سے، اور کچھ بدعات تحسینات سے متعلق ہوں گی۔

ضروریات سے تعلق رکھنے والی بدعات یا تو دین سے متعلق ہوں گی یا جان، نسل، عقل یا مال سے متعلق ہوں گی (۳)۔

دین سے متعلق بدعت کی مثال کفار کی اختراعات اور ملت الہیہ میں ان کی جانب سے تبدیلی ہے، جیسے اللہ کا ارشاد ہے: "مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ مَبْجُورَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ" (۴) (اللہ نے نہ بیکرد کو شروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو)، اس آیت کا حاصل بھی یہی ہے کہ تقرب الہی کی نیت سے اللہ کی حلال

(۱) سورہ بقرہ ۲۲

(۲) سورہ نساء ۲۱

(۳) عقداً للعلماء ۲/۱۳۵ قواعد الاحکام ۱/۹۰، ابن ماجہ ۳/۱۰۳، ۱۰۳

(۴) سورہ احکام ۳۹

(۱) سورہ مائدہ ۱۰۳، دیکھئے قرطبی ۲/۳۵۷ طبع دارالکتب الفکر المذاہری

۱۰۳/۱۰۳، ۱۰۳ طبع عبد الرحمن

(۲) سورہ آل عمران ۱۶۷

(۳) سورہ نساء ۳۹، دیکھئے احکام اہل اللہ ۲/۱۷۳

کردہ اشیاء کو حرام کیا گیا ہے، باوجودیکہ وہ سابقہ شریعت میں بھی حلال تھیں۔

جان سے متعلق بدعت کی مثال بعض بندہ ستانی فرقوں کا مذہم خود مقام بلند حاصل کرنے کے لئے اپنی جانوں کو مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کرنا اور مرنے میں جلدی کرنا ہے۔

نسل سے متعلق بدعت کی مثال عہد جاہلیت کے وہ نکاح ہیں جن کا معمول و رواج دین کی مانند ان میں تھا۔ حالانکہ نہ تو شریعت نے انہیں ان سے آشنا تھی اور نہ دوسرے نبی کی شریعت، وہ محض ان کی اختراعات تھیں، ایسے ہی نکاح کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی جاہلیت کے نکاحوں والی حدیث میں ہے (۱)۔

عقل سے تعلق رکھنے والی بدعت کی مثال خبیثات، بوزشہ اور اشیاء کا رواج ہے جن کا استعمال بعض جائز و اجنبات کی ہوانگی میں قوت اور تہذیب نو آمد کے حصول کے بخوبی سے کیا جاتا ہے۔

مال سے متعلق بدعت کی مثال قرآن کی زبان میں لوگوں کا یہ قول ہے: "إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الزَّيْنِ" (بیع بھی تو سودی کی طرح ہے) اس میں انہوں نے ایک نامہ قیاس سے استدلال کیا ہے (۲) اسی طرح دھوکہ، غرر اور خطرات پر مبنی وہ سارے شرعیہ فرہخت کے معاملات جو لوگوں میں رواج پا جاتے ہیں۔

۲۶- بدعت کی کبیرہ اور صغیرہ کے اعتبار سے تقسیم چند شرائط کے ساتھ شروط ہے:

اول: اس پر مداومت نہ کی جائے، اس لئے کہ گناہ صغیرہ مداومت کرنے والے کے حق میں کبیرہ ہو جاتے ہیں، کیونکہ مداومت

اس پر اصرار کا نتیجہ ہوتی ہے، اور صغیرہ گناہ اصرار کے نتیجہ میں کبیرہ ہو جاتا ہے، اسی لئے علماء کہتے ہیں کہ صغیرہ اصرار کے ساتھ صغیرہ نہیں رہتا، اور کبیرہ استغفار کے ساتھ کبیرہ نہیں رہتا، یہی بات بغیر کسی فرق کے بدعت کے اندر بھی ہے۔

دوم: اس کی طرف دعوت نہ دی جائے، اگر کوئی انسان کسی بدعت میں مبتلا ہو اور اس کی طرف دعوت بھی دے تو اس کے گناہ کے ساتھ دوسروں کے گناہ بھی اس کے سر آئیں گے، رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيُنْفِخُ فِيهَا وَزُرَّهَا وَوَزَرَ مَنْ عَمِلَ بِهَا يَلِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (۱) (جو شخص کوئی بُرا طریقہ رائج کرے تو اس پر اس کا گناہ اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہوگا)۔

سوم: ایسے عمومی مقامات پر اسے نہ انجام دیا جائے جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں، یا ایسے مقامات جہاں سنتوں پر عمل ہوتا ہو اور شریعت کے شعار کا بول بالا ہو، اور بدعت کرنے والا شخص ایسا نہ ہو جس کی لوگ اقتداء کرتے ہوں یا جس سے حسن ظن رکھتے ہوں، اس لئے کہ عوام آنکھ بند کر کے ان کی اتباع کرتے ہیں جن پر انہیں اعتماد ہو یا جن سے حسن ظن ہو، ایسی صورت میں عموم پلوی ہوگا، اور لوگوں کے لئے ان معاصی کا ارتکاب آسان ہوگا (۲)۔

داعی اور غیر داعی بدعتی:

۲۷- عرف میں بدعت کی جانب منسوب شخص یا تو اس بدعت میں مجتہد ہوگا یا مقلد، اور مقلد یا تو اپنے بدعتی مجتہد کی دلیل کا اثر ابھی کرتا ہوگا، یا ایک عامی مقلد ہوگا جو کسی غور و فکر کے بغیر محض صاحب بدعت

(۱) حدیث: "مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيُنْفِخُ فِيهَا وَزُرَّهَا وَوَزَرَ مَنْ عَمِلَ بِهَا يَلِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ" کی تخریج (فقہ نمبر ۲) میں مذکور ہے۔
(۲) عقصام ۵/۲، ابن ماجہ ۲/۲۰۴، بیروانی ۱/۴۰، قواعد الاحکام لابن عبد السلام ۲/۲۲ طبع ۱۳۸۵ھ۔

(۱) حدیث: "فِي الْبَيْعِ الْبُيُوتُ" کی روایت بخاری (۱) ص ۱۸۲-۱۸۳ طبع انتہی نے کی ہے۔
(۲) الاعتصام ملہا طبع ۱۳۸۵ھ۔

سے حسن ظن کی بنا پر ایسا کرتا ہوگا، حسن ظن کے سوا اس بابت کوئی تفصیلی دلیل اس کے پاس نہیں ہوگی، عوام میں اس قسم کے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے، پس جب واضح ہوا کہ بدعتی گناہ ہے تو اس پر مرتب گناہ ایک درجہ کا نہیں ہوگا، بلکہ اس کے بھی مختلف درجات اس اعتبار سے ہوں گے کہ صاحب بدعت اس کا داعی بھی ہے یا نہیں، اس لئے کہ داعی کے دل میں کئی مقلد کی پیمبت زیادہ پائیدار ہوگی، اور اس لئے کہ اس نے اولاً اس طریقہ کو رائج کیا، اور اس لئے بھی کہ فرمان نبوی ”من سن سنة حسنة فعليه وزرها ووزر من عمل بها الي يوم القيامة“ کے مطابق وہ اپنے قبیحین کے گناہ کا بھی ذمہ دار ہوگا۔

اسی طرح ذبیہ بدعت کا گناہ اعلا یہ بدعت سے مختلف ہوگا، اس لئے کہ ذبیہ عمل کرنے والے کا ضرر اس کی ذات تک محدود رہتا ہے، اس سے تجاوز نہیں کرتا، اعلا یہ کرنے والا اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اسی طرح بدعت پر ہر ار اور عدم ہر ار بدعت کے حقیقی اور اضافی ہونے اور بدعت کے کفرانہ اور غیر کفرانہ ہونے کے اعتبار سے بھی گناہ کے درجات مختلف ہوں گے (۱)۔

بدعتی کی روایت حدیث:

۲۸- اپنی بدعت کی وجہ سے ارتکاب کفر کرنے والے کی روایت علماء نے رد کردی ہے، اور روایت کی صحت میں اس سے استدلال نہیں کیا ہے۔

لیکن بدعت کی وجہ سے تکفیر کے لئے انہوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ صاحب بدعت شریعت کے کسی متواتر دین کے معروف و معلوم امر کا انکار کرے۔

جس شخص کی بدعت کی وجہ سے تکفیر نہیں کی گئی ہو اس کی روایت

(۱) الاعتصام ۱/۲۶۱، ۲۶۹، ۳۰۹، من ملوین ۳/۵۲۹، ۵۳۶، ۵۳۷

کے سلسلہ میں علماء کے تین اقوال ہیں:

اول: مطلقاً اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جائے گا، یہ امام مالک کی رائے ہے، اس لئے کہ بدعتی سے روایت اس کے کام کی ترویج اور اس کی عزت افزائی ہے، اور اس لئے کہ وہ اپنی بدعت کی وجہ سے فاسق ہو چکا ہے۔

دوم: اگر وہ اپنے مسلک کی تائید کے لئے جھوٹ کو روانہ سمجھتا ہو تو اس سے روایت کی جائے گی خواہ وہ بدعت کا داعی ہو یا نہیں، یہ امام شافعی، ابو یوسف اور ثوری کا قول ہے۔

سوم: کہا گیا ہے کہ اگر اپنی بدعت کا داعی نہ ہو تو استدلال کیا جائے گا، اگر داعی ہو تو نہیں کیا جائے گا۔

تودی اور سیوطی فرماتے ہیں کہ یہی قول سب سے زیادہ ترین انصاف اور اظہر ہے، اور یہ بہت سے بلکہ اکثر لوگوں کا قول ہے، اور اسی رائے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری و مسلم نے اپنی مصیبت میں بہت سارے غیر داعی مبتدعین سے استدلال کیا ہے۔

مبتدع کی شہادت:

۲۹- مالکیہ اور حنابلہ نے مبتدع کی شہادت رد کردی ہے خواہ اس کی بدعت کی وجہ سے اس کی تکفیر کی گئی ہو یا نہیں، اور خواہ وہ بدعت کا داعی ہو یا نہیں، یہی رائے شریک، اسحاق، ابو حنیدہ اور ابو ثور کی ہے، ان حضرات نے اس کی وجہ سے یہ بیان فرمائی کہ مبتدع فاسق ہے جس کی شہادت اس آیت کریمہ کی وجہ سے مردود ہے: ”وَأَشْهِدُوا ذُوقُوا عَذَابَ قُنُكُم“ (۱) (اور اپنے میں سے دو معتبر شخص کو کو اٹھالو)، اور اس آیت کی وجہ سے ”إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا“ (۲)

(۱) سورہ مائدہ ۲۴

(۲) سورہ حجرات ۶

(اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم تحقیق کر لیا کرو)، حنفیہ نے اور شافعیہ نے اپنے رائج قول میں کہا ہے کہ مبتدع کی شہادت قبول کی جائے گی جب تک کہ اس کی بدعت کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ کی گئی ہو، مثلاً وہ اللہ کی صفات اور بندوں کے افعال کی تخلیق کا منکر ہو، اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دلائل کی رو سے وہ حق پر ہیں۔

شافعیہ کا مرجوح قول یہ ہے کہ وہی بدعت مبتدع کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی (۱)۔

مبتدع کے پیچھے نماز:

۳۰۔ مبتدع کے پیچھے نماز کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، حنفیہ، شافعیہ کی رائے ہے، اور یہی مالکیہ کی ایک رائے ہے کہ جب تک مبتدع کی اس کی بدعت کی وجہ سے تکفیر نہ کی گئی ہو اس کے پیچھے نماز کر اہت کے ساتھ جائز ہے، اگر اس کی بدعت کی وجہ سے تکفیر کی گئی ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، ان فقہاء نے اس رائے پر مختلف دلائل سے استدلال کیا ہے، جن میں سے ایک نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "صلوا خلف من قال لا إله إلا الله" (۲) (جو لا اے لا اے اللہ کہے اس کے پیچھے نماز پڑھو)، اور فرمان نبوی ہے: "صلوا

خلف کل بر و فاجر" (۱) (ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز پڑھو)۔ اور مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ خوارج و غیرہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانہ میں نماز پڑھتے تھے جب کہ وہ سر پہنار تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ ایسے ایسے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں جو ایک دوسرے سے قتال کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: جو کہتا ہے "حی علی الصلاة" (آؤ نماز کی طرف) میں اسے قبول کرتا ہوں، اور جو کہتا ہے "حی علی الفلاح" (آؤ کامیابی کی طرف) میں اسے قبول کرتا ہوں، اور جو کہتا ہے آؤ اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنے اور اس کا مال لوٹنے کے لئے، تو میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ مبتدع مذکور کی نماز درست ہے تو اس کی اقتداء بھی دوسرے کی اقتداء کی طرح درست ہوگی۔

مالکیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ جو شخص ایسے مبتدع کے پیچھے نماز پڑھے جو اپنی بدعت کا اعلان کرنا اور اس کی دعوت دیتا ہو تو وہ احتیاباً اپنی نماز کا اعادہ کرے، لیکن اگر ایسے مبتدع کے پیچھے نماز پڑھی جو اپنی بدعت کو پوشیدہ رکھتا ہو تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے (۲)۔ اس رائے پر استدلال نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے کیا گیا ہے: "لا تؤمن امرأۃ رجلاً، ولا فاجر مؤمناً إلا أن یقہرہ بسلطان أو یخاف سوطہ أو سیفہ" (۳) (کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ

(۱) حدیث: "صلوا خلف کل بر و فاجر" کی روایت ابوداؤد (۱/۳۹۸ طبع عزت عید دہاس) وورد قطنی (۵۶/۲ طبع دارالماہین) نے کی ہے الفاظ مؤخر ذکر کے ہیں، ابن جریر نے فرمایا: منقطع ہے (۱/۳۵۴ طبع شرکت المطابع النعیمیہ)۔

(۲) المغنی لابن قدامہ ۵/۲، المغنی للحاج ۲/۲۲۲، فتح القدیر ۱/۳۰۴، حاشیہ ابن ماجہ ۱/۶۱۷، حدیث الدسوقی علی الشرح الکبیر ۱/۳۲۹۔

(۳) حدیث: "لا تؤمن امرأۃ رجلاً، ولا فاجر مؤمناً إلا أن یقہرہ بسلطان أو یخاف سوطہ أو سیفہ" کی روایت ابن ماجہ (۱/۳۲۳ طبع النسخ) نے کی ہے، ابو نعیم میں ہے اس کی سند ضعیف ہے اس لئے کہ علی بن زبیر بن جعدان اور عبداللہ بن محمد عویض ضعیف ہیں۔

(۱) مذہب مروی شرح تخریب للروای ص ۲۱۶، طبع مکتبۃ المطبعیہ، مکتبۃ فی علم الروایۃ للامام ابی نعیم ص ۱۲۵-۱۳۲، توہمات قدیمہ ص ۹۳-۹۵، طبع عتیق النسخ، کمال شرح ص ۵/۳۸۵-۳۸۶، المغنی ۱/۱۶۸، طبع سورہ مطبوعۃ الدسوقی ۱/۱۶۵، طبع دار الفکر لشرح البیہر ص ۲۳۰، طبع ساریف المجموع للروای ص ۲۵۲، طبع البیہر بیروت نقیہ۔

(۲) حدیث: "صلوا خلف من قال لا إله إلا الله" کی روایت دقش (۵۶/۲ طبع دارالماہین) نے حضرت ابن عمرؓ سے کی ہے ابن جریر نے فرمایا: عثمان بن عبد الرحمن - جو اس سند میں ہیں - کی بیٹی بن مسعود نے کنعہ بن عبد بن مسعود سے (۱/۳۵۴ طبع شرکت المطابع النعیمیہ)۔

ﷺ کا فرمان ہے: ”صلوا علی من قال لا إله إلا الله“ (۱)
(لا إله إلا الله کہنے والوں پر نماز پڑھو)۔

لیکن مالکیہ کی رائے ہے کہ اصحابِ فضل کے لئے مبتدع پر نماز پڑھنا محروم ہے، تاکہ اس کا عمل دوسروں کے لئے اس جیسی حالت سے روکنے کا سبب نہ بنے، اور اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے خودکشی کی تھی تو آپ ﷺ نے اس پر نماز نہیں پڑھی (۲)۔

حنابلہ کی رائے ہے کہ مبتدع پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے مقروض اور خودکشی کرنے والے پر نماز نہیں پڑھی، حالانکہ ان دونوں کا تہم مبتدع سے کم ہے (۳)۔

مبتدع کی توبہ:

۳۳- ایسے مبتدع کی توبہ کی قبولیت میں جس کی بدعت کی وجہ سے تکفیر کی گئی ہو، علماء کا اختلاف ہے، جمہور حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس کی توبہ قبول کی جائے گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ابْنُ يَنْتَهُوا يَغْفِرَ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ“ (۴) (آپ کہہ دیجئے (ان) کافروں سے کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں گے تو جو کچھ پہلے ہو چکا ہے وہ (سب) انہیں معاف کر دیا جائے گا)۔

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوهَا فَقَدْ عَصَمُوا مِنِّي“

(۱) حدیث: ”صلوا علی من قال لا إله إلا الله“ کی تخریج فقہ نمبر ۳۰ میں گذر چکی ہے۔

(۲) حدیث: ”نبی یوجل قتل نفسه فلم یصل علیه“ کی روایت مسلم (۶۷۲/۳ طبع المکتب) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”مروک الصلاة علی صاحب العین“ کی روایت بخاری (۱/۲۳۷ طبع المستقیم) نے کی ہے۔

(۴) سورہ انفال ۳۸

کرے، اور نہ کوئی قاحد کسی مومن کی امامت کرے، لا یہ کہ قوت سے اسے مجبور کیا جائے، یا اس کو اس کے کوڑے یا اس کی لکڑی کا اندیشہ ہو)۔

مبتدع کی امامت:

۳۱- علماء کا اتفاق ہے کہ اصحابِ ولایات عامہ جیسے امام اعظم، فلیفہ، صوبوں کے سربراہ اور قضاة وغیرہ کے لئے ضروری شرائط میں سے عادل ہونا بھی ہے، اور یہ کہ وہ خویش پرست اور بدعتی نہ ہوں، تاکہ عدالت و مصالح کے حصول اور مفاسد کے ازالہ میں کوتاہی نہ پڑے، متنبہ کرے اور ہوا وہوں اسے حق سے ہٹا کر باطل کی طرف نہ لے جائے، کہا جاتا ہے کہ محبت انسان کو اندھا اور ہیرا بذاہبی ہے (۱)، لیکن امامت یا دیگر ولایات پر اگر کوئی زبردستی غالب آجائے تو اس کی ولایت منعقد ہو جاتی ہے، اور جائز امور میں اس کے سر نہ بنی اور فیصلہ کی اطاعت باحق فقہاء واجب ہے، خواہ وہ اہل بدعت و ہوی میں سے ہی ہو، بشرطیکہ اس کی بدعت کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ کی گئی ہو، ایسا اس لئے ہے تاکہ فتنہ کا ازالہ ہو، مسلمانوں میں وحدت باقی رہے، اور امت کا اتحاد برقرار رہے (۲)۔

مبتدع کی نماز جنازہ:

۳۲- مبتدع میت پر نماز جنازہ پڑھنے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ جس مبتدع کی اس کی بدعت کی وجہ سے تکفیر نہ کی گئی ہو اس پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے، نبی کریم

(۱) قواعد الاحکام فی مصالح الامام ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱

مبتدع کی توبہ کی قبولیت کی بابت علماء کا اختلاف اس کے حق میں دنیاوی احکام سے متعلق ہے، اللہ تعالیٰ کے اس کی توبہ قبول کرنے اور اس کے مائدہ معاف کردینے کا جہاں تک تعلق ہے اگر وہ مخلص ہو اور اپنی توبہ میں صادق ہو تو اس کے قبول ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے^(۱)۔

بدعت کے بارے میں مسلمانوں کی ذمہ داری:

۳۴- بدعت کے تین مسلمانوں پر چند ذمہ داریاں اس سے امتراز کی غرض سے عائد ہوتی ہیں:

الف۔ قرآن کریم سے نکالنا، اس کا حفظ، اس کی تعلیم اور اس کے احکام کا بیان، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْمَذْكَرَ لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ"^(۲) (اور ہم نے آپ پر بھی یہ نصیحت مامور کیا ہے)۔ اور رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "خبركم من تعلم القرآن وعلمه"^(۳) (تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے)، "ورايك رواية من علمه"^(۴) (تم میں افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے)، اور ارشاد نبوی ہے: "تعاهدوا القرآن فوالذي نفسي بيده لهو أشد تفصيلاً من الإبل في عقلها"^(۵)

(۱) الاقسام ۲/۲۳۰، والمصنف ۶/۱۶۵، المغنی لابن قدامة ۸/۱۲۶، المغنی المحتاج ۳/۳۰، المحتاج شرح المنهاج ۵/۱۲۶، حاشیہ ابن ماجہ ۳/۲۹۷۔

(۲) سورہ مجلہ ۳۳۔

(۳) حدیث: "خبركم من تعلم القرآن وعلمه" کی روایت بخاری (المصنف ۲/۲۳۰ طبع استقبر) نے کی ہے۔

(۴) حدیث: "الفضلكم من تعلم القرآن وعلمه" کی روایت بخاری (المصنف ۲/۲۳۰ طبع استقبر) نے کی ہے۔

(۵) حدیث: "تعاهدوا القرآن، فوالذي نفسي بيده لهو أشد تفصيلاً من الإبل في عقلها" کی روایت بخاری

دعاء هم وأموالهم إلا بحقها، وحسابهم على الله"^(۱) (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتل کروں یہاں تک کہ وہ کلمہ کا اتر کر لیں، اگر وہ کلمہ کا اتر کر لیں تو اپنے خون اور اپنے مال کو سوائے اس کے حق کے، مجھ سے محفوظ کر لیں گے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے)۔

حفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ میں سے بعض لوگوں کی رائے ہے کہ مبتدع کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اگر وہ ظاہر میں اسلام اور باطن میں کفر پر عمل پیرا ہو، جیسے منافق، زندقہ اور باطنی، اس لئے کہ اس کی توبہ ذکر کے مارے ہوئی ہے، اور اس لئے بھی کہ اس کی جانب سے ایسی کوئی ملامت ظاہر نہیں ہوتی جس سے اس کی توبہ کی صداقت واضح ہو، کیونکہ وہ ظہار تو اسلام کا کرتا تھا اور کفر بھی پوشیدہ رکھتا تھا، پس جب وہ توبہ کا اظہار کرتا ہے تو اپنی سابق حالت میں کوئی اضافہ نہیں کرتا ہے، ان لوگوں نے اس رائے پر بعض احادیث سے استدلال کیا ہے، مثلاً نبی کریم ﷺ کا قول ہے: "مبخرج فی أمتی أقوام تجاری بهم تلک الأهواء کما يتجاری الکلب بصاحبه، لا یقی منه عرق ولا مفصل إلا دخله"^(۲) (عقرب میری امت میں ایسے لوگ نکلیں گے جن کے اندر خواہشات اس طرح دوڑیں گی جس طرح کتا اپنے مالک کے ساتھ دوڑتا پھرتا ہے، اس کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ نہیں ہے گا جہاں خواہش داخل نہ ہو جائے)۔

(۱) حدیث: "أمرت أن أقاتل الناس...." کی روایت بخاری (المصنف ۱۱۳ طبع استقبر) اور مسلم (۱/۵۳ طبع المجلد) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: "مبخرج فی أمتی أقوام...." کی روایت احمد (۱۰۲/۳ طبع المصنف) اور ابوداؤد (۵/۵ طبع عزت حمید طبع) نے کی ہے ابن جریر نے مجمع احادیث الکشاف (۲/۸۳ طبع دارالکتب العربی) میں اس کو مستقر قرار دیا ہے۔

(قرآن سے تعلق رکھو، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ اپنی تکمیل میں بندھے اوست سے زیادہ تیزی سے نکل جاتا ہے)، اس لئے کہ قرآن کی تعلیم اور اس کے احکام کے بیان کی صورت میں احکام شریعت کا ظہور مبتدعین کا راستہ بند کر دیتا ہے۔

ب۔ سنت کا اعلان و اظہار اور اس کا تعارف، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا“^(۱) (تو رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس سے وہ تمہیں روک دیں رک جائیا کرو)، اور ارشاد ہے: ”وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا“^(۲) (اور کسی مؤمن یا مؤمنہ کے لئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا حکم دے دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں جا پڑے گا۔)

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”نظر الله امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه غيره“^(۳) (اللہ اس شخص کو ترہانہ بازو رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی تو اسے یاد رکھنا یہاں تک کہ دوسروں تک اسے پہنچایا)۔

اور فرمان نبوی ہے: ”ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها

من السنة“^(۱) (جب بھی قوم کوئی بدعت پیدا کرتی ہے تو اس کے برسر سنت اٹھالی جاتی ہے)۔

ج۔ سائنس اہل شخص کے اجتہاد کو قبول نہ کیا جائے، اور غیر مقبول مصادر سے کئے گئے دین میں اجتہاد کو رد کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“^(۲) (سو اگر تم لوگوں کو علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ دیکھو)، اور ارشاد ہے: ”فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ“^(۳) (پھر اگر تم میں باہم اختلاف ہو جائے کسی چیز میں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا لیا کرو)، اور ارشاد ہے: ”وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ“^(۴) (وہ آنکھالیکہ کوئی اس کا (صحیح) مطلب نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور پختہ علم والے)۔

د۔ جب تک کوئی رائے یا اجتہاد اہل شرعیہ میں سے کسی دلیل سے مؤید نہ ہو اس کی متعصبانہ حمایت نہ کی جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بَغْيَرَهُ هَذَا مِنْ اللَّهِ“^(۵) (اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو محض اپنی نفسانی خواہش پر چلے بغیر اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے)۔

ه۔ عوام کو دین میں رائے زنی سے روکا جائے اور ان کی رائے کو اہمیت نہ دی جائے خود جو بھی ان کے عہدے اور مناصب ہوں، اور جتنے بھی دوزخ میں ہوں، والا یہ کہ ان کی رائے کے ساتھ دلیل ہو،

(۱) حدیث: ”ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها من السنة“ کی روایت احمد (۳/۱۰۵ طبع المکتبۃ) نے کی ہے، اسی نے کہا اس میں جو بکر بن مریم ہیں جو سکر الحدیث ہیں (صحیح الترمذی ۱۸۸۱ طبع المکتبۃ)۔

(۲) سورہ نمل ۳۳۔

(۳) سورہ نساء ۵۹۔

(۴) سورہ آل عمران ۷۰۔

(۵) سورہ بقرہ ۵۰۔

= (الصحیح ۱/۷۰ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔

(۱) سورہ حشر ۷۔

(۲) سورہ الزاب ۶۱۔

(۳) حدیث: ”نظر الله امرأ سمع منا حديثاً فحفظه“ کی روایت ابو داؤد

(۱۹۴۳ طبع عزت عید دہلی) نے کی ہے، ان جگہ اس کی تصحیح کی ہے

جیسا کہ فیض القدیر میں ہے (۲۸۵/۱ طبع المکتبۃ النجادیہ)۔

ہو یہ بد بستانی کہتے ہیں: اگر تم دیکھو کہ ایک شخص اس قدر صاحب کرامات ہے کہ وہ ہوا میں اڑ رہا ہے تو بھی اس سے دھوکہ نہ کھاؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ اللہ کے احکام، حدود و الہی کے تحفظ اور شریعت پر عمل میں وہ کس مرتبہ پر ہے^(۱)۔

ابو عثمان حیری فرماتے ہیں: جس نے سنت کو قولا اور عملا اپنا رہنما و حاکم بنالیا اس کی زبان سے حکمت ہوا ہوگی، اور جس نے خواہش نفس کو اپنا حاکم بنالیا وہ بدعت کی باتیں کرے گا^(۲)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَإِنْ فَطِغُوا فَيُفْتَنُوا"^(۳) (اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی تو راہ سے جا لگو گے)۔

و۔ گمراہ کن فکری رجحانات کا رد کرنا جو لوگوں میں دین کی بابت شکوک پیدا کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کو بغیر دلیل کے تاویل کرنے پر آمادہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن فَطِغُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ"^(۴) (اے ایمان والو! اگر تم ان لوگوں میں سے کسی گروہ کا کہنا مان لو گے کہ تمہیں کتاب دی جا چکی ہے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے پیچھے تمہیں کافر بنا چھوڑیں گے)۔

اہل بدعت کے تین مسلمانوں کی ذمہ داری:

۳۵- احکام اور دوسرے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اہل بدعت کو معروف کا حکم دیں اور منکر سے روکیں، سنت کی اتباع اور بدعات سے گریز اور ان سے دور رہنے پر انہیں آمادہ کریں کہ فرمان الہی ہے: "وَلَعَنَ مَنكُمُ أُمَّةٌ يَلْعَنُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"^(۱) (اور ضرور ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت رہے جو نیکی کی طرف بلالیا کرے، اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے اور پورے کامیاب ہیں تو ہیں)، اور ارشاد ہے: "وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ"^(۲) (اور ایمان والے اور ایمان والیاں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں، نیک باتوں کا (آپس میں) حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے رہتے ہیں)۔

۳۶- ازالہ بدعت کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل:

الف۔ دلائل کے ساتھ صحیح اور غلط کی وضاحت کی جائے۔

ب۔ حسن کلام سے وعظایا جائے جیسا کہ اللہ کا حکم ہے: "أَذْعِبْ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ"^(۳) (آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلائے حکمت سے اور اچھی نصیحت سے)۔

ج۔ بدعت سے متعلق شرعی احکام بیان کر کے دنیاوی اور آخروی سزا و عقاب کا خوف دلایا جائے۔

د۔ تہرار کا جائے، مثلاً (غلط) لہو و لعب کے آلات توڑ دئے جائیں، کاغذات پھاڑ دئے جائیں اور (ایسی) نشستوں کو درہم برہم کر دیا جائے۔

هـ۔ خوف و جہمی کے طور پر مارا جائے جو تعزیر کی حد تک ہو سکتا

(۱) رسالہ تفسیر ص ۸۳۔

(۲) حوالہ سابق ص ۱۱۔

(۳) سورہ نور ص ۵۳۔

(۴) سورہ آل عمران ص ۱۰۰۔

(۱) سورہ آل عمران ص ۱۰۳۔

(۲) سورہ توبہ ص ۱۷۔

(۳) سورہ نمل ص ۱۲۵۔

ہے، لیکن یہ کام صرف امام یا اس کی اجازت سے ہی کیا جاسکتا ہے^(۱) تاکہ اس کے نتیجے میں اس سے بڑا ضرر نہ پیدا ہو جائے۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھی جائے اصطلاح ”مر بالمعروف ونہی عن المنکر“۔

دلی ہوئی ہیں^(۱)۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ ”لا تجالسوا اهل القدر ولا تناسکحوہم“ (اہل قدر کی ہم نشینی مت اختیار کرو اور نہ ان کے ساتھ نکاح کرو)۔

حضرت ابو قتادہ سے مروی ہے کہ ”اصحاب ہوی کے ساتھ میل جول نہ رکھو، مجھے اس بات سے اطمینان نہیں کہ وہ تمہیں اپنی گمراہیوں میں ڈال دیں یا تم پر تہباری بعض پجانی چیزوں کو بھی گنڈہ کر دیں“^(۲)، امام احمد نے ان لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی جو خلق قرآن کے کائل تھے^(۳)۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: اہل خیر و دین کو چاہئے کہ وہ مبتدع سے کنارہ کش رہیں خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ، اگر اس سے بھرموں کے لئے روک ہو تو اس کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہوں^(۴)۔

مبتدع کی اہانت:

۳۸- علماء نے صراحت کی ہے کہ مبتدع کی اہانت جائز ہے، اس طرح کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، اس کی جنازہ نہ پڑھی جائے، اسی طرح وہ بیمار ہو تو عیادت نہ کی جائے، اس میں اختلاف بھی ہے۔

مبتدع کے ساتھ معاملہ اور میل جول:

۳- اگر مبتدع اپنی بدعت کا علی الاعلان اظہار نہ کرتا ہو تو اسے نصیحت کی جائے گی، اس سے گریز نہیں کیا جائے گا، نہ اس کی تشبیہ کی جائے گی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”من ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ“^(۱) (جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا)۔

اگر اعتقادی، یا قوی یا عملی بدعات میں سے کسی ممنوعہ شی کا وہ اظہار کرتا ہو اور اس بات کو وہ جانتا بھی ہو تو ایسے شخص سے کنارہ کشی مسنون ہے، علماء کے نزدیک یہ مشہور ہے، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا تجالسوا اهل القدر، ولا تناسکحوہم“^(۲) (اہل قدر کی ہم نشینی مت اختیار کرو اور نہ ان کے ساتھ گفتگو کا آغاز کرو)، حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہو کہ اپنے دین کا اکرام کرے اسے چاہئے کہ شیطان سے میل جول اور اصحاب ہوی کی ہم نشینی سے اجتناب کرے، ان کی مجالس جنک سے زیادہ چپک جانے

(۱) احیاء علوم الدین ۶/۱۵۴، ۱۵۵ تاویہن تیمیہ ۲/۴۱۹، ۴۲۰، مساند الشریعہ ۱/۱۰۲۔

(۲) حدیث: ”من ستر مسلما.....“ کی روایت مسلم (۱۹۹/۳) طبع المکتبی نے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”لا تجالسوا اهل القدر.....“ کی روایت ابوداؤد (۸۳/۵) طبع عزت حمید دہاس نے کی ہے اس کی سند میں جمالت ہے (عن المعیود ۳/۱۵۴) ملاحظہ کرو درالکتب المرئی۔

(۱) الاعتصام بالاعتقاد ۱/۲۷۸ طبع المرف۔

(۲) الاعتقاد علی مذاہب اسلاف ۱/۱۱۸۔

(۳) الآداب الشریعہ ۱/۲۵۸، ۲۶۱، الاعتقاد علی مذاہب اسلاف ۱/۱۱۷۔

(۴) تاویہن تیمیہ ۲/۴۱۸، ۴۱۷۔

بدل

دیکھئے ”لہ بدل“۔

بدستہ

تعریف:

۱- ”بدستہ“ لغت میں خاص اہنت میں سے ہوتا ہے، اس لفظ کا اطلاق زہر مار دہیوں کے لئے ہوتا ہے، اس کی جمع ”بدستن“ ہے، اس کو بدستہ اس کی شامت (بدن والے) کی وجہ سے کہا گیا۔
 الصباح لمیر میں ہے: اہل لغت کہتے ہیں: بدستہ اونٹنی یا گائے کو کہتے ہیں، زہری نے اضافہ کیا: یا تراشت کو کہتے ہیں، انہوں نے کہا: بدستہ کا اطلاق بکری پر نہیں ہوتا ہے۔

اصطلاح میں بدستہ اہنت کے ساتھ مخصوص ہے، البتہ گائے چونکہ شریعت میں بدستہ کے حکم میں ہے، اس لئے وہ اس کے قائم مقام ہوئی، اس کی دلیل حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے: ”نحونا مع رسول اللہ ﷺ عام الحديبية البدنة عن سبعة، والبقرة عن سبعة“^(۱) (ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے سال سات افراد کی جانب سے بدستہ کی قربانی کی، اور سات افراد کی جانب سے گائے کی قربانی کی) پس گائے بدستہ کے حکم میں ہوئی، باوجودیکہ ان میں مغایرت ہے، اس لئے کہ بقرہ کا عطف بدستہ پر کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں مغایرت ہے^(۲)۔

(۱) حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ: ”نحونا مع رسول اللہ ﷺ عام الحديبية البدنة عن سبعة، والبقرة عن سبعة“ کی روایت مسلم (۵۵۴/۳ طبع النسخ) نے کی ہے۔

(۲) الفروق فی اللغة ص ۳۰۰ طبع بیروت، الصباح لمیر، المغرب: ماہ ”بدن“۔



اوتوں میں رہیں اور ان کے پیشاب اور رودھ نہیں)، اور نجس کا بیجا مباح نہیں ہے، اور اس لئے کہ نبی کریم ﷺ بکریوں کے رہنے کی جگہوں میں نماز پڑھتے تھے اور وہاں نماز کا حکم دیا (۱)۔

ب۔ وضو ٹوٹنا:

۳۔ جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ ابنت کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الوضوء مما خرج لا مما دخل" (۲) (وضو ان چیزوں سے لازم آتا ہے جو باہر نکلیں نہ کہ ان سے جو اندر داخل ہوں)، اور حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ میں سے آخری طریقہ یہ تھا کہ آگ سے پکی چیزوں (کی وجہ) سے وضو نہیں فرماتے تھے (۳)، اور اس لئے بھی کہ وہ کھانی جانے والی چیز ہے جو دھو، ماکولات کے مشابہ ہے۔

یہی قول حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو الدرداء، حضرت ابن عباس، حضرت عامر بن ربیعہ اور حضرت ابو امامہ سے مروی ہے، جمہور تابعین بھی اسی کے قائل ہیں، اور یہی

(۱) ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۳، جامعہ الدرویذ ج ۱ ص ۵۱، مفتی الکناج ص ۹۷، کشاف ص ۱۱۳، حدیث: "ان النبی ﷺ کان یصلی فی مواہض الغنم" کی روایت بخاری (صحیح ۲۱ ص ۲۱ طبع استغیہ) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: "الوضوء مما خرج لا مما دخل..." کی روایت دارقطنی (۱۵۱ ص ۱۵۱ طبع شرکت المطابع النبیہ) نے کی ہے، ابن حجر نے فرمایا اس کی سند میں فضل بن یحییٰ بہت ضعیف ہیں، ابن عری سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اصل یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

(۳) حدیث: "کان اصحاب الامویین لوک الوضوء مما مسّت النار..." کی روایت ابو داؤد (۱۴۳ ص ۱۴۳ طبع عزت مہمدی دہلی) نے کی ہے، ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے (۲۸ ص ۲۸ طبع المکتب الاسلامی)۔

اس کے باوجود بعض فقہاء نے "بدنہ" کا اطلاق ابنت اور بقرہ دونوں پر کیا ہے (۱)۔

اجمالی حکم:

"بدنہ" سے مخصوص احکام متعلق ہیں، جو درج ذیل ہیں:

الف۔ "بدنہ" کا پیشاب اور گوہر:

۲۔ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک جانور کے گوہر اور پیشاب نجس ہیں خواہ وہ جانور حلال ہوں یا حرام، اور "بدنہ" بھی جانور ہیں، دلیل بخاری شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب وہ پتھر اور ایک گوہر استنجا کی غرض سے لائے گئے تو آپ ﷺ نے دونوں پتھر لے لئے، اور گوہر نہیں کر دیا، اور فرمایا: "هذا رکس" (۲) (یہ نجس ہے)، "رکس" نجس کو کہتے ہیں۔

جہاں تک پیشاب کی نجاست کا تعلق ہے تو اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کے اس قول کا عموم ہے کہ: "تنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه" (۳) (پیشاب سے بچو، بے شک عذاب قبر عام طور پر اسی سے ہوتا ہے)، اس میں تمام انواع کے پیشاب داخل ہیں۔ مالکیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ حلال جانوروں کے پیشاب اور

گوہر پاک ہیں، اس لئے کہ حدیث ہے: "ان النبی ﷺ امر العربیین ان یلحقوا بابل الصدقة فیشریوا من ابوالہا وابلانہا" (۴) (نبی ﷺ نے اہل عربیہ کو حکم دیا کہ وہ صدقہ کے

(۱) ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۰۰۔

(۲) حدیث: "هذا رکس" کی روایت بخاری (صحیح ۲۵ ص ۲۵ طبع استغیہ) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: "تنزهوا من البول..." کی روایت دارقطنی (۲۷ ص ۲۷ طبع شرکت المطابع النبیہ) نے درج کی ہے، اور فرمایا: اس حدیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴) حدیث: "ان النبی ﷺ امر العربیین..." کی روایت بخاری (صحیح ۲۳ ص ۲۳ طبع استغیہ) اور مسلم (۱۴۹ ص ۱۴۹ طبع المکتب الاسلامی) نے کی ہے۔

حنفیہ اور مالکیہ کا مسلک اور شافعیہ کا صحیح مذہب ہے۔

حنابلہ کا مذہب نیز امام شافعی کا قدیم مسلک یہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کچا یا پکا ہوا، جان بوجھ کر یا بغیر جانے ہر حال میں کھانے سے وضو واجب ہوتا ہے، اس رائے کے قائل اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن یحییٰ ہیں، ماوردی نے صحابہ کی ایک جماعت سے بھی رائے نقل کی ہے جن میں زید بن ثابت، ابن عمر، ابو موسیٰ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ شافعیہ میں سے ابو بکر بن خزیمہ اور ابن المنذر نے اسی کو اختیار کیا ہے، بیہقی نے اسی رائے کی ترجیح اور اختیار کی جانب اشارہ کیا ہے، اور نووی نے ”المجموع“ میں اس رائے کو قوی قرار دیا ہے۔

ان حضرات نے حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے گوشت کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”توضؤوا منها، (اس کو کھانے سے وضو کرو)۔ اور بکری کے گوشت کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لا يتوضؤا منها“^(۱) (اس کے کھانے سے وضو نہیں کیا جائے گا)، ان کا استدلال اس ارشاد نبوی سے بھی ہے: ”توضؤوا من لحوم الإبل، ولا تتوضؤوا من لحوم الغنم“^(۲) (اونٹ کے گوشت کھانے کی وجہ سے وضو کرو، بکری کے گوشت کھانے کی وجہ سے وضو نہ کرو)۔

(۱) حدیث: ”مثل عن لحوم الإبل ولحوم الغنم۔۔۔“ کی روایت ابو داؤد (۲۸/۱ طبع عزت حیدر دہلی) اور ابن خزیمہ (۲۲/۱ طبع المکتب الاسلامی) نے کی ہے اور ابن خزیمہ نے کہا: علماء محدثین کے درمیان اس بابت اختلاف کا ہمیں علم نہیں کہ یہ حدیث اپنے رواۃ کی عدالت کی وجہ سے از روئے نقل صحیح ہے۔

(۲) حدیث: ”توضؤوا من لحوم الإبل۔۔۔“ کی روایت ابن ماجہ (۱۶۶/۱ تحقیق محمد فوز عبدالباقی) نے کی ہے اس کی سند میں یحییٰ بن ولیدؒ کی جہ سے نہیں ہے صحیح سے روایت کیا ہے اس کے رجال ثقات ہیں خالد بن عمر مجہول الحال ہیں۔

روایت کا دودھ تو اس کے پینے سے وضو ٹوٹنے کی بابت حنابلہ کی روایتیں ہیں:

ایک روایت ہے کہ وضو ٹوٹ جائے گا، اس کی دلیل حضرت اسید بن قیس کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”توضؤوا من لحوم الإبل والبانہا“^(۱) (اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کھانے پینے کی وجہ سے وضو کرو)۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اس صورت میں وضو نہیں ہے، اس لئے کہ صحیح حدیث صرف گوشت کے سلسلہ میں وارد ہے، صاحب کشاف المتناہی نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے^(۲)۔

ج- بدنہ کا جوٹھا:

۴- تمام فقہاء کے یہاں ہنٹ، گائے اور بکری سب کا جوٹھا پاک ہے، اور ان کے جوٹھے میں کسی طرح کی کراہیت نہیں ہے، سوائے یہ کہ وہ گندگی خور ہوں۔

ابن المنذر فرماتے ہیں: اہل ظلم کا اجزاء ہے کہ حلال جانور کا جوٹھا چھپا ہوا اس سے وضو کرنا جائز ہے^(۳)۔

د- اونٹ اور بکریوں کے باندھنے کی جگہ میں نماز:

۵- جمہور علماء کی رائے ہے کہ اونٹ کے باڑھ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱) حدیث: ”توضؤوا من لحوم الإبل والبانہا“ کی روایت احمد (۳۵۲/۳ طبع المکتب الاسلامی) اور ابن ماجہ (۱۶۶/۱ طبع المکتب الاسلامی) نے کی ہے بیہقی نے کہا: جامع بن مطاوع کے ضعف حدیث کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔

(۲) خطاوی علی مرقاۃ المصلح ص ۷۷، ح ۵۸، حاشیہ الدبونی ۱/۲۳۳، شرح المروسی ۱/۵۵۸، المجموع ۳/۵۷۷، حاشیہ المغنی ۱/۱۸۷، ۱۹۰، اکتشاف المتعالم ۱۳۰۔

(۳) المغنی ۱/۵۰، حاشیہ الخطاوی علی مرقاۃ المصلح ص ۷۷۔

حنفیہ نے اونٹ کے ساتھ گائے کو بھی کرہت کے حکم میں شامل کیا ہے۔

مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ بکری کی طرح گائے کے بازو میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

حنابلہ کے نزدیک اونٹ کے بازو میں نماز درست نہیں ہے، یعنی جہاں اونٹ ٹھہرتے اور بناو لیتے ہیں، لبتہ اونٹ اپنے سفر میں جہاں ٹھہرتے ہیں وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے^(۱)۔

۵۔ (جج میں) واجب ہونے والے دم:

۶۔ (جج) قرآن اور تمتع میں قربانی میں، سورج یا عرد کے احرام کی حالت میں کسی واجب کے ترک یا کسی منوٹ کے ارتکاب میں سات لمز او کی طرف سے ایک بدنہ کافی ہوگا۔

حنفیہ کے نزدیک اگر حاضہ یا نفاس و ملی عورت طواف کر لے تو مکمل بدنہ واجب ہوگا۔

جیسا کہ اگر عرم کسی بڑے شکار جیسے زراف یا شتر مرغ کو قتل کر دے تو اس اختیار کے مطابق جس کی تفصیل اپنے مقام پر کی گئی ہے، مکمل بدنہ واجب ہوگا۔

اسی طرح اس شخص پر (مکمل بدنہ) واجب ہوگا جو حج اور عرد کے احرام کی حالت میں تھلیل اصغر سے پہلے جماع کر لے، اس مسئلہ میں اختلاف اور تفصیل بھی ہے جس کے لئے ”احرام“، ”حج“، ”بدی“ اور ”صید“ کی اصطلاحات کی جانب رجوع کیا جائے۔

و۔ بدی:

۷۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ بدی (جج میں قربانی کا جانور) سنت ہے،

(۱) ابن عابدین ۱/ ۲۵۳-۲۵۵، حلیۃ الدعوتی ۱/ ۸۸-۸۹، معنی الحج ۱/ ۲۰۳، کشاف القناع ۱/ ۲۹۵۔

صرف مذکر کی صورت میں واجب ہے، یہ اونٹ، گائے اور بکری سے ہوتا ہے، اونٹ میں ضروری ہے کہ دو پانچ سال پورے کر کے چھٹے سال میں ذائل ہو گیا ہو۔

صحیحین میں ہے: ”انہ یؤتی اھدی فی حجة الوداع مائة بلسنة“^(۱) (نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایک سوا ہفت ہدی میں بھیجا)، مور مستحب ہے کہ بدی کا جانور فرہہ اور اچھا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَمَنْ يَعْظَمْ شَعَانِوَ اللّٰہِ لَانْہَا مِنْ تَقْوٰی الْقَلْبِ“^(۲) (اور جو کوئی (دین) خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا سو یہ (ادب) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے)، حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر فرہہ اور اچھا ہونے سے کی ہے۔

بدی میں بدنہ کے گلے میں قاروہ اٹنا مستحب ہے^(۳)، اس سلسلہ میں کچھ تفصیلات بھی ہیں جنہیں ”جج“، ”بدی“، ”احرام“، ”قرآن“ اور ”تمتع“ کی اصطلاحات میں دیکھا جائے۔

ز۔ بدنہ کا ذبح:

۸۔ اونٹ اور جس میں بدنہ بھی شامل ہے، کے ذبح کے لئے ”نحر“ کا طریقہ مخصوص ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک اونٹ کا نحر کرنا مستون ہے، اور مالکیہ کے نزدیک اس کا نحر واجب ہے، اور اسی حکم میں انہوں نے زرافہ کو بھی شامل کیا ہے۔

(۱) حلیۃ الدعوتی ۱/ ۸۸-۸۹، حلیۃ الدعوتی ۱/ ۸۸-۸۹، معنی الحج ۱/ ۲۰۳، کشاف القناع ۱/ ۲۹۵۔

(۲) سورہ حج ۳۳۔

(۳) ابن عابدین ۱/ ۲۵۳-۲۵۵، حلیۃ الدعوتی ۱/ ۸۸-۸۹، معنی الحج ۱/ ۲۰۳، کشاف القناع ۱/ ۲۹۵۔

نح - دیمت، جان کا بدلہ دیمت :

۹- اونٹ، سونا اور چاندی کی شکل میں دیمت کی ادائیگی کے جواز پر فقہاء کا اتفاق ہے، گھوڑہ گائے اور بکری میں اختلاف ہے، اس کی تفصیل کے لئے "دیمت" کی اصطلاح دیکھی جائے۔



اونٹ کے ذبح کو شافعیہ اور حنابلہ نے جائز قرار دیا ہے، حنفیہ کے نزدیک اس کو ذبح کرنا مکروہ تنزیہی ہے، جیسا کہ ابن عابدین نے ابو السعد کے واسطے سے دیمت سے نقل کیا ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ: اونٹ میں ذبح اور دھیرے جانوروں میں نحر اختیار کرنا ضرورۃً جائز ہے۔

پھر نحر جیسا کہ ابن عابدین نے لکھا ہے سینہ کے پاس گردن کے نچلے حصہ میں رکوں کے کاٹنے کا نام ہے، اور ذبح دونوں دائروں کے نیچے گردن کے اوپری حصہ میں رکوں کا کاٹنا ہے۔

اور جانور کو کھڑا کر کے اس کے بائیں پاؤں کو باندھ کر نحر کرنا مسنون ہے، کیونکہ حضرت عبدالرحمن بن سابط سے مروی ہے: "ان النبی ﷺ وأصحابہ كانوا ینحرون المینة معقولة البسری، قائمة علی ما بقی من قوائمها" (۱) (نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب بدھ کو بائیں پاؤں باندھ کر بقیہ ہڈیوں پر کھڑا کر کے نحر کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فإذا وجبت جنونہا" (۲) (پھر جب وہ کرہٹ کے مل گر پڑیں) جو اس بات کی دلیل ہے کہ جانور کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔

نحر کا طریقہ یہ ہے کہ نیزہ سے اس وہرہ (گڈھا) میں مارا جائے جو سینہ اور گردن کی جڑ میں ہے (۳)۔

(۱) حدیث عبدالرحمن بن سابط: "ان النبی ﷺ وأصحابہ..." کی روایت ابو داؤد (۳۷۱/۲) طبع عزت عید دہاس نے حضرت عبدالرحمن بن سابط سے مرزا اور حضرت جابر بن عبد اللہ کی متصل حدیث سے مل کر کی ہے اس کی اصل صحیح بخاری (۱/۲۳۳ ۵۵۳ طبع المنقیر) اور مسلم (۲/۵۸۸ طبع المجلد) میں ہے۔

(۲) سورہ حج ۲۶۔

(۳) ابن عابدین ۱۹۲، الدسوقی ۲/۲۰۰، مفتی محمد ج ۱/۲۷۱، کشف التنازع ۳/۷۲، المحرق بہامش الخطاب ۳/۲۲۰۔

کی وجہ سے بعض احکام میں فرق ہوتا ہے، ایسے اہم احکام آگے بیان ہوں گے۔

الف-بادیہ میں اذان:

۳- دیہاتی کے لئے اپنے دیہات میں ہر نماز کے وقت اذان کہنا مستحب ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوسعیدؓ سے فرمایا: ”انک رجل تحب الغنم والبادیہ، فإذا دخل وقت الصلاة فأذن، وارفع صوتک بالنداء، فإنه لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیء إلا شہد له یوم القيامة“^(۱) (تم بکری اور دیہات کو پسند کرنے والے شخص ہو تو جب نماز کا وقت آئے تو اذان دو، اور بلند آواز سے دو، اس لئے کہ مؤذن کی آواز جہاں تک بھی جس کسی جن یا انسان یا کسی شیئی تک پہنچتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے لئے کوہی دے گی)، دیکھئے: ”اذان“۔

ب- جمعہ اور عیدین کا سقوط:

۴- دیہاتیوں پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے، اگر وہ اپنے بادیہ میں نماز جمعہ قائم کریں تو عدم استیطان (وہن نہ بنانے) کی وجہ سے جمعہ درست نہیں ہوگا، کیونکہ مدینہ کے گرد و پیش رہنے والے بدو اور بادیہ کے اسلام قبول کرنے والے قبائل کو جمعہ کا حکم نہیں دیا گیا تھا، اور نہ ہی انہوں نے جمعہ قائم کیا، اگر انہوں نے نماز جمعہ قائم کی ہوتی تو اسے ضرور نقل کیا جاتا، بدو کی جمعہ کی نماز ظہر کی طرف سے کافی نہیں ہوگی،

(۱) محل علی شرح الصحاح ۲۹۸، و انصاف ۱۸۱، المغنی ۲/۴۷۲، ۳۳۱، ابن ماجہ ۱۱۱۱، المجموع ۳/۴۵۳، کنز الطالب ۱/۴۹۱، حدیث: ”انک رجل تحب الغنم والبادیہ.....“ کی روایت بخاری (۲/۸۷، ۸۸ طبع المنقح) نے کی ہے۔

بدو

تعریف:

۱- بادیہ (گاؤں) حاضرہ (شہر) کا برعکس ہے، لیٹ فرماتے ہیں: بادیہ اس زمین کا نام ہے جس میں حضر (شہریت) نہ ہو، اور بادیہ وہ شخص ہے جو بادیہ میں رہتا ہو اور اس کی رہائش خیموں اور جوتیز یوں میں ہو اور کسی متعین مقام پر مستقل نہ رہتا ہو، جو بادیہ کے رہنے والوں کو کہا جاتا ہے خواہ وہ عرب ہوں یا غیر عرب، بادیہ میں رہنے والے عربوں کو اعراب کہا جاتا ہے، حدیث میں ہے: ”من ہلدا جفلا“^(۱) یعنی جو بادیہ میں رہتا ہے اس میں اعراب کی ترشی بخنجر آجاتی ہے^(۲)۔

فقہاء اس لفظ کو ان ہی معانی میں استعمال کرتے ہیں۔

بدو سے متعلق احکام:

۲- شریعت میں اصل یہ ہے کہ احکام کا تعلق مکلف سے ہوتا ہے خواہ اس کا مقام رہائش کنیں ہو، اس وجہ سے شہریوں اور دیہاتیوں کے احکام برابر ہیں، البتہ شہریوں اور دیہاتیوں کے طبعی فرق کی بنا پر مذکورہ اصول سے بطور استثناء کچھ احکام دینے گئے ہیں، پس اس فرق

(۱) حدیث: ”من ہلدا جفلا“ کی روایت ابو داؤد (۲۷۸۳ طبع عزت عیدھاس) اور ترمذی (۵۳۳۳ طبع کلن) نے کی ہے ورنہ غی نے اسے حسن کہا ہے۔
(۲) لسان العرب، النہایۃ فی غریب الحدیث، مفردات الرغب والاصہانی الاقیار ۵/۸۵، قلیو فی عمیرہ ۱۲۵۳، المغنی ۷/۵۲۷۔

لیکن اگر وہ ایسی جگہ مقیم ہوں جہاں شہر کی اذان دہنتے ہوں تو ان پر نماز جمعہ واجب ہوگی (۱)۔

ح ستر بانی کا وقت:

۵- جمہور کے نزدیک قربانی کا وقت دیہاتیوں کے لئے وہی ہے جو شہریوں کے لئے ہے، حنفیہ نے اس سے اختلاف کیا ہے، وہ کہتے ہیں: چونکہ دیہات والوں پر نماز عید واجب نہیں، اس لئے جائز ہے کہ عید کے دن طلوع صبح صادق کے بعد ہی وہ اپنی قربانی کر لیں، لیکن شہر والے نماز عید کے بعد ہی قربانی کا جانور ذبح کر سکتے ہیں، اس لئے کہ عید کی نماز ان پر واجب ہے (۲)۔

۶- وظیفہ کا عدم استحقاق:

۶- وظیفہ شہر کے رہنے والوں کے ساتھ مخصوص ہے، دیہات والوں کے لئے بیت المال سے کوئی وظیفہ جاری نہیں ہوگا، نہ ہی فوجی وظیفہ اور نہ بچوں کے اخراجات، حتیٰ کہ ابو عبیدہ نے فرمایا: ہم کو نہ رسول اللہ ﷺ اور نہ آپ کے بعد انہ میں سے کسی کے متعلق یہ معلوم ہے کہ انہوں نے ایسا کیا ہو یعنی دیہات والوں کو فوجی عطیہ یا بچوں کے وظائف دئے ہوں، سوائے ان شہر والوں کے جو اسلام کی طرف سے دفاع کے اہل ہیں، اس کی دلیل حضرت بریدہ کی مرفوعہ حدیث ہے، فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب کسی فوج یا کھری پر کوئی سہ سالہ مقرر فرماتے تو اسے اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور

مسلمانوں کے حق میں خیر کی وصیت فرماتے، پھر فرماتے: اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر جنگ کرو، ان سے قتال کرو، جنہوں نے اللہ کا انکار کیا، جنگ کرو، زیادتی نہ کرو، دھوکہ نہ دو، مشکل نہ کرو، کسی بچہ کو قتل مت کرو، جب مشرکین میں سے اپنے دشمن کا سامنا ہو تو انہیں تین باتوں کی طرف بلاؤ، ان میں سے جو بھی ہو قبول کر لیں تو اسے تم مان لو اور ان سے گریز کرو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو، اگر قبول کر لیں تو مان لو اور ان سے جنگ کرنے سے رک جاؤ، پھر انہیں اپنے ملک سے منتقل ہو کر مہاجرین کے ملک آنے کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں وہ حقوق ملیں گے جو مہاجرین کے ہیں، اور ان پر وہ ذمہ داریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں، اگر وہاں سے منتقل ہونے سے انکار کریں تو انہیں بتاؤ کہ وہ عرب مسلمانوں کی طرح ہوں گے، ان پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو مومنین پر جاری ہوتے ہیں اور انہیں غنیمت اور فی میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا، لہذا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں، اگر وہ انکار کریں تو ان سے بیز یہ طلب کرو، اگر مان لیں تو قبول کر لو اور درگزر کرو، اگر انکار کریں تو اللہ سے مدد طلب کرو اور ان سے قتال کرو، اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے مطالبہ کریں کہ تم ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ دہن تو تم انہیں اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ مت دو، ہاں تم اپنا اور اپنے اصحاب کا ذمہ دو، اس لئے کہ اگر تم اپنے اور اپنے اصحاب کے ذمہ کی خلاف ورزی کر ڈیٹھو تو یہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کی خلاف ورزی کرنے سے آسان ہے، اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ مطالبہ کریں کہ تم انہیں اللہ کے فیصلہ پر اترنے دہن تو تم انہیں اللہ کے فیصلہ پر مت اتارو بلکہ اپنے فیصلہ پر انہیں اترنے دو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تم ان کے حق میں اللہ کے فیصلہ کو

(۱) ابن ماجہ ص ۵۳، ۵۴، ۵۵، جوہر الاکلیل ص ۹۲، روح المعانی ص ۸۲/۲

(۲) فتح القدیر ص ۲۸/۲ طبع برواقہ علیہ انشاء للکمال ص ۳۰ طبع بول ۱۳۰۰ھ الانصاف ص ۲۰۲ طبع المطبعہ المکیہ، ۱۲۰۲ھ رحمہ بن حسن ص ۱۳۵، ۱۲۰۲ھ رابو یوسف ص ۳۳۔

پالو گے یا نہیں“ (۱)۔

لیکن امام اور عام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اگر دیہات والوں پر زیادتی کی جائے تو جان و مال سے ان کی مدد کریں اور ان کا دفاع کریں، اور اگر کوئی مصیبت یا قحط نازل ہو تو اخراجات اور غنم داری سے مدد کریں (۲)۔

۷۔ دیہات والے شہر والوں کے عاقلہ میں داخل نہیں اور اسی طرح برعکس:

۷۔ دیہاتی شہری قافل کے عاقلہ میں داخل نہیں، اور نہ شہری دیہاتی قافل کے عاقلہ میں داخل ہے، اس لئے کہ دونوں میں باہمی نصرت نہیں ہوتی جیسا کہ مالک کہتے ہیں (۳) تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”عاقلہ“۔

۸۔ دیہاتی کی امامت:

۸۔ نماز میں اعرابی کی امامت مکروہ ہے جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں، اس لئے کہ عموماً ان میں احکام سے جہالت ہوتی ہے (۴)۔

فقہاء نے کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجماعۃ میں اس کا ذکر فرمایا ہے، (دیکھئے ”المختار فی صلاۃ“ اور ”صلاۃ الجماعۃ“۔)

۹۔ لا وارث بچہ کو دیہات منتقل کرنا اور اس کا حکم:

۹۔ اگر کوئی شہری یا دیہاتی شہر میں لا وارث کوئی بچہ پائے تو اسے

دیہات منتقل نہیں کر سکتا، کیونکہ (دیہات میں) دین، ظلم اور ہنر سے محرومی کا ضرر اسے پہنچے گا، اگر اسے دیہات میں پائے تو شہر منتقل کر سکتا ہے، کیونکہ یہ منتقلی اس کے مفاد میں ہے، اور اسے دیہات میں رکھ سکتا ہے، جیسا کہ ثنائیہ نے اس کی صراحت کی ہے، تفصیلات اصطلاح ”تبیح“ میں دیکھی جائے (۱)۔

ح۔ شہری کے خلاف دیہاتی کی شہادت:

۱۰۔ شہری کے خلاف دیہاتی کی شہادت کے مسئلہ میں اختلاف ہے، جمہور نے اس کو درست قرار دیا ہے، اور مالک نے منع کیا ہے (۲)، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: ”لا تجوز شہادۃ بلوی علی صاحب قریۃ“ (۳) (بلوی کی شہادت صاحب قریہ کے خلاف درست نہیں ہے)، اور اس لئے بھی کہ وہ عموماً شہادت کو صحیح طریقہ پر ضبط نہیں کر پاتے۔

ط۔ حلال کھانے کی تعیین میں دیہات والوں کی عادات فیصل نہیں:

۱۱۔ جن کھانوں کے احکام شریعت میں منصوص نہیں ان کی بابت خبیث اور طیب کی پہچان میں کن لوگوں کی طرف رجوع کیا جائے گا؟ ثنائیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس سلسلہ میں صرف شہر کے عربوں پر اکتفا کیا جائے گا، امام نووی فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں زمین،

(۱) حاشیہ طبری ۱۲۵/۵، اسنی الطالب ۲/۲۷۷۔

(۲) المغنی ۹/۱۷۷۔

(۳) حدیث: ”لا تجوز شہادۃ بلوی.....“ کی روایت ابو داؤد (۲۶/۳) طبع عزت عید دماس (اور حاکم (۹۹/۳) طبع دائرة المعارف العثمانیہ) نے کی ہے ابن قتیبہ نے کہا: اس کے رجال انتہائی صحیح کے رجال ہیں (واللہ اعلم) ۵۲۰ طبع دار الفکر اسلامیہ (طرابلس)۔

(۱) حدیث بریۃ ”إذا ثبت غلوک.....“ کی روایت مسلم (۳۵۷/۳) طبع مجلس نے کی ہے۔

(۲) لا سوالہ ابی حیدر ص ۳۳۷ اور اس کے بعد کے صفحات طبع مصطفیٰ محمد۔

(۳) الشرح المفید ۲/۳۰۳ طبع دار المعارف۔

(۴) الاختیار ۵/۵۸ طبع دار الفکر بیروت۔

جاندا دوالے مال وارو خوشحال عربوں کی جانب رجوع کیا جائے گا نہ کہ دیہات کے رہنے والے گنوار فقراء اور محتاجوں کی طرف، ابن قد امہ فرماتے ہیں: اس لئے کہ یہ لوگ ضرورت اور بکمری کی وجہ سے جو پاتے ہیں کھا لیتے ہیں^(۱)۔

بذر

ی۔ دیہات والوں میں سے عدت والی عورت کے کوچ کرنے کا حکم:

۱۲۔ اہل دیہات کی زندگی میں اصل یہی ہے کہ شاداب علاقوں کی تلاش میں ایک دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں، اس لئے دیہاتی عدت والی عورت کے اہل خانہ اگر منتقل ہوں تو وہ بھی ان کے ساتھ منتقل ہوگی اور گندہ گاہیں ہوگی، کیونکہ اہل خانہ کو چھوڑ کر تنہا اس کا قیام باعث حرج ہے، اور اس لئے بھی کہ سفر ان کی زندگی کا لازمہ ہے، کتب فقہ میں کتاب العدة کے تحت فقہاء نے اس پر گفتگو فرمائی ہے^(۲)۔

ک۔ دیہاتی کا شہری ہو جانا:

۱۳۔ اگر دیہاتی شہر میں آکر آباد ہو جائے تو شہر والوں میں شمار ہوگا اور شہر کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

تعریف:

۱۔ بد رفعت میں بھتی کے لئے زمین میں دانہ ڈالنے کا کام ہے، یہی مصدر ہے، اور کبھی اس کا اطلاق حج پر بھی ہوتا ہے، تو اس صورت میں مصدر کا اطلاق اسم مفعول پر ہوتا ہے۔
فقہی استعمال اس مفہوم سے الگ نہیں ہے^(۱)۔

اجمالی حکم:

۲۔ کاشت کے لئے زمین میں حج ڈالنے کی بابت اصل یہ ہے کہ یہ مباح ہے اگر اس کی کاشت مباح ہو، دلیل آیت قرآنی ہے: ”أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْنَثُونَ آتَيْنَاهُمْ تَزْرَعُونَ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ“^(۲) (اچھا پھر یہ بتاؤ کہ جو کچھ تم بونے ہو اسے تم اگاتے ہو یا (اس کے) اگانے والے تم ہیں)۔

یہ آیت احسان و امتنان کی جہت سے کاشت کی اباحت پر دلالت کر رہی ہے، بھتی بھی صدقہ کی نیت کی وجہ سے مندوب ہوتی ہے، اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”ما من مسلم بغرس غرساً، أو يزرع زرعاً، فيأكل منه طير أو إنسان أو بهيمة“

(۱) لسان العرب، الکلیات، مادہ ”بذر“، طبع المجلد ۲ ص ۲۰، فتاویٰ برازیہ

بر حاشیہ الفتاویٰ الهندیہ ۱/۸۸۔

(۲) سورہ بقرہ ۳، ۵۳۔

(۱) المجموع ۲۵/۴، طبع المیزان، طبع المیزان۔

(۲) المغنی ۵۲/۷، طبع سوم۔

میں، اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے "زکاۃ الزروع" کی اصطلاح دیکھی جائے^(۱)، اور ایسے دانہ پر فی الجملہ زکوٰۃ واجب ہے جو وقف کر دیا گیا ہو کہ ہر سال کسی مملوک یا کرایہ کی زمین میں اسے بویا جائے، بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائے، برخلاف اس دانہ کے جسے قرض دینے کے لئے وقف کیا گیا ہو، اس میں ان حضرات کے نزدیک زکاۃ نہیں ہے جو فقراء وغیرہ کی ضرورت کے لئے کاشت کی غرض سے دانہ کے وقف کے جواز کے قائل ہیں^(۲)، اور غصب کے باب میں مقام بحث ہے غصب کی ہوئی یا زیادتی سے حاصل شدہ زمین میں بیج ڈالنا، اور بیج ڈالنے کے بعد مالک زمین کا اپنی زمین لوٹالینا، کیا غصب کرنے والے کو بیج کا عوض دلا یا جائے گا یا نہیں، اس کی تفصیل کا مقام اصطلاح "غصب" ہے^(۳)۔



إلا كان له به صدقة"^(۱) (اگر کوئی مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کوئی کاشت کرتا ہے، پھر اس میں سے پرند دیا انسان یا جانور کھاتے ہیں تو اس کے لئے یہ صدقہ ہوتا ہے)، اور کبھی یہ واجب ہوتی ہے جب کہ لوگ اس کے محتاج ہوں، اور کبھی بعض اقسام کے بیج ڈالنا حرام ہوتا ہے مثلاً کوئی ایسا دانہ کاشت کے لئے بویا جو لوگوں کے لئے ضرر رساں ہو جیسے شیش اور فیون کی کاشت، کیونکہ یہ اور اس جیسی اشیاء ضرر اور فعل حرام کا ذریعہ بنتی ہیں، اور جو بھی کسی حرام کا ذریعہ ہو وہ بھی حرام ہوتی ہے^(۲)۔

بحث کے مقامات:

۳- فقہاء نے مزارعت، زکاۃ اور غصب کے ابواب میں مخصوص مقامات پر "بذر" سے تعلق گفتگو فرمائی ہے:

چنانچہ مزارعت (کے باب میں گفتگو کا مقام یہ ہے کہ) عقد مزارعت میں اس کی صحت یا نساد کے تعلق سے بیج کس کے ذمہ ہوگی، (یہ بحث) ان فقہاء کے نزدیک ہے جو مزارعت کا اعتبار کرتے ہیں جیسے حنفیہ، مالکیہ اور حنبلیہ^(۳)، اور زمین میں بیج ڈالنے سے عقد مزارعت کے لزوم کی بحث میں، اس بابت تفصیل بھی ہے جس کے لئے "مزارعت" کی اصطلاح دیکھی جائے^(۴)۔

زکاۃ کے باب میں کاشت کی پیداوار اور اس کے شروط کے مسئلہ

(۱) حدیث: "ما من مسلم... کی روایت بخاری (بخاری ۳/۵ طبع انتقادی) نے کی ہے۔

(۲) ابن ماجہ ۲/۲۳۳، ۳/۱۵، ۱۶، ۱۷۔

(۳) ابن ماجہ ۱/۱۶۵، ۱/۱۶۶، ۲/۲۳۳، جوہر واکیل ۳/۲۵، ۳/۲۶، قلیوبی وغیرہ ۳/۶۱، المغنی ۳/۲۳۸ طبع سودیہ۔

(۴) ابن ماجہ ۱/۱۶۵، جوہر واکیل ۳/۲۳۳، حنفیہ المدون علی الشرح الکبیر ۳/۲۷۲۔

(۱) حنفیہ المدون علی الشرح الکبیر ۳/۲۵۵، ۳/۲۵۶، ۳/۲۵۷۔

(۲) حنفیہ المدون علی الشرح الکبیر ۳/۲۸۵۔

(۳) جوہر واکیل ۳/۲۵۳، حنفیہ المدون علی الشرح الکبیر ۳/۲۶۱، المغنی ۳/۲۳۳۔

دوسری رائے یہ ہے کہ دو ضامن نہیں ہوگا، حنفیہ کے نزدیک یہی زیادہ صحیح اور مفتی ہے، اور یہی رائے مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کی ہے۔

اس اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ حارس (محافظ) ہیر خاص ہے یا ہیر عام، جن فقہاء نے اسے ہیر خاص مانا اسے ضامن نہیں قرار دیا^(۱)، اور جنہوں نے اسے ہیر عام مانا جیسے ابو یوسف اور محمد، انہوں نے اسے ضامن قرار دیا۔

ان مقامات کی تفصیل کے لئے دیکھی جائیں اصطلاحات: "اجارو"، "ضمان"، "خفاردو"۔^(۲)



بذرقہ

تعریف:

۱- ہذا رقة کا لفظ ابن خالو یہ کہتے ہیں کہ فارسی ہے جسے عربی کا جامہ پہنا دیا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ غیر خالص عربی لفظ ہے، اس کا معنی: خفارد (محافظین) ہے، ایسی جماعت جو قافلہ کے آگے آگے حفاظت کے لئے چلتی ہے۔

اس لفظ کا تلفظ بعض حضرات "ذل" سے کرتے ہیں، اور بعض حضرات "دل" سے، اور کچھ لوگ دونوں حروف سے تلفظ کرتے ہیں۔ یہ لفظ اصطلاحاً بھی اسی معنی میں مستعمل ہے، البتہ اس سے سفر وغیرہ میں نگرانی و حفاظت مراد لی جاتی ہے^(۱)۔

اجمالی حکم:

۲- علماء نے بالاتفاق بذرقہ "خفارد (نگرانی یا حرمت)" (حفاظت) کو درست قرار دیا ہے، اور اس پر اجماع جازم قرار دیا ہے۔

انہیں ضامن قرار دینے میں فقہاء کی دو رائیں ہیں، اس اختلاف کی بنیاد بذرقہ کی تصویر کشی پر ہے کہ آیا یہ اجارہ عامہ ہے یا اجارہ خاص۔ پہلی رائے یہ ہے کہ وہ اس چیز کی قیمت کا ضامن ہوگا جو اس سے کھو جائے، یہ رائے حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور محمد کی ہے۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر: "بذرقہ"، ابن ماجہ ص ۲۳/۵ طبع بولاق، تہذیب الکام، بہار منہج، فتح المصلیٰ ط ۲۸/۲ طبع انجاریہ، الکبریٰ قلیوبیہ، عمیرہ ص ۸۱ طبع المکمل، کشف الخفاء ص ۳۲۔

(۱) ہدایہ ص ۳۶۳، البدائع ص ۲۱۱/۲، المہذب ص ۱۰۸/۲، نہایۃ المحتاج ص ۳۰۸/۵

کشاف الخفاء ص ۳۵۵، المغنی ص ۱۰۸/۶، الشرح المصغر ص ۳۲۳/۳

(۲) البدائع ص ۲۱۱-۲۱۲، ہدایہ ص ۲۳/۳، الفتاویٰ الہندیہ ص ۵۰۰/۵، حاشیہ

ابن ماجہ ص ۳۰، حاشیہ الدرر ص ۲۸/۲، المہذب ص ۱۱۵/۵، حاشیہ قلیوبی

ص ۸۱

(۳) کتب کی رائے ہے کہ اگر خفارد کسی متعین قافلہ کا ہو تو اس پر ہیر خاص کے

احکام جاری ہونے چاہئیں، ورنہ اگر خفارد ہر قافلہ کا ہو تو اس پر اس راستے سے

گذرنے والے تمام قافلہ کے لئے مشترک ہیر کا حکم جاری ہونا چاہئے۔

فارغ ہوا اور بری ہوا۔

اصطلاح میں یہ کسی شخص کا دوسرے کے ذمہ یا اس کے تئیں اپنا حق ساقط کر دینے کو کہتے ہیں، معاملات اور دیون میں اس کی تعریف آبی مالکی نے یوں کی ہے: اپنے مدیون کے ذمہ سے دین کو ساقط کر دینا اور دین سے ذمہ کو فارغ کر دینا۔

پس اگر قرض خود (ذات) نے بری کر دیا یا اس طور کہ اپنے مدیون کے ذمہ سے دین کو ساقط ہو ذمہ کو فارغ کر دیا تو یہ امت حاصل ہوگئی۔

اس طرح بری کر دینا براءت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے، براءت کبھی بری کر دینے سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی دوسرے سبب سے، جیسے کہ قرض خود مدیون سے اپنا حق وصول کر لے، یا ضمان کا سبب، ذات کے فعل کے علاوہ کسی دوسرے عامل کی وجہ سے زائل ہو جائے۔ اور کبھی ان دونوں ("اہراء" اور "براءت") میں سے ایک لفظ دوسرے کی جگہ استعمال ہوتا ہے، اس لئے کہ ان دونوں کے درمیان اثر اور مؤثر کا تعلق ہے^(۱)، (دیکھئے: اہراء)۔

ب- مبارآة:

۳- مبارآة لغت کی رو سے براءة سے مغالطہ کا صیغہ ہے، یہ دو جانب سے براءت میں اشتراک کو کہتے ہیں^(۲)، اور یہ الفاظ طلع میں شمار ہوتا ہے، اگر زمین کے درمیان مبارآت واقع ہو تو نکاح سے تعلق رکھنے والے ہر ایک کے دوسرے کے تئیں حقوق کو ساقط کر دیتی ہے، اس میں تفصیل بھی ہے، اس لفظ کا اکثر استعمال بیوی کا شوہر پر لازم اپنے حقوق کو طلاق کے عوض ساقط کر دینے کے لئے ہوتا

براءة

تعریف:

۱- براءة لغت میں کسی شئی سے نکل جانے اور اس سے جدا ہو جانے کو کہتے ہیں، اس کی اصل "البراء" ہے جو "القطع" کے معنی میں ہے، پس براءت کے معنی تعلق قطع کرنے کے ہونے، کہا جاتا ہے: "برئت من الشيء، وانبرا براءة" جب کسی شئی کو اپنی ذات سے دور کر دے اور اس کے اسباب کاٹ دے، اور "برئت من اللین" دین مجھ سے منقطع ہو گیا اور ہمارے درمیان تعلق نہیں رہا^(۱)۔

براءة کا اصطلاحی معنی اس کے لغوی معنی سے الگ نہیں ہے، چنانچہ فقہاء الفاظ طلاق میں "براءة" سے جدائی مراد لیتے ہیں، دیون، معاملات اور جنایات کے ابواب میں چھٹکارا اور بے قصور ہونے کا معنی مراد لیتے ہیں، اور فقہاء کے یہاں بکثرت یہ جملہ ملتا ہے، "الاصل براءة النعمة" یعنی اصل ذمہ کا فارغ ہونا اور دوسرے کے حق کے ساتھ مشغول نہ ہونا ہے^(۲)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- براءة:

۲- براء لغت میں "برئ" سے افعال کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے

(۱) لسان العرب: مادة "براء"، فتح القدیر ۴/۳۱۰، البحر فی القواعد للرحمنی

۸۱۸، جوہر لاکیل ۲/۱۲۲، النسخ ۵/۶۵۹۔

(۲) لسان العرب، اصطلاح مادة "برئ"۔

(۱) لسان العرب، اصطلاح مادة "براء"، الکلیات والابی بقاء ۱/۳۲۷، الفروق فی

اللغة ۱/۳۱، تفسیر قرطبی ۸/۳۳، تفسیر خازن ۱/۲۱۷۔

(۲) رد المحتار شرح مجلہ ذکا ۲/۴۲، اختصار ۳/۳۲، قیو بی ۳/۲۹۳۔

طرح اگر غصب کرد یا تلف کرد و غنی کی مقدار کے بارے میں فریقین میں اختلاف ہو تو مقررہ ضلوع کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ اصل زائد مقدار سے بری ہوتا ہے^(۱)۔

براءت کے لفظ سے ذمہ کا وصف بیان کیا جاتا ہے، اسی لئے فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ اعیان کا وصف براءت کے لفظ سے بیان نہیں ہوتا، بلکہ یہ کہ براءت سے مراد ذمہ داری یا دعویٰ سے بری ہونا ہو^(۲)۔

اس کے علاوہ معاملات و جنایات میں اس قاعدہ کی مختلف فروعات ہیں، ان کی تفصیل ”دعویٰ“ اور ”بیعات“ کے مباحث میں دیکھی جائے۔

۶- پھر براءت ذمہ کے لئے اصل کی طرح دلیل کی ضرورت نہیں ہے، اگر کسی عمل کے ارتکاب یا کسی معاملہ کی انجام دہی کی وجہ سے ذمہ مشغول ہو جائے تو اس کی مشغولیت اور ضمان کے فرق کے لحاظ سے مختلف اسباب سے اس کی براءت حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ حقوق اللہ کے اندر ذمہ اگر اپنے اوپر لازم احوال جیسے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کے ساتھ مشغول ہو تو ان کی ادائیگی سے ہی براءت حاصل ہوگی جب تک کہ وہ میسر ہوں، اگر ذمہ پر فی عبادات جیسے نماز اور روزہ کے ساتھ مشغول ہو تو ان کی ادائیگی سے اس کی براءت ہوگی، اور اگر وقت نکل جائے تو قضا سے ہوگی بشرطیکہ وہ اتنی قلیل ہوں کہ ان کی قضا ممکن ہو، ورنہ توبہ اور استغفار سے براءت ہوگی اور اس کا معاملہ اللہ کے ذمہ ہوگا۔

حقوق العباد میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا مال غصب

ہے^(۱)، جیسا کہ طلاق اور ضلع کے مباحث میں اس کی وضاحت ہے: پس مبارات، براءت کے مقابلہ زیادہ خاص ہے۔

ج- استبراء:

۴- استبراء کا لغوی معنی براءت طلب کرنا ہے، شرعاً اس کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے:

اول: طہارت میں گندگی سے دونوں مخرجوں (نجاست نکلنے کی جگہ) کی نظافت کے معنی میں۔

دوم: نسب میں، عورت کا حمل اور دوسرے کے مادہ منویہ سے طلب براءت کے معنی میں، جیسا کہ فقہاء اس معنی کے لئے استبراء رحم کا لفظ استعمال کرتے ہیں^(۲)۔

اجمالی حکم:

۵- براءت آدمی کی اصل حالت ہے، ہر شخص اس حال میں پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ذمہ بری ہوتا ہے، اور بعد میں انجام دئے گئے معاملات اور اعمال سے ذمہ مشغول ہوتا ہے تو اس اصل کے خلاف جو شخص دعویٰ کرے گا اس سے اس دعویٰ پر دلیل طلب کی جائے گی، لہذا اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر کسی حق کا دعویٰ کرے تو مدعا علیہ کا قول معتبر ہوگا، کیونکہ اس کا قول اصل کے موافق ہے، اور مدعی سے ذمہ طلب کیا جائے گا، کیونکہ وہ اصل کے خلاف دعویٰ کر رہا ہے، اگر وہ بینہ کے ذریعہ اپنا دعویٰ ثابت نہ کر سکے تو فقہی قاعدہ ”اصل ذمہ کی براءت ہے“ کا اعتبار کرتے ہوئے مدعا علیہ کے بری ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا، اسی

(۱) ابن ماجہ ج ۳ ص ۵۶۰، اختیار ص ۱۶۰، قلیوبی ص ۱۰۳، المغنی ص ۵۸، بدایۃ المجتہد ص ۶۶۔

(۲) لسان العرب ج ۱ ص ۱۶۱، ابن ماجہ ج ۱ ص ۳۳۰، ص ۲۳۹، جوہر ص ۱۷۱، حاشیہ قلیوبی ص ۵۸، المغنی ص ۱۶۱، ص ۵۱۲۔

(۱) واشاہد مظاہر لا یجزم ص ۵۹، المسیح علی ص ۵۳، قوانین الفقہ ص ۳۰۳۔

(۲) ابن ماجہ ج ۳ ص ۷۲، المدنی ص ۱۱۳، حاشیہ قلیوبی ص ۱۳، شرح منیٰ وادلات ص ۵۲۱۔

برہی ہو جائے گا، اسی طرح اگر کسی دوسری وجہ سے سبب ضمان زائل ہو جائے، مثلاً کوئی شخص معنی کے ضمن (سامان کی قیمت) کا کفیل ہو اور بیع ہی ہو جائے (تو کفیل برہی ہو جائے گا)، اس لئے کہ اصل شخص کی براءت کفیل کی براءت کا موجب ہوتی ہے^(۱)۔

اس کی تفصیل اصطلاح "کفالت" میں دیکھی جائے۔

لفظ براءت کا ایک اور استعمال معنی باطل عقائد و مذہب سے دوری و تعلق کے لئے ہوتا ہے، جیسے کوئی شخص اپنے اسلام کا اعلان کرے تو اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ دین اسلام کے مخالف ہر مذہب اور عقیدہ سے برہی ہونے کا قرا کرے^(۲)، اس کی تفصیل اصطلاح "اسلام" میں دیکھی جائے۔

بحث کے مقامات:

۹- فقہاء نے براءت پر بحث دعویٰ اور حیثیات کے ابواب میں کی ہے، کفالت کی بحث میں کفیل کے ذمہ کی براءت کا تذکرہ کیا جاتا ہے، حوالہ میں بیان ہوتا ہے کہ حوالہ مقرض کے ذمہ کی براءت کا موجب ہوتا ہے، بیوٹ میں فقہاء فرماتے ہیں: بالغ کی طرف سے عیوب سے معنی کے برہی ہونے کی شرط خیار کے سقوط اور عقد کے لزوم کا جب ہے، جیسا کہ اس کا تذکرہ اہل اہل اور اس کے آثار یعنی براءت استیفاء اور براءت اسقاط کے باب میں فقہاء کرتے ہیں۔

کر لے یا اسے ضائع کر دے تو براءت کا حصول ضمان سے ہوگا، ضمان یہ ہے کہ اگر عین شئی موجود ہو تو اسے واپس کیا جائے، یا اگر مثلی ہو تو اس کا مثل، اور ذات التیم ہو تو اس کی قیمت دی جائے^(۱)، ان مسائل کی تفصیل کے لئے اطلاق، غصب اور ضمان کی اصطلاحات دیکھی جائیں۔

اسی طرح براءت یوں بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ صاحب حق حق کی ادائیگی یا وصولیابی کے بغیر اس کو برہی کر دے، اس کی تعبیر فقہاء کرام براءت اسقاط یا اہل اسقاط سے کرتے ہیں^(۲)، اس کی تفصیل اصطلاح "اہل" میں دیکھی جائے۔

۷- اس کے علاوہ براءت کا حصول بسا اوقات ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کی طرف ضمان کے منتقل ہو جانے سے ہوتا ہے جیسا کہ حوالہ میں ہے کہ اگر مقرض نے قرض خواہ کا حق کسی تیسرے شخص (محال علیہ) کی طرف محول کر دیا، اور عقد مکمل ہو گیا تو محیل (مقرض) کا ذمہ دین سے برہی ہو جائے گا، اور اگر اس کا کوئی کفیل ہو تو کفیل کا ذمہ بھی برہی ہو جائے گا، اس لئے کہ دین محال علیہ (جس کی طرف منتقل کیا گیا ہے) کے ذمہ کی طرف منتقل ہو گیا، اب اگر محال علیہ سے وصولی دینا ہو جائے^(۳) کہ تو دین پھر محیل کے ذمہ کی طرف لوٹ آئے گا، اس مسئلہ میں اختلاف بھی ہے (دیکھئے: اصطلاح حوالہ)۔

۸- اور کبھی براءت ضمان حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ کفالت میں ہے، اس طرح کہ اگر مقرض کی براءت ادائیگی قرض کی وجہ سے یا قرض خواہ کے برہی کر دینے کی وجہ سے حاصل ہو جاتی ہے تو کفیل کا ذمہ بھی

(۱) مجلۃ الاحکام الشرعیۃ، ماہ ۱۵، البدیع ۹۶/۷، الخواکر الدوبلی، ۸۸، ۸۹، المروضہ، ۳۳۵/۳، المغنی، ۳۰۱/۳۔

(۲) فتح القدیر، ۱۰/۱۰، مجلۃ الشرعیۃ، ماہ ۱۲، الدوبلی، ۳۱۱/۳۔

(۳) ابن ماجہ، ۳۹۱/۳، مجلۃ الاحکام الشرعیۃ، ماہ ۹۰، جوہر، ۱۰۸/۳، حاشیہ قلیوبی، ۳۳۱/۳، المغنی، ۵۲۵/۳۔

(۱) ابن ماجہ، ۳۳۳/۳، مجلۃ الاحکام الشرعیۃ، ماہ ۵، ۶۶۹، ۶۶۳، حاشیہ قلیوبی، ۳۳۱/۳، المغنی، ۵۲۸/۳۔

(۲) ابن ماجہ، ۳۳۳/۳، ۳۸۷/۳، المغنی، ۱۳۱/۳۔

فتیبا و کرام بر اجم وغیرہ خصال طہارت پر گفتگو وضو، غسل اور خصال
طہارت کے تحت کرتے ہیں^(۱)۔

براجم

تعریف:

۱- براجم لغت میں برجمتہ کی جمع ہے۔ یہ انگلیوں کی پشت پر جوڑوں اور
تھنوں کو کہتے ہیں جن میں میل پکیل جمع ہو جاتی ہے۔
اس لفظ کا اصطلاحی معنی لغوی معنی سے علاحدہ نہیں ہے^(۱)۔

اجمالی حکم:

۲- طہارت یعنی وضو اور غسل وغیرہ میں براجم کا دھوا مندوب
ہے^(۲)، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: "عشر من الفطرة ...
وعند منها: غسل البراجم"^(۳) (دس امور طہارت میں سے
ہیں... اور آپ نے ان میں غسل براجم کو بھی شمار فرمایا)۔
براجم کے حکم میں دو تمام مقامات آتے ہیں جن میں عادتاً میل
پکیل جمع ہو جاتی ہے، جیسے کان، ناک، ماخن اور بدن کے ایسے دیگر
مقامات۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب میل پانی کو کمال تک پہنچنے سے
مانع نہ بنے، اگر کمال تک پانی کے پہنچنے میں دو رکاوٹ بنے تو فی الجملہ
اس کا ازالہ واجب ہے تاکہ طہارت میں عضو تک پانی پہنچ سکے۔

(۱) الصحاح، لسان العرب، مادة "برجم"۔

(۲) شرح مسلم للنووی ص ۱۵۰ طبع ۱۳۵۰ھ زمریہ عن البیہودار ۸۰ طبع انتقبیہ۔

(۳) حدیث: "عشر من الفطرة..." کی روایت سے مسلم (۱/۲۳۳ طبع مجلس)

نے کی ہے۔

(۱) حاشیہ الخطاوی علی مرتبہ اصلاح دس ص ۵۰، المغنی ۱/۱۰۸ طبع سعودیہ حاشیہ
الدروی ۱/۸۹ طبع دار الفکر، شرح مسلم للنووی ۸۹/۱ طبع الازہریہ، عون
البیہودار ۸۰ طبع انتقبیہ۔

کے لئے کرتے تھے، پھر دونوں میں قربت کی وجہ سے انسان سے خارج ہونے والی نجاست کو غلط کہا جانے لگا^(۱)۔
یہ لفظ اس معنی میں براز (باء کے زیر کے ساتھ) سے کنایہٴ دلالت میں مشتق ہو جاتا ہے، اس طور پر کہ ہر دو الفاظ سے غذا کے خارج ہونے والے فضلات مراد ہوتے ہیں۔

براز

تعریف:

۱- براز (زیر کے ساتھ) لغت کی رو سے وسیع فضا کا نام ہے، اور کنایہٴ اسے فضاء حاجت کے معنی میں بولتے ہیں، جیسا کہ اس سے خلا، (ہیت الخلاء)، بھی مراد لیتے ہیں، اس لئے کہ لوگ فضاء حاجت کے لئے لوگوں سے خالی مقامات میں نکل جاتے تھے، کہا جاتا ہے: "ہوز" جب براز یعنی پاخانہ کے لئے نکلے، اور "تہوز الرجل" جب حاجت کے لئے براز کی طرف نکلے۔

یہ لفظ حرف باء کے زیر کے ساتھ "جک میں مہارزت" کا مصدر ہے، اور اس سے بھی پاخانہ کے لئے کنایہ کیا جاتا ہے^(۱)۔

اصطلاحی معنی میں یہ لفظ کنائی معنی سے خارج نہیں ہے، کیونکہ یہ غذائی فضلات یعنی حسب عادت خارج ہونے والی نجاست (پاخانہ) کو کہتے ہیں۔

متعلقہ الفاظ:

الف- غائط:

۲- غائط اصل میں زمین کے نشیبی حصہ کو کہتے ہیں، اس کی جمع غیطان اور غواط ہے، اسی مفہوم میں "غوطہ ذشق" کہا جاتا ہے، عرب اس قسم کے مقامات کا قصد لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھ کر فضاء حاجت

(۱) لسان العرب: مادة "ہوز"۔

ب- بول:

۳- بول: "بول" کا واحد ہے، کہا جاتا ہے: "بال الإنسان والمداہنة، ببول بولاً ومبالاً" جب انسان یا جانور بیٹاب کرے، ایسا کرنے والا "بال" کہا جاتا ہے، پھر بول کا استعمال عین کے لئے یعنی اگلی شرم گاہ سے نکلنے والے پانی کے لئے ہونے لگا، اس کی جمع "بول" ہے^(۲)۔

اس معنی میں یہ لفظ بھی "براز" (زیر کے ساتھ) کے حکم میں ہے، اس طور پر کہ دونوں نجاست ہیں اگرچہ دونوں کے خارج (نکلنے کی راہ) بعد ہیں۔

ج- نجاست:

۴- نجاست لغت میں ہر گندگی کو کہا جاتا ہے^(۳)، اصطلاح میں یہ ایسا حکمی جہف ہے جو نجاست والے شخص کی نماز وغیرہ کے جواز سے رکاوٹ بنتا ہے^(۴)۔

اس معنی میں یہ لفظ براز (زیر کے ساتھ) کے کنائی معنی سے زیادہ عام ہے کہ یہ براز اور دوسری نجاستوں جیسے خون، چھینٹاب،

(۱) الجامع الاحکام القرآن العربی ۲۲۰/۵ طبع دار الکتب ۱۹۳۷ء۔

(۲) لسان العرب، المصباح المہیر: مادة "بول"۔

(۳) لسان العرب، المصباح المہیر: مادة "نجس"۔

(۴) المشرح الکبیر للردیہ ۳۲/۱۔

ہدی، ووی، شراب اور دیگر نجاستوں کو بھی شامل ہے۔

اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

۵- فقہاء کا اجماع ہے کہ براز نجاست ہے اور یہ کہ اس سے چند احکام متعلق ہیں، جیسے براز بدن، کپڑا اور جگہ کو ناپاک کر دیتا ہے، اور اس کو پاک کرنا واجب ہے خواہ انتخاب کے ذریعہ ہو یا دھو کر ہو، جس کی تفصیل اپنے مقام پر دیکھی جاسکتی ہے۔

براز کی قائل معاف مقدار اور اس کی نفع کے جواز میں اختلاف ہے (۱)۔

اس کی تفصیل طہارات کے ابواب اور اصطلاح ”قتناء حاجت“ میں دیکھی جائے۔

برود

تعریف:

۱- ”برود“ لغت میں ”حور“ (گرمی) کی ضد ہے، اور برودت حرارت کا عکس ہے (۱)۔

فقہاء بھی اس لفظ کا استعمال فی الجملہ لغوی معنی میں ہی کرتے ہیں۔

متعلقہ الفاظ:

براد:

۲- لغت میں براد کا ایک معنی برد میں داخل ہونا اور دن کے آخری حصہ میں داخل ہونا ہے (۲)۔

فقہاء کے نزدیک اس کا معنی: ظہر کو برد کے وقت تک مؤخر کرنا ہے (۳)۔

اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

۳- فقہاء نے برد پر گفتگو تیمم، جماع، نمازوں کا جمع کرنا، حد و تعزیر اور نماز کے تحت فرمائی ہے۔

انف۔ تیمم کے سلسلہ میں: سخت ٹھنڈک میں پانی موجود ہونے



(۱) الاختیار بشرح المختار ۱/ ۱۲، ۱۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵

حنفی نے سردی میں نمازوں میں جمع کرنے کو خواہ جمع تقدیم ہو یا جمع تاخیر منع کیا ہے، ان کے نزدیک صرف دو مقامات مزدلفہ اور عرفہ میں جمع بین اصلا تین کی اجازت منحصر ہے^(۱)۔

د۔ حدود اور تعزیرات کے سلسلہ میں: حنفی، مالکیہ اور شافعیہ نے فی الجملہ سخت سردی میں قتل کے علاوہ دوسرے حدود اور تعزیرات کو مانع کرنے سے روکا ہے، اس لئے کہ یہ باعث جبرت نہیں، بلکہ باعث بلاکت ہے^(۲)۔

ح۔ نماز کے سلسلہ میں: حنفی، مالکیہ اور حنبلیہ نے کھلی ہوئی ٹھنڈی زمین پر نماز پڑھتے ہوئے عمامہ کے پچ پر جہدہ کو ضرورتاً جائز قرار دیا ہے^(۳)۔

کے باوجود اگر اسے گرم کرنے کا سامان نہ ہو اور ضرر کا اندیشہ ہو تو حدث اصغر اور حدث اکبر سے تیمم کو مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ نے جائز قرار دیا ہے اور یہی حنفی کی بھی ایک رائے ہے، اور حنفی نے اپنے مشہور قول میں حدث اکبر سے تیمم کو جائز قرار دیا ہے نہ کہ حدث اصغر سے، کیونکہ حدث اصغر میں عموماً ضرر کا تحقق نہیں ہوتا، لیکن اگر ضرر کا تحقق ہو جائے تو اس میں بھی بالاتفاق تیمم جائز ہے، جیسا کہ ابن عابدین نے تحقیق کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اس لئے کہ نفس میں حرج کے دور کرنے کی ہدایت ہے، اور یہی متون کا ظاہر مطلق بھی ہے۔

مالکیہ نے سخت سردی کی وجہ سے جو پانی کو ٹھنڈا کر دے، اگر صحت مند مقیم یا مسافر کو پانی کی تلاش ہو اس کے گرم کرنے میں نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم کو درست قرار دیا ہے^(۱)۔

پ۔ جمعہ اور جماعت کی نماز کے سلسلہ میں: فقہاء نے سخت سردی میں جمعہ کی نماز سے اور دن یا رات میں نماز جماعت سے پیچھے رو جانے کو درست قرار دیا ہے^(۲)۔

ج۔ نمازوں کو جمع کرنے کے سلسلہ میں: مالکیہ نے اجازت دی ہے، اور یہی حنبلیہ کی ایک رائے ہے کہ سخت سردی میں خود سردی پڑی ہو یا پڑنے کا اندیشہ ہو صرف مغرب و عشاء کی نمازوں میں جمع تقدیم کی جاسکتی ہے۔

شافعیہ نے ظہر و عصر میں اور مغرب و عشاء میں چند شرائط کے ساتھ جو اپنے مقام پر بیان ہوئی ہیں، نماز جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔

بُرد

دیکھئے ”مباد“۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۱/۲۵۶، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۱/۳۷۰ طبع المجلس، قلیوبی و عمیرہ ۱/۷۷۷، المغنی ۲/۲۷۶ طبع البیاض۔

(۲) حاشیہ الخطاوی علی الدر المختار ۲/۲۸۸، الفتاویٰ الدیوانی علی رسلہ القیروانی ۲/۱۹۱ طبع بیروت، بدایہ المجتہد لابن رشد ۲/۲۲۵ طبع قاہرہ، المہذب ۲/۲۷۱ طبع بیروت، قلیوبی و عمیرہ ۲/۱۸۳ طبع المجلس۔

(۳) حاشیہ ابن عابدین ۱/۲۵۳، ۲۳۶ طبع بیروت، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۱/۲۵۳ طبع المجلس، المغنی ۱/۵۱۷، ۵۱۸ طبع البیاض۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۱/۱۵۶ طبع بیروت، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۱/۵۰۱، بدایہ المجتہد لابن رشد ۱/۷۷۷ طبع المجلس، المہذب ۱/۳۵۱ طبع المجلس، المغنی ۱/۲۶۱۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۱/۵۳۸ طبع بیروت، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۱/۳۹۰ طبع المجلس، قلیوبی و عمیرہ ۱/۲۶۸، ۲۶۹ طبع المجلس، المغنی لابن قدامہ ۲/۲۷۶ طبع البیاض۔

مقدار ایک صاع ہے، اور حنفیہ کے نزدیک نصف صاع ہے^(۱)، اس کی تفصیل صدقہ انفق کی اصطلاح میں دیکھی جائے۔

اگر گیسوں میں تجارت کی نیت کی گئی ہو تو عروض (تجارت کے سامان) کی طرح اس کی قیمت لگائی جائے گی، اور عروض کی مانند ہی اس کی زکاۃ بھی نکالی جائے گی، اس کی تفصیل زکاۃ کی اصطلاح میں ہے۔

گیسوں کا شمار قیمت رکھنے والے اموال میں ہوتا ہے جن میں بیع، ہبہ اور سلم درست ہے، اگر اسے گیسوں کے ہی عوض فروخت کیا جائے تو اس میں بایک حکم جاری ہوگا، لہذا اس میں برابری ملحقہ اور فوری قبضہ کی شرط ہوگی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "الملك بالملك، والفضة بالفضة، والبر بالبر..."^(۲) (سونا سونا کے عوض، چاندی چاندی کے عوض اور گیسوں گیسوں کے عوض...)۔

گیسوں کی "بیع محاقلة" مبنی دھملہ درست نہیں، محاقلة یہ ہے کہ بالی میں رہتے ہوئے گیسوں کو اسی جیسے گیسوں سے بیچا جائے، خواہ اندازہ سے ہو، ورنہ "بیع محاضرہ" جائز ہے، یعنی بدو صلاح سے پہلے جب کہ بھٹی بڑی بفر جنت کیا جائے، اس میں بعض حنفیہ کا اختلاف ہے^(۳)۔ اس کی تفصیل بیع، ربا اور ممنوع بیع کی اصطلاحات میں دیکھی جائے۔

(۱) حمید المصطفوی علی مرتبی خلاصہ رس ۳۹۵، ابن ماجہ ج ۶ ص ۶۲، وادع الجہود ۱/۲۸۶، المغنی ۵/۳ طبع المیزان۔

(۲) حدیث ۳۱۱۱ طبع اللعاب، "کی روایت مسلم (۳/۱۱۱ طبع المجلد) نے کی ہے۔

(۳) الاختیار ۲/۳۲، ۳۰، ۳۳، بدائع الصنائع ۷/۸۱، شرح البخیر ۳/۳۳، ۷۷، الدر منی ۳/۷۷، طبع بی ۲/۲۳، المغنی ۳/۱۹، ۲۰۔

بُر

تعریف:

۱- بُر (پیش کے ساتھ) لغت میں گیسوں کو کہا جاتا ہے، اس کا واحد "برۃ" ہے^(۱) اصطلاح میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں ہے۔

اجمالی حکم:

۲- گیسوں اس لحاظ سے کہ زمین سے نکلنے والا ایک نلہ ہے، جمہور کے نزدیک اور ان میں امام ابو یوسف و محمد بھی ہیں، اگر پانچ وین کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، امام ابو حنیفہ نے مطلقاً پیداوار پر ثواب اس کی مقدار پانچ وین کو نہ پہنچے، زکاۃ واجب فرمائی ہے۔

زکاۃ کی واجب مقدار، اگر زمین سیلاب یا آسمان کے پانی سے میراب کی گئی ہو تو (مشر) دسواں حصہ ہے، اور اگر کسی آگ (سینچائی) سے میراب کی گئی ہو تو بیسواں حصہ ہے، اس حکم پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

اگر زمین خراجی ہو تو حنفیہ کے نزدیک اس میں مشر کے بجائے خراج واجب ہے^(۲)۔

گیسوں ان اجناس میں سے ہے جن سے واجب صدقہ طور کی ادائیگی ہو جاتی ہے، جمہور کے نزدیک اس کی کفایت کرنے والی

(۱) لسان العرب، الصحاح، المعصباح، مادة "برۃ"۔

(۲) الاختیار ۱/۱۱۳، ۲/۳۳، ۱۲۳ طبع لمری قلیو بی ۱۸/۲ طبع عینی المجلد، جوہر لا کلید ۱/۲۳، المغنی ۶/۲۔

خروج، فساد کی طرف میلان اور معاصی میں ملوث ہونے کو کہتے ہیں،
یہ ضرور دُورانی کے لئے جامع لفظ ہے^(۱)۔

اجمالی حکم:

۲- کثرت سے نصوص شریعت میں نیکی کا حکم اور اس کی ترغیب دی گئی
ہے ”بر“ ایسی خصلت ہے جو خیر کا جامع اور اطاعت گزاری اور
معصیت سے دوری پر آمادہ کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ، وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ
ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ
وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ
وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ
وَالضَّرَاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُتَّقُونَ“^(۲) (طاعت یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب
کی طرف پھیر لیا کرو، بلکہ طاعت یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ اور قیامت
کے دن ہر فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور اس کی
محبت میں مال صرف کرے قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور
راہ گیروں اور سانکوں پر اور گردنوں کے آڑ اور روپے میں، اور نماز کی
پابندی کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے
جب کہ وعدہ کر چکے ہوں اور نیکی میں اور بیماری میں، اور لڑائی کے
وقت صبر کرنے والے یہی لوگ ہیں، جو سچے اترے اور یہی لوگ تو
متقی ہیں)۔

(۱) فتح مبارک ۱۰/۵۰۸، الصحیح لمبارکی ۱/۳۵۳

(۲) سورہ بقرہ ۱۷۷

بر

تعریف:

۱- لغت میں لفظ ”بر“ سچائی، اطاعت، صلہ رحمی، اصلاح، بر لوگوں
کے ساتھ احسان میں توسع کے معانی میں آتا ہے، کہا جاتا ہے: ”بر
یمز“ جب صالح ہو جائے، اور ”بر فی یمنہ“ جب ہر قسم پر قائم
رہے حادث نہ ہو، ”بر“ صادق شخص کو کہتے ہیں، ”وہو اللہ الحجج
وہوہ“ اللہ نے حج قبول کر لیا، ”بر“ ہر مافی کی ضد ہے، ”میرۃ“ بھی
ایسی معنی میں ہے، ”وہودت والدی“ میں نے والدین کے ساتھ صلہ
رحمی کی۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ایک نام ”البر“ ہے، یعنی ہوا ہے
اولیاء کے ساتھ جہد و میں صادق ہے^(۱)۔

فقہاء کے نزدیک اس لفظ کا استعمال اس کے لغوی معنی سے خارج
نہیں ہے، فقہاء کے نزدیک یہ ایسا جامع لفظ ہے، جس کا اطلاق ہر خیر
کے کام پر ہوتا ہے، اس سے مراد لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی
اور صداقت، اور خالق کے احکام کی بجا آوری اور ممنوعات سے
اجتناب کے ذریعہ اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا ہے۔

اسی طرح مطلقاً اس لفظ کو بول کر گناہوں سے پاک دائمی عمل مراد
لیا جاتا ہے۔

اس کے بالمقابل فجور اور گناہ ہے، اس لئے کہ فجور دین سے

(۱) لسان العرب: مادة ”بر“، تہذیب اللغات ۲۳/۲۳۔

حضرت نواس بن سمعان کی حدیث ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”البر حسن الخلق، والإثم ما حاك في نفسك، وكرهت أن يطلع عليه الناس“^(۱) (بر (نیکی) حسن اخلاق کا نام ہے اور اثم (گناہ) وہ ہے جو تمہارے دل میں ٹھکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہوا تم کو پسند نہ ہو)۔

امام نووی اپنی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: علماء فرماتے ہیں: بر صدرِ رحمی کے معنی میں ہوتا ہے، اور لطف و نیکی و حسن صحبت و رہن سہن کے معنی میں ہوتا ہے، اور اطاعت کے معنی میں ہوتا ہے، یہی امور حسن اخلاق کا مجموعہ ہیں، اور ”تمہارے دل میں ٹھکے“ کا مطلب ہے کہ تحریکِ جبرود ہو، انشراح نہ ہو، اس سے دل میں شک اور اس کے نادم ہونے کا خوف ہو^(۲)۔

یہ کے ساتھ بہت سارے احکام متعلق ہیں، بعض درج ذیل ہیں:

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

۳۔ بر الوالدین کا معنی والدین کی اطاعت، ان کے ساتھ صلہ رحمی، ان کی عدم ملامت، ان کے ساتھ احسان اور ساتھ ہی ان کی خواہش کی تکمیل کر کے نہیں خوش کرنا ہے بشرطیکہ گناہ نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا يَٰۤاِبَٰهٖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا“^(۳) (اور تیرے پروردگار نے حکم دے رکھا ہے کہ بجز اسی (ایک رب) کے اور کسی کی پرستش نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک رکھنا)۔

تفسیر قرطبی میں ہے^(۱) کہ ”بر“ خیر کا جامع نام ہے، و فرماتے ہیں: تقدیر کلام یوں ہے: ”وَلٰكِنْ الْبِرُّ مِنْ أَمْنٍ“ (لیکن نیکی اس شخص کی نیکی ہے جو ایمان لائے)، یا تقدیر یوں ہے: ”وَلٰكِنْ ذَا الْبِرِّ مِنْ أَمْنٍ“ (لیکن نیکی والا وہ ہے جو ایمان لائے)، وہ اس لئے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی، فرائض کا حکم ہوا، قبلہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا، حدود متعین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اس سے معلوم ہوا کہ نیکی صرف نماز میں ہی نہیں ہے، بلکہ اللہ پر ایمان لانے اور آخر آیت تک بیان ہونے والی خیر کی جامع صفات میں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“^(۲) (ایک دوسرے کی مدد نیکی اور تقویٰ میں کرتے رہو، اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)۔

ماوردی کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نیکی میں تعاون کی دعوت دی ہے، اور اسے تقویٰ کے ساتھ جوڑ دیا، اس لئے کہ تقویٰ میں اللہ کی رضا ہے، اور نیکی میں لوگوں کی رضا ہے، اور جس نے اللہ کی رضا اور لوگوں کی رضا کو اکٹھا کر لیا اس کی سعادت مکمل ہوئی اور نعمت عام ہوئی۔

ابن خویر مند او کہتے ہیں: نیکی اور تقویٰ پر تعاون مختلف شکلوں سے ہوتا ہے، پس عالم کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علم سے لوگوں کا تعاون کرے اور انہیں تعلیم دے، مالدار اپنی دولت سے ان کا تعاون کرے، شجاعت مند اپنی شجاعت سے اللہ کی راہ میں تعاون کرے، اور مسلمان ایک ہاتھ کی مانند ایک دوسرے کا تعاون کرنے والے ہوں^(۳)۔

(۱) حدیث نواس بن سمعان: رجال صالحات و رسول اللہ ﷺ کی روایت مسلم (۳/۱۸۸ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔
(۲) انواری علی مسلم ۱/۱۱۱۔
(۳) سورہ بقرہ ۱۹۵۔

(۱) تفسیر القرطبی ۲/۳۳۸۔
(۲) سورہ مائدہ ۲۸۔
(۳) تفسیر القرطبی ۶/۳۶۹۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْخَلْقَ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ، قَامَتِ الرَّحْمَةُ فَقَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مِنْ وَصْلِكَ، وَأَقْطَعَ مِنْ قِطْعِكَ؟“ قالت: بلى، قَالَ: فَبِذَلِكَ لَكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اقْرَأْ يَا ابْنَ شَيْثَمَ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ﴾“^(۱) (اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، جب اس سے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہوا اور عرض کیا: یہ قطع رحمی سے آپ کی پناہ طلب کرنے والے کا مقام ہے، اللہ نے فرمایا: ہاں، کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ میں اس کو جوڑوں جو تم کو جوڑے، اور اس کو قطع کروں جو تم کو قطع کرے، اس نے کہا: ہاں کیوں نہیں، اللہ نے فرمایا: تو تمہارے لئے یہی فیصلہ ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو پڑھو: ”فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ“ (اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم لوگ دنیا میں فساد مچا دو گے، اور آپس میں قطع قرابت کر لو گے، یہی لوگ تو ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے سو انہیں بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا)۔

یہ نصوص دلالت کرتی ہیں کہ صلہ رحمی اور حسن سلوک واجب ہیں، اور قطع رحمی فی الجملہ حرام ہے، لیکن اس کے مختلف درجات ہیں جن میں بعض درجات بعض سے بلند ہیں، سب سے اونچی درجہ قطع تعلق کو چھوڑنا ہے، اور سلام و کلام کے ذریعہ صلہ رحمی ہے۔

(۱) = ۵۷۹/۸ طبع المنقہ (اور مسلم ۱۹۸۱/۳ طبع الکلی) نے کی ہے۔

(۱) سورة محمد ۲۳، ۲۴۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: ”الصَّلَاةُ عَلَى وَفْيِهَا، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: بِرَ الْوَالِدَيْنِ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“^(۱) (وقت پر نماز، میں نے پوچھا: پھر کون سا عمل؟ فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک، میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد)۔

یہ نصوص بتاتی ہیں کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی تعظیم واجب ہے، والدین کے حقوق اور ان کی فرمانبرداری سے متعلق تفصیل کے لئے اصطلاح ”بر الوالدین“ دیکھی جائے۔

بر الأرحام (صلہ رحمی):

۴- بر الأرحام کا معنی ان کے ساتھ صلہ رحمی، حسن سلوک، احوال کی تحقیق، ضروریات کی تکمیل اور غمخواری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكُونِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْغَنَبِ وَالصَّاحِبِ بِالْغَنَبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ“^(۲) (اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرو اور حسن سلوک رکھو والدین کے ساتھ اور قرابتداروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور پاس والے پڑوسی اور دور والے پڑوسی اور غم مجلس اور راہ گیر کے ساتھ اور جو تمہاری ملک میں ہے ان کے ساتھ)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں^(۳): رسول

(۱) حدیث عبد اللہ بن مسعود: ”سألت رسول الله ﷺ: ...“ کی روایت بخاری (۱۸/۲ طبع المنقہ) اور مسلم (۱۹۸۱/۳ طبع الکلی) نے کی ہے۔

(۲) سورة نساء ۳۶۔

(۳) حدیث: ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْخَلْقَ...“ کی روایت بخاری (۱۸/۲ طبع المنقہ)۔

ضرورت اور استطاعت کے فرق سے یہ درجات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں، بعض درجات واجب ہوتے ہیں اور بعض مستحب، لیکن اگر کسی نے کچھ صلہ رحمی کی، پوری صلہ رحمی نہیں کی تو اسے قاطع رحم نہیں کہا جائے گا، اور اگر اس حد میں کوتاہی کی جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے، اور جو اسے کرنا چاہئے تو اسے صلہ رحمی کرنے والا نہیں کہا جائے گا^(۱)۔

وہ لوگ جن سے صلہ رحمی واجب اور قطع رحمی حرام ہے، وہ رشتے ہیں جو انسان کے اصول کی جانب سے ہوں جیسے والد، دادا اور ان سے اوپر، اور اس کے فروغ کی جہت سے ہوں جیسے بیٹے، بیٹیاں اور ان سے نیچے، اور ان دونوں جہتوں سے متصل رشتے جیسے بھائی، بہنیں، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد میں سے گہرا رشتہ رکھنے والے لوگ^(۲)۔

تفصیل کے لئے اصطلاح ”ارحام“ دیکھی جائے۔

قیموں، ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ بر:

۵۔ قییموں، ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ بر یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، ان کے عادات اور ان کے حقوق پورے کئے جائیں، ضائع نہ کئے جائیں، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انا وكافل الیتیم فی الجنة هكذا، ونشأ بالسبابة والوسطی وفرج بینہما“^(۳) (میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں

اس طرح ہوں گے، آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان کشادگی فرمائی)۔
حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”الساعي علی الأرملة والمسکین کالمجاهد فی سبیل اللہ، وأحسبہ قال: وكالقائم الذی لا یفتن، وكالصائم الذی لا یفطر“^(۱) (یواؤں اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اور اس نمازی کی طرح ہے جو (نماز سے) ٹھکتا نہیں، اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو (روزہ سے) انظار نہیں کرتا)۔

حج مبرور:

۶۔ حج مبرور حج مقبول ہے جس میں نہ کوئی گناہ ہو نہ ریا^(۲)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”العمرۃ إلی العمرۃ کفارة لما بینہما، والحج المبرور لیس لہ جزاء إلا الجنة“^(۳) (ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے لئے کفارہ ہے، اور حج مبرور کی جزا تو صرف جنت ہے)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح ”حج“ دیکھی جائے۔

فتح مبرور:

۷۔ فتح مبرور وہ ثریہ فرحت ہے جس میں نہ دھوک ہو اور نہ خیانت۔

(۱) حدیث: ”الساعي علی الأرملة.....“ کی روایت بخاری (الحج ۲۳۷۱/۲ طبع انتقید) اور مسلم (۲۳۸۶/۲ طبع المجلد) نے کی ہے۔
(۲) فتح مبارک ۱/۸۷۔
(۳) حدیث: ”العمرۃ إلی العمرۃ کفارة.....“ کی روایت بخاری (الحج ۳۷۵۷/۲ طبع انتقید) اور مسلم (۲۳۸۶/۲ طبع المجلد) نے کی ہے۔

(۱) دیکل الفالحین ۳۶۲۔
(۲) النووی علی مسلم ۱۱۳/۱۔
(۳) حدیث سہل بن سعد: ”انا وكافل الیتیم.....“ کی روایت بخاری (الحج ۱۰/۲۳۶ طبع انتقید) نے کی ہے۔

اور اگر کسی نفل کے ترک کی قسم کھائی تو ایسی یحیٰ بن مکروہ ہے، اس کو پورا کرنا بھی مکروہ ہے، مسنون ہے کہ اسے توڑ دے۔
اور اگر کسی مباح نفل پر قسم کھائی تو ایسی قسم کا توڑنا بھی مباح ہے (۱)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَوَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَاتَّ الذِّي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفَّرَ عَنْ يَمِينِكَ" (۲) (اگر تم نے کسی قسم پر حلف لیا پھر اس کے برعکس کو اس سے بہتر سمجھا تو جو بہتر ہے وہ کر۔ اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو)۔
تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح "ایمان"۔



حضرت ابو ہریرہ بن نيار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی قسمیں سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور" (۱) (آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور میرٹج مبرور)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح "بیع"۔

برالیمین (قسم پوری کرنا):

۸۔ "برالیمین" کا معنی ہے کہ اپنی قسم میں سچا ہو، جس چیز پر قسم کھائے اس کو پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ" (۲)
(اور قسموں کو بعد ان کے استحکام کے مت توڑ دو اور انحالیکہ تم اللہ کو توبہ دینا چکے ہو بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو)۔

واجب عمل کے کرنے یا حرام کے ترک پر کھائی گئی قسم کو پورا کرنا واجب ہے، ایسی صورت میں یحیٰ بن مکروہ ہوگی جس کو اس طرح پورا کرنا ضروری ہے کہ جس چیز پر قسم کھائی ہے اس کی پابندی کرے اور اس قسم کو توڑنا حرام ہے۔

اگر کسی واجب کے ترک یا کسی حرام کام کے کرنے کی قسم کھائی تو یہ یحیٰ بن معصیت ہے، اور اس کا توڑنا واجب ہے۔
اگر کسی نفل کام مثلاً نفل نماز یا نفل صدقہ کی قسم کھائی تو قسم کی پابندی مستحب ہے، اور اس کی مخالفت مکروہ ہے۔

(۱) روایت ابوالیمین ۳۰۴، المغنی ۹/۲۹۳۔

(۲) حدیث: "إِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ....." کی روایت بخاری (الفتح ۱۱/۶۰۸ طبع استغبر) اور مسلم (۳/۱۴۷ طبع المکتب) نے کی ہے، الفاظ بخاری کے ہیں۔

(۱) حدیث ابی ہریرہ بن دعاتہ "مثل رسول اللہ ﷺ: ابي الکعب الفضل....." کی روایت طبرانی نے الاوسط اور الکبیر میں کی ہے اس کے رجال ثقہ ہیں (مجمع الروايات ۳/۶۱ طبع المکتب)۔
(۲) سورہ نحل ۹۱۔

کسی رشتہ دار کو یہ حق حاصل ہوتا ہو^(۱)۔

شرعی حکم:

۲- اسلام نے والدین کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے، ان کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو افضل نیکیوں میں شمار کیا ہے، ان کی ممانعت سے روکا ہے اور اس کی سخت ترین ہدایت دی ہے، جیسا کہ درج ذیل حکم قرآنی میں وارد ہوا ہے: "وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا لِيَاكُفُّوا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَخَفَضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّحْتَانِي صَغِيرًا"^(۲) اور تیرے پروردگار نے حکم دے رکھا ہے کہ بجز اسی (ایک رب) کے اور کسی کی پرستش نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک رکھنا، اگر وہ تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں ان دونوں میں سے ایک یا وہ دونوں تو تو ان سے ہوں بھی نہ کہنا اور نہ ان کو چھیڑنا اور ان سے ادب کے ساتھ بات چیت کرنا اور ان کے سامنے محبت سے انکسار کے ساتھ جھکے رہنا اور کہتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا، پرورش کی، اس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی عبادت اور توحید کا حکم دیا، اور اس کے ساتھ والدین کی فرمانبرداری کا ذکر فرمایا، آیت میں لفظ "تقضى" کا معنی یہاں پر حکم دینا ضروری قرار دینا اور واجب کرنا ہے۔

اسی طرح والدین کے شکر کو اپنے شکر کے ساتھ جوڑتے ہوئے فرمایا: "أَن اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ"^(۳) (کہ تو

(۱) الجامع لأحكام القرآن البحر طبعی ۱۰/۲۲۱۔

(۲) سورہ بقرہ ۲۳، ۲۴۔

(۳) سورہ بقرہ ۱۷۳۔

بر الوالدین

تعریف:

۱- لغت میں بر کے معانی خیر، فضل، صداقت، حاجت اور صلاح وغیرہ ہیں^(۱)۔

اصطلاح میں اس کا غالب استعمال نرمی و محبت آمیز لطیف و نرم گفتگو کے ذریعہ حسن سلوک، نفرت پیدا کرنے والی ترش کلامی سے گریز اور ساتھ ساتھ شفقت و عنایت، محبت، مال کے ذریعہ حسن سلوک اور دیگر نیک اعمال کے لئے ہوتا ہے^(۲)۔
"ابوین" در اصل باپ اور ماں ہیں^(۳)۔

لینن یہ لفظ (ابوین) داد اور دیویوں کو بھی شامل ہے^(۴)۔ ابن المبرد فرماتے ہیں: بعد از آباء، ہیں اور جدات مانیں ہیں، تو انسان ان کی اجازت سے ہی غزوہ کرے گا، اور مجھے اس لفظ کا کوئی ایسا مفہوم معلوم نہیں ہے جس سے ان کے علاوہ بھائیوں یا دوسرے

(۱) لسان العرب، المصباح المہر، المصباح مان "بر"، الکلیات لأبی البقاء ۳۹۸ طبعی وزارت اطلاعات دمشق ۱۹۷۳ء۔

(۲) الخواکم الدوائی علی رسالہ المہر والی ۳۸۲-۳۸۳، الخواکم عن اتراف الکبائر للہیثمی ۶۶۲ طبعی دار المعرفہ بیروت۔

(۳) لسان العرب، المصباح ۵۵۔

(۴) حاشیہ ابن عابدین ۳۳۰ (العلین علی قول المصباح لہ ابوین)، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۳۳۲، المہذب فی فقہ امام الشافعی ۳۳۰، تحفہ النکاح شرح المصباح ۳۳۲-۳۳۳، مطالب اولی النکاح ۵۱۳/۲۔

میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر، میری ہی طرف واپسی ہے)، ایمان کی نعمت پر اللہ کا اور تربیت کی نعمت پر والدین کا شکر ادا کیا جائے گا، سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: ”جس نے پانچ چیزوں کی نماز پڑھی اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اور جس نے نمازوں کے بعد اپنے والدین کے لئے دعا کی اس نے والدین کا شکر ادا کیا۔“

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: ”الصلاة على وقتها“ (وقت پر نماز)، راوی نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”هو الوالدین“ (والدین کے ساتھ حسن سلوک)، راوی نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”الجهاد في سبيل الله“ (اللہ کی راہ میں جہاد)، نبی اکرم ﷺ نے خبر دی کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک نماز کے بعد جو اسلام کا سب سے اہم ستون ہے سب سے افضل عمل ہے (۲)۔

حدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کو جہاد پر مقدم رکھا گیا، اس لئے کہ وہ فرض عین ہے جس کی انجام دہی ایسی پر متعین ہے، کوئی دوسرا اس میں اس کی نیابت نہیں کر سکتا، چنانچہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں نے نہ رمانی ہے کہ غزوہ روم میں شرکت کروں اور میرے والدین مجھے منع کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والدین کی بات مانو، روم کے غزوہ میں تمہارے علاوہ دوسرے بھی شریک ہو سکتے ہیں (۳)۔

اور اللہ کی روم میں جہاد فرض کفایہ ہے، کچھ لوگ انجام دے لیں تو بقیہ لوگوں سے فریضہ ساقط ہو جائے گا، لیکن والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض عین ہے، وہ فرض عین فرض کفایہ سے زیادہ قوی ہے۔

اس مفہوم میں بہت ساری احادیث مروی ہیں، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور غزوہ میں شرکت کے لئے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نعمي والداك؟“ (کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟) اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ففيهما لجهاد“ (۱) (تو ان ہی کی خدمت میں جہاد کرو)۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: میں آیا ہوں کہ آپ سے ہجرت پر بیعت کروں، اور میں اپنے والدین کو روک رہا ہوں چھوڑ کر آیا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ارجع إليهما فاضحكهما كما أباكتهما“ (۲) (ان کے پاس جا اور انہیں ہنسا جس طرح ان کو روک رہا ہے)۔

ابوداؤد میں ہی حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ”هل لك أحد باليمن؟“ (کیا یمن میں تمہارا کوئی ہے؟) اس نے کہا: والدین ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ”أذن لك؟“ (کیا انہوں نے تمہیں اجازت دی؟) کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”فارجع فاستأذنهما فإن أذنا“

(۱) حدیث: ”ففيهما لجهاد“ کی روایت بخاری (الفتح ۳۰۳/ طبع التلخیص) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: ”ارجع إليهما فاضحكهما“ کی روایت ابوداؤد (۳۸/۳ طبع عزت عید عباس) اور حاکم (۱۵۲/۳ طبع دائرة المعارف اعمانیہ) نے کی ہے وہی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۱) حدیث ابن مسعود ”أي الأعمال أحب إليكم الله“ کی روایت بخاری

(الفتح ۳۰۰/۱۰ طبع التلخیص) اور مسلم (۹۰/۱ طبع مجلس) نے کی ہے۔

(۲) الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ۱۰/۳۲۸۔

(۳) المحرر في فقه الإمام الشافعي ۳۰/۳۔

لک فجاہد ولا فیرہما“^(۱) (تو جاؤ ان دونوں سے اجازت مانگو، اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو)۔

لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب نفیر عام (عام منادی) نہ ہو ورنہ اس صورت میں گھر سے نکلتا فرض عین ہوگا، کیونکہ اس وقت تمام لوگوں پر وفاء اور دشمن کا مقابلہ ضروری ہوتا ہے^(۲)۔

اور جب والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض عین ہے تو اس کے برعکس (یعنی مازمانی) حرام ہوگا بشرطیکہ کسی شرک یا معصیت کے کرنے کا حکم نہ ہو، کیونکہ خالق کی مازمانی کر کے مخلوق کی اصاحت نہیں کی جاسکتی^(۳)۔

غیر مذہب والے والدین کی فرمانبرداری:

۳- والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض عین ہے جیسا کہ گذرا، یہ حکم والدین کے مسلمان ہونے کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اگر وہ کافر ہوں تو بھی ان کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے بشرطیکہ وہ اپنے بیٹے کو شرک یا معصیت کے ارتکاب کا حکم نہ دیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”لَا يَنْهَاكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا نَخْرُجُكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ“^(۴) (اللہ تمہیں ان لوگوں کے

ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، بے شک اللہ انصاف کا پتہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)۔

پس ضروری ہے کہ والدین کے ساتھ محبت آمیز نرم و لطیف انداز میں گفتگو کرے، نفرت پیدا کرنے والی ترش بھلائی سے گریز کرے، ایسے الفاظ سے انہیں پکارے جو ان کو پسند ہوں، انہیں ایسی بات کہے جو دین و دنیا میں انہیں نفع پہنچائے، تحک دلی، اکتاہت یا اف اف کا اظہار نہ کرے، نہ انہیں جھڑکے، بلکہ ان کے ساتھ پیچھے بول بولے۔

صحیح بخاری میں حضرت اسماءؓ سے مروی ہے، فرماتی ہیں: میری والدہ دائیں، وہ شرک تھیں قریش کے عہد اور ان کی عدت میں جب کہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ حضور ﷺ سے معاہدہ کیا تھا، میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ آتی ہیں اور وہ اسلام سے بیزار تھیں، کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نعم، صلیٰ علیک“^(۱) (ہاں، اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کر)۔

ابن عباسؓ سے ایک دوسری روایت میں ہے فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں میری ماں راضی ہو کر میرے پاس آئیں میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مازل فرمائی: ”لَا يَنْهَاكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا نَخْرُجُكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ“^(۲) (اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور

(۱) حدیث: ”اہل الک أحد باليمن.....“ کی روایت ابو داؤد (۳۹۳) طبع عزت عبید دہاسی (اور حاکم (۲/۱۰۳-۱۰۳) طبع دارۃ المعارف احسان) نے کی ہے ذہبی نے کہا ورودانہ کزود ہے یعنی اس حدیث کا روئے اس حدیث کا شاہد گذر چکا ہے۔

(۲) فتح القدیر ۵/۱۹۳، الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ۲۳۰/۱۰۔

(۳) ابن ماجہ ۳/۴۲۰، المشرح المکمل ۳/۳۹۳، ۴۱۷، الفروق للقرطبی ۱۳۵/۱۔

(۴) سورہ محمد ۸/۔

(۱) حدیث اسماءؓ صنعت لمی وہی مشکوٰۃ..... کی روایت بخاری (الفتح ۱۰/۳۳۳ طبع التقریر) نے کی ہے۔

(۲) سورہ محمد ۸/ دیکھئے الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، الفروق ۱۳۵/۱، الخواکر الدوانی ۶۵، فتح الباری شرح صحیح بخاری ۹/۳۰، الفروق ۱۳۵/۱، الخواکر الدوانی

انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اور اسی بابت اللہ کا حکم ہے: ”وَوَضَّيْنَا لِلْإِنْسَانِ بَوَالِغَهُ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ“ (۱) (یورنم نے حکم دیا ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کا لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو کسی چیز کو میرا شریک بنا جس کی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں تو تو ان کا کہا نہ ماننا تم سب کو میرے ہی پاس آنا ہے میں تمہیں بتلا دوں گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہتے تھے)۔ کہا گیا ہے کہ حضرت سعد بن وقاص کے سلسلہ میں یہ آیت مازل ہوئی، چنانچہ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں اپنی والدہ کا فرمان نہ دار تھا، میں نے اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے کہا: تم یا تو اس دین کو چھوڑ دہر نہ میں نہ کھادوں گی نہ کچھ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں، تو مجھے عار دلایا جائے اور کہا جائے: اے اپنی ماں کے قاتل... میری ماں ایک دن اور پھر دوسرا دن اسی حال میں رہی تو میں نے کہا: اے ماں! اگر آپ کی سو جائیں ہوں اور ایک ایک کر کے ساری جائیں نکل جائیں تو بھی میں اپنے اس دین کو نہیں چھوڑوں گا، آپ چاہیں کھائیں یا نہ کھائیں، جب انہوں نے ایسا (میرا زہم) بویکھا تو کھایا“ (۲)۔

غیر مسلم والدین کے لئے ان کی زندگی میں دنیاوی رحمت کے لئے دعا کرنے کے مسئلہ میں اختلاف ہے جس کا قرطبی نے ذکر کیا ہے۔

لیکن ان کے لئے استغفار ممنوع ہے، دلیل یہ قرآنی آیت ہے:

= ۳۸۲/۲، الشرح المفید ۳۰/۲، الخواص عن ائمة اہل البیت علیہم السلام ۵۵/۲ طبع دار المعرف

(۱) سورہ حجکوتہ ۲۸

(۲) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۳/۲۸۸ سورہ حدیث: ”تکت بلاؤا بائمی فامسکت.....“ کی روایت مسلم (۳۷۷/۲ طبع المکتب) نے کی ہے۔

”مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ“ (۱) (نبی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ (مشرکین) رشتہ داری ہو) یہ آیت نبی ﷺ کے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے لئے استغفار کرنے اور بعض صحابہ کے اپنے مشرک والدین کے لئے استغفار کرنے کے سلسلہ میں مازل ہوئی، ان کی وفات کے بعد ان کے لئے استغفار کی ممانعت اور اس کی حرمت اور ان کی روح پر صدق نہ کرنے پر حجت منعقد ہو چکا (۲)۔

کاہر والدین کے لئے ان کی زندگی میں استغفار کے مسئلہ میں اختلاف ہے، کیونکہ وہ اسلام لاسکتے ہیں۔

اگر کاہر والدین فرض کفایہ جہاد میں نکلنے سے اس کو اس لئے رہیں کہ اس پر اندیشہ ہو اور ان کو چھوڑ کر اس کے جانے سے اپنے لئے مشقت محسوس کرتے ہوں تو حنفیہ کے نزدیک ان کو اس کا حق ہے، والدین کی اعانت فرمانبرداری کرتے ہوئے ان کی اجازت سے ہی وہ نکلے گا، لیکن اگر وہ اسے جہاد سے اس لئے روک رہے ہوں کہ اپنے ہم مذہب لوگوں کے ساتھ قتال کو دنا پسند کر رہے ہوں تو پھر وہ ان کی اعانت نہیں کرے گا بلکہ جہاد میں نکل جائے گا (۳)۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ان کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نکلنا جائز ہے، کیونکہ وہ دونوں دین میں معجم ہیں، البتہ مالکیہ کے نزدیک اگر کسی قرینہ سے شفقت وغیرہ کا پتہ چل رہا ہو (تو ان کی اجازت لی جائے گی)، ثوری فرماتے ہیں اگر جہاد فرض کفایہ ہو تو والدین کی اجازت سے ہی غزوہ میں شریک ہوگا۔

(۱) سورہ توبہ ۱۱۳

(۲) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۲۵۵، الخواص الدوائی ۲/۳۸۳، الشرح المفید ۳۱۶/۲

(۳) ابن ماجہ ۲۲۰/۳

لیکن اگر جہاد متعین ہو جائے میدان جنگ میں صف بندی یا دشمن کے محاصرہ یا امام المسلمین کی جانب سے اعلان عام کی وجہ سے، تو اس وقت والدین کی اجازت ساتھ ہو جائے گی۔ اور ان کی اجازت کے بغیر اس پر جہاد واجب ہوگا، کیونکہ اب تمام لوگوں پر جہاد کے فرض عین ہونے کی وجہ سے اس پر بھی نفاذ واجب ہوگا^(۱)۔

ماں کی اطاعت اور باپ کی اطاعت کے درمیان تعارض:
۴- اولاد پر والدین کا عظیم حق ہے، اسی لئے متعدد مقامات پر قرآن کریم میں اس کا حکم مازل ہو، اور احادیث مطہرہ میں بھی اس کی ہدایت دی گئی، اس کا تقاضا ہے کہ ان کی فرمانبرداری، اطاعت، ان کی دیکھ رکھ اور ان کے حکم کی تعمیل غیر معصیت کے کاموں میں کی جائے جیسا کہ گذرا۔

بچہ کی تربیت میں ماں کے بڑے رول کے پیش نظر شریعت نے والدین کی فرمانبرداری کے حکم کے بعد والدہ کے لئے خصوصی طور پر مزید فرمانبرداری کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَوَضَّيْنَا لِلْإِنْسَانِ بِوَالِدَيْهِ خُفْيَةً أُمَّهُ وَهَنًا عَلٰی وَهْنٍ وَفَضَّلْنَا فِي عَالَمَيْنِ"^(۲) (اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ سے متعلق، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دوسری میں اس کا دودھ چھوٹا ہے)۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: "یا رسول اللہ! من احق

بحسن صحابتي؟ قال: "أمك" قال: ثم من؟ قال: "أمك" قال: ثم من؟ قال: "أبوک"^(۱) (اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ)۔

پھر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "إِنَّ اللَّهَ يُوْصِيْكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ، ثُمَّ يُوْصِيْكُمْ بِأَبَائِكُمْ، ثُمَّ يُوْصِيْكُمْ بِالْأَقْرَبِ بِالْأَقْرَبِ"^(۲) (اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے حق میں وصیت کرتا ہے، پھر وہ تمہیں تمہیں تمہاری ماؤں کے سلسلہ میں وصیت کرتا ہے، پھر وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے بارے میں وصیت کرتا ہے، پھر وہ تمہیں تمہارے آباء (والد) کے بارے میں وصیت کرتا ہے، پھر وہ تمہیں بالترتیب آباء کے بارے میں وصیت کرتا ہے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: "أَيُّ النَّاسِ أَكْثَرُ حَقًّا عَلٰی الْمَرْأَةِ؟" قال: "زوجها، قلت: فعلى الرجل؟ قال أمه"^(۳) (عورت پر سب

(۱) حدیث: "من احق بحسن صحابتي؟" کی روایت بخاری (الحج ۳۰۱۸ طبع انتقید) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: "إِنَّ اللَّهَ يُوْصِيْكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ....." کی روایت بخاری نے (ادب المفرد (ص ۲۶ طبع انتقید) میں اور حاکم (۳/۵۱۸ طبع دائرۃ المعارف الشریعہ) نے کی ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، اور وہی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۳) حدیث: "أَيُّ النَّاسِ أَكْثَرُ حَقًّا عَلٰی الْمَرْأَةِ....." کی روایت حاکم (۳/۵۱۸ طبع دائرۃ المعارف الشریعہ) نے کی ہے اس کی سند میں جہالت ہے نیز ابن الاثیر (۳/۹۴ طبع النسخ)۔

(۱) المہرب ۲/۲۳۰، تحفہ النجا ج ۲ ص ۲۲۲، مطالب اولیٰ النبی ۲/۵۱۳، المغنی ۳/۵۹۸، طبع ریاض المدینہ، اشرح المکرم مع حلیۃ الدروی ۲/۵۵۲، الجامع لا حکام القرآن للقرطبی ۲/۲۳۰۔

(۲) سورہ لقمان ۱۳۔

جز الوالدین ۵

سے زیادہ کس شخص کا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے شوہر کا، میں نے پوچھا اور مرد پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ماں کا۔
مذکورہ آیات و احادیث اور ان کے علاوہ دیگر بے شمار ہدایت والدین کے مقام و مرتبہ پر دلالت کرتی ہیں، اور فرمانبرداری کے استحقاق میں باپ پر ماں کی فوقیت ثابت کرتی ہیں کیونکہ حمل کی صعوبت، پھر وضع حمل اور اس کی تکلیف پھر رضاعت اور اس کی مشکلات، یہ وہ امور ہیں جن سے صرف ماں کو گذرنا اور انہیں برداشت کرنا پڑتا ہے، اس کے بعد تربیت میں باپ کی شرکت ہوتی ہے، اس لئے باپ کے مقابلہ میں ماں رعایت کی زیادہ مستحق ہے خصوصاً بچہ صاپے میں^(۱)۔

اس حق کی فوقیت کا مظہر یہ بھی ہے کہ اگر لڑکے پر اس کے والدین کا نفقہ واجب ہو، اور وہ صرف کسی ایک کا نفقہ دینے کی استطاعت رکھتا ہو تو حنفی، مالکیہ اور شافعیہ کی صحیح روایات کے مطابق باپ پر ماں کو فوقیت حاصل ہوگی، یہی ایک رائے متبادل کی بھی ہے^(۲)، یہ اس لئے کہ حمل، رضاعت اور تربیت کی مشقت وہ برداشت کرتی ہے، اس میں شفقت بھی زیادہ ہوتی ہے نیز وہ زیادہ کمزور و بے بس ہوتی ہے، یہ حکم اس وقت ہے جب ان دونوں کی فرمانبرداری میں باہم تعارض نہ ہو۔

۵۔ اگر اس میں تعارض ہو، اس طور پر کہ ایک کی اطاعت سے دوسرے کی مانرمانی لازم آتی ہو تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا، اگر ایک کسی طاعت کا حکم دے رہا ہو اور دوسرا معصیت کا حکم دے رہا ہو تو

وہ طاعت کا حکم دینے والے کی فرمانبرداری کرے گا معصیت کا حکم دینے والے کی اطاعت میں معصیت کا ارتکاب نہیں کرے گا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: "لا طاعة لمخلوق في معصية المخلوق"^(۱) (خلاق کی معصیت کر کے کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی)، البتہ اس پر ضروری ہے کہ حکم قرآنی "وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا غَيْرُ وَفٍ"^(۲) (اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کئے جائے) کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک کرے، کیونکہ یہ آیت اگرچہ کافر والدین کے سلسلہ میں مازل ہوئی ہے، لیکن مخصوص سبب نزول کے بجائے لفظ قرآنی کے عموم کا اعتبار کیا جائے گا۔

لیکن اگر والدین کی فرمانبرداری میں تعارض کسی غیر معصیت میں ہو، اس طور پر کہ ایک ساتھ دونوں کی فرمانبرداری ممکن نہ ہو تو جمہور فرماتے ہیں کہ ماں کی اطاعت مقدم ہوگی، اس لئے کہ فرمانبرداری میں ماں کو باپ پر فوقیت حاصل ہے^(۳)، اور کہا گیا ہے کہ فرمانبرداری میں دونوں برابر ہیں، چنانچہ مروی ہے کہ ایک شخص نے امام مالک سے عرض کیا کہ میرے والد سوڈان میں ہیں، انہوں نے مجھے نکھا ہے کہ میں ان کے پاس آجاؤں، میری ماں مجھے جانے سے روکتی ہیں، امام مالک نے اس سے فرمایا: اپنے باپ کی بات مانو اور ماں کی مانرمانی نہ کرو، یعنی اپنے والد کے لئے سفر کر کے اپنی ماں کی خوشی میں اضافہ کرے چاہے ماں کو اپنے ساتھ لے جا کر ہوتا کہ اپنے والد کی اطاعت کر سکے اور ماں کی مانرمانی بھی نہ ہو۔

اور مروی ہے کہ حضرت لیث سے ٹھیک یہی مسئلہ دریافت کیا گیا تو

(۱) حدیث: "لا طاعة لمخلوق..." کی روایت ان الفاظ میں اُچی نے مجمع میں کیا ہے موفّر مایا کہ احمد و طبرانی نے اس کو روایت کیا ہے احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں (مجمع المروءہ ۵/۲۲۶ طبع القدی)۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۵۷۔

(۳) الخواکر الدوینی ۲/۸۴۔

(۱) فتح الباری ۱۰/۳۰۱-۳۰۲ شرح إحياء علوم الدین ۱/۱۵۶ الخواکر الدوینی ۲/۸۴۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۶۷۳، الخواکر الدوینی ۲/۸۴ روحہ الطائین ۱/۱۵۷ طبع المکتب الاسلامی، انجمن ۷/۵۴ طبع ماریض المدینہ۔

ساتھ صلہ رحمی و حسن سلوک اور مشرک اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کا ذکر ہے^(۱)۔

کافر والدین کے ساتھ حسن سلوک میں ان کے لئے وصیت بھی داخل ہے، اس لئے کہ وہ اپنے مسلم بڑے کے وارث نہیں ہوں گے۔
تفصیل کے لئے اصطلاح ”وصیت“ دیکھی جائے۔

حسن سلوک کس طرح کیا جائے؟

۷- والدین کے ساتھ حسن سلوک کے لئے ان کے ساتھ رفق و محبت آمیز نرم نگہ کرے نفرت پیدا کرنے والی ترش بھائی نہ کرے، انہیں ایسے الفاظ سے پکارے جو انہیں پسند ہوں جیسے اے امی جان، اے ابو جان، انہیں ایسی بات کہے جو دین و دنیا میں ان کے لئے مافع ہو، دین کے دن امور کے دو محتاج ہوں ان کے بارے میں ان کو بتائے، ان کے ساتھ معرفت کے مطابق زندگی گزارے یعنی دین امور کا جواز شریعت میں معرفت ہے، چنانچہ وجہ یا مندوب پر عمل کرنے میں اور جس چیز کے چھوڑنے میں اس کو ضرر نہ ہواں کے چھوڑنے میں ان کے حکم کی اطاعت کرے ان کے برہ نہ چلے، ان سے آگے بڑھ کر چلنا تو کجا، البتہ اگر ضرورت ہو مثلاً اندھیر ہو تو (رہشنی کے لئے) آگے چل سکتا ہے، ان کے پاس جائے تو ان کی اجازت سے بیٹھے، انھیں تو ان کی اجازت لے کر اٹھے، بڑھاپے یا مرض میں ان کے پیٹاب وغیرہ کر دینے کو اور اندھ کھجے کہ اس سے ان کو فیت ہوگی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا“^(۲) (اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرو اور حسن سلوک رکھو والدین کے ساتھ)۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ملاطفت اور نرم روی کے ساتھ

انہوں نے فرمایا: اپنی ماں کی اطاعت کرو، کیونکہ انہیں فرمانبرداری کا دو تہائی حق حاصل ہے، اسی طرح باجی نے نقل کیا ہے کہ ایک خاتون کا حق اس کے شوہر پر تھا، تو بعض فقہاء نے اس کے بڑے کو فتویٰ دیا کہ اپنے والد کے خلاف ماں کی طرف سے وکالت کرے، تو وہ مقدمہ کی مجالس میں ماں کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے باپ سے محاکمہ اور بحث کرتا تھا بعض فقہاء نے اسے اس سے منع کیا اور کہا کہ یہ باپ کی ممانعت ہے، اور حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث صرف یہ بتاتی ہے کہ باپ کا حق ماں سے کم ہے، نہ یہ کہ باپ کی ممانعت کی جائے، محاسبی نے اجماع نقل کیا ہے کہ فرمانبرداری میں باپ پر ماں مقدم ہے^(۱)۔

دار الحرب میں مقیم والدین و اقارب کے ساتھ حسن سلوک:

۶- ابن جریر کہتے ہیں: اہل حرب میں سے امان یافتہ شخص کے ساتھ حسن سلوک ثواب اس سے نسبتی قرابت ہو یا نہ ہو، نہ حرام ہے اور نہ ممنوع، بشرطیکہ اس سے مسلمانوں کے خلاف کفار کی تقویت یا اہل اسلام کے پوشیدہ امور سے آگاہی، سامان جنگ و اسلحوں سے ان کی تقویت نہ ہوتی ہو^(۲)۔

یہی رائے ”الآداب الشریعہ“ میں ابن الجوزی ضلی سے منقول رائے کے موافق ہے، اور جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے اس سے مختلف نہیں ہے، اور اس پر استدلال اس واقعہ سے کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے مشرک بھائی کو رہشمنی جوڑا ہد یہ کیا تھا، اور حضرت اسماءؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے^(۳)، ان دونوں میں اہل حرب کے

(۱) الفروق ۱/ ۱۳۳، تہذیب الفروق مع حاشیہ ص ۱۶۱، فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱۰/ ۳۰۲، ۳۰۳۔

(۲) جامع البیان للطبری ۶/ ۲۸، طبع مصطفیٰ لکھنؤ۔

(۳) حدیث اسماءؓ کی تخریج فقیر نمبر ۳ میں گذر چکی ہے۔

(۱) الآداب الشریعہ ۱/ ۹۲، ۹۳۔

(۲) سونے کا ۶۶۔

ان سے حسن سلوک کرے، انہیں سخت جواب نہ دے، نہ انہیں مگھو کر رکھے، اور نہ ان پر اپنی آواز اونچی کرے^(۱)۔

ان کے ساتھ حسن سلوک اور یہ بھی ہے کہ گالی گلوچ یا کسی بھی قسم کی ایذا رسانی کے ذریعہ ان سے بدسلوکی نہ کرے کہ یہ بلا اختلاف گناہ کبیرہ ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ مِنَ الْكِبَارِ شَتْمَ الرَّجُلِ وَالِدِيهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ: وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَسْبُ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسْبُ أَبَاهُ، وَيَسْبُ أُمَّهُ فَيَسْبُ أُمَّهُ" (کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا انسان اپنے والدین کو گالی بھی دے سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ایک انسان دوسرے انسان کے والد کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے والد کو گالی دیتا ہے، اور وہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کی ماں کو گالی دیتا ہے)، ایک دوسری روایت میں ہے: "إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكِبَارِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدِيهِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدِيهِ؟ قَالَ: يَسْبُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسْبُ أَبَاهُ" (۲) (بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے والدین پر لعنت بھیجے، کہا گیا: یا رسول اللہ! انسان اپنے والدین پر کس طرح لعنت بھیجے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کے والد کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا اس کے والد کو برا بھلا کہے گا)۔

۸- والدین کے ساتھ حسن سلوک میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کے

دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے، صحیح مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کفر مانتے ہوئے سنا: "إِنَّ مِنْ أَمْرِ الْجَبْرِ صَلَوةُ الرَّجُلِ أَهْلًا وَدُ آبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُولِيَ" ^(۱) (بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے والد کے جانے کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے)، اگر والد غائب ہو یا فوت ہو جائے تو ان کے دوستوں کو یاد رکھے، اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرے کہ یہ بھی والد ہی کے ساتھ حسن سلوک کا ایک حصہ ہے۔

حضرت ابو اسید جو بدری صحابی ہیں روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا، آپ ﷺ کے پاس ایک انساری آئے اور دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا والدین کی وفات کے بعد ان کے لئے کچھ "بر" باقی ہے کہ میں اسے انجام دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نعم، الصلاة علیہما، والاستغفار لہما، وبتفاد عہدہما من بعدہما، واکرام صلیقہما، وصلۃ الرحمۃ التي لا رحم لک إلا من قبلہما، فہذا الذی بقی علیک" (۲) (ہاں، ان کے لئے دعا اور استغفار، ان کے بعد ان کے بعدوں کی تحمیل، ان کے دوستوں کا اکرام اور ان کے واسطے سے رشتہ میں آنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی، یہ تم پر اب باقی ہے)۔

خود رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفا اور حسن سلوک کے لئے ان کی سبائیوں کو ہدایا بھیجتے تھے جو آپ کی زوجہ تھیں،

(۱) حدیث: ”ان من أكبر البوار.....“ کی روایت مسلم (۳۹۹، طبع النسخ) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: ”هل بقي من برِّ والدي.....“ کی روایت ابو داؤد (۵/۳۵۳ طبع عزت حیدر عباس) اور حاکم (۴/۱۵۳ طبع دار الفکر العربیہ) نے کی ہے اور وہی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس کی موافقت کی ہے۔

(۱) الخواکیر الدروانی ۳/۳۸۳-۳۸۴، الجواهر من خزانة الکبیر ۲/۶۶۔

(۲) الخواجه محمد بن ابراهيم الكلبى، ۱۶۳ھ، الخواکیر المودعی ۸۳۲ھ الجامع
لاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۲۳۸۔ حدیث ۳۱۸ من اکبوالکتاب
..... کی روایت بخاری (فتح ۱۰/۲۰۳ طبع استغنی) ورمسلم (۱/۹۲ طبع
المجلس) نے کی ہے۔

تو پھر والدین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے (۱)۔

تجارت یا طلب علم کے لئے سفر کی خاطر والدین کی اجازت:

۹- فقہاء حنفیہ نے اس کے لئے ایک قاعدہ مقرر فرمایا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر وہ سفر جس میں بلاکت سے اطمینان نہ ہو اور خطرہ شدید ہو، لڑکے کے لئے والدین کی اجازت کے بغیر اس میں نکلنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ والدین کو اپنی بلا و پریشانی ہوتی ہے تو انہیں اس صورت میں ضرر پہنچے گا، اور جس سفر میں خطرہ شدید نہ ہو والدین کی اجازت کے بغیر اس میں نکلنا بشرطیکہ والدین کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے، جائز ہے کہ اس میں ضرر نہیں رہا۔

پس تعلیم کے سفر کے لئے والدین کی اجازت لازم نہیں ہوگی اگر اپنے شہر میں تعلیم مہیا نہ ہو، راستہ پر امن ہو اور والدین کے ضیاع کا اندیشہ نہ ہو، اس لئے کہ اس سفر سے انہیں ضرر نہیں بلکہ نفع ہوگا، اور اسے مافرمائی کا عار لاحق نہیں ہوگا، لیکن اگر تجارت کا سفر ہو اور والدین اپنے بیٹے کی خدمت سے مستغنی ہوں اور ان کے ضیاع کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر اجازت اس سفر پر نکل سکتا ہے، لیکن اگر والدین اس کے اور اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر سفر نہیں کرے گا (۲)۔

مالکیہ نے طلب علم کے سفر میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر اس مرتبہ کے علم کے حصول کے لئے سفر ہو جو اس کے شہر میں فراہم نہیں جیسے

(۱) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۲/۲۳۱ (دوسرا مسئلہ) جاء علوم الدین ۳/۱۶۶، الفواکد الدوابی ۲/۸۳ حدیث ۳۳۸۳ "کان یبھسی....." کی روایت بخاری (اصح ۳۳۹ طبع المکتبہ) نے کی ہے۔
(۲) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۷/۹۸، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۲/۲۳۲، ابن عابدین ۲/۲۴۰۔

کتاب فقہ اور سنت رسول میں تفقہ، اجماع اور موافق اختلاف اور مراتب قیاس کی معرفت، تو والدین کی اجازت کے بغیر وہ سفر کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کے اندر غور و تحقیق کی صلاحیت ہو، اور سفر سے ممانعت میں ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ مجتہدین کے مقام کا حصول فرض کفایہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (۱) (اور ضرور ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت رہے جو نیکی کی طرف بابا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے)، لیکن اگر تعلیمی طریقہ پر تفقہ کے لئے سفر ہو اور اس کے شہر میں اس کا انتظام ہو تو ان کی اجازت کے بغیر سفر جائز نہیں ہوگا۔

اور اگر تجارت کے لئے سفر کا ارادہ ہو جس میں اس کو اسی قدر حاصل ہونے کی امید ہو جتنی وہ اپنے وطن میں حاصل کرنا ہے تو ان کی اجازت کے بغیر نہیں نکلے گا (۲)۔

نوافل کے ترک یا ان کو توڑنے میں والدین کی اطاعت کا حکم:

۱۰- شیخ ابو بکر طروش کتاب "بر الوالدین" میں فرماتے ہیں: کسی سنت منوکہ جیسے جماعت کی نماز میں حاضری، فجر کی دو رکعات اور جز وغیرہ کے ترک میں والدین کی اطاعت نہیں ہوگی اگر وہ ہمیشہ انہیں ترک کرنے کا مطالبہ کرتے ہوں، اس کے برخلاف اگر وہ نماز کے بول وقت میں بلائیں تو ان کی اطاعت کی جائے گی چاہے اول وقت کی فضیلت سے محرومی ہو جائے (۳)۔

(۱) سورۃ آل عمران ۱۰۴۔
(۲) الفروق للقرطبی ۱/۱۳۵-۱۳۶، الذوقی ۲/۱۷۶، ۱۷۷، جوہر والکیل ۲/۲۵۲۔
(۳) مطالب اولیٰ ائیس ۲/۵۳، المغنی لابن قدامہ ۸/۵۹، کشاف القناع عن

فرض کفایہ کے ترک میں ان کی اطاعت کا حکم:

۱۱- صحیح مسلم کی حدیث کہ ایک شخص نے بیعت کرنی چاہی اور اس کے والدین میں سے ایک باحیات تھے، گزر چکی ہے، اس سے واضح ہے کہ ان کی صحبت نبی کریم ﷺ کی صحبت پر اور ان کی خدمت جو واجب عین ہے، فرض کفایہ پر مقدم ہے، اس لئے کہ ان کی اطاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک فرض عین ہے، اور جہاں فرض کفایہ ہے، اور فرض عین قوی ہوتا ہے (۱)۔

بیوی کو طلاق دینے کے مطالبہ میں ان کی اطاعت کا حکم:

۱۲- ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میری ایک بیوی تھی جس سے میں محبت کرتا تھا، میرے والد اس کو پسند نہیں کرتے تھے، انہوں نے مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم دیا، میں نے انکار کر دیا، پھر میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یا عبد اللہ بن عمر طلق امرئک" (۲) (۱)۔

عبد اللہ بن عمر اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ ایک شخص نے امام احمد سے پوچھا کہ میرے والد مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیتے ہیں، انہوں نے فرمایا: اسے مت طلاق دو، اس نے کہا کہ کیا حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں جب تمہارے باپ بھی حضرت عمرؓ کی مانند ہو جائیں، یعنی اپنے باپ کے

حکم سے اسے طلاق مت دو یہاں تک کہ وہ بھی حق و عدل تک رسائی اور اس جیسے معاملہ میں خواہش نفس کی عدم اتباع میں حضرت عمرؓ کی مانند ہو جائیں۔

مثالہ میں سے ہو کر نے یہ اختیار کیا ہے کہ (باپ کے کہنے پر بیٹے کا اپنی بیوی کو طلاق دینا) واجب ہے، اس لئے کہ (جب حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دینے سے انکار کر دیا تو) نبی کریم ﷺ نے ان کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ اور شیخ قحقی مدین ابن تیمیہ ایسے شخص کے بارے میں جس کی ماں اسے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے، فرماتے ہیں: اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے، بلکہ اس پر ماں کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے، اور اپنی بیوی کو طلاق دینا ماں کے ساتھ حسن سلوک میں داخل نہیں (۱)۔

ارثکاب معصیت یا ترک واجب کے امر میں ان کی اطاعت کا حکم:

۱۳- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا، وَإِنْ جَاهِلَاكَ لِتُشْرَكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطْغِهْمَا" (۲) (اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ سلوک نیک کا لین اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو کسی چیز کو میرا شریک بنا جسکی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں تو تو ان کا کہنا نہ ماننا)، اور ارشاد ہے: "وَإِنْ جَاهِلَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرَكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطْغِهْمَا وَصَاحِبَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا" (۳) (اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک

= متن الاقاع ۵۵۳، الفروق للقرطبي ۱۲۳-۱۲۲، المشرح الصغير ۵۲۹، الحااکم للروای ۲/۵۸۳، الرواج ۲/۶۷۲، ۷۳۔

(۱) الفروق ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۵۰، الرواج ۲/۶۷۲، ۷۳۔

(۲) حدیث حضرت ابن عمرؓ: "کان نھی امرأة...." کی روایت ترمذی (۳)۔

۲۸۶ طبع اکلسی) نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے دیکھئے جامع

لاحکام القرآن للقرطبي ۲/۵۸۳، الرواج ۲/۵۷۲۔

(۱) الآداب الشرعية والتمحی لمریجہ لابن مفلح المتحدی الجسلی ۱/۵۰۳، الرواج

۷۲۲۔

(۲) سورہ یحیوت ۸۔

(۳) سورہ یحسان ۱۵۔

تک اس کی دنیاوی سزا کا تعلق ہے تو وہ تعزیر کے باب سے ہے، اس کی مقدار فرمائی اور فرمائی کرنے والے کی حالت کے فرق سے مختلف ہوتی ہے۔

چنانچہ اگر والدین یا کسی ایک پر زیادتی گالی یا مار پیٹ کے ذریعہ کی تو والدین اس کی تعزیر کریں گے یا امام اس کی تعزیر کرے گا، ان دونوں کے مطالبہ پر (اگر دونوں کو گالی اور مار پیٹ ایک ساتھ کی گئی ہو) یا ان میں سے جس پر زیادتی کی گئی ہے اس کے مطالبہ پر، اگر گالی یا مار کھانے والے نے معاف کر دیا تو اس کی معافی کے بعد بھی ولی الامر کو اختیار ہوگا کہ مناسب تعزیر کرے یا معاف کر دے، اور اگر امام تک معاملہ پہنچنے سے پہلے والدین گالی اور مار پیٹ کو معاف کر دیں تو تعزیر ساقط ہو جائے گی۔

اس کی تعزیر سزا اور بدکلامی کے اعتبار سے گرفتاری، یا ضرب (مار) یا سخت باتوں سے تنبیہ یا ان کے علاوہ ایسے امور سے ہوگی جن سے سرزنش و تنبیہ ہوتی ہو^(۱)۔



یسکت“^(۱) (کیا میں تمہیں بڑے بڑے کبیر و گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا: ضرور اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں بتاؤں ہیں، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی مافرمائی، آپ ﷺ تک لگائے ہوئے تھے، انکو کریمہ گئے اور فرمایا: سن لو، جھوٹی بات اور جھوٹی کوئی، سن لو جھوٹی بات اور جھوٹی کوئی، آپ ﷺ یہ جملہ برہم کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے سوچا: آپ ﷺ خاموش نہیں ہوں گے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رضی اللہ فی رضی الوالدین۔ وسخط اللہ فی سخط الوالدین“^(۲) (اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہے، اور اللہ کی ماری رضی والدین کی ماری میں ہے)۔

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”کل الذنوب یؤخر اللہ منہا ماشاء الی یوم القیامۃ الا حقوق الوالدین، فان اللہ یعجلہ لصاحبه فی الحیاة قبل الممات“^(۳) (تمام گناہوں میں سے جسے اللہ چاہتا ہے قیامت تک کے لئے مؤخر کر دیتا ہے، سوائے والدین کی مافرمائی کے، اللہ تعالیٰ (اس کی سزا) گناہگار کو جلدی کر کے اس کے مرنے سے پہلے دنیا ہی میں دے دیتا ہے)۔

مافرمائی کی سزا:

۱۵ - والدین کی مافرمائی کی اثری سزا پر گفتگو گندرجکی ہے، جہاں

(۱) حدیث: ”الا ینکم باکم الکبائر....“ کی روایت بخاری (۱/۳۰۵ طبع استنبیہ) و مسلم (۱/۱۹۱ طبع مجلس) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: ”رضی اللہ فی رضی الوالدین....“ کی روایت ترمذی (۳/۱۱۳ طبع مجلس) نے کی ہے اس کی سند میں جہالت ہے مگر من الاعتدال للذہبی (۳/۸۷ طبع مجلس)۔

(۳) حدیث: ”کل الذنوب یؤخر اللہ....“ کی روایت حاکم (۱/۱۵۶ طبع دارۃ المعارف اشعثیہ) نے کی ہے وہی نے کہا ہے بخاری و ترمذی ضعیف ہے۔

(۱) ابن ماجہ ۳/۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰

کے لئے باہر نکلے^(۱)۔

اس مفہوم کی رو سے مخدرة (پردہ نشین) برزہ (بے پردہ) کی ضد ہے۔

اجمالی حکم:

۳- خفیہ، شافیہ اور متابلہ کی رائے ہے کہ گواہی دینے کے لئے بے پردہ خاتون کی حاضری ضروری ہے، بشرطیکہ ایسی شہادت اس نے حاصل کی ہو جس کی شہادت دینا اس کے لئے جائز ہے، اور اس کی حاضری پر دعویٰ مقوف ہو، اور ایسی حالت میں اس کی شہادت پر شہادت قبول نہیں کی جائے گی، والا یہ کہ اس کی حاضری سے کوئی رکاوٹ جیسے مرض اور سفر پایا جائے، تو اس صورت میں قاضی اس کے پاس کسی کو بھیجے گا جو اس کی شہادت سنے گا، اس کی تفصیل شہادت کی بحث میں ہے، لیکن مخدرة (پردہ نشین) خاتون کو مجلس قضا میں حاضر کرنا ضروری نہیں ہے۔

مالکیہ عورت کی شہادت کی ادائیگی میں بے پردہ اور پردہ نشین میں فرق نہیں کرتے، ان کے نزدیک حکم ہے کہ عورت کی شہادت نقل کی جائے گی، کیونکہ اس کے لئے مشقت اور بے پردگی ہے^(۲)۔

یہ تفصیل شہادت سے متعلق ہے، اگر اس پر مقدمہ ہو تو متابلہ نے صراحت کی ہے کہ اگر بے پردہ عورت کے خلاف دعویٰ دائر کیا گیا ہے

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۶۶۳، طبع بیروت، کشاف القناع عن متن الإقناع ج ۱ ص ۲۳۹، طبع حلب، حاشیہ الدرر السنی علی المشرع الکبیر ج ۳ ص ۲۲۹، طبع النجفی۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۶۶۳، طبع النجفی، کشاف القناع عن متن الإقناع ج ۱ ص ۲۳۹، طبع حلب، حاشیہ الدرر السنی علی المشرع الکبیر ج ۳ ص ۲۲۹، طبع النجفی، شرح المصباح ج ۱ ص ۶۸، طبع بیروت، حاشیہ الدرر السنی علی المشرع الکبیر ج ۳ ص ۲۲۹، طبع النجفی، تجرۃ لکام ج ۱ ص ۵۲، طبع النجفی۔

برزۃ

تعریف:

۱- برزہ وہ خاتون جس کے محاسن نمایاں ہو یا جو بیہوش عمر، باہتار اور بے پردہ ہو، لوگوں کے سامنے آتی ہو، لوگ اس کے پاس بیٹھتے ہوں اس سے گفتگو کرتے ہوں، لیکن وہ خفیہ ہو۔

کہا جاتا ہے: ”امراة برزۃ“ جب عورت بیہوش عمر کی ہو جائے، نوجوان خواتین کی طرح پردہ نہ کرے، اسے ساتھ وہ خفیہ اور زیرک ہو، لوگوں کے ساتھ بیٹھتی اور ان سے گفتگو کرتی ہو، یہ لفظ برزہ اور شرج سے ہے^(۱)۔

فقہاء، کے نزدیک یہ لفظ ہی لغوی معنی میں مستعمل ہے۔

متعلقہ الفاظ:

مخدرة (پردہ نشین):

۲- لغت میں مخدرة وہ عورت ہے جو مخدر (پردہ) کو لازم پکڑے^(۲)، مخدر بمعنی ستر (پردہ) ہے۔

اصطلاح میں یہ پردہ کی پابند خاتون ہے، خواہ باکرہ ہو یا شہبہ (کنواری یا شوہر دیدہ) جسے غیر محرم مرد نہ دیکھ سکیں چاہے وہ ضرورت

(۱) المصباح الحیر، القاموس المحیط، لسان العرب، ترتیب القاموس المحیط: مادہ ”برز“، کشاف القناع عن متن الإقناع ج ۱ ص ۲۳۹، طبع ریاض، حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۶۶۳، طبع بیروت۔

(۲) لسان العرب: مادہ ”مخدر“۔

تو قاضی اس کو طلب کرے گا کہ اس میں عذر نہیں ہے، اس کی جلی کے لئے اس سفر میں حرم کا اعتبار بھی نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اس پر سفر ضروری ہے، اور اس لئے بھی کہ یہ انسان کا حق ہے جو نکل ونگی پر مبنی ہے، لیکن اگر مدعا علیہ مخدروہ (پرودہ نشین) ہو تو اسے اپنا وکیل بنانے کا حکم دیا جائے گا، اس کی حاضری ضروری نہیں ہوگی، اس میں اس کے لئے ضرر اور مشقت ہے، اگر اس سے قسم لی جانی ہو تو قاضی ایک امین کو جس کے ساتھ دو کوٹہ ہوں گے بھیجے گا جو دونوں کو انہوں کی موجودگی میں اس سے حلف لے گا^(۱)۔

برسام

تعریف:

۱- برسام لغت: اصطلاح میں ایسی عقلی بیماری ہے جس سے ہڈیاں کیفیت پیدا ہوتی ہے، یہ جنون کے مشابہ ہوتی ہے^(۱)۔

بحث کے مقامات:

۴- فقہاء نے بے پردہ خاتون کی ہوائی شہادت، جن امور میں اس کے لئے شہادت دینا جائز ہے، پر گفتگو فرمائی ہے، جس کا طریقہ اپنے مقام پر منسلک بیان ہوا ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف- معنی:

۲- مدہ لغت میں ایسا عقلی نقص ہے جس میں جنون یا کمزوری نہ ہو۔ اصطلاح میں یہ ایسی بیماری ہے جو عقل میں خلل پیدا کرتی ہے، اور وہ شخص اختلاط عقل کا شکار ہو جاتا ہے، اس کی کچھ باتیں تو اصحاب عقل کی طرح ہوتی ہیں، اور کچھ باتیں پاگلوں کی مانند، معنوی شخص پر با شہور بچہ کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

مہرم (ہڈیاں میں خلل) پر اس کی ہڈیاں حالت کے دوران جنون کے احکام جاری ہوتے ہیں^(۲)۔

ب- جنون:

۳- جنون، جیسا کہ شریعتی نے تعریف کی ہے: ایسا مرض ہے جو عقل کو زائل کر دیتا ہے، اور قوت میں اضافہ کرتا ہے^(۳)۔



(۱) تاج العروس، المصباح المہیر فی المادۃ حاشیہ ابن ماجہ ج ۲/۲۶۶۔

(۲) فتح القدیر ج ۳/۳۳۳ من ماجہ ج ۲/۲۶۶-۲۶۷ تعریضات البحر ج ۱۔

(۳) مرتبہ اختلاط ج ۵، دیکھئے المصباح لسان العرب: مادہ 'جنون'۔

(۱) کشاف القناع ج ۱/۲۲۷ طبع عالم الکتب۔

یہ فی الجملہ ان امور میں سے ہے جن سے تکلیف (شرعی ذمہ داری) ساتھ ہو جاتی ہے، اور اہلیت او باطل ہو جاتی ہے۔

برص

تعریف:

۱- برص لغت میں ایک معروف مرض کا نام ہے، وہ ایسی سفیدی ہے جو جلد کے اوپر ظاہر ہوتی ہے، جلد کا رنگ بدل جاتا ہے اور اس کی ہویت (خونی رنگت) زائل ہو جاتی ہے، کہا جاتا ہے: برص برصا فہو ابرص، مؤنث کے لئے برصا، لفظ ہے (۱)۔
فقیہی استعمال بھی اسی معنی میں ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف- جذام:

۲- یہ لفظ جذم سے ماخوذ ہے جس کا معنی قطع (کانا) ہے، اس مرض کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے اعضاء کٹنے لگتے ہیں۔
جذام ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے عضو سرخ ہو جاتا ہے، پھر سیاہ ہو جاتا ہے، پھر بدبودار ہو جاتا ہے اور کٹنے اور گر نے لگتا ہے، یہ بیماری ہر عضو میں ہو سکتی ہے، لیکن چہرہ میں عموماً ہوتی ہے (۲)۔

ب- بہق:

بہق لغت میں برص سے کم درجہ کی سفیدی ہے جو جسم میں اس

(۱) لسان العرب، المغرب للطبری مادة "برص"، حاشیہ ابن ماجہ ۲/ ۵۹۷ طبع المجلس، نہایہ لکچ ۱/ ۳۰۳ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، قلیوبی و عمیرہ ۳/ ۲۶۱ طبع المجلس۔

(۲) لسان العرب مادة "جذم" نہایہ لکچ ۱/ ۳۰۳ طبع المکتبۃ الاسلامیہ۔

اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

۳- برص کے مخصوص احکام ہیں، برص ۱۰ کے شکار ہونے کی حالت میں اس کے غنود غیر معتبر ہوں گے، اس کا قرا اور دست نہیں ہوگا، اس کے قولی تصرفات شرعاً غیر معتبر ہوں گے، ان امور میں وہ مجنون کی طرح ہوگا۔

اس حالت میں اس کے فعلی تصرفات کے سلسلہ میں اس پر گناہ نہیں ہوگا، اگر اس کے فعل کے نتیجے میں کسی کا مال یا جان ضائع ہو جائے تو اس کے مال میں ضمان اور اس پر دیت یا اس کے مال سے عوض کی قیمت واجب ہوگی۔

فقہاء نے اجماع و غیرہ پر بحث کرتے ہوئے اور اصحاب نے اہلیت اور اس کے عوارض کے ذیل میں اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے (۱)۔

(۱) ابن ماجہ ۲/ ۳۲۶، ۳۲۷، فتح القدیر ۳/ ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵

امام محمد فرماتے ہیں: برص کی وجہ سے صرف بیوی کو اختیار حاصل ہوگا شوہر کو نہیں، اس لئے کہ دو طلاق کے ذریعہ اسے دور کر سکتا ہے (۱)، اس کی تفصیل اس کے مقام پر دیکھی جائے۔

برص کی وجہ سے خیار کے ثبوت پر استدلال حضرت سعید بن المسوب سے مروی اس روایت سے کیا گیا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: اگر کسی شخص نے کسی خاتون سے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو اس میں برص یا اسے مجنونہ یا جذامی پایا تو دخول کی وجہ سے عورت کو ہر ملے گا، اور شوہر مہر اس شخص سے وصول کرے گا جس نے اسے عورت کے تئیں دھوکہ دیا (۲)۔

اور حضرت زید بن کعب بن جرحہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو غفار کی ایک خاتون سے نکاح فرمایا تو اس کے پہلو میں سفیدی دیکھی، تو ان سے فرمایا: "خذی علیک ثيابک" (طاق سے سنایہ ہے) اور جو انہیں دیا تھا ان میں سے کچھ نہیں لیا (۳)۔

مسجد میں ابرص کے آنے کا حکم:

۴- مالکیہ کی رائے ہے کہ ابرص کے لئے جمعہ اور جماعت کا ترک مباح ہے جب کہ اس کا برص شدید ہو، اور برص والوں کے لئے

کے رنگ کے خلاف ہوتی ہے، یہ برص نہیں ہے (۱)۔
اصطلاح کے اعتبار سے جلد کے رنگ میں تبدیلی ہوتی ہے، اور اس پر نکلنے والا بال سیاہ ہو جاتا ہے، جب کہ برص پر نکلنے والا بال سفید ہوتا ہے (۲)۔

ابرص کے مخصوص احکام

برص کی وجہ سے فسخ نکاح میں خیار کا ثبوت:

۳- مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے مستحکم برص (جو پڑے ہوئے برص) کی وجہ سے فی الجملہ فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق دیا ہے؛ مالکیہ نے صرف بیوی کو فسخ نکاح کے بعد ہونے والے ضرر رساں برص کی وجہ سے فسخ نکاح کے مطالبہ کی اجازت دی ہے، خواہ مرض دخول سے پہلے ہوا ہو یا اس کے بعد، اور اگر شفا کی امید ہو تو ایک سال کی تاخیر کے بعد یہ حق ہوگا۔

شافعیہ اور حنابلہ نے بیوی اور شوہر دونوں کو دخول سے پہلے یا بعد برص کی وجہ سے فسخ کے مطالبہ کی اجازت دی ہے، اور ان تمام امور میں اسی طرح خیار کی شرائط کی رعایت کی جائے گی جس طرح نکاح میں بیان ہوا ہے (۳)۔

حنفی نے سوائے امام محمد کے مزاجین میں سے کسی ایک کو دوسرے کے عیب کی وجہ سے خواہ بہت بڑا ہو جسے برص، اختیار نہیں دیا ہے،

(۱) حاشیہ من مایہ ۲/ ۵۹۷ طبع بیروت، المکتبۃ الاسلامیہ، ۱۳۵۳ھ، شرح فتح القدیر ۳/ ۳۲۲ طبع بیروت۔

(۲) حدیث: "علیہما رجل فزوج امرأه فدخل بها فوجدها..." کی روایت سعید بن منصور (۱/ ۲۰۳ طبع طبعی پریس ہندوستان) نے کی ہے اس کی سند میں سعید بن المسوب اور عمر بن خطاب کے درمیان انقطاع ہے (جامع التحصیل ص ۲۲۲، طبع مکتبۃ دار الفکر عراق)۔

(۳) حدیث: "علیہما رجل فزوج امرأه فدخل بها فوجدها..." کی روایت سعید بن منصور (۱/ ۲۰۳ طبع طبعی پریس ہندوستان) نے کی ہے اس کی سند میں سعید بن المسوب اور عمر بن خطاب کے درمیان انقطاع ہے (جامع التحصیل ص ۲۲۲، طبع مکتبۃ دار الفکر عراق)۔

(۱) لسان العرب: مادة "برص"۔

(۲) حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۲/ ۲۷۷ طبع کتب خانہ

(۳) المشرح الکبیر ۲/ ۳۶۷-۳۶۸ جوہر المکمل ۲/ ۲۹۹ طبع بیروت، اسفل المدارک ۲/ ۹۳-۹۵ طبع کتب خانہ، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۲/ ۲۷۷-۲۷۸ طبع کتب خانہ، المراجع ۱/ ۳۰۳-۳۰۶ طبع مکتبۃ الاسلامیہ، المہذب ۲/ ۲۹۹ طبع بیروت، مکتبۃ بیروت، ۲/ ۲۶۱ طبع کتب خانہ، المثنیٰ ۱/ ۱۵۱-۱۵۲ طبع المریض، کشاف المصاب ۵/ ۱۰۹-۱۱۲ طبع المریض۔

برص ۵-۶، بركتہ، بركتہ

علاحدہ کوئی جگہ مخصوص نہ کر دی گئی ہو کہ دوسروں کو ان سے ضرر نہ پہنچے، اس کی تفصیل بھی اپنے مقام پر ہوگی (۱)۔

حنابلہ کے نزدیک جمعہ اور جماعت کے لئے مسجد میں آنا ایسے شخص کے لئے مکروہ ہے جس کا برص تکلیف دہ ہو۔

اور شافعیہ نے مشقت کی وجہ سے برص کے لئے ترک جماعت کی رخصت دی ہے (۲)۔

بركتہ

دیکھئے "تشہد" اور "تہجد"۔

برص سے مصافحہ اور معافیت:

۵- شافعیہ کے نزدیک برص جیسے مرض والے سے مصافحہ اور معافیت مکروہ ہے، اس لئے کہ اس میں ایذا رسانی ہے، اور اندیشہ ہے کہ دوسرے اچھے شخص کو یہ منتقل ہو جائے (۳)۔

بركتہ

برص کی امامت کا حکم:

۶- مالکیہ نے ایسے امام کی اقتداء جائز بتائی ہے جس کو برص ہو، والا یہ کہ وہ شدید ہو، تو اس وقت اسے لوگوں سے بالکل دور رہنے کا وجوہا حکم دیا جائے گا، اگر نہ مانے تو اس پر اس کو مجبور کیا جائے گا۔

حنفیہ کے نزدیک ایسے برص کی امامت مکروہ ہے جس کا برص پھیل گیا ہو، یہی حکم اس کے پیچھے نماز کا ہے نفرت کی وجہ سے، اور اس کے علاوہ کی اقتداء اولیٰ ہے (۴)۔

دیکھئے "مہاذ"۔



(۱) حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۳۸۹/۱ طبع المجلی، مع الجلیل علی مختصر الجلیل ۲۷۲/۱ طبع مکتبۃ البیاض لیبیا۔

(۲) نہایت المحتاج ۱۵۵/۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ بیروت، و الجلیل علی شرح المنہج ۵۱۹/۱ طبع دار احیاء التراث الاسلامیہ بیروت، کشف القناع ۳۹۸/۱ طبع مکتبۃ العصر الحدیث۔

(۳) قلیوبی وغیرہ ۳۳، فتح الباری ۱۰، ۳۱، ۳۰۔

(۴) حاشیہ ابن ماجہ ۳۷۸/۱ طبع بیروت، جوہر الجلیل ۸۰/۱ طبع بیروت۔

اصطلاح میں رقم ایسی علامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ ہونے والی
شیے کی مقدار جانی جاتی ہے جیسا کہ حنفیہ نے اس کی تعریف کی ہے (۱)۔
حاجی نے تعریف کی ہے کہ کپڑے پر لکھی ہوئی قیمت کو کہتے ہیں (۲)۔

برنامج

ب۔ انموذج:

۳- اس کو نمونہ بھی کہا جاتا ہے، یہ معرب ہے، صنعتی فرماتے
ہیں: نمونہ ثنی کی مثال جس پر عمل کیا جائے (۳)۔

لغت میں اس کے معانی میں سے ایک یہ ہے کہ وہشی کی صفت پر
دلالت کرے، مثلاً ٹیبوں کے ڈھیر سے ایک صاف دکھائے، اور اس
سے پورا ڈھیر فروخت کر دے کہ یہ ڈھیر اس صاف میں موجود ٹیبوں
کے جنس سے ہے۔

اس کے احکام کی تفصیل اصطلاح "انموذج" میں دیکھی جائے۔

اجمالی حکم:

۴- مالک نے برنامج (بلبی) دیکھ کر بیع کرنے کی اجازت دی ہے،
چنانچہ کسی شخص میں بندھے کپڑوں کی خریداری کاغذ میں لکھے ہوئے
اس کے اوصاف پر اعتماد کرتے ہوئے جائز ہے، اگر کپڑا ان اوصاف
کے مطابق نکالا تو بیع لازم ہوگی، ورنہ اگر اس کے اوصاف گنہگار ہوں تو
مشتری کو اختیار ہوگا، اور اگر تعداد کم نکلے تو اسی کے مطابق قیمت میں
سے وضع کر لیا جائے گا، اگر کپڑے نصف سے بھی کم نکلے تو بیع لازم
نہیں ہوگی اور اسے حق ہوگا کہ بیع رد کر دے، اور اگر کپڑے کی تعداد
زائد ہو تو زائد مقدار کی حد تک باقی اس کے ساتھ شریک تصور کیا

تعریف:

۱- برنامج: حساب کا جامع ورق ہے، یہ لفظ "برنامہ" کا معرب ہے،
المعرب میں ہے: پڑچہ (پڑد) جس میں ایک شخص سے دوسرے
شخص کے پاس بھیج گئے کپڑوں اور سامانوں کی اقسام، اوزان اور
ان کی تعداد لکھی ہو، ایسا کاغذ برنامج ہے جس میں بھیج گئے سامان کی
مقدار ہوتی ہے، اسی مفہوم میں دلال کا یہ جملہ ہوتا ہے: "برنامج میں
سامان کا وزن اتنا ہے" (۱)۔

فقہاء مالکیت نے صراحت کی ہے کہ برنامج دو چیز ہے جس میں
پیکٹ میں رکھے فروخت شدہ کپڑوں کے اوصاف درج ہوتے
ہیں (۲)۔

متعلقہ الفاظ:

الف۔ رقم:

۲- رقم لغت میں "رقعت الشیء" سے ہے، یعنی مٹی میں ایسی
علامت سے نشان دینا جو اسے دوسرے سے ممتاز کر دے، جیسے تحریر
وغیرہ (۳)۔

(۱) تاج العروس ۴/۳۴۲، اس میں لکھا ہے کہ براء ویمیم پر زبر ہے اور کہا گیا ہے
کہ بیم پر زبر ہے اور کہا گیا ہے کہ دونوں پر زبر ہے لہذا یہ مادہ "برنامج"۔

ابن ماجہ ۴/۳۴۲

(۲) شرح المعیر ۳/۱۳۳

(۳) المعصباح المعیر: مادہ "رقم"۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۴/۳۴۲

(۲) المغنی لابن قدامہ ۴/۲۰۷ طبع ریاض المحمد، مطالب اولیٰ ۳/۳۰۳

(۳) المعصباح المعیر ۴/۲۰۷، حاشیہ ابن ماجہ ۴/۳۴۲، قلیوبی و میسرہ ۴/۱۶۵،

کشاف القناع عن تنہی ۴/۳۴۲

جائے گا، اور کہا گیا ہے کہ زائد کو لوٹا دے گا، ابن القاسم فرماتے ہیں:
پہلی رائے مجھے زیادہ پسند ہے۔

اگر خریدار نے اس پر قبضہ کر لیا اور لے کر چلا گیا اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ممانج میں تحریر سے یہ کم یا ناقص ہے تو بائع کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کہ ٹھہر میں جو کچھ ہے وہ تحریر کے مطابق ہے، کیونکہ وہ مشتری کے دعویٰ کا انکار کر رہا ہے، اگر وہ قسم سے انکار کر دے اور حلف نہ اٹھائے تو مشتری حلف لے گا اور سامان واپس کر دے گا، مشتری حلف یہ لے گا کہ اس نے سامان میں تبدیلی نہیں کی ہے، اور یہ کہ یہی بعید خریدار ہوا سامان ہے، اگر وہ بھی بائع کی طرح قسم سے انکار کر دے تو اس پر بیع لازم ہوگی (۱)۔

برید

تعریف:

۱- لغت کی رو سے برید کا ایک معنی "رسول" (قاصد) ہے، اسی معنی میں عرب کہتے ہیں: "الحمی برید الموت" (بخار موت کا قاصد ہے) "ابود بریداً" یعنی اس نے قاصد بھیجا۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إذا أبردتكم إليّ بریداً فاجعلوه حسن الوجه، حسن الاسم" (۱) (جب تم میرے پاس کوئی قاصد بھیجو تو خود و اور اچھے نام والے کو منتخب کرو)۔ ابراہیم بمعنی ارسال ہے۔

بخیری فرماتے ہیں: "برید" فارسی لفظ اور معرب ہے، برید (ڈاک) کے ٹھہروں کے لئے بولتے تھے، پھر اس قاصد کو برید کہا گیا جو ٹھہر پر سوار ہوتا ہے، اور سکتیں (دو منزل) کے درمیان کی مسافت کو برید کہا گیا، اور مسکة (منزل) وہ مقام، گھریا قبہ یا مرائے ہے جہاں اس کام کے لئے مقرر شدہ فرارہتے ہیں، ہر منزل میں ٹھہر تیار رہتے تھے، دو منزل کے درمیان کی مسافت دو یا چار فرسخ ہوتی ہے، ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے، اور ایک میل چار ہزار ذراع کا، کتب فقہ



(۱) حرمۃ اہل الحرمہ۔۔۔ کی روایت بڑھانے لڑوا کہ (۲/۳۱۲ طبع مؤسسۃ الرسالہ) میں حضرت بریدؓ سے کی ہے جنوی نے شرح ابن (۱۲/۳۲۷ طبع دارالکتب الاسلامیہ) میں من سے ہر ہیرہ سے روایت کیا ہے سخاوی نے فتاویٰ احمد (۸۳ طبع دارالکتب العلمیہ) میں کہا ہے ایک سے دوسرے کی تصدیق ہو جاتی ہے یعنی حضرت بریدؓ کی روایت اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت۔

(۱) الشرح المفید مع حاشیہ المصنف ۳۱۳-۳۱۴ شرح الکبیر مع حاشیہ الدبوی
۳۳-۳۵، ج ۱، طبع ۱۹۲۲۔

مرید ۲، بریتہ، بزاق، بساط الیمین ۱-۲

میں ہے کہ جس سفر میں قصر جائز ہوتا ہے وہ چار بڑا دکاتا ہے جو ۲۸ ہاشمی میل کی مسافت کے برابر ہے (۱)۔

بحث کے مقامات:

۲- مرید اصطلاح ہے جس کا فقہاء مسافت قصر کی مقدار کے سلسلہ میں ذکر کرتے ہیں جس میں قصر اور رمضان میں انظار کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ سفر کے دوسرے مکام ذکر کرتے ہیں (دیکھئے: قصر، صلاۃ المسافر) اور دیکھئے: ”مقادی“۔

بساط الیمین

تعریف:

۱- یہ اصطلاح دو نقطوں سے مرکب ہے، پہلا لفظ ”بساط“ ہے اور دوسرا لفظ ”الیمین“ ہے، پہلا لفظ دوسرے لفظ کی طرف مضاف ہے، یہ دونوں الفاظ حلف میں استعمال ہوتے ہیں، اس صورت میں ان دونوں کا استعمال صرف فقہاء مالکیہ نے کیا ہے، ان دونوں الفاظ کی تعریف ضروری ہے تاکہ مرکب اضافی کی تعریف معلوم ہو سکے۔

لغت میں یمین کے معانی میں قسم اور حلف بھی ہے، یہی یہاں مراد ہے (۱)۔

فقہاء مالکیہ کی اصطلاح میں: اللہ کا نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کا ذکر کر کے جو واجب نہیں ہے اسے ثابت کرنا ہے (۲)۔ یہ انتہائی دقیق اور مختصر ترین تعریف ہے، یمین کی دیگر تعریفات بھی ہیں جو اس معنی سے علاحدہ نہیں ہیں۔

۲- لفظ ”بساط“ یمین پر آمادہ کرنے والا سبب ہے، کیونکہ جہاں سبب ہوگا وہیں یمین ہوگی، تو اس میں نیت معدوم نہیں ہے بلکہ یہ نیت کو بھی مضمّن ہے۔

اس کا ضابطہ یہ ہے کہ یمین کو اس لفظ کو بول کر مقید کرنا درست ہے کہ جب تک یمین پر آمادہ کرنے والا سبب موجود ہو (۳)۔

بریتہ

دیکھئے: ”طاق“۔

بزاق

دیکھئے: ”بصاق“۔

(۱) اصحاح لسان العرب۔

(۲) جوہر والکیل ۱/۲۲۳۔

(۳) لشرح الکبیر ۳/۳۹۷، ۳۰۰۔

(۱) تاج العروس، لسان العرب، المصباح المہیر: مادہ ”برؤ“۔ کل لہائی کا بیان۔

ہے جسے تہیم زمانہ میں چاندیز لفظ راجع کیا گیا ہے اور اس کی تحدید ۶۰ عیاراً

سے کی گئی ہے (المجموع الوسیط ۲/۹۰۱)۔

بساط الیمین ۳

اجمالی حکم:

۳- ”بساط الیمین“ مالکیہ کے نزدیک جو اس تعبیر میں منفرد ہیں: قسم کا باعث اور اس پر آمادہ کرنے والا امر ہے۔

یہ مطلق یمین کے لئے مقید یا اس کے عموم کے لئے تخصیص بن سکتا ہے، مثلاً بازار میں کوئی ظالم بھی ہو تو یوں کہے: خدا کی قسم میں اس بازار سے گوشت نہیں خریدوں گا، تو وہ اپنی یمین میں ”اس ظالم کے وجود“ کی قید لگا سکتا ہے، اور جب یہ ظالم نہ رہے تو اس بازار سے اس کے لئے گوشت خریدنا جائز ہوگا، اور وہ قسم میں حائث نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر مسجد کا خادم بد اخلاق ہو اور کوئی یوں قسم کھائے بخدا میں اس مسجد میں داخل نہیں ہوں گا، پھر وہ خادم نہ رہے تو اگر وہ مسجد میں داخل ہوگا تو حائث نہیں ہوگا، اس لئے کہ وہ یمین کو یہ کوبہ کر مقید کر سکتا ہے کہ: ”جب تک یہ خادم موجود ہے۔“

اس ”بساط“ میں شرط ہے کہ قسم کھانے والے کی کوئی نیت نہ ہو اور اس سبب میں اس کا کوئی دخل نہ ہو، قسم کی تکفید یا تخصیص اس سبب کے زوال کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔

حنفیہ کے نزدیک ”بساط الیمین“ کے بالمتادل ”یمین عذر“ ہے، مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو باہر آنے کے لئے تیار ہے، کہتا ہے: ”خدا کی قسم تم نہیں نکلو“ اب اگر وہ کچھ دیر بیٹھ جاتی ہے پھر نکلتی ہے تو انہی حنفیہ کے نزدیک احتساباً وہ حائث نہیں ہوگا، امام زفر کا اس سے اختلاف ہے، وہ قیاس کے مطابق اس کو حائث قرار دیتے ہیں۔

شافعیہ کے نزدیک یمین کے سبب کا کوئی دخل نہیں ہے، والا یہ کہ اس کی نیت ہو، ان کے نزدیک ظاہر لفظ کا اعتبار ہے، اگر عام ہے تو عام ہوگا، مطلق ہے تو مطلق اور خاص ہے تو خاص۔

حنابلہ نے ”بساط الیمین“ کو ”سبب الیمین“ اور وہ امور جو یمین پر اٹھاریں، کا نام دیا ہے، اور انہوں نے اسے مطلق یمین مانا ہے اگر

قسم کھانے والے نے کسی چیز کی نیت نہ کی ہو^(۱)۔
اس کی تفصیل کے حالب کو اصطلاح ”ایمان“ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔



(۱) فتح القدیر ۴/۳۵۴، بدائع الصنائع ۳/۳، شرح الکبیر للعلامة ۱۳۶/۲۔
۳۰، شرح البیہقی ۳/۲۲۸، ۲۲۹، اس کی مطالب ۳/۲۵۰، ۲۵۲،
مطالب ولی اللہ ۱/۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳۔

الرحمن الرحیم۔^(۱) (دوسیلیمان کی طرف سے ہے، اور وہ یہ ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم) کا جزء ہے۔

اس کے سورہ فاتحہ اور ہر سورت کی ایک آیت ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک مشہور، حنبلیہ کے نزدیک اصح، اور اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ بسملة سورہ فاتحہ اور ہر سورت کی آیت نہیں ہے، بلکہ وہ پورے قرآن کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل کے لئے نازل ہوئی ہے، اور سورہ فاتحہ کی ابتدا اس ذکر کی گئی ہے۔

ان حضرات کی ایک دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "يقول الله تعالى: قسمت الصلاة بيني وبين عبدي نصفين، فإذا قال العبد: الحمد لله رب العالمين، قال الله تعالى: حمدني عبدي، فإذا قال: الرحمن الرحيم، قال الله تعالى: مجدني عبدي، وإذا قال: مالك يوم الدين، قال الله تعالى: أثني علي عبدي، وإذا قال: إياك نعبد وإياك نستعين، قال الله تعالى: هذا بيني وبين عبدي نصفين، ولعبدي ما سأل"۔^(۲) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے، پس جب بندہ کہتا ہے: "الحمد لله رب العالمين" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری حمد بیان کی، پھر جب کہتا ہے: "الرحمن الرحيم" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری مدح کی، اور جب کہتا ہے: "مالك يوم الدين" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری شان کی، اور جب کہتا ہے: "إياك نعبد وإياك نستعين" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اور میرے بندہ کے درمیان نصف نصف

(۱) سورہ نمل ۳۰

(۲) حدیث: "يقول الله تعالى قسمت الصلاة بيني وبين عبدي..." کی روایت سے مسلم (۳۹۶/۱ طبع عیسیٰ الہابی النسخ) نے کی ہے۔

بسملة

تعریف:

۱- بسملة لغت اور اصطلاح میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہتا ہے۔

کہا جاتا ہے: "بسم بسملة" جب "بسم اللہ" بولے یا لکھے، اور کہا جاتا ہے: "اکثر من البسملة" جب کثرت سے "بسم اللہ" کہے^(۱)۔

طہری فرماتے ہیں: بیشک اللہ تعالیٰ نے جس کا ذکر بلند اور جس کے انا، پاکیزہ ہیں۔ اپنے نبی محمد ﷺ کو ہر کام سے پہلے اپنے اچھے ناموں کو لینے کی تعلیم دے کر اچھا لب پہنچایا اور تمام مخلوق کے لئے اسے ایسی سنت بنا دی جس کی وہ اتباع کرے اور ایسا راستہ بنادیا جس پر وہ چلے، چنانچہ کسی سورت کی تلاوت کا آغاز کرتے ہوئے کسی شخص کا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہنا اس کی اس مردہ کی نمازی کرتا ہے کہ میں اللہ کے نام سے پڑھتا ہوں، یہی بات تمام افعال میں ہے^(۲)۔

بسملة قرآن کریم کا جزء ہے:

۲- فقہاء کا اتفاق ہے کہ بسملة (بسم اللہ الرحمن الرحیم) قرآن کریم کی اس آیت: "إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ

(۱) لسان العرب، المصباح المہمیر: مادہ "بسم" بتخیر القرطبی ۱/۷۷۔

(۲) القرطبی ۱/۹۱، ۷۷۔

اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھا، پھر ”ام القرآن“ پڑھا، اور اسے (بسم اللہ الخ) کو ایک آیت شمار کیا اور ”الحمد لله رب العالمین“ کو دو آیت^(۱)، ابن المبارک فرماتے ہیں: جس نے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ چھوڑ دیا اس نے ایک سو تیرہ آیتیں چھوڑ دیں۔

امام احمد سے مروی ہے کہ بسملہ ایک مستقل آیت ہے جو ہر دو سورتوں کے درمیان نازل ہوتی تھی سورتوں میں فصل کے لئے، اور ان ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ سورتوں کی ایک آیت کا حصہ ہے اور صرف اسی سورت میں وہ نازل ہوا ہے^(۲)، ان سے یہ بھی مروی ہے کہ بسملہ صرف سورۃ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔

۳- شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ بسملہ سورۃ فاتحہ ہر سورت کی ایک مکمل آیت ہے، اس لئے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھا تو اسے ایک آیت شمار فرمایا^(۳)، اور اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”الحمد لله سبع آیات، إحداهن بسم الله الرحمن الرحيم“^(۴) (الحمد لله سات آیات ہیں، ان میں سے ایک ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ ہے)، حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب وہ نماز میں کسی سورت کا آغاز

(۱) حدیث: ”ان رسول الله ﷺ...“ کو حاکم (۳۲۸) صحیح کردہ دارالکتب العربیہ نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عمر بن ہارث بن حاکم نے کہا ہے: ملت کے اسامین میں سے ہیں وہی نے کہا اس کے ضعف پر علماء کا اجماع ہے نہایتی نے کہا متروک ہے نہایتی نے نصب الراية (۵۰۱) صحیح کردہ المکتب الاسلامیہ میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) المغنی لابن قدامہ ۱/۳۳۶ طبع مکتبہ مہرہ۔

(۳) حدیث کی تخریج فقیر نمبر ۲ میں گذر چکی۔

(۴) حدیث: ”سبع آیات...“ کو بیہقی نے اسنن الکبریٰ (۲/۲۵۲) طبع دارالمعرفہ میں روایت کیا ہے بیہقی نے مجمع الزوائد (۱۰۹/۱۰۹) صحیح کردہ مکتبہ القدسی (میں کہا اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اس کے رجال ثقات ہیں۔

کرتے تو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھتے، حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”إذا قرأتم: الحمد لله رب العالمین، فافروا: بسم الله الرحمن الرحيم، إنها أم القرآن والسبع المثاني، وبسم الله الرحمن الرحيم إحدى آياتها“^(۱) (جب تم سورۃ فاتحہ پڑھو تو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھو، یہ ”ام القرآن“ اور ”السبع المثانی“ ہے، اور ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اس کی ایک آیت ہے)، اور اس لئے کہ صحابہ کرام نے اپنے جمع کردہ قرآن میں سورتوں کے اوائل میں اسے لکھا ہے اور وہ قرآن کے رسم الخط میں مکتوب ہے، اور جو کچھ بھی غیر قرآن تھا اسے قرآن کے رسم الخط میں نہیں لکھا گیا، اور مسلمانوں کا اجماع ہے کہ دو ہفتیوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ کلام الہی ہے، اور بسملہ ان دونوں ہفتیوں کے درمیان موجود ہے تو ضروری ہوا کہ اسے بھی قرآن میں سمجھا جائے^(۲)۔ اور چاروں فقہی مسالک کے ائمہ کا اتفاق ہے کہ جو شخص اس بات کا انکار کر دے کہ بسملہ سورتوں کے اوائل میں ایک آیت ہے اسے کافر نہیں سمجھا جائے گا^(۳)، اس لئے کہ فقہی مسالک میں اس بابت اختلاف ہے جو مذکور ہوا۔

بغیر پاکی کے بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

۴- علماء کے مابین اختلاف نہیں ہے کہ بسملہ قرآن میں سے ہے، جمہور کی رائے ہے کہ جنبی اور حیض و نفاس والی عورت کے لئے ”بسم اللہ“ بغرض ۳۱ اوت پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث ہے: ”لا یقرأ الجنب ولا الحائض شیئاً من

(۱) حدیث: ”إذا قرأتم...“ کی تخریج فقیر نمبر ۲ میں گذر چکی۔

(۲) المہذب ۱/۷۹ طبع دارالمعرفہ نہایتی لکھا ۱/۵۷۷، ۳/۶۰، طبع المکتبہ الاسلامیہ المریضہ تعمیر القریٰ ۱/۹۳ طبع المکتبہ المہدیہ مصر یہ۔

(۳) ماہدہ مراجع۔

کرے تو اس کے لئے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے جس طرح جنبی کے لئے جائز نہیں ہے۔

حرم کے حکم سے تسمیہ کو مستثنیٰ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ وہ ذکر اللہ کر سکتے ہیں، اور غسل کرتے وقت تسمیہ پڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے، ان کے لئے اس سے پرہیز ممکن نہیں ہے، اور اس لئے کہ مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے تھے (۱)۔

اگر اس سے قراءت مقصود ہو تو اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں: ایک یہ ہے کہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ان سے جنبی کے قرآن پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: نہیں، ایک حرف بھی نہیں، اس لئے کہ حدیث میں ممانعت کا حکم عام ہے، دوسری روایت یہ ہے کہ ممنوع نہیں ہے، اس لئے کہ اس سے اعجاز حاصل نہیں ہوتا، اور جائز ہے جب کہ اس سے قرآن مقصود نہ ہو (۲)۔

دیکھئے ”جنابت“، ”حیض“، ”غسل“ اور ”نفاس“ کی اصطلاحات۔

نماز میں ”بسم اللہ“ پڑھنا:

۵- امام، مقتدی اور متفرد کے لئے نماز کی رکعات میں ”بسم اللہ“ پڑھنے کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے، کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ سورہ فاتحہ اور سورہ کی آیت ہے؟

(۱) حدیث: ”كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُلَاحِظُ بِمَلَكُوتِ اللَّهِ...“ کی روایت مسلم (۴/۲۸۲) طبع عیسیٰ المہلبی الحلیم (۱) نے کی ہے۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۱/۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱

۵

”اللہ رب العالمین“ سے کرتے تھے، اول قرأت یا آخر قرأت میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ نہیں پڑھتے تھے^(۱)۔

فرض نماز میں سورۃ فاتحہ یا اس کے بعد کی سورت سے قبل اس کا پڑھنا مکروہ ہے، مگر ایک قول یہ ہے کہ (اس کا پڑھنا) واجب ہے، اور ایک قول جواز کا ہے۔

نام مالک کے مسلک میں ایک روایت کی رو سے نفل نماز کی
میر رُعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ سے پہلے سرایا جہر بسملہ پڑھنا جائز
ہے۔

نماز میں سہلہ پڑھنے کے حکم میں اختلاف سے نکلنے ہوئے امام
قرائن نے فرمایا: احتیاط یہ ہے کہ اول فاتحہ میں سہلہ پڑھا جائے۔
مزید فرمایا: سہلہ پڑھنے میں کراہت کا محل وہ ہے جب کہ مسلک میں
وارد اختلاف سے ظہار مقصود نہ ہو، اگر یہ مقصود ہو تو کراہت نہیں
ہے (۲)۔

ثانیہ کنز و یک اظہر یہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل سملہ پڑھنا امام، مقتدی اور متغیر پر واجب ہے، خواہ نماز فرض ہو یا نفل، سری ہو۔ جبری، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فاتحة الكتاب سبع آيات، احدها بسم الله الرحمن الرحيم" (سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں، ایک آیت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے) (۳)، اور اس روایت کی وجہ سے کہ "لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة"

اس سلسلہ میں حنفیہ کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے آغاز میں امام و منفرد دونوں کے لئے سزا ”بسم اللہ“ پڑھنا مستنون ہے، اور سورہ فاتحہ اور سورہ کے درمیان اس کا پڑھنا امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک مطلقاً مستنون نہیں ہے، اس لئے کہ بسلسلہ سورہ فاتحہ میں سے نہیں ہے۔ تہم کا اس کے آغاز میں ذکر کیا گیا ہے، معطلی فرماتے ہیں: یہ رائے احتیاط سے زیادہ قریب ہے، اس لئے کہ اس کے سورہ فاتحہ کی آیت ہونے میں علماء کا اکتشاف ہے اور آثار بھی مختلف ہیں۔ ابن اہل رجا، امام محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: غیر جبری نماز میں فاتحہ اور سورہ کے درمیان سزا بسلسلہ پڑھنا مستنون ہے، اس لئے کہ یہ مصحف کی اتباع سے زیادہ قریب ہے، اور اگر قراءت جبری ہو تو فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسلسلہ نہیں پڑھا جائے گا، اس لئے کہ اگر اسے پڑھے گا تو آیت پڑھے گا جس سے قراءت کے درمیان سکتہ (خوشی) لازم آئے گا جو منقول نہیں ہے۔

مسئلہ حنفی کا دوسرا قول ہے کہ نماز میں سہلہ سے قرأت کا آغاز واجب ہے، اس لئے کہ وہ سورۃ فاتحہ کی ایک آیت ہے، حنفیہ کے نزدیک مقتدی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نہیں پڑھے گا، اس لئے کہ اس کا امام اس کی جانب سے ذمہ دار ہوتا ہے، سزا یا جہر سورۃ فاتحہ اور سورۃ کی قرأت کے درمیان بالاتفاق سہلہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے^(۱)۔ مالکیہ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ سہلہ سورۃ فاتحہ میں سے نہیں ہے، لہذا امام یا مقتدی یا منفرد فرض نماز میں سزا یا جہر سہلہ نہیں پڑھے گا، اس لئے کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، وہ قرأت کا آغاز ”الحمد

(۱) حدیث صلیت خلف رسول اللہ ﷺ..... کی روایت بخاری (۲۲۶/۳-۲۲۷/۳ طبع انتقادی) اور مسلم (۲۹۹/۱ طبع الحلی) نے کی ہے اور القلم مسلم کے ہیں۔

(۲) حاشیہ المدسوق علی الشرح الکبیر ۱/ ۲۵۱، شرح الترقائی علی مختصر طویل ۱/ ۳۱۶، ۲۱۷ طبع دار الفکر، جوہر الاکلیل ۱/ ۵۳ طبع دار المعرفہ۔

(۳) حدیث: الحمد لله..... کی تخریج فقیر نمبر ۳ میں گذری ہوئی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱، ص ۳۲۰، ۳۲۱، حاشیہ الخطابی علی مراقی الخلاج
۱۳۲-۱۳۵، المکتبۃ الخزانہ۔

بسم ۵

نے نماز کو اپنے اور اپنے بندو کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے۔ اور اس لئے کہ صحابہ کرام نے اپنی تحریر سے اسے مصاحف میں درج فرمایا ہے، حالانکہ انہوں نے دو جلدوں کے درمیان صرف قرآن کو درج فرمایا ہے۔

اور صحیح قول کے مطابق ہر نماز کی پہلی دو رکعات میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ بسم پڑھنا مستنون ہے، اور سورۃ فاتحہ کے بعد کی سورت کا آغاز ہی سے کیا جائے گا، اور اسے سر پر اٹھا جائے گا، اس لئے کہ حدیث ہے: ”کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلاۃ“ (۱) آپ ﷺ نماز میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ آیت پڑھتے تھے۔

بسم کے قرآن ہونے کی بابت حضرت امام احمد کی دوسری روایت کے مطابق امام، منفرد اور مقتدی پر نماز میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ بسم پڑھنا واجب ہے (۲)۔

نیز پہلی رکعت میں تکبیر، ٹکا اور تَعُوذ کے بعد بسم پڑھا جائے گا، بعد کی رکعات میں اس رکعت کی تکبیر قیام کے بعد اسے پڑھا جائے گا، اور بسم حالت قیام میں پڑھا جائے گا، لہذا یہ کہ کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے تو بسم بھی بیٹھ کر پڑھا جائے گا (۳)، تفصیل کے لئے دیکھئے: ”اصطلاح صلاۃ“۔

الکتاب“ (۱) (اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی)، اس حکم کے عموم میں مقتدیوں کے داخل ہونے کی دلیل حضرت عبادہ کی صحیح روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: ہم فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے، آپ ﷺ پر قراءت بارہوی تو نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا: ”لعلکم تقرءون خلف إمامکم، قلنا: نعم، قال: لا تفعلوا إلا بفاتحة الكتاب، فإنه لا صلاة لمن لم یقرأ بها“ (۲) (شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو، ہم نے عرض کیا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا مت پڑھو سوائے سورۃ فاتحہ کے، کہ جو شخص اسے نہیں پڑھے اس کی نماز نہیں)، نماز کی رکعات میں ہر سورت کی ابتداء کے وقت بسم پڑھا جائے گا، جبر کی حالت میں سورۃ فاتحہ اور سورت کے ساتھ اسے بھی جبراً پڑھا جائے گا، اور اسی طرح ان دونوں کے ساتھ اسے سر پر پڑھا جائے گا، اس قول کے مطابق کہ بسم تمام سورتوں کی ایک آیت ہے (۳)۔

حنابلہ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نماز کی رکعات میں سورۃ فاتحہ اور ہر سورت کے ساتھ بسم پڑھنا واجب نہیں ہے، اس لئے کہ وہ فاتحہ اور ہر سورت کی آیت نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ ”قسمت الصلاۃ بینی و بین عبدی نصفین...“ (۴) (میں

(۱) حدیث: ”الاصلاۃ“..... کی روایت بخاری (۲/۱۳۶-۱۳۷ طبع الشیخ) اور مسلم (۱/۲۹۵ طبع مکتبۃ المابلی) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: ”لعلکم تقرءون...“ کی روایت ابو نعیم (۱/۵۱۵ طبع عزت عبید و حاس) اور ترمذی (۲/۲۷۲ طبع مکتبۃ المابلی) نے کی ہے ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے۔

(۳) لمہذب (۱/۷۹) بہیۃ المساجد (۵/۵۷) تفسیر الجصاص (۳/۳ طبع مکتبۃ البیہ)۔

(۴) نیل المارب شرح دلیل الطالب (۱/۱۳۱ طبع اصلاح کویت، شرح غنی لادارات (۱/۲۸۰ طبع عالم الکتب) اور حدیث: ”قسمت الصلاۃ...“ کی تخریج تقریباً ۲ میں گذری ہے۔

(۱) حدیث: ”کان یسر بسم اللہ...“ مکتبی نے مجمع الزوائد (۲/۱۰۸) اشاعہ کریم (مکتبۃ المدنی) میں کہا ہے کہ اسے طبرانی نے الکبیر و الاوسط میں روایت کیا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(۲) المغنی (۱/۷۷، ۸۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳

بسم اللہ پڑھنے کے دوسرے مواقع:

الف- بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت تسمیہ:

۶- بیت الخلاء میں قضاء حاجت کے لئے داخل ہوتے وقت بطور احتیاط تسمیہ کے جواز پر فقہاء کا اتفاق ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو پڑھتے: ”بسم اللہ، اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث“ (۱)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”قضاء الخلاء“۔

ب- وضو کے وقت تسمیہ:

۷- حنفیہ مالکیہ اپنے مشہور قول میں، اور شافعیہ کا مسلک ہے کہ وضو شروع کرتے وقت تسمیہ سنت ہے، ان حضرات کا استدلال یہ ہے کہ آیت وضو تسمیہ کی شرط کے بغیر مطلق ہے، اور وضو کرنے والے سے مطلوب طہارت ہے، اور ترک تسمیہ طہارت میں قاصر نہیں ہے، اس لئے کہ پانی کو اصل کے اعتبار سے پاک کرنے والا بتلایا گیا ہے، لہذا اس کی طہوریت (پاک کرنے کی صلاحیت) بندہ کے عمل پر موقوف نہیں ہوگی، اور حضرات ابن مسعود کی اس روایت سے بھی استدلال

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من توضأ و ذکر اسم اللہ علیہ کان طهوراً لجميع بدنه، ومن توضأ ولم يذكر اسم اللہ کان طهوراً لهما أصاب من بدنه“ (۲) (جس نے وضو کیا

(۱) حدیث: ”کان إذا دخل الخلاء...“ کی روایت بخاری (۲۳۲) طبع (استقیہ) اور مسلم (۲۸۳) طبع عینی الخلی نے کی ہے الفاظ بخاری کے ہیں، دیکھئے حاشیہ ابن ماجہ (۲۹) ۲۳۰، حاشیہ الدبئی (۱۰۶، ۱۰۷)، المہذب (۲۳) ۲۳۳ حاشیہ قلیوبی و عمیرہ (۱۸۵) ۲۸۵ کشاف القناع (۵۸)۔

(۲) حدیث: ”من توضأ...“ کی روایت ترمذی نے کی ہے (تحقیق الخیر ص ۷۲)۔

اور اس پر اللہ کا نام لیا تو یہ اس کے تمام بدن کے لئے پاک کرنے والا ہوگا، اور جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام نہیں لیا تو یہ اس کے بدن کے انہی حصوں کو پاک کرنے والا ہوگا جہاں وہ پہنچا)۔

پورا اثر وضو کرنے والا آغاز وضو میں تسمیہ بھول جائے اور درمیان میں یاد آئے تو اسی وقت پڑھ لے گا، تاکہ وضو اللہ تعالیٰ کے نام سے خالی نہ رہے (۱)۔

متابہ کی رائے ہے کہ وضو میں تسمیہ واجب ہے، اور تسمیہ ”باسم اللہ“ کہنا ہے، دوسرا جملہ اس کے قائم مقام نہیں ہوگا، وجوب پر استدلال انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت سے کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لا صلاح لمن لا وضوء له، ولا وضوء لمن لم يذكر اسم اللہ علیہ“ (۲) (اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں، اور اس کا وضو نہیں جس نے اس پر اللہ کا نام نہیں لیا)۔ بھول جانے کی صورت میں تسمیہ معاف ہو کر ساقط ہو جاتا ہے، اس حدیث کی وجہ سے کہ ”تجاوز اللہ عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا علیہ“ (۳) (اللہ تعالیٰ نے میری امت کی غلطی، بھول چوک اور جس چیز پر انہیں مجبور کر دیا جائے اس کو معاف فرما دیا ہے)۔

(۱) ابن ماجہ (۱۰) ۷۰، ۷۱، ۷۲، بدائع الصالح (۲۰) ۱۰۳، الدبئی (۱۰۳)، شرح البرکاتی علی مختصر طیل (۲) ۷۲، المہذب (۲۳) ۲۳۳، قلیوبی و عمیرہ (۱۸۵) ۵۲، نہایہ المحتاج (۱۶۸)۔

(۲) حدیث: ”لا صلاح لمن...“ کی روایت ترمذی (۱) ۳۸، طبع مصطفیٰ المابلی الخلی (۱۰) ۷۰، ابن ماجہ (۲۰) ۱۰۳، طبع عینی المابلی الخلی نے کی ہے حافظ ابن حجر نے تحقیق الخیر (۱۰) ۷۳، طبع المصنف العربیہ میں اس حدیث کی ترجمہ کے بعد کہا ظہر ہے کہ احادیث سے مجموعی طور پر قوت پیدا ہوئی ہے جو طاہر کرتی ہے کہ اس کی اصل ہے اور حاکم (۱) ۱۳۶، طبع دار الکتاب المرئی نے کی ہے اور کہا ہے حدیث صحیحہ اسناد ہے۔

(۳) حدیث: ”تجاوز اللہ...“ کی روایت حاکم (۲) ۱۸۸، طبع دار الکتاب المرئی نے کی ہے اور کہا ہے حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

اگر وضو کرنے والے کو درمیان وضو تسمیہ یاد آ جائے تو بسم اللہ پڑھ کر وہ وضو کرے گا، اور اگر عدا چھوڑ دے تو طہارت درست نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس نے اپنی طہارت پر اللہ کا نام نہیں لیا ہے، کوٹکا اور کنکنت والا اشارہ سے پڑھے گا^(۱)۔

ج- ذبح کے وقت تسمیہ:

۸- حنفیہ مالکیہ اور حنبلیہ اپنے مشہور قول میں اس طرف گئے ہیں کہ ذبح کے وقت تسمیہ واجب ہے^(۲)، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ"^(۳) (اور اس (جانور) میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو)، بھول جانے والے، کوٹنے اور مجبور کر دئے گئے شخص پر تسمیہ واجب نہیں ہے، کوٹکا کے لئے کافی ہے کہ آسمان کی طرف اشارہ کر دے، اس لئے کہ اس کا اشارہ دہلے والے کے بول کے قائم مقام ہے۔

شافعیہ اس طرف گئے ہیں اور یہی امام احمد کی ایک روایت ہے کہ ذبح کے وقت تسمیہ مسنون ہے، تسمیہ کا طریقہ یہ ہے کہ فعل (ذبح) کے وقت "بسم اللہ" کہے، اس لئے کہ بتیٰ نے نبی کریم ﷺ کے قربانی کا جانور ذبح کرنے کا وصف یوں بیان کیا ہے کہ: "ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ أَنَّى بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ عَظِيمَيْنِ مَوْجُوأَيْنِ، فَأَضْجَعُ أَحَدَهُمَا فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ هَذَا عَنْ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ أَضْجَعُ الْآخَرَ فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ هَذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّهِ مِمَّنْ شَهِدَ لَكَ

بالتوحيد، وشهد لي بالبلاغ"^(۱) (نبی کریم ﷺ نے قربانی فرمائی، آپ ﷺ کے پاس دو چٹکبرے، سینک والے، نر پہنسی کر دو مینڈھے لائے گئے، آپ ﷺ نے ایک کو لٹایا اور پڑھا: "بسم اللہ واللہ اکبر، اللہم هذا عن محمد" (بسم اللہ، اللہ اکبر، اے اللہ یہ محمد کی طرف سے ہے)، پھر دوسرے کو لٹایا اور فرمایا: "بسم اللہ واللہ اکبر، اللہم هذا عن محمد وأُمِّهِ مِمَّنْ شَهِدَ لَكَ بالتوحيد وشهد لي بالبلاغ" (بسم اللہ، اللہ اکبر، اے اللہ یہ محمد اور اس کی امت کی طرف سے ہے جنہوں نے آپ کی وحدانیت اور میری رسالت رسائی کی گواہی دی)۔

شافعیہ کے نزدیک عدا ترک تسمیہ مکروہ ہے، لیکن اگر عدا اسے ترک کر دیا تو اس کا مذبحہ حایل ہے اور اسے کھایا جائے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے ذبائح کو مباح قرار دیا ہے، ارشاد ہے: "وَأَطْعَمُوا الْفَلِينَ أَوْ تَوَا الْكِتَابَ حَلَّ لَكُمْ"^(۲) (اور جو لوگ اہل کتاب ہیں ان کا کھانا تمہارے لئے جائز ہے) حالانکہ وہ تسمیہ نہیں پڑھتے، اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفَسَقٌ"^(۳) (اور اس (جانور) میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو بے شک یہ بے عقی ہے) سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، یعنی بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، اس لئے کہ قرآن میں ہے: "وَمَا أَهْلُ لَغَيْرِ اللَّهِ بِدِ"^(۴) اور آیت کا سیاق بھی اس پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ کہا گیا:

(۱) حدیث: "انہی بکبشین....." کی روایت ترمذی (۹/۲۶۸) میں ہے اور المعرفہ (۳/۳۲۷) اور ابویعلیٰ (۳/۳۲۷) طبع دارالماہون للتراث نے کی ہے، یحییٰ نے مجمع الزوائد (۳/۲۲۷) میں ہے کہ یہ حدیث (۱) میں کہا ہے ابویعلیٰ نے اس کو روایت کیا ہے اس کی سند حسن ہے۔

(۲) سورۃ مائدہ ۵۸۔

(۳) سورۃ انعام ۱۳۱۔

(۴) سورۃ مائدہ ۵۸۔

(۱) کشاف القناع ۹۱۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۱۹۰/۵، ۱۹۳، جوہر لا لیل ۱/۲۱۲، شرح الترمذی ۲/۲۳، المعجم ۳/۵۳۰، المغنی ۸/۵۶۵، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳۔

(۳) سورۃ انعام ۱۳۱۔

”وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ“^(۱) اور وہ حالت جس میں فسق ہوگا یہ ہے کہ غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو^(۲)۔

۱۔ شکار پر تسمیہ:

۹۔ حنفیہ اور مالکیہ کی رائے میں ماکول اٹھم جانور کے شکار کے وقت تسمیہ پڑھنا واجب ہے، اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے نہ کہ مخصوص ”باسم اللہ“ کہنا، اور ”بسم اللہ و اللہ اکبر“ کہنا افضل ہے، ”بسم اللہ پڑھنے میں ”الرحمن الرحیم“ اور ”وہ شریف“ کا اضافہ نہیں کرے گا، تیر پھینکتے وقت اور تربیت یافتہ (جانور یا پندہ) چھوڑتے وقت اگر یاد ہو اور قدرت ہو تو تسمیہ شرط ہے، اس لئے کہ تیر پھینکنے والے اور جانور چھوڑنے والے کے فعل کا وہی وقت ہے، لہذا اسی وقت کا اعتبار ہوگا، لیکن اگر بھولے سے یا عدم قدرت کی وجہ سے ترک کر دے تو (شکار) حلال ہوگا اور کھایا جائے گا، اور اگر اس پر قدرت رت کے باوجود عمدہ تسمیہ ترک کر دے تو نہیں کھایا جائے گا، اس لئے کہ حکم الہی ہے: ”وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ“^(۳) (اور اس (جانور) میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو بے شک یہ بے حکمی ہے) یعنی ان میں سے نہ کھاؤ جن پر عمدہ قدرت کے باوجود تسمیہ ترک کر دیا گیا، اور مالکیہ میں سے ابن رشد نے اس سے اختلاف کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ: ذبح کی صحت کے لئے تسمیہ شرط نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ”وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ“ کا مطلب ہے اس مردار کو نہ کھاؤ جس کے ذبح کا قصد نہیں کیا گیا ہو،

اس لئے کہ وہ فسق ہے^(۱)۔

شافعیہ اس طرف گئے ہیں کہ شکار کے وقت تسمیہ مسنون ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ فعل کے وقت ”باسم اللہ“ کہے، اور زیادہ مکمل ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ ہے، بخاری و مسلم نے قربانی کے ذبح میں اسی کو روایت کیا ہے، اور اسی پر دوسرے کو بھی قیاس کیا گیا ہے، جان جو کہ تسمیہ چھوڑنا محروم ہے، اور اگر تسمیہ ترک کر دیا۔ خواہ عمدہ ہو۔ تو ذبیحہ حلال ہوگا اور کھایا جائے گا، اس کی دلیل بوقت ذبح تسمیہ کے ذیل میں گذر چکی ہے^(۲)۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ”ذباح“ کی اصطلاح۔

حنابلہ کی رائے ہے کہ تربیت یافتہ جانور چھوڑتے وقت تسمیہ پڑھنا شکار کی حلت کے لئے شرط ہے، تسمیہ ”باسم اللہ“ ہے، اس لئے کہ تسمیہ مطلق یونانی معنی کے لئے ہوتا ہے، اور اگر ”بسم اللہ واللہ اکبر“ کہا تو کوئی حرج نہیں کہ یوں بھی وارد ہے، اور اگر عمدہ یا سبوا تسمیہ چھوڑ دے تو تحقیقی قول کے مطابق شکار مباح نہیں ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ“، اور نبی کریم ﷺ کا فرمان حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں ہے کہ: ”إِذَا أُرْسِلَتْ كَلْبُكُ وَسَمِيتَ لِكُلِّ، قُلْتَ: فَإِنْ أَخَذَ مَعَهُ آخَرَ؟ قَالَ: لَا تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ سَمِيتَ عَلَى كَلْبِكَ، وَلَمْ تَسْمِ عَلَى الْآخَرِ“^(۳) (اگر تم نے اپنا کتا چھوڑا اور تسمیہ پڑھا تو (شکار کو) کھاؤ، میں نے پوچھا: اگر اس کے

(۱) حاشیہ من مایہ ج ۵ ص ۳۰۰-۳۰۱، حاشیہ المدنی علی الشرح الکبیر ۱/۱۰۲، ۱۰۶، ۱۰۷، جویمہ والکیل ۱/۲۱۲۔

(۲) نہایۃ المحتاج ۸/۱۱۳، البحر فی تشریح الطحطاوی ۳/۲۵۱۔

(۳) حدیث ۳۱۳۱، اذا لم یسلط.... کی روایت بخاری (الفتح ۶/۹۹) طبع التلخیص ورمسلم (۵۳۹) طبع عیسیٰ دہلوی (العلی) نے کی ہے الفاظ مسلم کے ہیں۔

(۱) سورۃ النعام ۱۳۱۔

(۲) نہایۃ المحتاج مع الشرح ۸/۱۱۳۔

(۳) سورۃ النعام ۱۳۱۔

۱۰۔ تیمم کے وقت تسمیہ:

۱۱۔ تیمم کے وقت تسمیہ شروع ہے، حنفیہ کے نزدیک مسنون ہے، مالکیہ کے نزدیک مندوب ہے، شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے، اس کے الفاظ "بسم اللہ" اور شافعیہ کے نزدیک زیادہ مکمل: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہیں، اگر تیمم کے آغاز میں تسمیہ بھول جائے اور درمیان میں یاد آئے تو پڑھ لے، اگر جان بوجہ کر چھوڑ دے تو تیمم باطل نہیں ہوگا، اور اگر پڑھ لے گا تو ثواب پائے گا^(۱)۔

حنابلہ کے نزدیک تیمم کے وقت تسمیہ واجب ہے، اور وہ "بسم اللہ" ہے، دوسرے الفاظ اس کے قائم مقام نہیں ہوں گے، اس کا وقت ابتدائے تیمم ہے، بھول جانے سے ساقط ہو جاتا ہے، اس لئے کہ حدیث ہے: "تجاوز الله عن أمتي الخطأ والنسيان..."^(۲) (اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی اور بھول چوک کو معاف کر دیا ہے...)، اور اگر درمیان میں یاد آ جائے تو تسمیہ کہے گا اور تیمم پورا کرے گا، اور اگر عمدہ چھوڑ دے یہاں تک کہ بعض اعضاء کا مسح کر لے اور کئے ہوئے فعل کو نہ دہرائے تو اس کی طہارت درست نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس نے اپنی طہارت پر اللہ کا نام نہیں لیا ہے^(۳)۔

زہرا، ہم کام کے وقت تسمیہ:

۱۲۔ اکثر فقہاء کا اتفاق ہے کہ ہر اہم کام عبادت وغیرہ کے وقت تسمیہ شروع ہے، پس قرآن کریم کی تلاوت اور اذکار کے وقت، کشتی اور جانور پر سواری کے وقت، گھر اور مسجد میں داخل ہونے یا نکلنے کے وقت، چہ اٹھ روشن کرنے یا اس کے بجھانے کے وقت، مباح جنسی

ساتھ دوسرا (شکاری جانور) بھی شامل ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مت کھاؤ، اس لئے کہ تم نے اپنے کتے پر تسمیہ پڑھا ہے اور دوسرے پر تسمیہ نہیں پڑھا ہے، حنابلہ کے نزدیک تسمیہ کے سلسلہ میں ذبح اور شکار کے درمیان فرق یہ ہے کہ ذبح اپنے محل میں واقع ہوتا ہے تو تسمیہ بھولنے کی صورت میں اس میں تو تسامح ہو سکتا ہے لیکن شکار میں تسمیہ بھولنے میں تسامح نہیں ہوگا، اور امام احمد سے منقول ہے کہ اگر شکار کے وقت تسمیہ بھول جائے تو شکار مباح ہوگا اور کھایا جانے کا ان سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر تیر پر تسمیہ بھول جائے تو مباح ہوگا، اور شکاری جانور پر بھول جائے تو مباح نہیں ہوگا^(۱)، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے "صيد" کی اصطلاح۔

۱۰۔ کھاتے وقت "بسم اللہ" پڑھنا:

۱۰۔ فقہاء کی رائے ہے کہ کھانا شروع کرتے وقت تسمیہ کہنا سنت ہے، اور اس کے الفاظ "بسم اللہ" اور "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہیں، اگر شروع میں تسمیہ بھول جائے تو باقی میں پڑھ لے، اور یوں کہئے "باسم اللہ اولہ و آخرہ" اس لئے کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إذا أكل أحدكم فليذكر اسم الله تعالى، فإن نسي أن يذكر اسم الله في أوله فليقل: باسم الله أوله و آخره"^(۲) (جب تم میں سے کوئی کھائے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے، اگر شروع میں اللہ کا نام لیم بھول جائے تو کہئے: باسم اللہ اولہ و آخرہ)۔

(۱) المنی ۱/۸، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، مجمع ۳/۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸۔

(۲) حدیث: "إذا أكل أحدكم..." کی روایت ابو داؤد (۳/۱۱۰ طبع عزت مجید دہاس) اور ترمذی (۳/۲۸۸ طبع مصطفیٰ الملبانی) نے کی ہے اور کہا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے دیکھئے حاشیہ ابن ماجہ ۱/۲۷، شرح الترمذی ۱/۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳

تعلق سے قبل، منبر پر خطیب کے چڑھتے وقت، سونے اور نفل نماز کے آغاز سے قبل، برتن کو ڈھانچتے وقت، کتابوں کے آغاز میں، میت کی آنکھ بند کرنے اور اس کو قبر میں اتارنے کے وقت، جسم میں تکلیف کے مقام پر ہاتھ رکھتے وقت تسمیہ کہا جائے گا، اس کے اتناظ ”باسم اللہ“ ہیں، اور مکمل ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ ہے، اگر تسمیہ بھول جائے یا عمدہ اچھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں البتہ کہنے پر ثواب ہوگا۔

اس سلسلہ کی احادیث میں سے یہ حدیث ہے: ”کل امر ذی ہال لا یبدأ فیہ باسم اللہ فہو اہتر“ (ہر اہم کام جس کے آغاز میں باسم اللہ نہ کہا جائے وہ اہتر (دم کٹا) ہے)، ایک روایت میں ہے: ”فہو اقطع“ (تو وہ کٹا ہوا ہے)، اور ایک دوسری روایت میں ”فہو اجلدم“^(۱) (وہ اہزم (کٹا ہوا ہے)) کے اتناظ ہیں، اور رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ: ”ضع یدک علی الذی تقم من جسدک، وقل: باسم اللہ ثلاثاً...“^(۲) (اپنے جسم کے جس مقام پر تکلیف محسوس کرو وہاں ہاتھ رکھو اور تین بار ”باسم اللہ“ کہو...)۔ اور ایک حدیث ہے: ”اغلق بابک واذکر اسم اللہ، فان الشیطان لا یفتح باباً مغلقاً، وأطفئ مصباحک واذکر اسم اللہ، وخمر إناءک...“^(۳) (پتادرو ازو بند کرو اور اللہ کا نام لو، اس لئے کہ شیطان ایسے بند دروازہ کو نہیں کھولتا، اور اپنا تپاٹ اٹ

(۱) حدیث: ”کل امر ذی ہال...“ بخاری نے طبقات الخلفاء (۱/۶) طبع دار المعرفہ) میں روایت کیا ہے سیوطی نے الجامع البیہر میں اس حدیث کو عبد القادر رپوی کی طرف سے دینس میں منسوب کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے (فیض القدیر ۵/۳ طبع المکتبۃ النجاریہ)۔

(۲) حدیث: ”ضع یدک...“ کی روایت مسلم (۳/۱۷۲۸) طبع عینی (لہابی) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”اغلق بابک واذکر اسم اللہ...“ کی روایت بخاری (۱/۸۸) طبع المستقیم، مسلم (۳/۱۵۹۳) طبع عینی (لہابی) اور احمد (۳/۳۱۹) طبع المکتبۃ الاسلامیہ نے کی ہے اور بیہقی نے اس کا ہے۔

بجاء اور بسم اللہ کہو، اور اپنا برتن ڈھانچو...“۔

اور ایک حدیث ہے کہ: ”إذا عثرت بک الدابة فلا تقل: تعس الشیطان، فإنه بتعاضم، حتی یصور مثل الیت، ویقول: بقوتی صرعتہ، ولكن قل: بسم اللہ الرحمن الرحیم، فإنه بتضاغر، حتی یصور مثل اللباب“^(۱) (اگر جانور تمہیں کرا دے تو مت کہو: شیطان ہلاک ہو، کہ وہ پھول کر گھر کی مانند ہو جاتا ہے، اور کہتا ہے: میں نے اپنی قوت سے اسے پچھاڑ دیا، بلکہ کہو: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“، تو وہ چھوٹا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کبھی کی مانند ہو جاتا ہے)۔



(۱) تفسیر القرطبی ۱/۹۲، ۹۳، ۹۴، حاشیہ ابن ماجہ ۱/۸۶، حاشیہ الدرر المنثور علی المشرع الکبیر ۱/۱۰۳، شرح الزرقانی ۱/۳۳، نہایۃ المحتاج ۱/۱۶۸، المہذب ۱/۳۸، حدیث: ”لا تقل تعس الشیطان...“ کی روایت ابوداؤد (۲۶۰/۵) طبع عزت عید عباس، احمد (۵/۵۹) طبع المکتبۃ الاسلامیہ اور حاکم (۳/۲۹۲) طبع دار الکتاب العربی نے کی ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف-خبر:

۲- خبر منجر اول اور اس کے بعد والے کی طرف سے ہوتی ہے، بشارت صرف منجر اول کی طرف سے ہوتی ہے^(۱)، خبر چچی اور جھوٹی ہوتی ہے، خوش کن ہو یا ناخوش کن، جب کہ بشارت عموماً چچی خوش کن خبر کے ساتھ خاص ہوتی ہے^(۲)۔

بشارت

تعریف:

۱- بشارۃ (ب کے زیر کے ساتھ) انسان دوسرے کو جس چیز کے ذریعہ بشارت دے، اور (ب کے پیش کے ساتھ) کسی امر کی بشارت دینے والے شخص کو جو چیز دی جائے، جیسے کام کرنے والے کی امداد کو مالہ کہتے ہیں، ابن الاثر فرماتے ہیں: بشارۃ (پیش کے ساتھ) جو بشر (بشارت دینے والے) کو دیا جائے، اور ب کے کسر کے ساتھ اسم ہے، بشر یعنی سرور سے یہ لفظ اس لئے بنایا گیا ہے کہ یہ انسان کی خندہ چھپائی کو نمایاں کرتا ہے، اور لوگ اس کے ذریعہ بانم خوشخبری حاصل کرتے ہیں، یعنی بعض بعض کو بشارت دیتے ہیں بشارت جب مطلق بولا جائے تو اس سے خبر کی بشارت مراد ہوتی ہے، قید لگا کر شر کی بشارت کے لئے بھی اس کا استعمال درست ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابِ الْهِم" (۱) (بس آپ انہیں عذاب دردناک کی خوش خبری سنا دیجئے)۔

فقہاء کی اصطلاح میں اس لفظ کا استعمال اس معنی سے الگ نہیں ہے^(۲)۔

اجمالی حکم:

۴- لوگوں کو ایسی بات کی خبر دینا جو انہیں خوش کرے امر مستحب ہے، اس لئے کہ اس بابت قرآن کریم کی آیات وارد ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ اٰتَوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اِنَّ لَهُمْ

(۱) سورۃ آل عمران ۴۱۔

(۲) لسان العرب، ۵ ج المعروف بالمصباح المیزان، ۵ ج ۲، ۵ ج ۳، طبع اول ۱۳۲۷ھ، حاشیہ ابن عابدین ۱۱۲ ج ۳، طبع بیروت، کشف القناع ۵/ ۳۱۳، مکتبۃ العصر المدینۃ العلمیۃ، المیزان ۵ ج ۳، طبع دار المعرفۃ بیروت، تفسیر القرطبی ۱۱ ج ۸، طبع دار الکتب المصریہ ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء، طالبہ المطلبہ ۵ ج ۵۔

(۱) تفسیر فخر الرازی ۲/ ۱۳۶، طبع المکتبۃ المصریہ، المیزان ۵ ج ۳، طبع دار المعرفۃ بیروت، المصباح المیزان فی اللغات۔
(۲) شرح المصباح ۵ ج ۲، طبع المکتبۃ ۵ ج ۵، سلامیہ المیزان۔
(۳) نہایۃ المحتاج ۵ ج ۲، طبع المکتبۃ ۵ ج ۵، سلامیہ المیزان۔

بشارت ۴

قبول کرو۔

حضرت کعب کے قدم میں ہے کہ جب قبولیت تو بہ کی خوش خبری دینے والا آیا تو آپ نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر بشارت دینے والے کو اس کی بشارت کے بدلہ میں پہنا دیا، آپ نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا اور آخرت کے کسی خوش کن امر کی بشارت و مبارک بادی دینا اور بشارت دینے والے کو جعل (انعام) دینا جائز ہے^(۱)۔

حضرت کعب کی حدیث میں خیر کی بشارت دینے میں سبقت کرنے کے جواز کا بیان ہے^(۲)۔

جس شخص کو کسی خوش کن امر کی بشارت دی جائے، اس کے لئے مستحب ہے کہ اللہ کی حمد و ثناء بیان کرے، اس لئے کہ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے جو حضرت عمر بن خطاب کے قتل کے واقعہ کے ذکر میں مقام ذن کے بارے میں مشورہ سے متعلق طویل حدیث میں امام بخاری نے روایت کی ہے، کہ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحب زادہ عبداللہ کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا کہ انہیں بھی ان کے دونوں رفقاء (حنسور انور علیہ السلام اور حضرت ابو بکر صدیقؓ) کے ساتھ ذن ہونے کی اجازت دے دیں، جب حضرت عبداللہ آئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا: کیا جواب لائے؟ عرض کیا جو آپ پسند کر رہے تھے اے میرے مومنین، انہوں نے اجازت مرحمت فرمادی ہے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اھمد اللہ میرے لئے کوئی چیز اس سے زیادہ اہم نہ تھی^(۳)۔

جَنَابِ تَجَرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَقُوا فَلَا يَأْكُلُوا الَّذِي رُزِقُوا مِنْ قَبْلُ وَاتُّوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ^(۱) (بورقین لوگوں کو خوش خبری سنا دیجئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ان کے لئے (بہشت کے) باغات ہیں کہ ان کے نیچے دریا بہہ رہے ہوں گے انہیں جب کوئی پھل کھائے کو دیا جائے گا تو وہ بول انہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں (اس سے) قبل مل چکا ہے اور انہیں وہ (واقعی) دیا ہی جائے گا ملتا جلتا ہوا اور ان کے لئے پاکیزہ عیوان ہوں گی اور وہ ان (بہشتوں) میں ہمیشہ کے لئے ہوں گے)۔ اور اسی طرح احادیث بھی وارد ہیں، مثلاً بخاری و مسلم میں مروی حضرت کعب بن مالک کی تو بہ کے تھوڑے ہی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں: ”میں نے پکارنے والے کو سنا جو بلند آواز سے کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک خوشخبری لو، پھر لوگ ہمیں خوشخبری دینے آئے لگے، میں رسول اللہ ﷺ کا قصد کر کے نکلا لوگ مجھ سے جوق در جوق ملتے اور تو بہ پر مبارکباد پیش کرتے اور کہتے: مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تو بہ قبول فرمائی ہے، یہاں تک کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا، دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں، ارد گرد صحابہ کرام ہیں، حضرت طلحہ بن عبید اللہ اٹھ کر دوڑتے ہوئے آئے، مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی، حضرت کعبؓ حضرت طلحہؓ کی اس گرم جوشی کو نہیں بھولتے تھے، حضرت کعبؓ فرماتے ہیں: پھر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ علیہ السلام کا روئے نور خوشی سے منور ہو رہا تھا فرمایا: ”ابشر بخیر یوم مر علیک منذ ولدلتک امک“^(۲) (تم اپنی زندگی کے سب سے بہتر دن کی خوش خبری

(۱) سورہ بقرہ ۵۵

(۲) الفتوحات الربانیہ ۳۱۶/۱-۳۱۷/۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، حدیث حضرت

کعب بن مالک کی روایت بخاری (فتح ۸/۱۱۳، ۱۱۴) طبع المکتبۃ الاسلامیہ

(۳) ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰ طبع النجاشی نے کی ہے

(۱) صحیح مسلم مع شرح لا بی ۴/۱۷۲ طبع مطبعہ المعادہ مصر۔

(۲) فتح الباری ۸/۱۲۲ طبع المکتبۃ

(۳) الفتوحات الربانیہ ۱۶۶/۱ طبع المکتبۃ الاسلامیہ عمر بن خطاب کے نقل کے

تقریباً حضرت عمرو بن میمون کی حدیث کی روایت بخاری (فتح ۷/۱۱۳ طبع

المکتبۃ) نے کی ہے

بشارت ۵

بحث کے مقامات:

۵۔ قرآن کریم میں بشارت کا ذکر آیا ہے، حدیث نبوی میں بھی بشارت کے کچھ احکام اور بشارت دینے والے کے ساتھ مستحب عمل کا بیان آیا ہے، فقہاء نے ایمان کے باب میں اس کا ذکر کیا ہے۔
کب آداب شرعیہ میں بھی بشارت کا حکم اور کسی امر کی بشارت دینے والے کے ساتھ مستحب عمل بیان ہوا ہے۔



نساء کا اجماع ہے کہ بشارت پھر اول سے ہوتی ہے خود وہ تنہا ہوا دوسرے کے ساتھ، پس اگر کسی شخص نے کبلا میرے غاموں میں سے جو مجھے ایسی خوش خبری دے گا وہ آزاد ہے، پھر اس کے غاموں میں سے ایک یا چند نے اسے خوش خبری دی تو سب سے پہلے (خوش خبری دینے والا آزاد ہوگا) (۱)، فقہاء نے متعدد مقامات پر دیگر مثالیں ذکر فرمائی ہیں (۲)۔

اس کی دلیل وہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابن مسعود کے پاس سے گذرے، وہ قرآن پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "من أحب أن يقرأ القرآن غضا طربا كما نزل فليقرأ بقراءة ابن أم عبد، فابتكر إليه أبو بكر وعمر رضي الله عنهما بالمشارة، فسبق أبو بكر عمر، فكان ابن مسعود يقول: بشروني أبو بكر، وانخروني عمر" (۳) (جو چاہے کہ قرآن اس طرح پڑھتا رہے جس طرح نازل ہوا ہے تو ابن ام عبد کی طرح پڑھے، تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما انہیں بشارت دینے لگے، حضرت ابو بکر حضرت عمر سے پہلے پہنچ گئے، تو حضرت ابن مسعود فرماتے تھے، ابو بکر نے مجھے بشارت دی اور عمر نے مجھے خبر دی)۔

بشارت ہر ایک طرح مستحب ہے اگر اس سے اللہ کی رضا مقصود ہو (۴)۔

(۱) تفسیر القرطبي: آیت "وَنَشِيرُ الْإِنِّسَافُ" کے تحت ۱۳۸/۱ طبع

دارالکتب المصریہ ۱۳۵۳ھ، تفسیر قرطبی ۱۲/۱، مکتبہ المیزان مصریہ

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۳۳/۱۱۳-۱۱۳ طبع بیروت، المیزان ۲۸/۱ طبع دارالمعرفہ بیروت، کشاف القناع ۳۳/۳۲ طبع مکتبہ مصر المدینہ الشریفہ

(۳) حاشیہ ابن عابدین ۳۳/۱۱۳ طبع بیروت، حدیث "من أحب أن... کی روایت احمد (۱/۱ طبع المیزان) اور حاکم (۳/۱۸ طبع دار المعارف الشریفہ) نے کی ہے ذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۴) کشاف القناع ۳۳/۲۹۸-۲۹۹ مکتبہ مصر المدینہ الشریفہ

اجمائی حکم:

۴- انسان کے منہ کے پانی کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ پاک ہے جب تک کہ کوئی نجاست اسے پاک نہ کر دے (۱)۔

بصاق (تھوک) کے بعض مخصوص احکام ہیں، تھوک پھینکنا مسجد میں حرام ہے، اور اس کی دیواروں پر مکر وہ ہے (۲)۔

پس اگر نمازی مسجد میں تھوک دے تو ضروری ہے کہ وہ اسے دفن کر دے، اس لئے کہ مسجد میں تھوکننا غلطی ہے، جس کا کفارہ اس کو دفن کر دینا ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے: "البصاق فی المسجد خطیئة، وکفارتها دفنها" (۳) (مسجد میں تھوکننا خطا ہے اور اس کا کفارہ اس کا دفن ہے)۔

اس سلسلہ میں مشہور یہ ہے کہ تھوک کو مسجد کی مٹی اور ریت میں دفن کر دے اگر مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہو، اگر نہ ہو تو لکڑی یا کپڑے کے ٹکڑے وغیرہ سے یا ہاتھ سے اٹھا کر اس کو باہر نکال دے (۴)۔

اسی طرح مسجد کی دیواروں پر، اپنے سامنے ٹنگریوں پر، چٹانوں کے اوپر یا ان کے نیچے نہ تھو کے، بلکہ اپنے کپڑے کے ایک کنارہ میں تھوک کر کپڑے کو مل لے، اس سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے والا یہ کہ بار بار اور کثرت سے ایسا کرے، اور اگر مسجد کی مٹی میں تھوکا ہو تو ضروری ہے کہ اسے دفن کر دے اور اگر مجبوری کی حالت میں ہو تو چٹانی کے اوپر تھوکنے کے نیچے تھوکنے کی بہت ہلکا ہے، اس لئے کہ چٹانی تو مسجد نہیں ہے لیکن چٹانی کے نیچے کا حصہ مسجد ہے، اور اگر مسجد میں چٹانیاں نہ ہوں تو اسے مٹی میں دفن کر دے، زمین کے اوپر نہ

بصاق

تعریف:

۱- بصاق: منہ کا پانی جب باہر نکل آئے (تھوک)، کہا جاتا ہے: "بصق یبصق بصاقاً"، "بصاق" کو "بزاق" اور "بساق" بھی کہتے ہیں جو بدل کی قبیل سے ہے (۱)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- تفل:

۲- تفل لغت میں صق (تھوکنے) کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: "تفل یتفل یتفل تفلًا"، جب تھوک دے۔

تفل بالضم کا مطلب اس طرح پھونکنا کہ کچھ تھوک بھی نکل آئے، اگر صرف پھونک ہو تو تھوک نہ ہو تو اسے "نفث" نہیں گے، تفل بھی بزاق (تھوک) کے مشابہ ہے، لیکن اس سے کم ہوتا ہے، سب سے پہلے بزاق ہوتا ہے، پھر تفل پھر نفث (پھونک) (۲)۔

ب- لعاب:

۳- وہ تھوک جو منہ سے بہہ جائے (۳)۔

(۱) لسان العرب، ترتیب القاموس المحیط، لمصباح الحیر، بخار الصحاح، مادہ "بصق" و"بزاق"۔

(۲) لسان العرب، مادہ "تفل" مجمع مسلم ص ۳۳۳ المجموع شرح لمحب ص ۹۵ ص ۵۰۔

(۳) الصحاح، بخار الصحاح، ترتیب القاموس المحیط، لمصباح الحیر، لسان العرب، مادہ "لعاب"۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ص ۹۳۔

(۲) الاشیاء وخواصها لابن کیم ص ۷۰، اعلام المساجد بحکام المساجد ص ۸ ص ۳۰۸۔

(۳) حدیث: ۳ البصاق فی المسجد... کی روایت بخاری (الفتح ۱۱/۵ طبع انتقادی) اور مسلم (۱/۳۹۰ طبع المکتب) نے کی ہے۔

(۴) المجموع شرح لمحب ص ۱۰۱، اعلام المساجد بحکام المساجد ص ۸ ص ۳۰۸ ص ۳۰۹۔

بصاق ۳

چھوڑ دے^(۱)۔

اگر مسجد کے علاوہ مقام پر ہو تو اپنے سامنے یا دائیں جانب نہ تھو کے بلکہ اپنے بائیں پاؤں کے نیچے یا بائیں جانب تھو کے^(۲)۔
اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو مسجد کے اندر تھوکتا دیکھے تو اس پر ضروری ہے کہ نکیر کرے اور اگر قدرت ہو تو روک دے، اور اگر کوئی شخص مسجد میں تھوک وغیرہ دیکھے تو مسنون ہے کہ اس کو دفن کر دے یا باہر پھینک دے، اور مستحب ہے کہ اس کی جگہ خوشبو کا دے۔

اور یہ جو بہت سارے لوگ کرتے ہیں کہ اگر تھوک دیا یا تھوک دیکھا تو اس کو اس جوتے کے نچلے حصہ سے رگڑ دیتے ہیں جس سے گندگیوں اور نجاستوں کو روند اہو، یہ حرام ہے، اس لئے کہ اس صورت میں مسجد کی مزا یا پاکی و گندگی لازم آتی ہے۔

ایسا کام کسی کو کرتے ہوئے دیکھنے والے شخص پر اس کی نکیر اپنی شرط کے ساتھ ضروری ہے^(۳)۔

قرآن شریف یا اس کے کسی حصہ کو تھوک سے چھونا جائز نہیں ہے، ہر بچوں کے معلم کی ذمہ داری ہے کہ ان کو ایسا کرنے سے منع کرے^(۴)۔

روزہ دار کے حق میں اس کے احکام میں سے یہ ہے کہ اگر کوئی خود اپنا تھوک جو منہ کے اندر ہی ہو، باہر اٹھنے سے پہلے نکل جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا حتیٰ کہ اگر وہ منہ میں جمع بھی کر لے اور نکل جائے^(۵)۔ اور اگر تھوک منہ سے باہر نکل جائے اور منہ سے جدا

ہو جائے، پھر اس کو منہ میں واپس لا کر نکل جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ

جائے گا، جیسا کہ اگر کوئی کسی دوسرے کا تھوک نکل جائے^(۱)۔

اگر ننگو کرنے یا پڑھنے وغیرہ کے وقت اپنے لعاب سے دونوں ہونٹ تر ہو جائیں اور اسے نکل جائے تو ضرورت کی وجہ سے اس کا روزہ قاصد نہیں ہوگا^(۲)، اور اگر کلی کرنے کے بعد منہ میں تری باقی رہے ہو اس کا تھوک کے ساتھ نکل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا^(۳)۔

اگر درزی نے اپنے تھوک سے دھواگہ کو تر کیا پھر اسے حسب عادت سلامتی کے دوران منہ میں دوبارہ ڈالا تو اگر دھواگہ پر ایسی تری جو طحاہ ہو جائے نہ ہو تو اپنے تھوک کے نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، برخلاف اس کے کہ تری حد اہو جانے والی ہو^(۴)۔



(۱) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۱۱۵، فتح المصابیح ۱/۲۱۶۔

(۲) المغنی لابن قدامہ ۲/۲۱۳، طبع ریاض المسدد، قلیوبی و عمیرہ ۱/۹۳، المجموع شرح المہذب ۳/۱۰۰۔

(۳) المجموع شرح المہذب ۳/۱۰۱، اعلام المساجد بحکام المساجد ۳/۳۰۸۔

(۴) حاشیہ البنانی علی شرح الترمذی علی مختصر فہم ۱/۳۰۔

(۵) شرح الترمذی علی مختصر فہم ۳/۲۰۵، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر

۱/۵۲۵، الفواکیر المدنیہ ۲/۵۵۵، الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳۔

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳۔

(۲) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳، رد المحتار علی الدر المختار ۲/۱۰۱، طبع دار احیاء التراث العربیہ۔

(۳) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳، رد المحتار علی الدر المختار ۲/۹۸، طبع دار احیاء التراث العربیہ۔

(۴) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳، رد المحتار علی الدر المختار و حاشیہ ابن عابدین ۲/۹۸، ۱۰۱، طبع دار احیاء التراث العربیہ، المجموع شرح المہذب ۳/۱۰۸، قلیوبی و عمیرہ ۲/۵۷۔

تیزوں سے نگاہ نیچی رکھنا واجب ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ بَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكُمْ أَزْكٰى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ، وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ بَعْضَضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ“ (۱) (آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے حق میں زیادہ مفائی کی بات ہے بے شک اللہ کوسب کچھ خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں، اور آپ کہہ دیجئے ایمان والیوں سے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”نظر“ اور ”عورة“۔

بحث کے مقامات:

۶- نگاہ کے احکام متحدہ مقامات پر ہیں، چند یہ ہیں: نگاہ پر جنابت، اس سلسلہ میں دہت، کوہ کے چٹا ہونے کی شرط، ماجینا کی شہادت، اس کا تحس اور ادائیگی، منصب قضا پر فائز ہونے والے کے لئے چٹا ہونا اور ہمیشہ چٹا رہنا، جو قاضی ماجینا ہو جائے اس کے حکم کا نفاذ، نماز میں ابھر ابھر متوجہ ہونا، نماز کے باہر دعائیں آسمان کی طرف دیکھنا، پیغام نکاح جسے دینے کا ارادہ ہوا سے دیکھنے کا جواز اور حرام تیزوں سے نگاہ نیچی رکھنا۔

فقہاء نگاہ کے احکام کی تفصیل ”جنایات، ریات، شہادت، قضاء، نماز اور نکاح“ کے مباحث میں اس طرز پر کرتے ہیں جو اجمالی حکم اور اس کے مقامات میں مذکور ہوا۔

لِتَحْفَظْنَ أَبْصَارَهُمْ“ (۱) (ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اپنی نمازوں میں آسمان کی جانب اپنی نگاہیں اٹھاتے ہیں، پھر آپ ﷺ کا یہ جملہ اس قدر سخت ہو گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یا تو وہ اس سے بالکل باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی)۔

مالکیہ فرماتے ہیں: آسمان کی جانب نگاہ اٹھانا اگر آسمان کی نشانیوں سے نصیحت و ہجرت حاصل کرنے کے لئے ہو تو مکروہ نہیں ہے (۲)۔

نماز میں بلا ضرورت آنکھیں موندنا بھی مکروہ ہے، اس بابت کسی اختلاف کا ظہور نہیں ہے۔

نماز کے باہر دعائیں آسمان کی جانب نگاہ اٹھانے کا حکم:

۴- شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ نماز کے باہر دعائیں آسمان کی جانب نگاہ اٹھانا اولیٰ ہے، شافعیہ میں سے امام غزالی فرماتے ہیں: دعا کرنے والا اپنی نگاہ آسمان کی طرف نہیں اٹھائے گا (۳)۔

ایسی چیز سے نگاہ نیچی کرنا جو حرام ہے:

۵- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں ان سے نیچی رکھیں جو ان پر حرام ہیں، سوائے ان خصوص کے جن کا دیکھنا ان کے لئے مباح ہے، پس اگر اتفاقی طور پر بغیر ارادے کے کسی ایسی چیز پر نگاہ پڑ جائے جس کا دیکھنا حرام ہے تو اس سے تیزی کے ساتھ اپنی نظر پھیر لینی چاہئے، اس لئے کہ نگاہی دل کا پہلا دروازہ اور رہنما ہے، تمام خرمات اور فتنہ کا اندیشہ رکھنے والی

(۱) حدیث: ”ما بال اھوام“ کی روایت بخاری (اصح ۲۳۳ طبع

المنقیہ) نے کی ہے۔

(۲) الدوسقی ۱/ ۲۵۳۔

(۳) نہایہ الحجاج ۱/ ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۵۵۔

(۱) سورہ نور ۲۴/ ۳۰ دیکھئے تقریبی ۲۴/ ۳۲۔

بضاعت

دیکھئے: "لبضاعت"۔

بُضْع

دیکھئے: "فزع"۔

بطلانہ

تعریف:

۱- بطلانہ لغت میں بے روزگاری کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: "بطل العامل، أو الأجير عن العمل" یعنی کارکن یا مزدور بے روزگار ہو گیا، ایسے شخص کو "بطل" یعنی بے روزگار کہا جاتا ہے جس کی "بطلانہ" بے روزگاری (بائپر زیر کے ساتھ) واضح ہو، اور تعلقات کے بعض شامین نے (بائپر زیر بھی) نقل کیا ہے اور اسے ہی زیادہ فصیح بتایا ہے، اور کہا جاتا ہے: "بطل الأجير من العمل، يبطل بطلانہ وبطلانہ" یعنی مزدور بے روزگار رہا، اور ایسا شخص "بطل" کہلاتا ہے^(۱)۔

اصطلاحی معنی لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

اس کا شرعی حکم:

۲- بے روزگاری کا حکم مختلف احوال کے مطابق علاحدہ علاحدہ ہے، مثلاً:

کام کی قدرت نیز اپنی اور اپنے زیر کفالت افراد کی غذا کے لئے آمدنی کی ضرورت کے باوجود بے روزگاری، خواہ یہ عبادت کے لئے فراغت کی خاطر ہو، حرام ہوگی، حدیث میں ہے: "إن الله يكره



(۱) المصباح الحیر، لسان العرب، مفردات المرغب، لا منہائی، ماہ "بطل"۔

الرجل البطل“ (۱) (بے شک اللہ بے روزگاری کو ناپسند کرتا ہے)، اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ: ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ“ (۲) (بے شک اللہ پیٹھ در موئن بند کو محبوب رکھتا ہے)، اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ”إِنِّي لَأَمَقْتُ الرَّجُلَ فَاذْغَا لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِ دُنْيَا وَلَا آخِرَةِ“ (۳) (میں ایسے بے کار شخص سے نفرت کرتا ہوں جو دنیا یا آخرت کے کسی کام میں نہ ہو)، شعب بنیتی میں ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر سے پوچھا گیا: دنیا میں سب سے بڑی چیز کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: البطالة (بے روزگاری)۔

آمدنی کی عدم ضرورت کے باوجود سستی و لا پرواہی کی وجہ سے بے روزگاری اختیار کرنا بھی مکروہ ہے، اور بے روزگاری کے لئے باعث عیب ہے، کسی عذر مثلاً پیرانہ سال اور کسی آفت کے سبب عدم استطاعت کی وجہ سے اگر بے روزگاری ہو تو اس میں نہ گناہ ہے اور نہ کراہت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا“ (۴) (اللہ کسی کو ذمہ دار نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق)۔

(۱) حدیث: ”إِنَّ اللَّهَ يَكْرَهُ الرَّجُلَ الْبَطَالَ“ کے بارے میں زکریٰ نے کہا مجھے نہیں لی، اسی کے مثل لکائی میں ہے (کشف المصابیہ ص ۲۹۱ طبع مؤسسۃ الرسالہ دہلی)۔

(۲) حدیث: ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ“ کوئی شی نے الجمع میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ طبرانی نے الکبیر اور الوسيط میں اس کو روایت کیا ہے اس میں ماسم بن عبد اللہ داؤدی ضعیف ہے (جمع المروئک ص ۶۲ طبع القدی)۔

(۳) حضرت ابن مسعود کے ہاں ”إِنِّي لَأَمَقْتُ الرَّجُلَ فَاذْغَا...“ کوئی شی نے الجمع میں درج کیا ہے اور کہا کہ طبرانی نے الکبیر میں اس کو روایت کیا ہے اس میں ایک روایت کا انہیں لیا گیا ہے بغیر روایت ہے ”(جمع المروئک ص ۶۳ طبع القدی)۔

(۴) سورہ بقرہ ۲۸۶۔

توکل بے روزگاری کا داعی نہیں:

۳- توکل بے روزگاری کی دعوت نہیں دیتا، توکل تو ضروری ہے، لیکن اس کے ساتھ اسباب اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

مروی ہے کہ ایک مہاجر نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی اونٹنی چھوڑ دوں اور توکل کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اعقلها وتوکل“ (۱) (اس کو باندھ لو اور توکل کرو)، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ“ (۲) (بے شک اللہ روزگار کرنے والے مومن سے محبت کرتا ہے)۔

حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے تو پوچھا: تم لوگ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم لوگ توکل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ تم لوگ توکل سے عاری ہو، توکل کرنے والا تو وہ ہے جو زمین میں اپنا دانہ ذل دے پھر اپنے رب پر بھروسہ کرے، لہذا طلب معاش اور تہویر الہی کے مطابق اسباب اختیار کرنا ترک توکل نہیں ہے، توکل تو دل سے ہوتا ہے، اور ترک توکل یہ ہے کہ انسان اللہ سے غافل ہو کر اسباب ہی پر پورا تکیہ کر لے اور مسبب الاسباب کو بھول بیٹھے، حضرت عمرؓ جب کسی خاص علامت والے شخص کو دیکھتے تو پوچھتے: کیا اس کا کوئی پیشہ ہے؟ اگر کہا جاتا: نہیں، تو وہ ان کی نگاہ سے گر جاتا (۳)۔

(۱) حدیث: ”اعقلها وتوکل“ کی روایت ترمذی (۶۶۸ ص ۶۶۸ طبع المجلد) نے حضرت ابن عباسؓ سے کی ہے اور ابن جہان (سوارہ البلدان ص ۶۳۳ طبع انتقید) نے حضرت مروان امیر سے کی ہے عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے (فیض القدیر ص ۸۲ طبع المکتبۃ النجاریہ)۔

(۲) اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے (دیکھئے فقرہ نمبر ۲)۔

(۳) فیض القدیر ص ۲۹۰-۲۹۱، رقم: ۱۸۷۳، محترف وہ شخص ہے جو صنعت، تجارت اور زراعت وغیرہ کے ذریعہ طلب معاش کے لئے کوشش کرے یہ توکل کے متعلق نہیں ہے۔

عبادت بے روزگاری کے لئے وجہ جواز نہیں:

۴- فقہاء کی رائے ہے کہ عبادت بے روزگاری کے لئے وجہ جواز نہیں، اور اسلام عبادت کے لئے فراغت کے مقصد سے بے روزگاری کو پسند نہیں کرتا، کیونکہ اس میں دنیا کو بے کار چھوڑنا ہے، حالانکہ اس میں سچی وجہ کا اللہ نے اپنے بندوں کو علم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ" (۱) (سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اللہ کی (دی ہوئی) روزی میں سے کھاؤ (پو))، اور ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ" (اے ایمان والو جب جمعہ کے دن اذان کی جائے تو چل پڑا کرو اللہ کی یاد کی طرف، اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو)، اور اس کے بعد فرمایا: "إِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ" (۲) (پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین پر چلو پھرو اور اللہ کی روزی تلاش کرو)۔

اور مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گذر ایک شخص کے پاس سے ہوا، صحابہ کرام نے اس کے متعلق آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ راتوں کو نماز پڑھتا ہے، اور دن میں روزے رکھتا ہے، اور پوری طرح عبادت کے لئے یکسو ہے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کون اس کی کفالت کرتا ہے؟ صحابہ نے کہا کہ ہم سب، آپ ﷺ نے فرمایا: "كُلُّكُمْ فَضْلٌ مِنْهُ" (۳) (تم میں سے ہر ایک اس سے بہتر ہے)۔

(۱) سورہ ملک ۱۵۱

(۲) سورہ جمعہ ۱۰

(۳) حدیث: "كُلُّكُمْ فَضْلٌ مِنْهُ..." کی روایت ابن قتیہ نے عیون الاخبار (۲۶۱) طبع مطبعہ دارالکتب المصریہ میں حضرت مسلم بن یار سے کی ہے اور ان کے ارسال کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔

بے روزگاری کے نفع کے مطالبہ پر بے روزگاری کا اثر:

۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ ممانے کی صلاحیت کے باوجود بے روزگاری بننے والے بچے کا نفع اس کے باپ پر واجب نہیں ہے، اس لئے کہ وجوب نفع کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ وہ ممانے سے عاجز ہو، اور ممانے سے عاجز وہ شخص کہلائے گا جس کے لئے جائزہ و وجہ و مسائل کے ذریعہ اپنی معیشت کا حصول ناممکن ہو، اور قدرت رکھنے والا شخص اپنی قدرت کی وجہ سے بے نیاز ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ ممانے اور اپنی ذات پر شرف کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اور ایسی مجبوری کی حالت میں نہیں ہوتا جس میں بلاکت درپیش ہو (۱)۔

زکاۃ کا مستحق ہونے میں بے روزگاری کا اثر:

۶- ممانے کی قدرت رکھنے والا شخص کام کا مکلف ہوتا ہے تاکہ اپنی ضروریات خود پوری کر سکے اگر کوئی شخص اپنی ذاتی کمزوری کی وجہ سے ممانے سے عاجز ہو مثلاً بچہ ہو، عورت یا کم عقل یا بزرگ یا مریض ہو، اور اس کے پاس موروثی مال بھی نہ ہو جس سے اس کی ضرورت پوری ہو سکے تو ایسا شخص اپنے خوش حال اقارب کے زیر کفالت رہے گا، اور اگر اس کی ضرورت کے بعد کفالت کرنے والا کوئی شخص نہ ہو تو اس کے لئے زکاۃ لیا جائے گا، اللہ کے دین میں اس کے لئے کوئی جہی نہیں ہے (۲)۔

اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح "زکاۃ"۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲ ص ۶۷۰ اور اس کے بعد کے صفحات، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت، حاشیہ المدنی علی المشرح الکبیر ج ۲ ص ۵۱۸، ۵۲۳ طبع مکتبہ المدنی مصر، نہایت المحتاج ص ۲۰۹، ۲۰۱ طبع مکتبہ الاسلامیہ، کشاف القناع ج ۱ ص ۲۸۱، ۲۸۵ طبع مکتبہ العصر لدہ۔

(۲) البدیع ج ۲ ص ۵۸، الخرش ج ۲ ص ۲۱۵، المجموع ج ۶ ص ۱۹۲، المغنی ج ۲ ص ۵۲۵، و سوال والی بیروت ص ۵۵۶۔

روزگار نہ ہونے کی وجہ سے حکومت اور معاشرہ کی جانب سے بے روزگاروں کی کثالت:

۷۔ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ ان غریب مسلمانوں کی کثالت حکومت کی ذمہ داری ہے جو بے کس، بلا وارث، یا قیدی ہوں، اور نہ تو ان کے پاس اپنے اوپر خرچ کرنے کے لئے کچھ ہے، اور نہ ان کا رب ہیں جن پر ان کے نفقہ کا بار آئے تو ان کے خرچ، کپڑے، دو اخلاق کی فیس اور میت کی تعمیر و تدفین وغیرہ کی فراہمی بیت المال سے کی جائے گی (۱) تفصیل کے لئے دیکھئے: ”بیت المال“ کی اصطلاح۔

بطائے

تعریف:

۱۔ بطائے: ”بطانة الثوب“، وہ کپڑا جسے اندر سے حفاظت کے لئے اکایا جائے (ستر)، یہ لفظ ”ظہارۃ“ (دو تہہ کپڑے کے اوپر کا حصہ) کے برعکس ہے۔ ”بطانة الرجل“: کسی شخص کے حاشیہ نشیں یا قریبی لوگ، ”ابطنت الرجل“ کا مطلب ہے تم نے اسے اپنے خواہ میں بنالیا، حدیث شریف میں ہے: ”ما بعث الله من نبي ولا استخلف من خليفة الا كانت له بطانتان: بطانة تأمرة بالمعروف وتحضه عليه، وبطانة تأمره بالشر وتحضه عليه، فالمعصوم من عصمه الله تعالى“ (۱) (اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اور جس کو خلیفہ بنالیا اس کے دو ”بطائے“ (رازدار) رہے ہیں، ایک اسے معروف کا حکم دیتا اور اس پر آمادہ کرتا ہے، اور دوسرا اسے برائی کا حکم دیتا اور اس کی ترغیب دیتا ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ چاہے وہی محفوظ رہ سکتا ہے)۔

یہ مصدر ہے جو واحد اور جمع دونوں میں مستعمل ہے۔

بطائے اصطلاح میں انسان کے ان خواہ مقررین کو کہا جاتا ہے جنہیں دو اپنا راز دار بنانا ہے (۲)۔



(۱) حدیث: ”ما بعث الله من نبي...“ کی روایت بخاری (صحیح ۱۸۹/۱۳)

طبع المستقر نے کی ہے۔

(۲) ترتیب القاموس: مادہ ”بطن“۔

(۱) قلیوبی ۲/۴۹۲، ۴۹۵، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱

متعلقہ الفاظ:

الف- حاشیہ:

۲- حاشیہ: یہ لفظ ”حواشی الثوب“ (پنرے کے کنارے) کا واحد ہے، چھوٹے اونٹ کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے، نیز کتاب کے صفحات کے کنارے لکھی جانے والی تحریر کو بھی حاشیہ کہا جاتا ہے۔

اصطلاح میں حاشیہ انسان کے وہ فریضہ کہلاتے ہیں جو اس کے اصول اور فروع کے علاوہ ہوں جیسے بھائی اور چچا^(۱)۔

ب- اہل شوریٰ:

۳- شوریٰ ”تشاور“ کا اسم مصدر ہے، اور ”اہل شوریٰ“ وہ اہل الرائے ہیں جو مشورہ طلبی پر مشورہ دیتے ہیں، یہ کبھی خواص میں سے ہوتے ہیں یا ان کے علاوہ اہل الرائے میں سے بھی ہوتے ہیں^(۲)۔

بطانے سے متعلق احکام:

اول: بطانے بمعنی انسان کے خواص:

صالح خواص کا انتخاب:

۴- شوریٰ چونکہ شریعت کے اصولوں اور اسلامی حکومت کے لوازم میں سے ہے اور عام رواج یہی ہے کہ انسان اپنے خواص پر بھروسہ کرتا ہے، اس لئے مسلم سربراہوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے صالح خواص کا انتخاب کریں جو اصحاب امانت بقوتی اور اللہ کی خشیت رکھنے والے ہوں۔

ابن خوزینہ مند فرماتے ہیں: سربراہوں پر ضروری ہے کہ وہ علماء سے ان دینی امور میں مشورہ کریں جن سے وہ واقف ہوں اور جن میں انہیں مشکلات پیش آئیں، جنگی امور میں سربراہان فوج سے

(۱) اصحاب۔

(۲) القرطبی ۳/۲۳۹۔

مشورہ کریں، مفاد عامہ سے متعلق امور میں معززین عوام سے مشورہ کریں، اور ملکی مصالح و باز آباد کاری سے متعلق امور میں وزراء و عمال اور تنظیمین سے مشورہ کریں^(۱)۔

ماوردی کی ”احکام السلطانیہ“ میں فرانس امام کے تذکرہ کے ضمن میں آیا ہے کہ لائق امانت داروں کا انتخاب کیا جائے، اور جو کام ان کے سپرد کئے جائیں اور جو موبل ان کے حوالہ کئے جائیں ان میں خیر خواہوں کو ذمہ دار بنایا جائے، تاکہ لیاقت کی وجہ سے کام عمدہ ہو اور اصحاب امانت کے پاس موبل محفوظ ہوں^(۲)۔

صحیح حدیث میں ہے: ”إذا أراد الله بالأمير خيراً جعل له وزير صدق، إن نسي ذكره، وإن ذكر أعانه، وإن أراد غير ذلك جعل له وزير سوء، إن نسي لم يذكره، وإن ذكر لم يعنه“^(۳) (اللہ تعالیٰ جب کسی سربراہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے خالص وزیر مہیا فرمادیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اسے یاد دلاتا ہے، اور اگر اسے یاد ہو تو اس کی معاونت کرتا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے بدکردار وزیر مہیا فرمادیتا ہے، جو اسے بھولنے پر یاد نہیں دلاتا ہے، اور اگر یاد رہے تو معاونت نہیں کرتا ہے)۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ما بعث الله من نبي ولا استخلف من خليفة إلا كانت له بطانان: بطانة تأمره بالخير وتحضه عليه، وبطانة تأمره بالشر وتحضه عليه، فالمعصوم من عصمه“

(۱) تفسیر القرطبی ۳/۲۵۱، ۲۵۰۔

(۲) الاحکام السلطانیہ للماوردی ص ۱۲، ۱۳۔

(۳) حدیث: ”إذا أراد الله بالأمير خيراً...“ کی روایت ابوداؤد (۳/۳۲۵) طبع عزت عید دھاس نے کی ہے، مورثوی نے ریاض الصالحین میں اس کی سند کو حیدر اردبیل ہے (ص ۳۷۷ طبع المرسال)۔

اللہ تعالیٰ“ (۱) (اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے یا کسی کو خلیفہ بناتا ہے تو اس کے وہ خواہش ہوتے ہیں، ایک اسے شہر کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے، اور دوسرا اسے شہر کا حکم دیتا ہے اور اس پر آمادہ کرتا ہے، محفوظ وہ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا ہے)۔

غیر مومنین میں سے خواہش کا انتخاب:

۵- علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں کے سربراہوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کفار و منافقین کو خواہش بنائیں جنہیں وہ اپنے راز اور اپنے دشمنوں سے متعلق مخفی امور سے آگاہ کریں، اور معاملات میں ان سے مشورہ کریں، کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور ان کے امن و امان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے قرآن کریم نے مومنوں کو منع کیا ہے کہ وہ غیر مومنین کو جو دین و عقیدہ میں ان کے مخالف ہیں، اپنا دوست بنائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خِيَالًا وَدُورًا مَا عَنْتُمْ فَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ الْفَضَاءُ مِنْ أَقْوَاهُمْ وَمَا تَنْخِفُونَ مِنْهُمْ أَذُنًا قَدْ بَيْنَا لَكُمْ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ“ (۲)

(اے ایمان والو! اپنے سوا (کسی کو) گہرا دوست نہ بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ نساہ کرنے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھتے، اور تمہارے دکھ پہنچنے کی آرزو رکھتے ہیں، بغض تو ان کے منہ سے ظاہر ہو پڑتا ہے اور جو کچھ ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں وہ اور بھی بڑھ کر ہے، ہم تو تمہارے لئے نشانیاں کھول کر ظاہر کر چکے ہیں، اگر تم عقل سے کام لینے والے ہو)۔

اور ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَيَنَادُونَ أَنْ تُمْنُوا بِاللَّهِ وَرَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسْرِوْنَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَمْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ“ (۱) (اے ایمان والو! تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنالیا کہ ان سے محبت کا اظہار کرنے لگو اور آنحضرتؐ کیلئے تمہارے پاس جو (دین) حق آچکا ہے اس کے وہ منکر ہیں، رسول کو اور خود تم کو اس بنا پر شہر بدر کر چکے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے ہو، اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رشا کی تلاش میں نکلے ہو تم ان سے چپکے چپکے محبت کرتے ہو، اور مجھے خوب ظلم ہے جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کر کے کرتے ہو، اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ رادر است سے جنگ لیا)۔

اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کو منع فرمایا ہے کہ وہ مومنین کے علاوہ دوسروں کو خواہش بنائیں جنہیں اپنے رازوں سے واقف کریں، اور مسلمانوں کے مخفی امور ان پر آشکارا کریں، ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ“ (۲)

(اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ)، اس معنی میں بہت ساری آیات ہیں، اور برے خواہش کے سلسلہ میں حدیث پیچھے گنہ رچی۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا گیا کہ اہل حیرہ سے تعلق رکھنے والا ایک لڑکا حافظ اور کاتب یہاں ہے،

(۱) سورہ مجتہدہ ۱۱

(۲) سورہ مائدہ ۵۴

(۱) حدیث کی تخریج (فقہ نمبر ۱) میں گذر چکی ہے

(۲) سورہ آل عمران ۱۱۸

میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے، مطلب یہ ہے کہ اگرچہ وہ تم سے جنگ نہیں کرتے لیکن مکر فریب میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ہیں^(۱)۔
مردی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ایک ذمی کو کاتب بنایا تو حضرت عمرؓ نے انہیں تنبیہ کی اور یہی آیت پڑھی، حضرت عمرؓ سے یہ بھی قول مردی ہے کہ اہل کتاب کو عامل (گورنر) نہ بناؤ، وہ رشورت کو حامل رکھتے ہیں، اپنے معاملات اور اپنی رعایا پر ایسے لوگوں کو مقرر کرو جو اللہ سے ڈرتے ہوں۔

دوم: کپڑے کا اندرونی حصہ:

ایسے کپڑے پر نماز جس کا اندرونی حصہ ناپاک ہو:

۶- مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور محمد بن حسن کی رائے یہ ہے کہ ایسے کپڑے پر نماز درست ہے جس کا اوپری حصہ پاک اور اندرونی ناپاک ہو، کیونکہ ایسی صورت میں نمازی نہ تو ناپاک کپڑے کو اٹھائے ہوا ہے، نہ اسے پہنے ہوا ہے اور نہ نہاست اس کو لگی ہے، تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ ایسے فرش پر نماز پڑھے جس کا ایک کنارہ ناپاک ہو یا وہ کپڑا کسی ناپاک پر بچھا ہوا ہو۔

حنفیہ میں سے امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ ایسے کپڑے پر نماز درست نہیں ہوگی، کیونکہ جگہ ایک ہے، اس لئے اس کے اندرونی اور ظاہری حصے کا حکم ایک ہوگا^(۲)۔

مرد کے لئے ایسے کپڑے پہننے کا حکم جن کا اندرونی حصہ ریتھی ہو:

۷- فقہاء کی رائے ہے کہ مرد پر ایسا کپڑا پہننا حرام ہے جس کا

اچھا ہونا کہ آپ اسے کاتب بنالیتے؟ آپ نے فرمایا: جب تو میں مومنین کے علاوہ کورازوں بنانے والا ہو جاؤں گا^(۱)، ابن کثیر کہتے ہیں: اس آیت کے ساتھ روایت میں اس بات کی دلیل ہے کہ اہل ذمہ سے کتابت (تحریر لکھنے) کا کام لیا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے مسلمانوں پر غلبہ پانے اور ان کے اہم رازوں سے باخبر ہوجانے کی راہ کھلتی ہے، جس سے اندیشہ ہے کہ وہ ان امور کا جنگی دشمنوں میں افشا کرویں^(۲)، سیوطی نے کیا ہر اسی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: آیت کریمہ ”لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ“ میں اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کے کسی بھی معاملہ میں اہل ذمہ سے تعاون لیا جائز نہیں ہے^(۳)۔

اس آیت کی تفسیر میں قرطبی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حتی کے ساتھ کفار کی جانب میلان سے منع فرمایا، اور اس سے مصلہ پہلے فرمایا گیا: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن فِطْرَتَكُمْ فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ“^(۴) (اے ایمان والو اگر تم ان لوگوں میں سے کسی گروہ کا کہاں مان لو گے انہیں کتاب دی جا چکی ہے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے پیچھے تمہیں کافر بنا چھوڑیں گے)، اس آیت میں مومنین کو منع کیا گیا کہ وہ کافریں اور شواہش پر تنوں کو مٹل انداز اور مقرب بنائیں، ان سے رائے مشورہ کریں اور کام ان کے سپرد کریں، پھر اللہ نے وہ بتائی جس کے پیش نظر یہ حکم دیا گیا، فرمایا: ”لَا يَأْتِيَنَّكُمْ خِيَلًا“ (وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھتے) یعنی وہ تمہیں بگاڑنے

(۱) حضرت عمر بن خطاب کے لڑکی روایت ابن ابی حاتم نے کی ہے جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے (۲/۱۱۱، ۱۱۲ طبع دار الفکر)۔

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱/۳۳۳۔

(۳) لؤلؤ للسیوطی ص ۵۶۔

(۴) سورہ آل عمران ۷۰۔

(۱) تفسیر القرطبی ۳/۸۷۸۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۱/۳۲۰-۳۲۱، مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۱۲۹، مفتی محمد امجد علی دہلوی ص ۵۷، شرح الفرقانی ۱/۹۰۔

اندرونی حصہ ریشم کا ہو، کیونکہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا تلبسوا الحریر، فإنه من لبسه فی الدنیا لم یلبسه فی الآخرة“ (۱) (ریشم مت پہنو، جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا)۔

کشاف الثنائ میں مروی پر ریشم کی حرمت اور حدیث بالا سے استدلال کے بعد تحریر ہے کہ خواہ ریشم اندرونی حصہ میں ہو، اس لئے کہ حدیث میں ممانعت عام ہے، لیکن مالکیہ نے اندرونی حصہ کے ریشم کو اس وقت حرام قرار دیا ہے جب وہ زیادہ ہو جیسا کہ قاضی ابوالولید کی رائے ہے۔

حنفیہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے جیسا کہ حاشیہ ابن عابدین میں الفتاویٰ الہندیہ کے حوالہ سے منقول ہے، اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اندرونی حصہ مقصود ہوتا ہے (۲)۔ اور حنفیہ کے نزدیک جب لفظ کراہت مطلقاً لا جائے تو کراہت تحریمی مراد ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل اصطلاح ”حریر“ میں دیکھی جائے۔



بطلان

تعریف:

۱۔ لغت میں بطلان کا معنی: ضیاع و نقصان یا حکم کا سقوط ہے، کہا جاتا ہے: ”بطل الشيء یبطل بطلا و بطلانا“، یعنی ضائع و نقصان ہونا یا حکم کا ساتھ ہونا، بطلان کا ایک معنی یہ ہونا بھی ہے (۱)۔

اس کا اصطلاحی معنی عبادات اور معاملات میں علاحدہ علاحدہ ہے۔ عبادات کے باب میں بطلان کا معنی ہے کہ عبادت کا اعتبار نہ ہو، گویا اس کا وجود ہی نہ ہو جیسے کوئی شخص بغیر وضو نماز پڑھے (۲)۔

معاملات کے باب میں بطلان کا مفہوم حنفیہ کے نزدیک دوسروں سے مختلف ہے، حنفیہ کے نزدیک مفہوم یہ ہے کہ معاملات اصل اور ہدف دونوں اعتبار سے غیر مشروع طریقہ پر انجام پائیں، بطلان کے نتیجے میں تصرفات پر احکام مرتب نہیں ہوتے ہیں، اور وہ تصرفات ایسے اسباب نہیں بن پاتے جو ان پر مرتب ہونے والے احکام کے لئے مفید ہوں، چنانچہ معاملہ کے بطلان سے دنیاوی مقصود سے حاصل نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ معاملہ کے نتائج اس پر مرتب نہیں ہوتے (۳)۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہر: ”بطل“، المجلد ۱۰، ص ۲۱۵۔

(۲) جمع الجوامع ۱/ ۵۰۵، دستور فقہاء ۱/ ۲۵۱، کشف و اسرار ۱/ ۲۵۸۔

(۳) کشف و اسرار ۱/ ۲۵۹-۲۵۸، المحصر فی الفقہ ۲/ ۲۵۳، السنوی علی اربعہ اوی ۱/ ۵۸، البدع ۱/ ۵۷، المجموع علی التوضیح ۲/ ۲۳۳، کشاف اصطلاحات الفنون ۱/ ۳۸، درر الحکام ۲/ ۱۰۳، کتاب اول ص ۱۰۳، مادہ ۱۰۹، حاشیہ ابن عابدین ۲/ ۲۲۳، الخطاب ۱/ ۵۰۵، المجموع ۲/ ۳۸، کشاف القناع ۱/ ۳۸۱۔

(۱) حدیث: ”لا تلبسوا الحریر“۔ مکی روایت بخاری (صحیح ۱۰/ ۲۸۳ طبع الشریعہ) اور مسلم (۳/ ۱۳۲ طبع المکتبہ) نے کی ہے۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۲/ ۲۲۳، الخطاب ۱/ ۵۰۵، المجموع ۲/ ۳۸، کشاف القناع ۱/ ۳۸۱۔

بطان ۲-۵

غیر حنفیہ کے نزدیک بطلان کی تعریف وہی ہے جو فساد کی ہے، یعنی معاملہ اس طور پر انجام پائے کہ وہ اصل یا وصف یا دونوں اعتبار سے غیر مشروع ہو۔

متعلقہ الفاظ:

الف- فساد:

۲- جمہور (یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ) کے نزدیک فساد بطلان کے مرادف ہے، لہذا فساد اور باطل ہر دو کا اطلاق ایسے فعل پر ہوگا جس کا قیاس شریعت کے مخالف ہو، ایسے فعل پر اثرات مرتب نہیں ہوتے اور عبادات میں قضا ساقط نہیں ہوتی۔

یہ حکم مجموعی طور پر ہے ورنہ بعض ابواب فقہ جیسے حج، عاریت، کتابت اور طلع^(۱) میں بطلان و فساد کے درمیان فرق بھی پایا جاتا ہے، اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

حنفیہ کے نزدیک معاملات کے باب میں فساد اور بطلان کے مفہوم میں باہم فرق ہے، چنانچہ بطلان کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فعل اپنے ارکان میں سے کسی رکن یا شرائط انعقاد میں سے کسی شرط میں خلل کی وجہ سے شریعت کے مخالف ہو۔

اور فساد کا مفہوم یہ ہے کہ فعل اپنی صحت کی شرائط میں سے کسی شرط میں شریعت کے مخالف ہو خواہ وہ اپنے ارکان اور شرائط انعقاد میں شرع کے موافق ہو^(۲)۔

(۱) جمع الجوامع ۱/ ۱۰۵، المنہج فی القواعد للدرستی ۳/ ۷۷، الاشیاء للسیوطی ۱/ ۳۱۲، القواعد والموادک اصولیہ ۱/ ۱۱۰۔

(۲) الخراج علی الخراج ۲/ ۳۲، درر الحکام ۱/ ۳۳۸، ۱۰۸، حکام الامامی ۱/ ۶۷-۶۸، کشف الاسرار ۱/ ۲۵۸، البدیشی ۱/ ۵۷-۵۸، جمع الجوامع ۱/ ۱۰۱، ۱۰۰۔

ب- صحت:

۳- صحت لغت میں سالمی کو کہتے ہیں، صحیح مریض کی ضد ہے۔ اصطلاح میں صحت کا مفہوم یہ ہے کہ فعل شریعت کے موافق واقع ہو، اس طور پر کہ تمام ارکان و شرائط پائی جائیں۔

معاملات میں اس کا اثر یہ ہے کہ تصرف پر اس کا مطلوبہ نتیجہ مرتب ہو، جیسے خرید و فروخت میں سامان سے استفادہ حلال ہو جائے اور نکاح میں لطف اندوزی درست ہو جائے۔

عبادات میں اس کا اثر یہ ہے کہ عبادت کے عمل سے قضا ساقط ہو جائے^(۱)۔

ج- انعقاد:

۴- انعقاد حنفیہ کے نزدیک صحت اور فساد دونوں کو شامل ہوتا ہے، یہ تصرف کے ابتداء کا شرط عام لازم مربوط ہوتا ہے، یا یہ ایجاب اور قبول میں سے ہر ایک کا دوسرے سے شرعی طریقہ پر متعلق ہونے کا نام ہے کہ جس کا اثر ان دونوں کے تعلقات میں ظاہر ہو۔

اس مقدمہ فاسد اپنی اصل سے منعقد اور اپنے وصف سے فاسد ہوتا ہے، یہ مفہوم حنفیہ کے نزدیک ہے، اور اس طرح انعقاد بطلان کی ضد ہے^(۲)۔

دنیا میں تصرف کے بطلان اور آخرت میں اس کے اثر کے بطلان کے درمیان تلازم کا نہ ہونا:

۵- احکام دنیا میں کسی تصرف کی صحت یا بطلان اور آخرت میں اس

(۱) الخراج علی الخراج ۱/ ۳۱۹، ۳۲۲، کشف الاسرار ۱/ ۲۵۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ابن ماجہ ۲/ ۹۷، ۵، ۲۷۳، شرح الجملہ للاکاسی ۱/ ۷۳، الذخیرہ ۱/ ۶۲، اعلام الموقعین ۳/ ۱۱۰، ۱۱۱۔
(۲) الخراج علی الخراج ۲/ ۳۲، درر الحکام ۱/ ۳۳۸، ۱۰۳، فتح القدیر ۵/

بطان ۶

کے اثر کے بطان کے درمیان ۱۴م نہیں ہے، کوئی معاملہ اپنے شرعاً مطلوبہ ارکان و شرائط کے پوری طرح پائے جانے کی وجہ سے دنیا میں صحیح قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ غلط مقاصد اور نیت کی وابستگی آخرت میں اس کے ثمرات کو باطل بنا سکتی ہے، اور اس پر ثواب ملنے کے بجائے گناہ لازم آئے گا، اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارک ہے: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَىٰ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَىٰ دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَىٰ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ" (۱) (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا، پس جس شخص نے دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہے)، اور کبھی عمل درست ہوتا ہے اور عمل کرنے والا ثواب کا مستحق بھی، لیکن اس کے ساتھ کوئی ایسا فعل بھی وہ کر بیٹھتا ہے جو اس ثواب کو باطل کر دیتا ہے، چنانچہ احسان جتنا اور ایذا رسانی صدق کے اجر کو باطل کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ" (۲) (اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان (رخ کر) اور اذیت (چنچا کر) باطل نہ کرو)، اور ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ" (۳) (اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو

رسول کی اور اپنے اعمال کو رائیگاں مت کرو)۔

۶- غلامہ غلطی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں (۱):
بطان سے دو مفہوم مراد لئے جاتے ہیں:

بول: دنیا میں عمل کے آثار و نتائج اس پر مرتب نہ ہوں، جیسا کہ ہم عبادات کے باب میں کہتے ہیں: یہ (عبادت) کافی نہیں ہے، نہ ذمہ کو بری کرنے والی ہے، اور نہ قضا ساتھ کرنے والی ہے، چنانچہ یہ باطل اس معنی میں ہے کہ یہ عبادت شریعت کے مقصود کے مخالف ہے، کبھی عبادت اس وجہ سے باطل ہوتی ہے کہ اس کے ارکان اور شرائط میں سے کسی میں کوئی خلل واقع ہوا ہو جیسے ایک رکعت یا ایک جہد دم ہو گیا ہو۔

عبادت کے باب میں بھی ہم کہتے ہیں: یہ باطل ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے فوائد کا حصول شرعاً نہیں ہوتا، جیسے طہیث کا حصول، شرمگاہ کی اباحت (نکاح میں ازواجی تعلق کا جواز) اور مطلوب (سامان) سے انتفاع۔

دوم: بطان سے یہ مراد کہ اثرات میں عمل کے آثار اس پر مرتب نہ ہوں، یعنی ثواب (نہ ملے) پس عبادت کبھی پہلے مفہوم کے مطابق باطل ہوتی ہے تو اس پر تہ امت مرتب نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ اپنے مقتضائے امر کے مطابق نہیں ہے، جیسے لوگوں کے دکھاوے کے لئے عبادت کرنے والا، ایسی عبادت کافی نہیں ہوتی (۲)، اور اس پر ثواب نہیں ملے گا، اور کبھی عبادت پہلے مفہوم کی رو سے درست ہوتی ہے

= ۳۵۶ طبع دارالحدیث، حاشیہ ابن ماجہ ص ۳۷۷، المعجم فی التوفیر ۳۰۳/۲

(۱) حدیث: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ..." کی روایت بخاری (صحیح ۱۷۹ طبع الشریعہ) اور مسلم (سہ ۱۵۱۵ طبع المکتبۃ) نے کی ہے الفاظ بخاری کے ہیں۔

(۲) سورہ بقرہ ۲۶۳

(۳) سورہ محمد ۳۳

(۱) المروقات للشاطبی ۲/۴۹۲، المعجم ۱۷۹

(۲) دکھاوے والی عبادت کافی نہ ہونے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے ابن ماجہ ص ۲۷۳/۲ میں ہے کہ جس نے دکھاوے اور شہرت کے لئے نماز پڑھی اس کی نماز شرائط و ارکان پائے جانے کی وجہ سے دنیاوی حکم میں درست ہوگی، لیکن وہ ثواب کا مستحق نہیں ہوگا، فقیر بولیت نے نو ذیل میں کہا ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ فرائض میں سے کسی شی میں داخل نہیں ہوتی، اور یہی صحیح مسلک ہے۔

لیکن اس پر بھی ثواب نہیں ہوتا جیسے صدق کرنے والا ایسا شخص جو صدق کے بعد احسان بھی جتانے اور ایذا پہنچانے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ“ (۱) (اے ایمان والو! اپنے صدقوں کو احسان (رکھ کر) اور اذیت (پہنچا کر) باطل نہ کرو۔ جس طرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کے دکھاوے کو)۔

جان بوجھ کر یا لاعلمی میں باطل تصرف پر اقدام کا حکم: کسی باطل عمل کا اقدام اس کے بطلان کا علم ہوتے ہوئے حرام ہے، اور ایسا کرنے والا گنہگار ہے کہ مشروع کی مخالفت کے ذریعہ وہ معصیت کا ارتکاب کرتا ہے، اس لئے کہ بطلان ایسے فعل کا وصف ہے جو شریعت کے مخالف واقع ہو، خواہ ایسا عمل مبادات کے باب میں پیش آئے جیسے بغیر طہارت کے نماز، ماہ رمضان میں دن کے وقت کھانا، یا معاملات کے اندر یہ صورت واقع ہو جیسے مرد ار، خون، جنین اور جانور کے تین کی شریہ ہر وخت، اور جیسے نوحہ خوانی کے لئے کرایہ کا معاملہ، اور جیسے مسلمان کے پاس شراب، رین رکھنا خواہ وہ کسی ذمی کی ہو، اور اس جیسے معاملات، یا نکاح کے باب میں ایسا کیا جائے جیسے ماں اور بیٹی سے نکاح۔

یہ حکم حنفیہ کے نزدیک فاسد کو بھی شامل ہے، کیونکہ فاسد معاملہ اگرچہ بعض احکام کے لئے مفید بنتا ہے جیسے مثلاً بیع فاسد کے اندر قبضہ سے ملکیت حاصل ہو جاتی ہے، لیکن ایسے عمل کا اقدام حرام ہے، اور حق اللہ کی رعایت اور فساد کے ازالہ کے لئے اس معاملہ کو فسخ کرنا واجب ہے، اس لئے کہ ایسا فعل معصیت ہے، پس ایسے عقد کرنے والے شخص پر ضروری ہے کہ اس کو فسخ کر کے اس عمل سے

توبہ کرے۔

تصرف باطل پر قدم کے اس حکم سے ضرورت کے حالات مستثنیٰ ہیں، جیسے مضطرب (بالکل مجبور شخص) کے لئے مردار کی خریداری (۱)۔ یہ احکام اس صورت میں ہیں جب باطل تصرف کا اقدام اس کے بطلان کو جانتے ہوئے کیا جائے۔

۸- نہ جانتے ہوئے باطل تصرف کے اقدام میں ماہ واقفیت اور بھول کر قدم دونوں شامل ہیں۔

ماہ واقف کے تعلق سے اصل حکم یہ ہے (۲) کہ کسی عمل کا اقدام اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ اس عمل کی بابت حکم الہی کا علم نہ ہو، پس بیع کرنے والے پر واجب ہے کہ بیع سے متعلق شریعت کے احکام کا علم حاصل کرے، اگر کوئی اہمیت کا معاملہ کرتا ہے تو اس پر ضروری ہے کہ کرایہ داری سے متعلق احکام شریعت کو جانے، نماز پڑھنے کے لئے نماز کے احکام کا جاننا واجب ہے، یہی حکم ہر عمل میں اس کے انجام دینے والے کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلَا تَقِفْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ“ (۳) (اور اس چیز کے پیچھے مت بولیا کر جس کی بابت تجھے علم (صحیح) نہ ہو)، لہذا کسی عمل کا آغاز جب تک کہ اس کا حکم نہ معلوم کر لیا جائے جائز نہ ہوگا، اس طرح ہر مسئلہ میں طلب علم واجب قرار پاتا ہے، اور سیکھنے سے گریز قائل گرفت

(۱) مجمع الجوامع ۱/ ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱

معصیت ہے۔

ان تمام مسائل میں اختلاف تفصیل بھی ہے جس کے لئے ”انکار“، ”امر بالمعروف“، ”اجتہاد“، ”تہدید“، ”اختلاف“، ”افتاء“ اور ”رخصت“ کی اصطلاحات کی جانب رجوع کیا جائے۔

ماواقفیت کی صورت میں انجام پانے والے باطل تصرف پر موافقت کا جہاں تک تعلق ہے تو قرآنی نے الفرق میں ذکر کیا ہے کہ صاحب شریعت نے بعض ماواقفیتوں سے چشم پوشی کی ہے اور ان کا ارتکاب کرنے والوں کو معاف کر دیا ہے، اور بعض دوسری ماواقفیتوں پر گرفت کی ہے اور ان کے ارتکاب کرنے والوں کو معاف نہیں کیا ہے (۱)۔

اس کی تفصیل ”جہل“ اور ”نسیان“ کی اصطلاحات میں دیکھی جائے۔

باطل عمل کرنے والے پر نکیر کرنا:

۹- اگر کوئی عمل متفقہ طور پر باطل ہو تو ہر مسلمان پر اس کی نکیر واجب ہے، اگر اس کے بطان میں اختلاف ہو تو نکیر نہیں کی جائے گی، زرکشی فرماتے ہیں: نکیر کرنے والے کی جانب سے نکیر ان امور پر ہوگی جن پر اتفاق ہو، اگر اختلافی امور ہوں تو ان میں نکیر نہیں، اس لئے کہ ہر مجتہد صواب و صحت پر ہے، یا صحت کسی ایک جانب ہے جس کا ہمیں ظلم نہیں، اور سلف کے درمیان فرقی مسائل میں اختلاف ہمیشہ رہا ہے ہر کسی نے بھی اجتہادی امور میں دوسرے پر نکیر نہیں کی، سلف صرف اس صورت میں نکیر فرماتے تھے جب وہ صورت کسی شخص یا کسی اجراء قطعی یا کسی قیاس جلی کے مخالف ہو، اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب عمل کرنے والا اس عمل کی حرمت کا قائل نہ ہو، اگر اس کی رائے میں وہ عمل حرام ہے تو زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر نکیر کی جائے گی (۲)۔

بطان اور فساد کے درمیان فرق میں اختلاف اور اس کا سبب:

۱۰- مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کی رائے یہ ہے کہ تصرفات کے اندر بطان اور فساد کے درمیان فرق نہیں ہے، خواہ یہ عمل عبادات کے باب سے ہو، جیسے نماز کے ارکان میں سے کسی رکن یا اس کی شرائط میں سے کسی شرط کا نماز میں چھوٹنا، یا تکاح سے متعلق ہو جیسے کسی محرم کے ساتھ عقد تکاح، یا اس کا تعلق معاملات سے ہو، جیسے مردار اور خون کی شرب یا فحشیت، شراب کے ذریعہ شرب یا ری، اور وہ بیع جس میں سود شامل ہو، پس بطان اور فساد میں سے ہر ایک ایسے فعل کا وصف قرار پائے گا جو حکم شرع کے خلاف واقع ہو، اور اسی مخالفت شریعت کی وجہ سے شارع نے اس فعل کا نہ تو اعتبار کیا ہے اور نہ اس پر کوئی ایسا اثر مرتب کیا ہے جو فعل صحیح پر مرتب ہوتا ہے۔

پس جمہور ان دونوں الفاظ کو استعمال کرتے ہیں تو ان سے ایک ہی معنی مراد لیتے ہیں، یعنی فعل کا خلاف حکم شرع واقع ہونا، خواہ یہ مخالفت فعل کے کسی رکن کے نہ پائے جانے کی وجہ سے ہو یا کسی شرط کے متفقہ نہ ہونے کی وجہ سے ہو (۱)۔

رہے حنفیہ تو وہ اپنے مشہور قول کے مطابق اور وہی قول معتد بھی ہے، عبادات کے اندر جمہور سے اتفاق کرتے ہیں کہ فساد اور بطان مترادف ہیں، لیکن معاملات کے باب میں وہ جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے دونوں کے درمیان فرق کرتے ہیں، اور فساد کا معنی (۱) مہیہ المدوسۃ ۵۲، مہیہ المحتاج ۴۳۹، شرح منی لارادات ۴۲۲

(۱) الفرق للقرانی ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۳۹، ۱۵۲، ۱۵۳، ۴۱۸، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶

بطان کے معنی سے علاحدہ بتاتے ہیں، اس فرق کی بنیاد اصل عقد اور وصف عقد کے درمیان امتیاز پر ہے۔

اصل عقد میں عقد کے ارکان اور اس کی شرائط اعتقاد یعنی عقد کرنے والے کی اہلیت، سامان کی تخلیت وغیرہ مثلاً ایجاب اور قبول آتے ہیں۔۔۔۔۔

لیکن وصف عقد میں صحت کی شرائط آتی ہیں، یعنی عقد کو مکمل کرنے والے عناصر، جیسے عقد کا ربا، کسی فاسد شرط اور دھوکہ خسر سے خالی ہونا۔

اسی بنیاد پر حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر اصل عقد میں کوئی غلط پایا جائے مثلاً اس کا کوئی رکن یا اس کے شرائط اعتقاد میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو عقد باطل ہوگا، اس کا وجود ہی نہیں ہوگا اور اس پر کوئی دنیائی اثر مرتب نہیں ہوگا، اس لئے کہ تصرف کا وجود اہلیت رکھنے والے شخص کی جانب سے اور محل کے اندر ہی ہوتا ہے، عقد محض صور بنا پائے جانے کے باوجود معنا بالکل ہی معدوم ہوگا، یا تو اس لئے کہ محل تصرف معدوم ہے جیسے مرد ار اور خون کی بیچ، یا اس لئے کہ تصرف کرنے والا اہل نہیں ہے جیسے پاگل یا نابالغ بچہ کی بیچ۔

اگر اصل عقد غلط سے خالی محفوظ ہو لیکن وصف عقد میں غلط پایا جائے، بایں طور کہ عقد کے اندر کوئی فاسد شرط پائی جائے یا ربا پایا جائے تو عقد فاسد ہوگا، باطل نہیں ہوگا، اور اس پر بعض آثار مرتب ہوں گے اور بعض نہیں (۱)۔

۱۱- جمہور اور حنفیہ کے درمیان اس اختلاف کا جب یہ ہے کہ اگر ممانعت کا حکم عمل کے لازمی اوصاف میں سے کسی وصف کی وجہ سے ہو جیسے ربا یا کسی فاسد شرط پر مشتمل بیچ کی ممانعت، تو ایسے حکم کے اثر کی بابت فقہاء کا اختلاف ہے۔

جمہور کہتے ہیں: ایسا حکم عقد کے وصف اور اصل ہر دو کے بطان کا متقاضی ہے، جیسے کہ فعل کی ذات اور حقیقت کی بابت ممانعت وارد ہو، یہ حضرات ایسے فعل کو جس کی ممانعت اس کے کسی لازمی وصف کی وجہ سے ہو، فاسد یا باطل کہتے ہیں، اور اس فعل کے مطلوبہ آثار میں سے کوئی اثر اس پر مرتب نہیں کرتے ہیں، اسی لئے ربا یا کسی شرط فاسد پر مشتمل جیسی بیچ ان حضرات کے نزدیک باطل یا فاسد کی قبیل سے ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں: ایسا حکم صرف وصف کے بطان کا متقاضی ہوتا ہے، اصل عقد اپنی مشروعیت پر باقی رہتا ہے، یہ خلاف اس کے کہ فعل کی ذات اور اس کی حقیقت کی بابت ممانعت کا حکم وارد ہو، ایسے فعل کو جس کی ممانعت اس کے کسی لازمی وصف کی وجہ سے ہو، یہ فقہاء فاسد کہتے ہیں، باطل نہیں، اور اس پر بعض آثار مرتب کرتے ہیں بعض نہیں، اسی لئے ربا یا فاسد شرط وغیرہ پر مشتمل بیچ ان کے نزدیک فاسد کی قبیل سے ہوتی ہے، باطل سے نہیں۔

۱۲- ہر دفریق نے اپنے اپنے مسلک پر متعدد دلائل سے استدلال کیا ہے، انہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

جمہور کا استدلال نبی کریم ﷺ کے اس قول سے ہے: "من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (۱) (جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز پیدا کر دے جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ چیز رد کر دی جائے گی)، فی زمانہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر عمل شریعت کے حکم کے خلاف واقع ہو تو شریعت کی نظر میں وہ غیر معتبر ہوگا، اور اس عمل پر وہ احکام مرتب نہیں ہوں گے جو اس سے مقصود ہیں، خود یہ خلاف درزی عمل کی ذات اور اس کی حقیقت سے متعلق ہو یا اس کے لازمی اوصاف میں سے کسی وصف سے متعلق ہو۔

(۱) صحیح مسلم (۱۲۳۳ طبع کتب) نے کی ہے۔
 (۲) صحیح مسلم (۱۲۳۳ طبع کتب) نے کی ہے۔

(۱) الاشبہ لابن قیم ص ۷۳۳ ابن ماجہ ص ۹۹ بیرونی ص ۲۹۹ اور
 اس کے بعد کے صفحات، اربعی ص ۳۳، کشف الاستار ص ۵۹۔

جیسا کہ ان کی تصریحات سے اخذ کیا جاسکتا ہے، لہذا انہوں نے اس فرق کو عام قاعدہ سے استثناء قرار دیا ہے جیسا کہ ثنائیہ کہتے ہیں، یا دلیل کے مسائل میں فرق کیا گیا ہے جیسا کہ حنابلہ اور مالکیہ کہتے ہیں، ابواب فقہ میں سے ہر باب میں اس کی تفصیل اپنے مقام پر دیکھی جائے۔

تجزی بطان:

۱۳- تجزی بطان سے مراد یہ ہے کہ کوئی تصرف جائز اور ناجائز دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہو، تصرف اپنے ایک ثمن میں درست ہو اور دوسری ثمن میں باطل۔

اسی نوع میں دو صورت ہے جسے "تفریق صنفہ" (عقد میں تفریق کرنا) کہتے ہیں، اور وہ ایک ہی عقد میں جائز اور ناجائز دونوں کو جمع کرنا ہے۔

اس سلسلہ کی اہم صورتوں کا تعلق بیع سے ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۴- عقد بیع اپنے ایک ثمن میں درست ہو اور دوسرے ثمن میں باطل، جیسے ٹکڑے کے رس اور شراب کی ایک ساتھ بیع، اسی طرح شرعی مذہب و جانور اور مردار کی اکٹھی بیع، ایسی بیع مکمل باطل ہوگی، یہ مسلک حنفیہ کا ہے، اور ابن القصار کے علاوہ مالکیہ کا ہے، یہی ثنائیہ کا وہ میں سے ایک قول ہے (مہمات میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہی ثنائیہ کا مسلک ہے)، اور یہی امام احمد سے ایک روایت ہے۔

یہ اس لئے کہ جب بعض حصہ میں عقد باطل ہو تو کل حصہ میں باطل ہو گیا، اس لئے کہ صنفہ میں تجزی نہیں ہوتا، یا اس لئے کہ حلال اور حرام دونوں جمع ہوں تو حرام غالب آتا ہے، یا اس لئے کہ قیمت کا ظلم نہیں ہے۔

حنفیہ کا استدلال یہ ہے کہ شارع نے عبادات اور معاملات کو ان پر مرتب ہونے والے احکام کا سبب بنایا ہے، تو اگر شارع نے کسی ثمن کی ممانعت اس کے لازمی اوصاف میں سے کسی وصف کی وجہ سے کی ہو تو یہ ممانعت صرف اس وصف کے بطان کی متقاضی ہوگی، اس لئے کہ ممانعت صرف اسی کی ہے، تو ممانعت کا اثر بھی اسی تک محدود رہے گا، اور وہ وصف اگر اس تصرف کی حقیقت میں خلل نہ ڈال رہا ہو تو اس کی حقیقت بترابر رہے گی، اور اس صورت میں وصف اور حقیقت میں سے ہر ایک کا اپنا مقصد ثابت ہوگا، پس اگر ممنوع عنہ کی بیع ہو اور اس کے رکن اور محل پائے جانے کی وجہ سے اس کی حقیقت پائی جارہی ہو تو اس بیع کی وجہ سے طہیت ثابت ہوگی، کیونکہ اس کی حقیقت پائی جارہی ہے، لیکن اس کے ممنوع ہدف کو دیکھتے ہوئے اس کو فسخ کرنا ضروری ہوگا، اس طرح دونوں پہلوؤں کی رعایت ممکن ہوگی، اور ہر پہلو کو اس کے مناسب حکم دیا جاسکے گا۔ لیکن عبادات میں چونکہ اطاعت تعمیل حکم ہی مقصود ہے، اور یہ مقصود اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب کہ عبادات میں کسی بھی قسم کی خلاف ورزی نہ پائی جائے، نہ اصل میں اور نہ ہدف میں، اس لئے عبادات میں حکم شارع کی مخالفت فساد اور بطان کی متقاضی ہوگی، خواہ یہ مخالفت عبادات کی ذات سے متعلق ہو یا اس کے لازمی اوصاف میں سے کسی ہدف سے متعلق ہو (۱)۔

اس تفصیل کے بعد یہ بتانا باقی رہ گیا کہ جمہور اگرچہ قاسد اور باطل میں فرق نہیں کرتے، جیسا کہ ان کے عمومی قواعد میں آیا ہے، لیکن فقہ کے بیشتر ابواب میں اختلاف فرق کی موجودگی ظاہر ہے،

(۱) جمع الجوامع ۱/ ۱۰۵، المحتصر فی الفقہ ۲/ ۴۶۱، ۴۷۲، روح البیان ۲/ ۱۳، المحرر فی القواعد ۳/ ۱۳، کشف الاسترار ۱/ ۵۵۹، ۵۸۸، الخراج علی الخراج ۲/ ۲۱۶ اور اس کے بعد کے صفحات، اصول السنن ۱/ ۸۵ اور اس کے بعد کے صفحات، مسلم الشیخ شرح فروع السموات ۱/ ۲۰۳۔

شافعیہ کا دوسرا قول جسے شافعیہ نے ظہر بتایا ہے، نیز امام احمد کی دوسری روایت اور مالکیہ میں سے ابن القصار کا قول یہ ہے کہ معاملہ میں تجزی (نکڑے کرنا) درست ہے، لہذا جائز حصہ میں بیع درست ہوگی اور ناجائز حصہ میں باطل ہوگی۔

اس لئے کہ ایک جز کے صحیح ہونے کی وجہ سے پورے کو صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا، تو اسی طرح ایک جز کے باطل ہونے کی وجہ سے پورے کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ دونوں جز اپنے اپنے حکم پر باقی رہیں گے، اور جائز حصہ میں بیع صحیح ہوگی، اور ناجائز حصہ میں باطل ہوگی۔

حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور محمد فرماتے ہیں کہ اگر ابتدا ہی ہر شق کی ملاحدہ قیمت متعین کر دی ہو تو ایسی صورت میں ہم اسے دو مستقل معاملہ تصور کریں گے اور دونوں میں تفریق درست ہوگی، پس ایک معاملہ درست ہوگا اور دوسرا باطل۔

اگر عقد اپنے ایک شق میں صحیح ہو اور دوسرے شق میں موقوف، مثلاً اپنی مملوک مہی اور دوسرے کی مملوک مہی کو ملا کر ایک ساتھ بیع کی گئی ہو تو بیع دونوں اشیاء میں درست ہوگی، اپنی مملوک مہی میں تو بیع لازم ہوگی اور دوسرے کی مملوک مہی مالک کی اجازت پر پڑھم موقوف ہوگا، یہ رائے مالکیہ کی اور امام زفر کے علاوہ حنفیہ کی ہے، یہ حنفیہ کے نزدیک اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ کبھی ایک حصہ کی بیع ابتدا ہو تو درست نہیں ہوتی لیکن بقاء درست ہوتی ہے، امام زفر کے نزدیک مکمل بیع باطل ہوگی، اس لئے کہ عقد پورے مجموعہ پر واقع ہوا ہے، اور مجموعہ میں تجزی نہیں ہوتی، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک سابق اختلاف جاری ہوگا، اس لئے کہ موقوف عقد ان کے نزدیک اصح قول کی رو سے باطل ہوتا ہے۔

۱۵- اسی طرح نکاح میں تجزی جاری ہوگی، اگر کسی نے عقد نکاح میں

ایک حائل اور ایک غیر حائل کو جمع کر لیا جیسے مسلم خاتون اور بت پرست عورت کو، تو حائل کا نکاح بالاتفاق درست ہوگا، اور جو عورت حائل نہیں اس سے نکاح باطل ہوگا۔

لیکن اگر ایک عقد میں پانچ عورتوں سے یا دو بہنوں سے نکاح کر لیا تو سبھوں سے نکاح باطل ہوگا، اس لئے کہ ان کو جمع کرنا حرام ہے، صرف پانچ میں سے کوئی ایک یا دو بہنوں میں سے کوئی ایک حرام نہیں ہے، اگر ایک عقد میں ایک باندی اور ایک آزاد خاتون سے ایک ساتھ عقد کر لیا تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک دونوں میں عقد باطل ہوگا، مالکیہ کے نزدیک آزاد عورت کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا باطل، یہ مالکیہ کا مشہور قول ہے، یہی حنابلہ کی دو روایتوں میں سے ظہر روایت اور شافعیہ کی ظہر روایت ہے (۱)۔

دوسرے تمام معاملات کے حقوق جیسے اجارہ وغیرہ میں فی الجملہ وہی حکم ہے جو بیع کا حکم ہے، فقہاء نے عقد میں تفریق صفقہ اور جو تصرفات اس کے حکم میں ہوں ان کے لئے ایک مستقل باب قائم کیا ہے، دیکھئے: "تفریق صفقہ"۔

کوئی شق باطل ہو تو جو اس کے ضمن میں ہے اور جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوگا:

۱۶- ملا شہاد میں ابن نجیم کے ذکر کردہ فقہی قواعد میں سے ایک یہ ہے (۲): "إذا بطل الشيء بطل ما يلي ضمنه" (اگر شق باطل ہو

(۱) الاشیاء لابن نجیم ۱۱۳-۱۱۴، ابدائع ۵/۵۲، ابن ماجہ ۳/۱۹۳، الاختیار ۲/۲۳، جوہر لا کلیل ۶/۲، القوائدین العبرہ ۱/۱۷۲، الدرر السنی ۲/۲۶۶، الاشیاء للسیوطی ۱۲۰-۱۲۱، ۱۲۲، السیوطی القوائد ۱/۳۸۲، نہایہ المحتاج ۳/۱۱۳، روحہ الملائین ۳/۱۰، المغنی ۳/۱۱۳، ۱۱۴، ۵۸۳، غنی لارسلت ۳/۵۳۔

(۲) ملا شہاد و غفر لابن نجیم ۱/۱۱۳، بیع کرد و مکتوبہ الہلال بیروت۔

مالکیہ کے قواعد بھی اس کے خلاف نہیں ہیں^(۱)۔

یہ ”تضمن“ کا قاعدہ ہے، لیکن اسی کے مشابہ یہاں ایک دوسرا قاعدہ بھی ہے: ”إذا سقط الأصل سقط الفرع“ (جب اصل ساتھ ہوگا تو فرع بھی ساتھ ہو جائے گی)، اسی حکم دہیں سے ہے: ”التابع يسقط بسقوط المتبوع“ (تابع متبوع کے ساتھ ہونے کے ساتھ ساتھ ہو جاتا ہے)، فقہاء نے اس کی مثال میں فرمایا ہے کہ اگر قرض دینے والے نے مقرض کو دین سے بری کر دیا تو جس طرح مقرض اس صورت میں بری ہوگا، گنیل بھی دین سے بری ہو جائے گا، اس لئے کہ قرض میں مقرض اصل شخص ہے اور گنیل اس کی فرع ہے^(۲)۔

باطل عقد کو صحیح بنانا:

۱۸- باطل عقد کی تصحیح کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

اول: عقد کو باطل کرنے والی مبنی اگر ختم ہو جائے تو کیا عقد صحیح ہو جائے گا؟

دوم: باطل عقد کے الفاظ دوسرے صحیح عقد کے معنی و مفہوم میں لے لئے جائیں۔

۱۹- پہلی صورت کی بابت حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ عقد کو باطل بنانے والی مبنی اگر ختم ہو جائے تو بھی وہ صحیح نہیں ہوگا۔

پس اس مسلک کے مطابق گیسوں میں (رجے ہوئے) آنا کو، زیتون کے پھل میں (رجے ہوئے) زیتون کے تیل کو، تھن میں (موجود) دودھ کو، خرپوزہ میں بچہ کو، بھجور میں گھٹیل کو، وخت کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس کی موجودگی کا غلط نہیں ہے، لہذا وہ معدوم کی

(۱) الکافی لابن عبد البر ۴/۷۷۔

(۲) الاشبہ لابن قیم ۱/۳۱، درر الحکام ۱/۵۸، ۵۰، ۵۱، شفاء السویل ۱/۱۳۲ طبع عیسیٰ الحلی، المدینۃ ۳۶۳، کشف القناع ۳/۸۷۔

مانند ہے، پھر اگر دودھ یا آنا یا تیل پر ذکرے تو مذکور و غیر و گنیل درست نہیں قرار پائے گی، اس لئے کہ عقد کرتے وقت سامان عقد معدوم کی طرح تھا، اور اس سامان کے بغیر عقد کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اس لئے وہ عقد سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا تھا، لہذا اس میں تصحیح ہونے کا احتمال نہیں ہے^(۱)۔

جہاں تک جمہور کا تعلق ہے (جو فی الجملہ فاسد اور باطل میں فرق نہیں کرتے ہیں) تو شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک یہ حکم حنفی ہی کی طرح ہے، یعنی فاسد کرنے والی مبنی کے ختم ہو جانے سے باطل عقد صحیح نہیں ہوگا۔

چنانچہ کتب شافعیہ میں ہے: اگر عقد کے فریقین نے عقد کو فاسد بنانے والی مبنی کو ختم کر دیا، خود یہ مجلس خیار کے اندر ہی ہو تو بھی باطل عقد صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ فاسد کا اعتبار ہی نہیں ہے^(۲)۔

تنبی لرا روایات میں ہے: فاسد عقد بدل کر صحیح نہیں ہوگا۔

رہے مالکیہ تو وہ اس حکم میں جمہور سے اتفاق کرتے ہیں، البتہ ان کے نزدیک ایسی شرط کے ساتھ بیع میں جو صحت کی شرائط میں سے کسی مبنی میں خلل نہ پیدا کرتی ہو، اگر وہ شرط ساتھ کر دی جائے تو عقد درست ہو جائے گا، جیسے ”بیع ثمنیا“، یہ وہ بیع ہے جس میں سامان کی خریداری اس شرط پر ہوتی ہے کہ جب فروخت کنندہ قیمت واپس کر دے گا تو سامان اس کا ہو جائے گا، اور جیسے قرض کی شرط کے ساتھ بیع، ایسی بیع مالکیہ کے نزدیک فاسد ہوتی ہے لیکن اگر وہ شرط ختم کر دی جائے تو بیع صحیح ہو جائے گی^(۳)۔

(۱) ابن ماجہ ۱/۵۸، ۵۹، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵

بطلان ۲۳

میں مائع مدت کے گزرنے کا کوئی اثر تصرف کی صحت پر نہیں ہوگا اگر وہ باطل ہو، ابن نجیم فرماتے ہیں (۱) کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے حق ساتھ نہیں ہوتا، خود وہ قذف یا قصاص، یا لعان یا بندہ کا کوئی دوسرا حق ہو۔

دوسرا فرماتے ہیں (۲) کہ مجتہد فیہ مسائل میں قاضی کا فیصلہ مانڈ ہوتا ہے، چند مسائل اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے مدت گزر جانے کی وجہ سے قاضی حق کے بطلان کا فیصلہ کرے، یا نکاح منع کی صحت کا یا امتداد زمانہ کی وجہ سے مہر ساتھ ہونے کا فیصلہ کرے (تو یہ فیصلہ مانڈ نہیں ہوگا)۔

فقہ ابن عابدین میں ہے: باطل فیصلوں میں سے یہ بھی ہے کہ چند سال گزرنے کی وجہ سے حق کے ساتھ ہونے کا فیصلہ کیا جائے۔ پھر فرماتے ہیں: تصرف پر واقعیت کے باوجود تیس سال گزرنے کے بعد دعویٰ کی عدم سماعت اس مسئلہ میں حق کے بطلان پر مبنی نہیں ہے، بلکہ وہ محض دعویٰ کی سماعت سے قضا کو روکنا ہے، صاحب حق کا حق باقی رہے گا، یہاں تک کہ اگر فریق مقابل اس حق کا اقرار کر لے تو اس پر وہ حق لازم ہو جائے گا (۳)۔

فقہی لارادات میں ہے: کسی قدیم حد کی شہادت صحیح قول کے مطابق قبول کی جائے گی، اس لئے کہ وہ حق کی شہادت ہے، لہذا امتداد زمانہ کے باوجود درست ہوگی (۴)۔

مالکیہ اگرچہ عدم سماعت دعویٰ کے لئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ جس چیز کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ ایک مدت تک جو غیر منقول جائیداد وغیرہ کے لحاظ سے مختلف ہوگی، قبضہ میں رہے، لیکن اس کے ساتھ یہ قید بھی

اصل تو یہی ہے، قاضی حضرات محض اپنے سامنے ظاہر ہونے والے دلائل اور ثبوتوں کی بنیاد پر فیصلہ کرتے ہیں، جو قس طامر کے اعتبار سے کبھی غیر درست ہوتے ہیں (۱)۔

اسی لئے حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ”إنما أنا بشر، وإنكم تختصمون إلي، ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض، فاقضي له بما أسمع، وأظنه صادقاً، فمن قضيت له بشيء من حق أخيه فلا يأخذه منه شيئاً، فإنما أقطع له قطعة من النار“ (۲) (میں محض ایک بشر ہوں، تم لوگ میرے پاس فیصلہ کے لئے آتے ہو، شاید تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے مقابلہ میں اپنے ثبوت میں زیادہ چہر زبان ہو اور میں اپنی سماعت کے مطابق اور اسے سچا سمجھتے ہوئے اس کے حق میں فیصلہ کروں، تو میں جس کے لئے بھی اس کے بھائی کے حق سے کچھ حصہ کا فیصلہ کروں تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لے، اس لئے کہ میں اس کو آگ کا ٹکڑا دے رہا ہوں)۔

۲۳- اگر کسی تصرف پر کچھ عرصہ گزر جائے اور اس تصرف کے بطلان کا دعویٰ کسی کی جانب سے دائر نہ ہو تو ہمسایہ اوقات اس کو اس تصرف کی صحت یا اس صورت حال پر صاحب حق کی رضامندی سمجھا جاتا ہے، لیکن سے یہ بات آئی کہ ایک مقررہ مدت گزرنے کے بعد دعویٰ کی سماعت نہ کی جائے، اس مدت کی تحدید میں حالات، وہی جس کا دعویٰ کیا گیا ہے، قرابت و عدم قرابت اور قبضہ کی مدت کے اعتبار سے فقہاء کا اختلاف ہے، لیکن سماعت دعویٰ

(۱) البقرة بهامش فتح الباعث ۱/ ۵۷۰ مباحث کردہ دارالعرف المہذب ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶۔

(۲) حدیث ”إنكم تختصمون إلي والما أنا بشر“ کی روایت بخاری (الفتح ۱۵/ ۱۳ طبع المصنف) ورملم (۳۳۷ طبع المصنف) نے کی ہے الفاظ بخاری کے ہیں۔

(۱) الاشارة لابن نجيم ص ۲۲۲۔

(۲) الاشارة لابن نجيم ص ۳۳۲۔

(۳) فقہ ابن عابدین ۱/ ۳۳۷، ۳۳۸۔

(۴) فقہی لارادات ۳/ ۵۶۱۔

بطلان ۲۴

تک کہ اس کی قضا نہ کرے۔

بطلان کے آثار:

بطلان کے آثار تصرفات کی نسبت سے مختلف ہوتے ہیں، اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

اول: عبادات میں:

۲۴- عبادات کے بطلان پر متعدد آثار مرتب ہوتے ہیں، جیسے:

الف۔ عبادت کے ساتھ ذمہ برہر مشغول رہے گا (۱) یہاں تک کہ:۔
۱۔ اسے ادا کیا جائے اگر عبادت ایسی ہو کہ اس کا وقت متعین ہو،
جیسے زکوٰۃ، بعض فقہاء نے اس کی تعبیر اعادہ سے کی ہے (۲)۔

۲۔ یا اس کی قضا کی جائے اگر عبادت کے وقت میں اس عبادت کے مثل کی گنجائش نہ ہو، جیسے رمضان۔

۳۔ یا اس کا اعادہ کیا جائے اگر وقت میں اس عبادت کے ساتھ اسی جیسی عبادت کی گنجائش ہو، جیسے نماز۔

اگر جنت نکل جائے تو نماز قضا ہوگی (۳)۔

۴۔ یا اس کا بدل انجام دیا جائے جیسے ظہر کی نماز اس شخص کے لئے جس کی نماز جمعہ باطل ہوئی ہو (۴)۔

ب۔ بعض عبادات میں دنیاوی سزا ہوگی، جیسے رمضان میں جان

ہے کہ دوسرے کے قبضہ کی مدت کے دوران مدتی موجود رہا ہو اور اپنے سامنے انہدام و تعمیر اور تصرف ہوتے دیکھ کر بھی خاموش رہا ہو، لیکن اگر وہ اعتراض کرتا رہا ہو تو قبضہ خواہ کتنا ہی طویل ہو کچھ مفید نہیں ہوگا، فتح اعلیٰ الممالک میں ہے (۱): ایک شخص نے کسی زمین پر اس زمین والے کے مرنے کے بعد ناحق قبضہ کر لیا، حالانکہ ان کے وارثین موجود ہیں اور اس نے اس زمین پر تعمیر کی، اور وارثین نے اس پر اعتراض تو کیا لیکن اسے روک نہیں سکے، اس لئے کہ وہ شخص شہر کے راساء میں سے ہے۔ تو کیا اس کا قبضہ معتبر نہیں ہوگا خواہ اس کی مدت طویل ہو؟ جواب دیا گیا: ہاں، اس کا قبضہ معتبر نہیں ہوگا خواہ اس کی مدت طویل ہو۔۔۔ یحییٰ نے ابن القاسم سے سنا ہے کہ: جو شخص لوگوں کا مال غصب کرنے میں معروف ہو، اس کے قبضہ میں دوسرے کا مال رہنا مفید نہیں، لہذا اس کے اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کی جائے گی کہ اس نے وہ مال خرید لیا ہے یا اسے عظیم میں ملا ہے، خواہ اس کے پاس وہ مال طویل عرصہ تک باقی رہے، اگر وہ مدعی کی اصل ملکیت کا قرا کرنا ہو یا مدعی کے حق میں بینہ قائم ہو چکا ہو، ابن رشد فرماتے ہیں: یہ رائے صحیح ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ محض قبضہ موجب ملک نہیں ہوتا، قبضہ تو صرف ملکیت کی ایک علامت ہے جس کی وجہ سے اگر کوئی غیر غاصب شخص اس میں اپنی ملکیت کا دعویٰ کرے تو اس کی تصدیق کی جائے گی، اس لئے کہ ظاہر یہ ہے کہ کسی کا مال لینا جائز نہیں ہے، حالانکہ وہ حاضر ہے، نہ طلب کرتا ہے، نہ اس کا دعویٰ کرتا ہے، تو اس کے قابض کا ہو جائے گا اگر وہ سال یا اس کے بقدر اس پر قابض رہے۔

عبادات کے تعلق سے یہ امر طے شدہ ہے کہ جس شخص کی عبادت باطل ہو جائے، اس کا ذمہ اس عبادت کے ساتھ مشغول رہے گا جب

(۱) فتح اعلیٰ الممالک ۲/۳۳۳ فتح کردہ دارالمعرف

(۱) دستور اخصاء، ۲۵۱، مجمع الجوامع ۱/۱۰۵، کشف الاستار ۱/۲۵۸۔

(۲) زکوٰۃ میں بطلان سے مقصود اس کا کافی نہ ہونا ہے جیسے کہ نیت نہ ہو جو اس میں شرط ہے فتاویٰ الحرمۃ ۱/۱۸۶، مسیحی ۱/۹۳-۹۵، بدائع الصنائع ۲/۳۰۲، ۳۳۳، الہدایہ ۱/۱۱۳۔

(۳) خروج ۱/۱۶۱، اس کے بعد کے صفحات، مجمع الجوامع ۱/۱۰۹، ۱۱۸، پوشی ۱/۶۳۔

(۴) البدائع ۳/۹۸، ۱۰۳، اختصار الدرر ۱/۳۳۳، ۳۶۵، الہدایہ ۱/۱۹۰، تنبیہ لادولت ۱/۵۵۔

بوچھ کر روزہ توڑنے پر کنارہ^(۱)۔

ج۔ نماز جب باطل ہو جائے تو اس کو جاری نہ رکھنا واجب ہے، روزہ اور حج میں ایسا نہیں ہے، رمضان میں روزہ (ٹوٹنے کے باوجود) کھانے پینے سے رکنا اور قاسد حج کو بھی جاری رکھنا ضروری ہے، جب کہ دونوں کی تضاد بھی کی جائے گی^(۲)۔

و۔ زکاۃ اگر غیر مستحق کو دے دی جائے تو اس کو واپس لینے کا حق ہوگا^(۳)۔

ان تمام سابق امور میں تفصیل بھی ہے جو ان کے جواب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

دوم: معاملات میں بطان کا اثر:

۲۵۔ حنفیہ کی اصطلاح میں باطل عقد سوائے ظہری صورت کے اپنا وجود نہیں رکھتا، اس کا شرعی وجود نہیں ہوتا، لہذا وہ معدوم ہوتا ہے اور معدوم کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا^(۴)۔

ایسا عقد اپنی اساس ہی سے ٹوٹا ہوتا ہے، اس کو توڑنے کے لئے کسی حاکم کے فیصلہ کی ضرورت نہیں^(۵)۔

اجازت بھی اس میں لاحق نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ منعقد ہی نہیں ہوتا ہے، لہذا وہ معدوم ہے، اور معدوم میں اجازت لاحق نہیں ہوتی کہ وہ تہہ ہونے کی مانند ہے۔

باطل عقد کے ذریعہ حق کی ملکیت حاصل نہیں ہوتی جس طرح عقد باطل کے علاوہ سے حاصل ہوتی ہے، اگر اس عقد میں حوالگی کر دی گئی ہو تو اس کی واپسی ضروری ہوگی، تو بیع باطل میں قبضہ سے ملکیت منتقل نہیں ہوگی، اس لئے واپس کرنا واجب ہوگا۔

مالکیہ میں سے ابن رشد فرماتے ہیں: فقہاء کا اتفاق ہے کہ قاسد بیوع۔ یہ حنفیہ کے نزدیک باطل ہوتے ہیں۔ اگر واقع ہوں اور فوت نہ ہوئے ہوں تو ان کا حکم واپسی کا ہے، یعنی باطل قیمت واپس کرے گا، اور شریعہ ارادہ سامان واپس کرے گا جس کی قیمت دی گئی ہے^(۱)۔

باطل صلح میں صلح کرنے والا اس میں کا مالک نہیں ہوگا جس پر صلح کیا ہے، اور ادا کرنے والے نے جو کچھ ادا کیا ہے اسے وہ واپس لے لے گا^(۲)۔

باطل بیہ میں وہ شخص جسے بیہ کیا گیا ہے بیہ کا مالک نہیں ہوگا^(۳)۔
باطل رہن میں مرتہن (رہن لینے والا) مال مرتہن کو روکنے کا مالک نہیں ہوگا^(۴)۔

باطل معاملہ کتابت (غلام کی آزادی کا معاملہ) میں مکاتب (معاملہ کرنے والا غلام) اپنی آزادی کا مالک نہیں ہوگا^(۵)۔

اجارہ باطلہ جو اجارہ کا محل نہ ہو اس میں اہمیت پر ملکیت حاصل نہیں ہوگی، اس کو لوٹنا واجب ہوگا، اس لئے کہ ایسی اہمیت لیمّا حرام ہے،

(۱) البدائع ۵/۵۰۵، شہادۃ بن حکم رحمہ اللہ ۳۳۷، بدیع المجتہد ۲/۱۹۳، نہایہ المحتاج ۳/۳۴۳، فتاویٰ راہبات ۲/۱۹۰۔

(۲) الاشیاء لابن حکم رحمہ اللہ ۳۳۷، جوہر لا طیل ۲/۱۰۳، المغنی ۳/۵۵۰، فتاویٰ راہبات ۲/۲۶۳۔

(۳) الدرر ۳/۹۹، المہذب ۱/۵۵، فتاویٰ راہبات ۲/۵۱۹۔

(۴) الاشیاء لابن حکم رحمہ اللہ ۳۳۷، جوہر لا طیل ۲/۸۰، المغنی ۳/۳۳۰۔

(۵) الاشیاء لابن حکم رحمہ اللہ ۳۳۸، البدائع ۳/۱۳، نہایہ المحتاج ۳/۹۶، التواہد والموئید ۱/۱۱۔

(۱) البدائع ۲/۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۸، جوہر لا طیل ۱/۱۹۲، المحرر ۳/۱۸، ۱۹، فتاویٰ راہبات ۲/۳۱۳۔

(۲) البدائع ۲/۳۰۳، ۳۰۴، جوہر لا طیل ۱/۱۳۰، ۱۳۱، المہذب ۱/۲۲۱، منیل المآرب ۱/۲۶۶۔

(۳) بدائع الصنائع ۵/۳۰۵، ابن ماجہ ۲/۲۸، جامع الدرر ۳/۵۳، فتاویٰ راہبات ۲/۱۹۰۔

(۴) الدرر ۳/۱۷۱، المغنی ۱/۱۶۶۔

(۵) ابن ماجہ ۳/۷، البدائع ۳/۱۷۷، ۱۷۸، حج الجلیل ۳/۵۷۲، کشاف القناع ۳/۱۵۷، طبری ۳/۱۶۰۔

۱۔ باطل طریقہ سے مال کا کھانا تصور کیا جائے گا^(۱)۔

باطل نکاح میں جنسی لطف اندوزی و متاع کا مالک نہیں ہوگا^(۲)۔

تمام باطل عقود میں اہمالا یہی حکم ہے، اس بابت تفصیلات اپنے مقام پر دیکھی جاسکتی ہے۔

لیکن صورتاً عقد باطل کا وجود بسا اوقات کچھ اثر مرتب کرتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ باطل عقد میں سامان کی حوائجی کردہی جائے اور سامان ختم ہو جانے کی وجہ سے اس کی واپسی ناممکن ہو تو کیا اس میں ضمان واجب ہوگا یا نہیں ہوگا۔

اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

ضمان:

۲۶- باوجودیکہ جمہور فقہاء اپنے عمومی قواعد میں باطل اور فاسد کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں، لیکن بعض احکام کی نسبت فاسد اور باطل کے درمیان فرق ہم دیکھتے ہیں۔

ضمان کا مسئلہ بھی ایسا ہے جس میں باطل اور فاسد کے درمیان فرق ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ثانفعیہ اور خنابلہ کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ عقد جس میں عقد کے صحیح ہونے کی صورت میں حوائجی کے بعد ضمان ہوتا ہے جیسے بیع، اس میں عقد کے فاسد ہونے کی صورت میں بھی ضمان ہوگا، اور عقد صحیح ضمان کا متقاضی نہ ہو جیسے مضاربہ، تو اس میں عقد فاسد بھی ضمان کا متقاضی نہیں ہوگا۔

لیکن ضمان کے متقاضی نہ ہونے میں یہ قید بھی ہے کہ قبضہ صحیح ہو،

(۱) الاشباہ لابن قیم رحمہ اللہ ۳/۲۷۲ غنی لا ردات ۵۹۲ ص ۵۹۲ ج ۱ جلیل ۷۷۸

قلوبی ۸۶۳۔

(۲) غنی ۵۶۶ ص ۵۶۶ ج ۱ جلیل ۹۷۲۔

بایں طور کہ اس پر قبضہ کی اجازت، اجازت کے اہل شخص نے دی ہو تو اس حالت میں اس پر قبضہ کرنا درست ہوگا، اور فساد قبضہ کے ساتھ ضمان نہیں ہوگا۔

اگر اجازت مرے سے پائی عی نہ گئی ہو یا پائی گئی ہو لیکن صحیح نہ ہو، کیونکہ وہ غیر اہل کی طرف سے ہوا دباؤ و جبر کے ماحول میں ہو تو قبضہ باطل ہوگا، اور اس صورت میں ضمان مطلقاً واجب ہوگا، خواہ اس عقد کے صحیح ہونے میں ضمان واجب ہو یا نہ ہو۔

"نہایۃ المحتاج" میں ہے: ہر فاسد عقد جو کسی ذی عقل کی طرف سے صادر ہوا ہو، ضمان اور عدم ضمان میں اپنے صحیح عقد کی طرح ہے، اس لئے کہ عقد اگر صحیح ہونے کی صورت میں حوائجی کے بعد ضمان کا متقاضی ہو جیسے بیع اور امارہ (عاریت دینا)، تو وہ فاسد ہونے کی صورت میں بہرچہ اولیٰ (متقاضی ضمان) ہوگا۔

۱۔ اگر صحیح ہونے کی صورت میں عدم ضمان کا متقاضی ہو جیسے رہن اور بغیر بدلہ کے بیہ اور کرایہ پر لیا ہوا سامان، تو وہ فاسد ہونے کی صورت میں بھی اسی طرح ضمان کا متقاضی نہیں ہوگا^(۱)۔

اس کے مثل حاجیہ الجمل وغیرہ کتب ثانفعیہ میں ہے^(۲)۔

۲۔ تصرفات اور امامات کے عقود میں بطان کے ساتھ اہل شخص کی جانب سے اجازت ہونے کی صورت میں ضمان کے نہ ہونے کا اعتبار اور غیر اہل کی جانب سے اجازت ہونے کی صورت میں ضمان ہونے کا اعتبار کرنا، یہی فی الجملہ حنفیہ کا بھی مسلک ہے جیسا کہ ان کے قول سے مستفاد ہوتا ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کون

(۱) نہایۃ المحتاج ۵/۲۲۸-۲۲۹ ص ۲۲۹ ج ۱ جلیل ۷۷۵۔

۳/۵۱۷، الاشباہ للسوینی ص ۳۰۹ طبع الجملی، ابنی الطالب ۳/۷۹ ص

شرح غنی لا ردات ۳/۲۶۲ ص ۲۶۲ ج ۱ جلیل ۷۷۵، القواعد لابن

رجبہ ص ۱۵۳۔

(۲) الجمل علی شرح الصحیح ۳/۲۹۱۔

نکاح میں بطان کا اثر:

۲۸- جبہور کے نزدیک عمومی قواہد میں سے یہ بھی ہے کہ باطل اور فاسد کے درمیان فرق نہیں ہے، حنفی بھی ان کے ساتھ نکاح کے باب میں اس میں متفق ہیں، جیسا کہ ان کے عمومی قواہد سے معلوم ہوتا ہے۔ البتہ فقہاء کبھی نکاح غیر صحیح کے لئے باطل کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کبھی فاسد کا لفظ، اور ان دونوں الفاظ سے مراد وہ لیتے ہیں جو صحیح کے باطل ہیں۔

لیکن فاسد سے ان کی مراد وہ نکاح ہے جس کے فاسد ہونے میں فقہی مسالک کے درمیان اختلاف ہو جیسے بغیر گواہوں کے نکاح کرنا، مالکیہ کو اہل کے بغیر نکاح کو درست قرار دیتے ہیں، البتہ شرط نکاحات میں کہ دخول سے پہلے گواہ بنالیا جائے، ایسے نکاح کو ابو ثور اور ایک جماعت بھی درست قرار دیتی ہے، اور جیسے حج کے احرام کی حالت میں نکاح، اور بغیر ولی کے نکاح، ان دونوں نکاح کو حنفیہ درست بتاتے ہیں، اور جیسے نکاح شغار جس کو حنفیہ صحیح قرار دے کر شرط کو لغو قرار دیتے ہیں اور دونوں عورتوں کے لئے مہر مثل واجب کرتے ہیں۔

اور باطل سے فقہاء کی مراد ایسا نکاح ہے جس کا فاسد ہونا فقہی مسالک میں متفق ہو جیسے (چار بیوی کے ہوتے ہوئے) پانچویں سے نکاح یا دہرے کی منکوحہ سے نکاح، یا تین طلاق والی سے نکاح یا محرم سے نکاح^(۱)۔

باطل یا فاسد نکاح کو فسخ کرنا واجب ہے، اگر اس کا فساد ہونا متفقہ

اجازت کا اہل ہوگا اور کون نہیں، جیسے سفیہ، اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کون سے عقود صحیح ہونے کی صورت میں باطل ضمان ہیں اور کون سے غیر باطل ضمان ہیں جیسے رہن اور عاریت^(۱)۔

امام ابو حنیفہ باطل میں جمع کو اگر مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا ہو، امانت قرار دیتے ہیں، اگر جمع ہلاک ہو جائے تو خریدار پر ضمان نہیں ہوگا، اس لئے کہ عقد جب باطل ہو گیا تو مالک کی اجازت سے محض قبضہ باقی رہا، جو ضمان کو واجب نہیں کرتا ہے والا یہ کہ تعدی پائی جائے، اور جو لوگ ضمان کے قائل ہیں وہ اس کی وجہ سے بیان کرتے ہیں کہ یہ قبضہ خریداری کا بھادگر کے قبضہ کرنے سے کم درجہ کا نہیں ہوگا، (اور جب اس میں ضمان ہوتا تو اس میں بھی ہوگا)^(۲)۔

مالکیہ عقد فاسد میں بیرون کر تے ہیں کہ جس چیز پر مالکانہ قبضہ کیا گیا ہو وہ تو قائل ضمان ہوگا، اور جس پر بطور امانت قبضہ کیا گیا ہو اس میں ضمان نہیں ہوگا۔

”الغواکر الدوائی“ میں ہے ہر فاسد بیع جس پر خریدار نے داغی قبضہ بیع مکمل ہونے کے بعد کیا ہو تو خریدار کی طرف سے اس کا ضمان اس پر قبضہ کے دن سے ہوگا، اس لئے کہ اس نے اس پر مالکانہ قبضہ کیا ہے، امانت کے بطور نہیں^(۳)۔

اسی کے مثل شرکت میں ہے، اگر ایسے شخص نے شرکت کی جس کا اذن معتبر نہیں ہے جیسے غیر اجازت یافتہ بچہ یا سفیہ، تو اس پر ضمان نہیں ہوگا^(۴)۔

(۱) القواعد والفوائد الاصولیہ ص ۱۱۳، اہدایہ ص ۳۳۳، الاشیاء لابن نجیم ص ۳۳۷، جامع احکام الفقہاء ص ۱۷۲، اہدایہ ص ۵۳۵، فتح القدر والفتاویٰ والکفایہ ص ۹۰/۲، ابن ماجہ ص ۳۰۴۔

(۲) ابن ماجہ ص ۱۰۵/۲، اہدایہ ص ۵۵۵، نیز دیکھئے جامع اصولین ص ۸۱۔

(۳) الغواکر الدوائی ص ۱۳۹۔

(۴) الدرر ص ۳۳۸۔

(۱) جامع المناہج ص ۳۳۵، فتح القدر ص ۱۴۷/۲، ابن ماجہ ص ۳۵۰/۲، ص ۳۵۱، ۶۰۷-۶۰۸، حلیہ مدرسہ ص ۲۳۱/۲، ص ۲۳۸، جوہر الاکلیل ص ۲۸۵، حج الجلیل ص ۲۹۲-۵۲، نہایہ الحج ص ۲۰۶، الہدب ص ۳۳۶، مفتی الحج ص ۲۳۷/۲، مفتی ص ۲۵۲-۲۵۶، فتویٰ دارالافتاء ص ۲۳۷/۲۔

سے پہلے تفریق ہو جائے تو حنابلہ کے نزدیک مہر کا اشتقاق نہیں ہوگا (۱)۔

اس سے بعض مسائل مستثنیٰ ہیں جن میں دخول سے پہلے نصف مہر ثابت ہوتا ہے، ان ہی مسائل میں مالکیہ کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ اگر سبب فساد مہر میں ظلم نہ پیدا کرتا ہو جیسے حج کا احرام باندھنے ہوئے شخص کا نکاح، تو طلاق کی صورت میں نصف مہر اور موت کی صورت میں مکمل مہر ہوگا۔

اسی طرح مالکیہ کے نزدیک وہ نکاح جو اپنے مہر کے شرعی مہر سے کم ہونے کی وجہ سے فاسد ہو اور شوہر مہر پورا کرنے پر آمادہ نہ ہو (یہ صورت ”نکاح لد ریس“ کہلاتی ہے، اس لئے کہ دودرہم کی مقدار مہر شرعی سے کم ہے)، اس نکاح میں دخول سے پہلے فسخ کی صورت میں دودرہم کا نصف واجب ہوگا (۲)۔

ایسا ہی مسئلہ وہ بھی ہے جب دخول سے پہلے شوہر باعث حرمت رضاعت کا دعویٰ بلا ثبوت کرے اور بیوی شوہر کی تصدیق نہ کرے تو نکاح کو فسخ کر دیا جائے گا، اور شوہر پر نصف مہر ہوگا جیسا کہ مالکیہ اور حنابلہ کہتے ہیں (۳)۔

مطلقاً نکاح فاسد میں دخول (وطی) کی وجہ سے مہر کے وجوب پر فقہاء کا اتفاق ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: ”انما امرؤ انکحت نفسها بغير إذن وليها فنكاحها باطل، فإن دخل بها فلا مهر مثلها“ (۴) (جس خاتون نے بھی اپنا نکاح

ہو تو سمجھوں کہ نزدیک فسخ کرنا واجب ہوگا، اور اگر اس کے فاسد ہونے میں اختلاف ہو تو جن کے نزدیک فاسد ہوگا ان کے نزدیک فسخ کرنا واجب ہوگا، البتہ اگر کوئی حاکم اس نکاح کی صحت کا فیصلہ کر دے تو اس کا فیصلہ نہیں توڑا جائے گا، اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ جس نکاح کے فاسد ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس میں تفریق طلاق نہیں ہے، بلکہ محض فسخ یا متارک ہے، البتہ جس نکاح کے فاسد ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے اس میں تفریق طلاق ہوگی یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۱)، (دیکھئے: ”طلاق“، ”تفرقت“، ”بور“، ”فسخ“)۔

باطل یا فاسد نکاح کے لئے دخول سے پہلے ہی اجماع کوئی حکم نہیں، جیسا کہ غفریب آئے گا، اس لئے کہ یہ درحقیقت نکاح ہی نہیں ہے، کیونکہ باطل یا فاسد عقد کی وجہ سے منافع بضع (جنسی لطف اندوزی) کی ملیت حاصل نہیں ہے۔

لیکن اگر دخول ہو جائے تو فاسد نکاح سے بعض احکام متعلق ہوتے ہیں، اس لئے کہ حاصل شدہ منافع کے حق میں اس نکاح کو ضرور نامنقذ مانا جاتا ہے (۲)۔

ذیل میں اس سے تعلق رکھنے والے اہم احکام بیان کئے جا رہے ہیں:

الف- مہر:

۲۹- نکاح فاسد میں خواہ نکاح کا فاسد ہوا متفقہ ہو یا مختلف فیہ، اگر دخول سے پہلے تفریق ہوئی ہو تو فی اجماع متفقہ طور پر مہر کا اشتقاق نہیں ہوگا، اور جس نکاح کے فاسد ہونے میں اختلاف ہو اس میں خلوت

(۱) بدائع الصنائع ۳/۳۵۵، فتح القدیر ۳/۲۳۳، الفتاویٰ الالبندیہ ۱/۳۳۰، الدرر النوری ۳/۴۳۰، البحر فی القواعد ۲/۹، فتاویٰ لارادات ۳/۸۳، المغنی ۳/۵۵۶۔

(۲) جوہر لا کیل ۱/۴۸۵، حج الجلیل ۲/۵۵۶۔

(۳) جوہر لا کیل ۱/۴۸۵، المغنی ۲/۵۶۰، فتاویٰ لارادات ۳/۲۲۳۔

(۴) صحیح مسلم ۱/۱۰۱، سنن ابی داؤد (۲/۵۶۶) طبع عزت عید دہلی، احمد (۱/۳۷۷) طبع المکتبہ، نور ترمذی نے (۳/۳۰۸) طبع

(۱) ابن عابدین ۲/۵۵۱، الفتاویٰ الالبندیہ ۱/۴۷۹، بدائع الصنائع ۳/۴۳۰، المغا کر الدروانی ۲/۳۳۳، والقوانين الفعیہ ۲/۴۳۰، المہذب ۲/۴۳۶، روحہ الطالبین ۲/۵۱۵، فتاویٰ لارادات ۳/۸۳، المغنی ۳/۵۵۶۔

(۲) بدائع الصنائع ۳/۳۳۵۔

اور مسمیٰ میں جو کم ہو وہ ملے گا، مالکیہ کے نزدیک مہر مسمیٰ ملے گا، اور اگر مہر مسمیٰ نہ ہو جیسے نکاح شغار تو مہر مثل ملے گا، شافعیہ اور حنفیہ میں سے امام زفر کے نزدیک مہر مثل ملے گا، حنابلہ کے نزدیک فاسد میں مہر مسمیٰ اور باطل نکاح میں مہر مثل ملے گا^(۱)۔

اس موضوع میں بہت ساری تفصیلات ہیں جو ”مہر، صداق، نکاح“ کی اصطلاحات میں دیکھی جائیں۔

ب۔ عدت اور نسب:

۳۰۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ ایسے نکاح میں وطی کی وجہ سے نسب ثابت ہوگا اور عدت واجب ہوگی جس کی بابت فقہی مسالک میں اختلاف ہے، جیسے بغیر کوہوں کے نکاح، بغیر ولی کے نکاح اور جیسے حج کا احرام باندھنے والے کا نکاح اور نکاح شغار، حنابلہ اضافہ کرتے ہیں کہ خلوت سے بھی دونوں (ثبوت نسب اور وجوب عدت) ثابت ہوں گے، اس لئے کہ ایسا نکاح حاکم کے فیصلہ سے مانڈ ہو جاتا ہے تو وصیج کے مشابہ ہوگا۔

اسی طرح فقہاء متفق ہیں کہ جو نکاح بالاجناۃ فاسد ہواں میں بھی وطی کی وجہ سے عدت واجب ہوگی، اور نسب ثابت ہوگا جیسے عدت واپل عورت سے نکاح، دھڑے کی منکوحہ اور محرم سے نکاح، بشرطیکہ کوئی ایسا شبہ پایا گیا ہو جس سے حد ساتھ ہوئی ہو مثلاً وہ شخص حرمت سے واقف نہ ہو، اور اس لئے بھی کہ فقہاء کے نزدیک اصل یہ ہے کہ ہر دو نکاح جس میں حد ساتھ ہوئی ہو اس میں بچہ وطی کرنے والے سے جوڑا جائے گا۔

لیکن اگر حد ساتھ کر دینے والا شبہ نہ ہو، بایں طور کہ وہ حرمت سے واقف ہو تو جمہور کے نزدیک بچہ کا نسب اس شخص سے نہیں جوڑا جائے گا،

(۱) ساتھ مراجع۔

اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کیا اس کا نکاح باطل ہے، اگر شوہر نے اس سے دخول کر لیا تو عورت کو مہر مثل ملے گا۔ نبی کریم ﷺ نے عورت کو مہر مثل کا حق دیا جب کہ نکاح کو فاسد بتایا گیا اور مہر کو دخول سے جوڑا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ مہر کا وجوب دخول سے متعلق ہے، حنابلہ کے نزدیک مختلف فیہ نکاح میں بھی خلوت کی وجہ سے مہر واجب ہوگا، ”متنی لا راوت“ میں ہے: اس شخص کی وجہ سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”فلها المهر بما استحل من فرجها“^(۱) (عورت کو مہر ملے گا اس وجہ سے کہ شوہر نے اس کے شرمگاہ کو حلال کیا)۔

لیکن ابن قدامہ نے السفیٰ میں ذکر کیا ہے کہ نکاح فاسد میں خلوت کی وجہ سے کچھ بھی مہر واجب نہیں ہوتا مہر کا وجوب تو صرف وطی سے ہوتا ہے، اور وہ نہیں پائی گئی، پھر فرمایا: امام احمد سے ایسا بھی مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں خلوت بھی صحیح کی طرح ہے، لہذا اس نکاح میں بھی نکاح صحیح کی طرح مہر واجب ہوگا، لیکن پہلی رائے رائج ہے، مالکیہ کا کہنا ہے کہ عورت سے بغیر بطی کے لطف اندوز ہونے والا اجتہاد کی رو سے وجوباً غرض دے گا، خوب نکاح کے فاسد ہونے میں اتفاق ہوا اختلاف^(۲)۔

فقہاء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ مہر مسمیٰ (مقرر مہر) واجب ہوگا یا مہر مثل؟

حنفیہ کے نزدیک۔ سوائے امام زفر کے۔ عورت کو اس کے مہر مثل

= (مجلس) نے کہا ہے اور اسے من بتایا ہے۔

(۱) حدیث: ”فلها المهر“ کی تخریج بھی گذر چکی ہے۔

(۲) البدائع ۳۲۵/۲، فتح القدیر ۳۳۳/۳، ابن ماجہ ۵۰۲/۲، حاشیۃ الدرر ۳۳۰/۳، ۳۳۱/۳، ۳۱۷/۳، جامع لا کیل ۲۸۵/۱، مجمع الجلیل ۳۵۲/۳، ۵۱-۵۲، المہذب ۳۶۱/۳، روحہ الطالبین ۱۵۴۲/۵، نہیۃ المحتاج ۲۰۱/۳، المعتمد ۳۸۹، متن لا راوت ۳۳۳، نیل المار ۲۰۲/۳، المنہج ۲۷۷/۳۔

بطان ۳۰ بعض

اس کے علاوہ متنباء کے درمیان عدت میں اختلاف ہے کہ اس کا اعتبار تفریق کے وقت سے ہوگا یا آخری طہی سے؟
 اور کیا کئی عدت کا باہم مدخل ہوگا یا مدخل نہیں ہوگا بلکہ (ہر ایک عدت) از سر نو شروع ہوگی؟
 اور کیا دخول کے وقت سے نسب کا اعتبار ہوگا یا عقد کے وقت سے؟
 اور کیا نکاح باطل سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں، اور کیا ایسے نکاح سے وراثت کا ثبوت ہوگا یا نہیں؟
 ان تمام امور میں بہت ساری تفصیلات ہیں جو اپنے مقام پر دیکھی جاسکتی ہیں۔

بعض

دیکھئے ”بعض“۔



یہی حکم بعض مشائخ حنفیہ کے نزدیک بھی ہے، کیونکہ جب حد واجب ہوگئی تو نسب ثابت نہیں ہوگا، امام ابوحنیفہ اور بعض مشائخ حنفیہ کے نزدیک نسب ثابت ہوگا، اس لئے کہ عقد میں شبہ ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد سے مروی ہے کہ شبہ اس صورت میں ختم ہو جائے گا جب نکاح اجماعی طور پر حرام ہو، اور جس سے نکاح کیا ہے وہ دواکی حرام ہو جیسے ماں اور بہن، لہذا دواکی حرمت وہی عورت سے نکاح میں صاحبین کے نزدیک نسب ثابت نہیں ہوگا، خیر رٹلی نے ”باب المبر“ میں ”یعنی“ اور ”مجمع الفتاویٰ“ سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک نسب ثابت ہوگا صاحبین کے نزدیک نہیں، مگر امام محمد سے مروی ہے کہ انہوں نے حکمی شبہ کی وجہ سے اس سے حد ساقط ہونے کی بات کہی ہے، لہذا نسب ثابت ہوگا۔

یہ تفصیلات ایسے نکاح میں نسب کی بابت تھیں جس کی حرمت پر اجماع ہو اور حرمت کا علم بھی (نکاح کرنے والے کو) ہو، جہاں تک عدت کا تعلق ہے تو مالکیہ، حنابلہ اور حنفیہ میں سے کاملین ثبوت نسب کے نزدیک عدت واجب ہوگی، اور اسے اعتبار کہا جائے گا۔
 لیکن ثانیہ اور حنفیہ میں سے جو ثبوت نسب کے قائل نہیں ہیں ان کے نزدیک عدت واجب نہیں ہوگی (۱)۔

(۱) البدائع ۲/۳۳۵، ۳۵۶، ابن ماجہ ۲/۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۶۰۷-۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، فتح القدیر ۳/۲۲۳، ۲۲۵، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰،

ہے (۱)۔

اجمائی حکم:

فقہاء نے اس اصطلاح کا استعمال کتب فقہ میں چند مواقع پر کیا ہے، جن میں اہم مندرجہ ذیل ہیں:

طہارت کے باب میں:

۳- سر کے مسح کی واجب مقدار کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک مایہ کی مقدار یعنی چوتھائی سر کا مسح کرنا واجب ہے۔ مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا واجب ہے۔ شافعیہ کے نزدیک اتنی مقدار کافی ہے جس کو مسح سر کہا جاسکے، خواہ وہ مقدار قلیل ہو (۲)۔

اس کی تفصیل اصطلاح "بشو" میں دیکھی جائے۔

اسی طرح فقہاء کا اس شخص کی بابت اختلاف ہے جس کے پاس صرف اپنے بعض اعضاء (دھونے) کے ٹائٹ پانی ہو، حنفیہ، مالکیہ اور اکثر علماء کی رائے ہے کہ ایسا شخص اس پانی کو چھوڑ دے گا جو صرف اس کے بعض اعضاء کے لئے کافی ہو، اور تیمم کر لے گا، حنابلہ کی ایک رائے یہی ہے۔ شافعیہ کا اظہار قول یہ ہے کہ اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ پانی استعمال کرے، پھر تیمم کرے، حنابلہ کی دوسری رائے یہی ہے (۳)۔

اس کی تفصیل اصطلاح "تیمم" میں دیکھی جائے۔

(۱) المعجم الکبیر، مادۃ "فرغ"۔

(۲) الہدایۃ مع فتح القدیر ۱/ ۱۰۰، کشاف القناع ۱/ ۹۸، المغنی ۱/ ۱۲۵، المجموع ۳/ ۳۹۹۔

(۳) حاشیہ الخطاوی علی الدر المختار ۱/ ۱۲۵، موابہ الجلیل ۱/ ۳۳۲، قلیوبی و میرہ ۱/ ۸۰، المغنی ۱/ ۳۳۲۔

بعضیہ

تعریف:

۱- بعضیہ کا لفظ "بعض" کا مصدر مناسی ہے، "بعض الشيء" کسی چیز کا ایک حصہ، اور بعض کہتے ہیں: اس کا ایک جز، اس کی جمع "أبعاض" ہے۔

ثعلب فرماتے ہیں: اہل نحو کا اتفاق ہے کہ بعض کا مطلب کسی شئی میں سے کچھ حصہ یا اشیاء میں سے ایک شئی ہے، اس لفظ سے نصف سے زائد مراد ہو سکتا ہے، جیسے آٹھ کو شئی من العشرة کہا جاسکتا ہے، اور نصف سے کم پر بھی بولا جاسکتا ہے۔

"بعضت الشيء تبعیضاً" کا مطلب ہے میں نے شئی کو علاحدہ علاحدہ ممتاز جز بنادیا (۱)۔

اصطلاح میں یہ لفظ اپنے لغوی معنی سے خارج نہیں ہے (۲)۔

متعلقہ الفاظ:

۲- تعلق رکھنے والے الفاظ میں سے "جزئیہ" اور "فرغیہ" ہیں، یہ باہم متقارب الفاظ ہیں، اس لئے کہ "جزئیہ" کا لفظ "جزء" سے ہے اور "فرغی" کا جزء اس کا ایک حصہ ہوتا ہے (۳)، اور "فرغیہ" کا لفظ "فرغ" سے ہے اور یہ وہ ہے جو اپنی اصل سے فرغ (بخارج)

(۱) لسان العرب، المعجم الکبیر، مادۃ "بعض"۔

(۲) نہایۃ الحکماء ۱/ ۳۸، معنی المساجد ۳/ ۹۹، القناع ۱/ ۱۶۶۔

(۳) المعجم الکبیر، مادۃ "جزء"۔

نماز کے باب میں:

۴۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ جس شخص کے پاس صرف اس قدر کپڑا ہو جس سے وہ اپنی شرم گاہ (پوشیدہ رکھنے کے اعضاء) کے بعض حصہ کا ستر کر سکے تو اس حصہ کا ستر اس پر ضروری ہوگا^(۱)، شافعیہ کی اصطلاح میں ”ابحاض صلاۃ“ سے مراد وہ سنتیں ہیں جن کی تہائی (ان کے چھوٹ جانے کی صورت میں) جہد سہو سے کی جاتی ہے، اور دو صبح (کی نماز) میں یا نصف ماہ رمضان کی نماز وتر میں قنوت، قنوت کے لئے قیام، تشہد اول، اس کا تعدد، نبی ﷺ پر درود (قول ظہر کے مطابق) ہیں، انہیں ابعاض اس لئے کہا گیا کہ جب جہد سے ان کی تہائی لازم ہوتی تو یہ حقیقی ابعاض یعنی ارکان کے مشابہ ہو گئے^(۲)۔

ان کے علاوہ سنتوں کو ”حیثیات“ کہا جاتا ہے جن کی تہائی جہد سہو سے نہیں ہوتی، اور نہ ان کے لئے جہد مشروع ہے، شافعیہ کے نزدیک ”بعض“ چند امور میں ”حیثیات“ سے ممتاز ہے:

اول: بعض کی تہائی جہد سہو سے ہو جاتی ہے، یہ خلاف سنت کے کہ اس کی تہائی جہد سہو سے نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس کی بابت جہد سہو کا حکم وارد نہیں ہے۔

دوم: بعض مستقل سنت ہے، دوسرے کی تابع نہیں، اس کے برخلاف سنت مستقل نہیں ہے، بلکہ ارکان کے تابع ہے جیسے عکیرات، تسبیح، دعائیں جو قیام یا رکوع، یا رکوع سے اٹھنے یا جہد یا دو جہدوں کے درمیان بیٹھنے کے اوقات کی ہیں۔

سوم: نماز میں ابعاض کے لئے مخصوص مقام ہیں جن میں دوسرا ان کے شریک نہیں ہے، اس کے برخلاف حیثیات کے لئے مخصوص مقام

نہیں ہیں، بلکہ ہر ارکان کے قدر پائی جاتی ہیں، جیسا کہ ابھی گذرا۔ چہارم: نماز کے باہر ابعاض کی انجام دہی مطلوب نہیں ہوتی، سوائے درود شریف کے، حیثیات اس سے مختلف ہیں، چنانچہ عکیرات اور تسبیحات وغیرہ نوکار نماز کے اندر اور باہر دونوں مطلوب ہوتے ہیں۔

عمد بعض کا ترک شافعیہ کے نزدیک مکروہ ہے، لیکن اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، اس کے ترک سے احتیاباً جہد سہو کیا جائے گا، جیسا کہ نسیان اس کے ترک پر شافعیہ کے معتقد قول کے مطابق جہد کیا جاتا ہے، اس لئے کہ ظلل دونوں حالتوں میں پایا جا رہا ہے، بلکہ عمد ترک کا ظلل زیادہ مزاحم ہو ہے تو اس کی تہائی کی ضرورت بھی زیادہ ہے۔ شافعیہ کے نزدیک مرجوح قول یہ ہے کہ اگر عمد ترک کر دیا تو جہد نہیں کرے گا، اس لئے کہ خود کو سنت سے محروم رکھنے کی کوتاہی اس نے کی ہے، برخلاف بھول جانے والے کے کہ وہ معذور ہے، تو اس کے لئے تہائی کی مشروعیت مناسب ہوتی^(۱)۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک بعض واجب کے بالمقابل ہے، حنفیہ کے نزدیک بعض وہ ہے جس کے ترک سے نماز فاسد نہیں ہوتی، لیکن اگر عمد ترک کر دیا یا سہو ترک کیا اور جہد سہو نہیں کیا تو نماز کا اعادہ اس پر واجب ہوگا، اگر نماز کا اعادہ نہیں کیا تو گنہ گار ہوگا، اور نماز دونوں حالتوں میں درست ہوگی۔

اگر واجب کو عمد ترک کر دیا تو حنابلہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر بھول کر چھوڑا تو حنفیہ اور حنابلہ دونوں کے نزدیک جہد سہو واجب ہوگا^(۲)، مالکیہ کے نزدیک شافعیہ کی طرح ابعاض سنت ہے، لیکن مالکیہ اس کو سنت کا نام نہیں دیتے، اسی طرح ان کے

(۱) تحت المساجد ۴/۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵

نزدیک جہاد سہولت ہے ^(۱)، (دیکھئے: ”صلوات“)-

طلاق بظہار اور آزادی غلام کے باب میں:

۷۔ - فقہاء کا اتفاق ہے کہ طلاق یا ظہار میں بعضیت یا جزئیت نہیں ہوتی، اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا: "تو طلاق والی ہے بعض طلاق یا نصف طلاق، یا جزء طلاق" تو ایک پوری طلاق واقع ہوگی (۱)۔ اسی طرح فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے طلاق یا ظہار کی نسبت اپنی زوجہ کے بعض حصہ کی طرف کی تو مکمل طلاق یا ظہار لازم ہوگا، اگر وہ بعض حصہ جزء شائع (غیر متعین حصہ) ہو جیسے زوجہ کا نصف یا اس کا تہائی حصہ، اور اگر طلاق یا ظہار کی نسبت کسی متعین جزء کی جانب کی (۲) تو اس میں تفصیل و اختلاف ہے جس کے لئے اصطلاح "طلاق ظہار" کی جانب رجوع کیا جائے۔

حق (آزادی غلام) میں بنفیت پر بحث کے لئے اصطلاح
 ”حق“ دیکھی جائے۔

شہادت کے باب میں:

۸- بیٹے کی شہادت اپنے باپ کے حق میں اہمیت کی وجہ سے رو کر دی جائے گی، یہی جمہور علماء کا قول ہے، لیکن باپ کے خلاف بیٹے کی شہادت عام اہل ظلم کے نزدیک قبول کی جائے گی، فقہاء نے بیٹے کی شہادت اپنے باپ کے حق میں اس لئے رو کر دی کہ دونوں کے درمیان اہمیت ہے تو یہ شہادت کو یا خود اپنے لئے یا اپنے خلاف قرار پائے گی (۳)۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۵۱۵، التوابعین ۱/۲۳۳، مفتی الکناج ۲/۴۸، کشف الخدوت ۲/۴۹۔

(۲) زرقانی شرح مختصر فہرست ۱۰۹، الخرشنی ۱۰۵، فتح القدیر ۳۳۵-۳۵۴، ۲۲۸-۲۲۹، الاسماء المنفی ۷/ ۲۴۲، ۲۴۶، کشاف القناع ۳۵۱-۵۱۵، ۵۱۹-۶۰۷، کتب شرح الصحاح ۳/ ۳۳۳، ۵/ ۱۵۱، ۲۲، ۵۱۳-۱۳۳

(3) فتح القدير ٣٠١، الخرشقي ٤٩٠، الكافي على المنهاج ٣٣٢، الوجيز ٣٤٥، الخ٩١/٩٢.

زکاۃ کے باب میں:

۵۔ زکاۃ دینے والے پر جن لوگوں کا نفقہ رشتہ زوہیت یا بغضیت جیسے بیٹے و بنیاں ہونے کی وجہ سے لازم ہوتا ہے، ان کو اقراء و مساکین کے حصہ میں سے نہیں دیا جائے گا۔ اس میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے جب زکاۃ دینے والے پر نفقہ واجب ہو (۲)۔

صدقہ: فطر کے باب میں:

۶۔ اگر کسی کے پاس اظہر میں ایک صاع کا بعض حصہ ہی ہو تو کیا اس کا نکالنا واجب ہوگا؟

حنفی کا مذہب یہ ہے کہ اگر صرف ایسے شخص پر واجب ہے جو اپنی رہائش، کپڑے، اثاثہ جات اور اشیاء ضرورت کے مالہ و منساب زکاۃ کا مالک ہو (۳)۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے نصابِ زکاۃ کے مالک ہونے کی شرط نہیں لگائی ہے، ان حضرات کا اتفاق ہے کہ جو شخص ایک دن رات کی غذا سے زائد ایک صاع کا مالک ہو اس پر اس کا نکالنا ضروری ہے، لیکن جو بعض صاع کا مالک ہو اس کا نکالنا مالکیہ کے نزدیک واجب ہے، یہی امام احمد سے ایک روایت ہے، شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ بقدر امکان واجب پر عمل کرتے ہوئے بعض صاع کا نکالنا اس قول میں واجب ہے (۳)۔

دیکھئے: اصطلاح ”زکات“۔

(١) القوانين رقم ١٩، ١٩، ١٩-١٩

(۲) الاقلاع ۲/۱۱۶، المجموع ۴/۷۸، الفتی ۲/۸۴

(۳) البدر المصنوع المفتح ۲۹/۳-۳۰-۳۱

(۴) روزی ۱۸۶ نفر از معجزه‌ها، ۵۷ نفر از معجزه‌ها و ۵۵ نفر از معجزه‌ها

دیکھئے اصطلاح ”شہادت“۔

بعضیت کی وجہ سے غلام کی آزادی:

۹۔ شافعیہ کی رائے ہے کہ جو شخص اپنے اصول یا فروغ (آباء، اجداد یا اولاد) میں سے کسی کا مالک ہو وہ اس سے آزاد ہو جانے کا، خفیہ اور حنا بلہ نے حق (آزادی) کے دہرہ کو وسیع کر دیا ہے، انہوں نے فرمایا: اس صورت میں غلام خرم ہوتا ہے، تو جو شخص کسی ذی رحم خرم کا مالک ہوگا وہ ذی رحم خرم اس سے آزاد ہو جانے کا۔

مالک کا مذہب ہے کہ نفس ملکیت سے والدین اور ان سے اوپر کے لوگ، اولاد اور ان سے نیچے والے، حقیقی یا باپ شریک یا ماں شریک بھائی و بہن آزاد ہو جائیں گے^(۱)۔

بغاء

تعریف:

۱۔ ”بغاء“ کا لفظ ”بغت المرأة تبغى بغاء“ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے فسق و فجور کرنا، اس کی صفت ”بغی“ یعنی فاحشہ ہے، اس کی جمع ”بغایا“ ہے، یہ عورت کے ساتھ مخصوص وصف ہے، مرد کو ”بغی“ نہیں کہا جاتا ہے^(۱)۔

بغاء فقہاء کے عرف میں عورت کے زنا کو کہتے ہیں، مرد کے زنا کو ”بغاء“ نہیں کہتے ہیں، عورت کے بغاء سے مراد عورت کا باہر نکل کر ایسے آدمی کو تماش کرنا ہے جو اس کے ساتھ وہ فعل کرے، خواہ عورت کو اس پر مجبور کیا گیا ہو یا مجبور نہیں کیا گیا ہو، یہ مفہوم آیت قرآنی ”وَلَا تُكْرَهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْتُمْ تَحْصِنَ“^(۲) (اور اپنی باندیوں کو مت مجبور کر دنا پر جب کہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں) کی تفسیر میں دار علماء کے قول سے واضح ہوتا ہے، چنانچہ کتب تفسیر میں اس آیت کا سبب نزول یہ بتایا گیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کی کچھ باندیاں تھیں وہ ان کو اس فعل پر مجبور کیا کرتا تھا، اس آیت میں ان عورتوں کے اس فعل کو جس پر ان کو مجبور کیا گیا تھا ”بغاء“ کہا گیا، تو اگر ان کی رضامندی سے یہ فعل ہو تو اس پر اس لفظ کا اطلاق درست ہوگا بلکہ اولیٰ ہوگا، آیت کریمہ میں جو ”إِنْ أَرَدْتُمْ تَحْصِنَ“ کی قید لگی



(۱) لسان العرب، المصباح المہر، المصباح، محیط الحیط، القاموس الحیط: مانہ ”بغی“۔

(۲) سورہ نور ۳۳۔

(۱) فتح القدیر ۳/۳۷۳، حاشیہ ابن ماجہ ۹/۳۳، حاشیہ المدنی علیٰ المشرع الکبیر

۳۶۸/۳۶۸، فقہ ۱۰/۳۶۸۔

ہوتی ہے اس کی جانب اشارہ آئندہ آئے گا^(۱)۔

زانیہ عورت کے مہر لینے کا حکم:

۲- نبی کریم ﷺ نے نبی (زانیہ عورت) کے مہر سے منع فرمایا، حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: ”نبی رسول اللہ ﷺ عن ثمن الکلب ومهر البغی وحلوان الکاهن“^(۲) (رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کے مہر اور کاهن کی اجرت سے منع فرمایا ہے)، کچھ زانیہ عورتیں اپنے زنا کا عوض لیا کرتی تھیں، چنانچہ آیت کریمہ ”وَلَا تَكْرَهُوا فِتْنَتَكُمْ عَلَى الْبُغَاءِ“ کی تفسیر میں حضرت مجاہد سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ وہ لوگ اپنی باندیوں کو حکم دیتے تھے تو وہ زنا کرتی تھیں اور ماتی تھیں، پھر اپنی کمائی ان کے پاس لاتی تھیں، عبد اللہ بن ابی بن سلول کی ایک باندی تھی جو زنا کر دیتی تھی، پھر اس نے اس عمل سے نفرت کر لی اور قسم کھائی کہ ایسا نہیں کرے گی تو عبد اللہ بن سلول نے اس کو مجبور کیا تو وہ گئی اور ایک ہنر چادر کے عوض زنا کر دیتی، پھر اسے لے کر ان کے پاس آئی، اسی سلسلہ میں یہ آیت مازل ہوئی^(۳)۔

”مہر نبی“ سے مراد وہ اجرت ہے جس کے عوض عورت زنا کے لئے اپنی ذات کو اجرت پر دے، اس کی حرمت میں علماء کے درمیان اختلاف نہیں ہے، بغاء سے تعلق رکھنے والے بقیہ احکام کی تفصیل کا مقام اصطلاح ”زنا“ ہے۔

بُغَاة

تعریف:

۱- لغت میں کہا جاتا ہے: ”بغی علی الناس بغیا“ یعنی اس نے ظلم اور زیادتی کی، ویسا شخص ”باغی“ کہلاتا ہے، اس کی جمع ”بغاة“ ہے، ”بغی“ یعنی فساد کی کوشش کی، اس سے ہے ”الفئة الباغية“ (باغی گروہ)^(۱)۔

فقہاء فی دہلہ اس لفظ کو اسی معنی میں استعمال کرتے ہیں، البتہ وہ تعریف میں بعض قیہ دیکھتے ہیں، چنانچہ انہوں نے بغاۃ کی تعریف اس طرح کی کہ وہ امام برحق کی اطاعت سے تاویل کے ذریعہ نکل جانے والے مسلمان ہیں جن کو شوکت بھی حاصل ہو۔ امام کے مطالبہ کردہ کسی حق واجب جیسے زکاۃ کی ادائیگی سے گریز بھی، عموماً شریعت تصور کیا جائے گا۔

بغاۃ کے علاوہ لوگوں کے لئے اہل عدل کا نام استعمال کیا جاتا ہے، یہ امام کی اطاعت و حمایت پر ثابت قدم رہنے والے لوگ ہوتے ہیں^(۲)۔

(۱) روح المعانی ۱۵/۱۸، القرطبی ۲/۲۵۳، احکام القرآن لابن ہریری ۱۳/۲۴۲، تفسیر البغی ۱۸/۳۳

(۲) حدیث: ”نبی رسول اللہ ﷺ... کی روایت بخاری (اصح ۲۲۶۳) طبع استنبی (اور مسلم ۱۱۹۸) طبع الحلی نے کی ہے۔

(۳) احکام القرآن لابن ہریری ۱۳/۲۵۳، احکام القرآن للکلبانی ۳/۴۷۷، صحیح ترمذی ۶۷/۵، سنن ابن ماجہ ۳۰/۲۷۰

(۱) المصباح لسان العرب، مادۃ ”بغی“۔

(۲) القرطبی ۱۶/۳۱۶، روح المعانی ۱۵/۱۸، معالم الثریل بپاشا ابن کثیر ۱۵/۸، حاشیہ ابن طبری ۳/۳۰۸، ہدایہ النسخ ۳/۳۰۸، حاشیہ العلی علی تبیین الحقائق ۳/۳۰۳، اشرح الصغیر ۳/۳۲۶، مواہب الجلیل ۱۱/۲۷۸، التاج والکلیل ۱۱/۲۷۶، منهاج الطالبین وحاوہ اقلیولی ۲۰/۲۷۰، کشف القناع ۱۱/۵۸۔

متعلقہ الفاظ:

الف-خوارج:

۲- جر جانی فرماتے ہیں: خوارج وہ لوگ ہیں جو سلطان کی اجازت کے بغیر مشر و صول کرتے ہیں^(۱)۔

یہ لوگ دراصل جنگ میں حضرت علیؑ کی صف میں تھے، جب انہوں نے حکیم قبول کر لی تو یہ لوگ ان کے خلاف خروج کر گئے اور کہنے لگے، آپ جب حق پر ہیں تو حکم بتا کیوں قبول کیا۔

ابن عابدین فرماتے ہیں: یہ لوگ حضرت علیؑ کو ان کے حکیم قبول کرنے کی وجہ سے باطل پر سمجھتے ہیں، ان سے قتال کو واجب سمجھتے ہیں، اہل عدل کے خون کو مباح سمجھتے ہیں، ان کی خواتین اور بچوں کو قید کرتے ہیں، اس لئے کہ یہ لوگ ان کی نظر میں کفار ہیں^(۲)۔

اکثر فقہاء کا خیال ہے کہ یہ لوگ (خوارج) بغاوت ہیں، ان کو کافر وہ نہیں سمجھتے، محدثین کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ دوسرے کفار ہیں۔ ابن اُمید نے فرمایا: میرے علم کے مطابق کسی نے ان کو کافر قرار دینے میں محدثین سے اتفاق نہیں کیا ہے، ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ امام علیؑ سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا وہ کافر ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کفر سے ہی وہ بھاگے ہیں، کہا گیا: تو وہ منافق ہیں؟ فرمایا: منافقین تو اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں، پوچھا گیا: پھر وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں جو فتنہ کا شکار ہو گئے، تو اللہ سے اور بھرے ہو گئے، ہمارے خلاف بغاوت کی اور قتال کیا تو ہم نے بھی ان سے قتال کیا، حضرت علیؑ نے ان سے کہا: ہم تم سے تین باتوں کا وعدہ کرتے ہیں: ہم تم کو اللہ کی مسجدوں سے نہیں روکیں گے کہ تم ان

میں اللہ کا نام لو، اور ہم تمہارے ساتھ جنگ کا آغاز نہیں کریں گے، اور ہم تم سے ٹی کو نہیں روکیں گے جب تک کہ تمہاری حمایت ہمارے ساتھ ہو^(۱)۔

ماوردی فرماتے ہیں: اگر خوارج اپنے عقائد کا اظہار کریں جب کہ وہ اہل عدل کے ساتھ ملے ملے ہوں تو امام کے لئے جائز ہوگا کہ ان کی تعزیر کرے^(۲)۔
تفصیلی بحث اصطلاح ”غرق“ میں دیکھی جائے۔

ب- محاربین (حرابت (ڈاکہ زنی اور قتل) کا ارتکاب کرنے والے):

۳- ”محاربون“ کا لفظ ”حرابة“ سے مشتق ہے جو ”حرب“ کا مصدر ہے، ”حربہ بحرہ“ کا معنی ہے اس نے اس کا مال لے لیا، حراہہ نصب کرنے اور لوٹ لینے والا^(۳)۔

”حراہہ“ کا مفہوم حقیقی، ثانیہ اور خیالیہ نے قطع طریق یعنی ذمیت بتایا ہے، فقہاء نے فرمایا: حراہہ راگیروں کے خلاف خروج کر کے ان پر غالب آکر مال لوٹنا ہے، اس طور پر کہ راگیروں کو گنہ رنے سے روک دے، اور راستہ منقطع ہو جائے، خواہ یہ قطع کسی جماعت کی جانب سے ہو یا ایک فرد کی جانب سے ہو اگر قطع کی قوت اسے حاصل ہو، اور خواہ یہ قطع ہتھیار کے ذریعہ ہو یا بغیر ہتھیار کے لاشی اور پتھر وغیرہ کے ذریعہ، حراہہ کو ”بڑی چوری“ کہتے ہیں۔

”چوری“ اس اعتبار سے کہا جائے گا کہ راستہ قطع کرنے والا (ڈاکو) امام کی نگاہ سے جس پر حفظ امن کی ذمہ داری ہے، چھپ کر مال لوٹتا ہے، اور ”بڑی“ اس وجہ سے ہے کہ اس کا ضرر عام

(۱) المغنی ۸/۱۰۵، ۱۰۷

(۲) الاحکام السلطانیہ ص ۱۵۸

(۳) لسان العرب، مادۃ ”حرب“

(۱) تحریفات للجر جانی ص ۹۰

(۲) حاشیہ ابن عابدین ص ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴

ہوتا ہے کہ امن وامان ختم ہو جانے کی وجہ سے سبھوں سے راستہ کٹ جاتا ہے (۱)۔

پس حرا بہ اور غشی کے درمیان فرق یہ ہے کہ غشی میں تاویل کا وجود ضروری ہے، جب کہ حرا بہ کا مقصد زمین میں فساد پھیلانا ہے۔

غشی کا شرعی حکم:

۳۔ غشی حرام ہے، اور بغاوت کرنے والے گنہ گار ہیں، لیکن غشی ایمان سے قطعاً نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بغاة کو اس آیت میں مومنین کہا ہے: "وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأْضَلُّوْهُمَا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ إِنَّهُنَا الْمُؤْمِنُونَ ۚ فَإِذَا فُتِنُوا بِأَخْوَانِهِمْ بَيْنَ أَخْوَىٰكُمْ وَبَيْنَ الْأُخْرَىٰ فَدَلُّوا أَوْلَاهُمْ ۚ وَالَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ مَالَهُمْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَلَا مَكْرَهَ عَلَيْهِمْ أَنِ يُقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَنفِخَ فِي أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (۲) (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کرنے لگیں تو ان کے درمیان اصلاح کرو پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہے یہاں تک وہ رجوع کر لے اللہ کے حکم کی طرف بے شک مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں، سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو)، ان سے قتال جائز ہے اور لوگوں پر ان سے قتال میں امام کا تعاون واجب ہے، اور ان سے قتال کے دوران اہل عدل میں سے جو مارا جائے وہ شہید ہے، اور اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں تو ان سے قتال ساقط ہو جائے گا، صنعائی فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص جماعت سے جدا ہو جائے، لیکن ان کے خلاف نہ خروج کرے اور نہ ان سے جنگ کرے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا، اس لئے کہ امام سے محض اختلاف کی

(۱) البحر الرائق ۲/۵، البدائع ۷/۹۰، حاشیہ الطحطاوی علی تبیین الحقائق ۳/۲۳۵، ۳/۲۳۶، ۳/۲۳۷، شرح المنیر ۳/۹۱، ۳/۹۲

(۲) سورہ ہجرات ۱۹، ۱۸

وجہ سے مخالف سے قتال واجب نہیں ہوتا (۱)۔

ایک حدیث میں جسے حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا: "یا ابن مسعود: تَقْرَأُ مَا حَكَّمَ اللَّهُ فِيمَنْ بَغَىٰ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ؟ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: حَكَّمَ اللَّهُ فِيمَنْ لَا يُتَّبَعُ مَلْبِرُهُمْ، وَلَا يَقْتُلُ نَسِيرَهُمْ، وَلَا يَهْلِفُ عَلَىٰ جَرِيحِهِمْ" (۲) (اے ابن مسعود! کیا جانتے ہو کہ اس امت میں سے جو بغاوت کرے اس کے بارے میں اللہ کا کیا حکم ہے؟ ابن مسعود نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے، ان کے قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ان کے زخمی کو قتل کیا جائے)۔

شافعیہ کی رائے ہے کہ غشی مذموم نام نہیں ہے، اس لئے کہ بغاوت کرنے والوں نے اپنی صواب دہ میں جائز تاویل کی وجہ سے مخالفت کی، البتہ اس میں ان سے غلطی ہوئی تو ان کے لئے ایک طرح کا عذر ہے، اس لئے کہ ان میں اجتہاد کی اہلیت ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں: باغیوں کی مذمت سے متعلق جو کچھ وارد ہے اور جو فقہاء کے کلام میں بعض مواقع پر نہیں عسیان اور فسق کے وصف سے موصوف کیا گیا ہے وہ ان لوگوں سے متعلق ہے جن کے اندر اجتہاد کی اہلیت نہیں ہے یا جن کے پاس تاویل نہیں ہے (۳)، اسی

(۱) روح المعانی ۱۵۱/۲۶، سبل السلام ۳/۴۰۷

(۲) سبل السلام ۳/۴۰۷، روح المعانی ۱۵۱/۲۶، اور حدیث "الْمُهْرِي مَا حَكَّمَ اللَّهُ" کو حاکم (۲/۱۵۵ طبع دائرة المعارف اصفہانی) اور بیہقی (۸۲/۸ طبع دائرة المعارف اصفہانی) نے روایت کیا ہے، بیہقی نے فرمایا:

اس کو کثیر بن حکیم نے خیار روایت کیا ہے، عروہ ضعیف ہے۔

(۳) نہایۃ المساجد ۷/۲۸۲

کا دعویٰ کریں اور ان کے پاس تاویل و توجیہ اور قوت بھی ہو تو ایسے لوگ اہل بغاوت ہیں، جو لوگ بھی قتال کی طاقت رکھتے ہوں اہل بغی کے خلاف امام کی نصرت ان پر ضروری ہے، ابن عابدین فرماتے ہیں: خوارج بغاوت میں سے ہیں۔

ابن قدامہ فرماتے ہیں: اگر وہ امام کے خلاف خروج کریں تو وہ فاسق ہیں^(۱)۔

بغاوت کے تحقق کی شرطیں:

۶۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں بغاوت ثابت ہوگی:

الف۔ امام کے خلاف خروج کرنے والے لوگ مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت ہوں جنہیں قوت حاصل ہو اور تاویل و فاسد کا سہارا لے کر انہوں نے امام کو معزول کرنے کے ارادہ سے ناحق خروج کیا ہو، لہذا اگر اہل ذمہ (ذمی لوگ) خروج کریں تو وہ بغاوت نہیں بلکہ حربی قرار پائیں گے، اور اگر مسلمانوں کا کوئی گروہ خروج کرے جس کے پاس تاویل ہو اور نہ حکومت ظلی کا قصد تو وہ قطاع طریق (ڈاکوؤں کی جماعت) قرار پائیں گے، اسی طرح اگر ان کثرت و شوکت نہ ہو، نہ ان سے قتال کا اندیشہ ہو، خود او دناویل کرتے ہوں (تو بھی وہ باغی نہیں کہلائیں گے)، اور اگر کسی حق جیسے خاتمہ ظلم کے لئے امام کے خلاف خروج کریں تو بھی وہ باغی نہیں کہلائیں گے، اور امام پر لازم ہوگا کہ وہ ظلم چھوڑ دے اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آئے، لوگ ان کے خلاف امام کا تعاون نہیں کریں گے، اس لئے کہ یہ ظلم میں تعاون ہوگا، اور نہ ہی خروج کرنے والے گروہ کا تعاون کریں گے، اس لئے کہ یہ خروج اور فتنہ پھیلانے میں تعاون ہوگا، اور اللہ تعالیٰ نے فتنہ اٹھانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

طرح اس صورت میں ہے جب کہ ان کی تاویل قطعی طور پر باطل ہو۔
۵۔ فقہاء نے باغیوں کے فعل کے جواز اور اس کے صغیر و یا کبیرہ ہونے کے اعتبار سے ان کی چند قسمیں بیان فرمائی ہیں:

الف۔ باغی اگر اہل بدعت میں سے نہ ہوں تو وہ فاسق نہیں ہیں بلکہ وہ محض اپنی تاویل میں خطا پر ہیں، جیسے کہ فقہاء مجتہدین، ابن قدامہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق ان کی شہادت کے قبول کرنے میں کوئی اختلاف نہیں^(۱)، اس کا بیان مختصر یہ آئے گا، اسی طرح اگر انہوں نے خروج کی گفتگو تو کی لیکن اب تک خروج کا حزم نہیں کیا ہے تو امام کو ان سے تعرض کا حق نہیں ہے، اس لئے کہ جنایت کا حزم نہیں پایا گیا، اس کی مثال وہ ہے جو بعض صحابہ کے ساتھ پیش آیا جنہوں نے امام کی مانرمانی کی لیکن غالب آنے کے طور پر نہیں، بایں طور کہ چند ماہ تک انہوں نے خلیفہ کی بیعت نہیں کی، پھر بیعت کی بشرطی فرماتے ہیں: اس کی وجہ سے باغیوں پر لعنت، ان سے بد امت اور ان کی تفسیق لازم نہیں ہوتی^(۲)۔

ب۔ اگر بغاوت اہل عدل میں کھل مل جائیں اور اپنے اعتقاد کا اظہار کریں، جب تک نہ کریں تو بھی امام کو ان کی تعزیر کا حق ہوگا، اس لئے کہ اپنے اعتقاد کا اظہار کرنا اور اہل عدل میں اس کی اشاعت کرنا اور جب تک نہ کرنا گناہ صغیر و شمار کیا جائے گا^(۳)۔

ج۔ اگر مسلمان کسی ایک امام پر اکٹھے ہو جائیں اور اس کی وجہ سے امن و امان میں ہوں، پھر مومنین کا ایک گروہ اس کے خلاف خروج کر جائے جو امام کے کسی ظلم کی وجہ سے نہیں بلکہ دعویٰ حق و ولایت کی وجہ سے ہو اور وہ کہیں کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور حکومت

(۱) المغنی ۱/۸۷۸۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۳۰۹، مواہب الجلیل ۴۷۸/۱، حاشیہ الدبونی ۳۰۸، تفسیر القرطبی ۳۲۱/۱۶۔

(۳) الاحکام السلطانیہ للماوراء النہر ص ۵۸۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۳۰۹، حاشیہ المغنی ۳۰۹، المغنی ۱/۸۷۸۔

و کسی ایک علاقہ میں غلام ہو گئے ہوں^(۱)، ہاں ان سے قتال کے لئے یہ چیز شرط ہے^(۲)۔

کس امام کے خلاف خروج بغاوت ہے؟
۷۔ جس شخص کی امامت اور بیعت پر مسلمان متفق ہو جائیں، اور اس کی امامت ثابت ہو جائے تو اس کی اطاعت اور اس کا تعاون واجب ہوگا، اسی طرح اگر اس کی امامت اس طور پر ثابت ہوئی ہو کہ سابق امام نے اس کو متعین کر دیا ہو، کیونکہ امام یا تو بیعت کی وجہ سے یا سابق امام کی جانب سے تقرری کے ذریعہ امام قرار پاتا ہے، اور اگر کوئی شخص امام کے خلاف خروج کرے اور اس کو غلبہ کر لے اور اپنی تلوار کے تل پر لوگوں پر غالب آجائے یہاں تک کہ لوگ اس کے سامنے جھک جائیں اور اس کے تابع ہو جائیں تو وہ امام ہو جائے گا جس کے خلاف خروج ہر اس سے قتال حرام ہوگا^(۳)، تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”امامت کبریٰ“۔

بغاوت کی علامات:

۸۔ اگر کوئی جماعت امام کے خلاف خروج اور اس کے احکام کی مخالفت کی بات کرے سر تابی کا اظہار کرے اور دگر دو ہند ہوں اور

اور جو لوگ امام کے خلاف قوت کے ساتھ لین ایسی تاویل کا سہارا لے کر خروج کریں جو قطعی طور پر فاسد ہو اور مسلمانوں کی جان و مال کو حائل قرار دے لیں جو قطعی طور پر حرام ہیں، جیسے مرتدین کی تاویل، تو وہ بھی باغی نہیں کہلا سکیں گے۔ اس لئے کہ باغی وہ ہے جس کی تاویل میں صحت اور فساد دونوں کی گنجائش ہو، لیکن تاویل کا فاسد ہونا ہی اظہار ہو اور وہ اپنے زعم میں شریعت کا قبیح ہو، اس کا فساد صحیح میں شامل قرار پائے گا اگر اس کے ساتھ وفاء کے لئے قوت بھی موجود ہو^(۱)۔

ب۔ لوگ کسی امام پر اکٹھا ہو اس کی وجہ سے پُر امن ہوں اور راستہ بھی مامون ہوں، اس لئے کہ اگر ایسا نہیں ہوگا تو امام یا تو بے بس ہوگا یا ظالم و جائر، اور اس کے خلاف خروج کرنا اور اس کو معزول کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ اس سے فتنہ نہ پیدا ہو ورنہ باغی فتنہ فساد چھیڑنے سے بہتر صبر کر لینا ہی ہے۔

ج۔ خروج مسلح ہو، یعنی قوت کے اظہار کے ساتھ ہو، اور کہا گیا ہے کہ جنگ و قتال کے ساتھ ہو، اس لئے کہ جو غیر مسلح طور پر امام کی نافرمانی کرے وہ باغی نہیں ہوگا، اور جو قوت کے اظہار کے بغیر امام کی اطاعت کا قیادہ اتار پیچھے دبا دیا نہیں ہوگا^(۲)۔

د۔ منافقین نے یہ شرط لگائی ہے کہ خروج کرنے والوں کا اپنا ایک سربراہ ہو جس کی رائے پر وہ چلتے ہوں، خود وہ مقرر کر دو امام نہ ہو، اس لئے کہ جن کا سربراہ نہ ہو ان کی شوکت نہیں ہوگی۔

اور کہا گیا ہے: بلکہ شرط ہے کہ ان میں مقرر کر دو امام ہو۔
اس کے ساتھ ساتھ بغاوت کے تحقق کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ

(۱) التاج والاکلیل ۲/۶۷۷-۲/۷۸، نہایۃ الحاج ۷/۳۸۲-۳۸۳، فتح القدر ۳/۲۱۳
(۲) التاج والاکلیل ۲/۶۷۷-۲/۷۸، نہایۃ الحاج ۷/۳۸۲-۳۸۳، شرح المغیر ۳/۳۷۷

(۱) نہایۃ الحاج ۷/۳۸۲-۳۸۳
(۲) ابن تہام شراک کے سلسلہ میں دیکھئے ابن حبان ۳/۳۰۹-۳۱۰، فتح القدر ۳/۳۰۸-۳۰۹، حاشیہ اعلیٰ علی تمییز الفقہاء ۳/۳۹۳، التاج والاکلیل ۲/۶۷۷-۲/۶۷۸، سواہب الکیل ۲/۶۷۷-۲/۶۷۸، حاشیہ الدسوقی ۳/۳۹۹، المشرع المغیر ۳/۳۷۷-۳/۳۷۸، منہاج الطالبین وحاشیہ القلیوبی ۲/۳۱۹، منہاج الطالبین وحاشیہ القلیوبی ۲/۳۱۹-۲/۳۲۰، کشاف القناع ۶/۶۱۱، المغنی ۸/۱۰۷
(۳) المغنی ۸/۱۰۷، الدر المختار وحاشیہ ابن حبان ۳/۳۱۰-۳۱۱، التاج والاکلیل ۲/۶۷۷-۲/۶۷۸، منہاج الطالبین وحاشیہ القلیوبی ۳/۳۷۷-۳/۳۷۸

ہو تو ضرر کے ازالہ تک ہم ان سے نہیں گے^(۱)۔

اہل فتنہ سے ہتھیار کی فروختگی:

۹۔ جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ باغیوں اور اہل فتنہ کے ہاتھوں ہتھیار فروخت کرنا حرام ہے، اس لئے کہ یہ معصیت پر تعاون کے دروازہ کو بند کرنا ہے، اہل کوکرا یہ یا معاوضہ میں انہیں دینے کا بھی حکم ہے، امام احمد نے فرمایا: ”نہی رسول اللہ ﷺ عن بیع السلاح فی الفتنہ“^(۲) (رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کے زمانہ میں ہتھیار فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے)۔

حنفی نے صراحت کی ہے کہ ان سے ہتھیار فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے کہ یہ معصیت پر تعاون ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“^(۳) (ایک دوسرے کی مددنگی اور تقویٰ میں کرتے رہو، اور سادہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)، اور اس لئے بھی واجب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ان کے ہتھیار لے لئے جائیں تاکہ وہ فتنہ میں ان کا استعمال نہ کر سکیں، تو ان سے ہتھیار فروخت کرنا بد رچہ اہلی ممنون ہوگا۔

اور اگر بہت کا حکم نفس ہتھیار کو بیچنے کا ہے جو استعمال کے لئے تیار شدہ ہو، اور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ ہتھیار کا طالب اہل فتنہ میں سے ہے تو

(۱) نہایہ الجناح ۷/۳۸۳، کشاف القناع ۶/۲۶۶، المغنی ۸/۱۱۱۔

(۲) لفظ ۳/۲۵۳، نہایہ الجناح ۵/۵۵۳، المغنی ۳/۲۶۶، اعلام المؤمنین ۳/۵۸۳، حدیث ”نہی رسول اللہ عن بیع السلاح.....“ کو ترمذی نے حضرت عمر بن حصین سے دو سندوں سے نقل کیا ہے، پہلی سند کے بارے میں بیہقی نے کہا اس کا مرفوع ہوا وہم ہے موقوف ہوا زیادہ صحیح ہے دوسری سند میں بحر القاع دیوی ہے اس کے بارے میں کہا ہے ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا (المسنن، ماہری المصنف ۵/۳۲۷)۔

(۳) سورہ مائدہ ۲۔

جنگ کے ارادہ سے تیار ہوں تاکہ امام کو عزت ملی کر کے خود مارت حاصل کر لیں اور ان کے پاس تاویل بھی ہو جو جنگ کی بابت ان کے نقطہ نظر کو جواز فراہم کرتی ہو، تو یہ امور ان کی بغاوت کی علامت ہوں گے۔

امام کو چاہئے کہ جب اسے اس صورت حال کی خبر پہنچے اور معلوم ہو کہ وہ اہل شر بد رہے ہیں اور جنگ کے لئے تیاری کر رہے ہیں تو وہ ان کو پکڑ کر قید کر دے یہاں تک کہ وہ اس ارادہ سے باز آجائیں اور اسے سرفرو تو پہ کر لیں تاکہ شر کو قدر امکان دور کیا جاسکے، اس لئے کہ اگر امام ان کی طرف سے جنگ شروع ہونے کا انتظار کرے گا تو بسا اوقات دفاع ممکن نہیں ہوگا کہ مبادا ان کی شوکت میں اضافہ ہو جائے اور ان کی تعداد بڑھ جائے، بالخصوص جب کہ فتنہ کی طرف اہل فساد تیزی سے بڑھتے ہیں^(۱)۔ ان سے آغاز جنگ کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اسی طرح اگر وہ امام کی مخالفت کرتے ہوئے حق اللہ یا حق الانسان کو روکیں جیسے زکاۃ اور زمین کے خراج کی ہوائگی جو انہوں نے بیت المال کے لئے وصول کر رکھا ہو، ساتھ ہی وہ بد بند اور امام کے خلاف مسلح شروع کے لئے تیار ہوں، اور اس کی پرہیزگاری نہ ہو تو یہ چیز ان کی بغاوت کی علامت ہوگی^(۲)۔

اگر وہ خوارج کی رائے کا اظہار کریں جیسے گناہ بیہرہ کرنے والے کی تکفیر، جماعتوں کا ترک، مسلمانوں کے جان و مال کو مباح سمجھنا، لیکن وہ ان امور کا ارتکاب نہ کریں، نہ قتال کا قصد کریں اور نہ امام کی اطاعت سے نکلیں تو یہ بغاوت کی علامت نہیں ہوگی، خواہ وہ لوگ کسی ایک مقام پر اکٹھا ہو کر نمایاں ہو گئے ہوں، لیکن اگر ان سے ضرر پہنچ رہا

(۱) فتح القدیر ۱۱/۲۳، تبیین الحقائق وصحیۃ العینی ۳/۹۳، البدائع ۷/۱۳۰۔

(۲) لشرح الکبیر وصحیۃ الدسوقی ۳/۲۹۹۔

اس کے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ دارالاسلام میں اہل صلاح کو غلبہ ہوتا ہے، اور احکام کی بنیاد غالب پر ہوتی ہے۔
 لیکن اگر اس میں سے قتال نہیں کیا جاتا ہو جب تک کہ اس کو اختیار نہ دیا جائے جیسے لوہا تو اس کو فروخت کرنا مکروہ نہیں ہے، اس لئے کہ معصیت کا تعلق عین اختیار کے بیچنے سے ہے نہ کہ لوہا سے۔ فقہاء نے لوہا کو لکڑی پر قیاس کیا ہے جس سے گانے کے آلات بنائے جاتے ہیں کہ اس لکڑی کا فروخت کرنا مکروہ نہیں ہے، اس لئے کہ بذات خود لکڑی قائل تکیر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ناجائز استعمال منکر ہے، لوہے کو اہل حرب کے ہاتھ بیچنا اگرچہ مکروہ تحریمی ہے لیکن اہل غمی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے، اس لئے کہ وہ لوہے کو اختیار بنانے کا موقع نہیں پاتے ہیں، کیونکہ ان کا نسا و عموما توپ کی وجہ سے یا ان کی جمعیت منتشر ہو جانے کی وجہ سے زوال کے قریب ہوتا ہے، اہل حرب کا معاملہ اس کے برخلاف ہے (۱)۔

ابن عابدین نے کراہت کے تخریجی ہونے کو ظاہر سمجھا ہے، اور فرمایا ہے: مجھے اس موضوع پر کسی کا حکم نہیں ملا (۲)۔

باغیوں کے تین امام کی ذمہ داری:
 الف- قتال سے پہلے:

۱۰- امام کو چاہئے کہ اپنے خلاف شریعت کرنے والے باغیوں کو جماعت میں لوٹ آنے اور اپنی اطاعت میں داخل ہو جانے کی دعوت دے، شاید وہ بات مان لیں اور دعوت قبول کر لیں اور یوں نصیحت سے شر دور ہو جائے، اس لئے کہ ان کی توبہ کی امید ہوتی ہے، امام ان سے شریعت کی وجہ دریافت کرے، اگر امام کی جانب سے کسی ظلم کی وجہ سے شریعت

ہو تو اس ظلم کو دور کرے، اگر وہ کوئی ایسی وجہ بتائیں جس کا ازالہ ممکن ہو تو اس کا ازالہ کر دے، اگر کسی شیعہ کا اظہار کریں تو اس کی وضاحت کرے (۱)، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قتال سے پہلے اصلاح کا حکم دیا ہے، فرمایا: ”وَلِي طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتُلُوا فَاُولَٰئِكَ حَتَّىٰ يُفْلِحُوا“ (۲) (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کرنے لگیں تو ان کے درمیان اصلاح کرو)، اور اس لئے بھی کہ ان کو روکنا اور اس کا شر دور کرنا مقصود ہے، نہ کہ ان کو قتل کرنا، اور یہ مقصود محض شنگو سے حاصل ہو سکتا ہو تو وہ قتال سے بہتر ہے کہ اس میں دونوں فریق کا نقصان ہے، اس (اصلاحی کوشش) سے پہلے ان سے قتال کرنا جائز نہیں ہے، والا یہ کہ ان کے شر کا اندیشہ ہو، اور اگر وہ مہلت طلب کریں (۳)، اور ان کا قصد بظاہر طاعت کی طرف لوٹ آنے کا ہو تو امام ان کو مہلت دے گا۔

ابن المنذر نے فرمایا: ان امور پر ان تمام اہل ظلم کا اجماع ہے جن سے میں واقف ہوں (۴)۔ (دو اسحاق شیرازی نے فرمایا: امام ان کو ایک ترمین مدت جیسے دو یوم یا تین یوم کی مہلت دے گا (۵)۔

”اگر وہ اپنی بغاوت پر ہراسہ کر لیں بعد اس کے کہ امام نے ان کے پاس کسی امانت دار خیر خود کو دعوت کے لئے بھیجا ہو جو ان کو ترغیب دے، یہی وجہ کے ذریعہ انتخاباً نصیحت کرے گا، دینی اتحاد اور کفار کے غمی نہ اڑانے کی خوبی بتائے گا، پھر وہ ہراسہ کر لیں تو ان سے اعلان

(۱) تبیین الحقائق ۳/۲۹۳، الدرر وحاشیہ ابن عابدین ۳/۳۱۱، فتح القدیر ۱۰/۳۱۰، البدائع ۷/۲۰۰، المشرع الکبیر ۲۹۹/۳، المشرع الصغیر ۳۰۸/۳، المہذب ۲۱۹/۲، نہایہ المحتاج ۷/۳۸۵-۳۸۶، المغنی ۱۰۸/۸، کشاف المحتاج ۱۶۲/۸۔

(۲) سورہ حجرات ۹۔

(۳) المغنی ۱۰۸/۸، کشاف المحتاج ۱۶۲/۸۔

(۴) المغنی ۱۰۸/۸۔

(۵) المہذب ۲۱۹/۳۔

(۱) تبیین الحقائق ۳/۲۹۹-۳۰۰، فتح وحاشیہ ۳/۳۱۵، البدائع ۷/۳۰۰۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۳/۳۱۳۔

جنگ کروے گا^(۱)، اور اگر امام بغیر دعوت کے ان سے قتال کرے تو بھی جائز ہوگا، اس لئے کہ دعوت واجب نہیں ہے^(۲)۔
مالکیہ کے نزدیک انہیں آگاہ کرنا اور ان کو دعوت دینا واجب ہے جب تک کہ وہ عجلت نہ کریں^(۳)۔

اگر مناظرہ اور ازالہ شبہ کے لئے کسی کو بھیجا جائے تو ضروری ہے کہ وہ شخص واقفیت رکھنے والا اور زیرک ہو، اگر کسی اور غرض سے بھیجا جائے تو ایسے اوصاف کا حامل ہونا مستحب ہے^(۴)۔

کاسانی نے تفصیل کی ہے فرماتے ہیں: اگر امام کو معلوم ہو کہ وہ ہتھیار بند ہو رہے ہیں اور مقابلہ کے لئے تیاری کر رہے ہیں تو اس کو چاہئے کہ انہیں پکڑ لے اور قید کر دے تاکہ وہ توبہ کریں، اور اگر امام کو ظلم ہونے سے پہلے وہ ہتھیار بند اور قتال کے لئے تیار ہو چکے ہوں تو مناسب ہے کہ پہلے انہیں جماعت کی رائے کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دے، حضرت علیؑ کے خلاف جب اہل حروراء نے شریعت کیا تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں عدل کی طرف بلائیں، اگر وہ قبول کر لیں تو انہیں چھوڑ دے، اگر انکار کریں تو ان سے قتال کرے... اور اگر دعوت سے پہلے امام ان سے قتال کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ دعوت ان تک پہنچی ہوئی ہے، کیونکہ وہ دارالاسلام میں رہنے والے مسلمان ہیں^(۵)۔

کاسانی نے اپنی سنن کبریٰ میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: جب حروراء نے شریعت کیا تو ایک احاطہ میں اکٹھے ہو گئے، ان کی تعداد پچھ ہزار تھی، میں نے امیر المومنین علیؑ سے کہا: میں

ان لوگوں سے بات کروں، انہوں نے فرمایا: مجھے آپ پر ان سے اندیشہ ہے، میں نے کہا: ہرگز نہیں، پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور ان کی طرف روانہ ہوا، ان کے پاس پہنچا تو وہ اکٹھے تھے، میں نے کہا: میں تم لوگوں کے پاس اصحاب نبیؐ کی طرف سے آیا ہوں، نبیؐ کے چچا زاد بھائی اور ان کے داماد کی طرف سے آیا ہوں، ان ہی حضرات پر قرآن نازل ہوا، وقرآن کی تاویل سے تم لوگوں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہیں، تمہاری جماعت میں ان حضرات میں سے کوئی بھی نہیں ہے، اور میں نے کہا: بتاؤ، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور آپ علیہ السلام کے داماد پر تمہارے کیا اعتراضات ہیں؟ انہوں نے کہا: تین اعتراضات ہیں، ایک یہ کہ انہوں نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حکم بنایا، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "إِن الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ"^(۱) (حکم) (دور حکومت) صرف اللہ ہی کا حق ہے)، دوسرے یہ کہ انہوں نے قتل کیا تو نہ تو گرفتار کیا اور نہ غنیمت جمع کیا، تو اگر (فریقِ مقابل) کافر تھے تو ان کی عورتیں اور ان کے اموال ہمارے لئے حلال تھے، اور اگر وہ مومن تھے تو ان کا خون ہم پر حرام تھا، تیسرے یہ کہ انہوں نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ بنادیا^(۲)، اگر وہ مومنین کے امیر نہیں ہیں تو کافروں کے امیر ہیں، میں نے کہا: اگر میں تمہیں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت سناؤں جس سے تمہاری اس بات کی تردید ہوتی ہو تو کیا تم لوگ لوٹ آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: جہاں تک تمہارا یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حکم بنایا تو میں تم کو سناتا ہوں کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ ایک خرگوش کے سلسلہ میں جس کی قیمت

(۱) نہایۃ المحتاج ۱/۲۷۷

(۲) تبیین الحقائق ۳/۴۹۳، الدرر وحاشیہ ابن ماجہ ۱/۳۱۱

(۳) لشرح المغیر ۳/۳۸۸

(۴) نہایۃ المحتاج ۱/۲۷۷

(۵) البدائع ۱/۴۰۷

(۱) سورۃ انفصام ۵۷۔

(۲) حضرت علیؑ اس بات پر راضی ہو گئے کہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ اپنے ساتھ امام میں اپنے نام سے "امیر المومنین" کی عبارت حذف کر دیں۔

ایک مصلحہ دمامہ تیار کر لیں، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے کاتب سے فرمایا: لکھو:

”هَذَا مَا قَضَىٰ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ (اس کا فیصلہ محمد رسول اللہ نے کیا ہے) تو انہوں نے کہا: خدا کی قسم اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے، آپ لکھئے: محمد بن عبد اللہ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”واللہ بنی لرسول اللہ وإن کذبتمونی“ (خدا کی قسم میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں، چاہے تم لوگ مجھے جینا دے)، اے علی! لکھو: ”محمد بن عبد اللہ“ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے بہتر ہیں، لیکن انہوں نے اپنے نام سے لفظ رسول اللہ نہادیا، حالانکہ یہ نام نبوت کا نام نہیں ہوا۔

(اس مناظرہ کے بعد) ان میں سے دو ہزار افراد نے رجوع کر لیا اور دوسرے باقی رہے تو ان سے جنگ کی گئی (۱)۔

آلوی نے صراحت کی ہے کہ قتال سے پہلے ضروری ہے کہ واضح حجت و قطعی دلائل سے ان کے شبہات دور کئے جائیں اور باغیوں کو جماعت میں لوٹ آنے اور امام کی اطاعت میں داخل ہو جانے کی دعوت دی جائے (۲)۔

ب۔ باغیوں سے قتال:

۱۱۔ امام باغیوں کو اپنی اطاعت قبول کرنے کی دعوت دے اور ان کے شبہات دور کر دے پھر بھی وہ قبول نہ کریں اور اٹھا کر وہ بندہ ہوں اور جنگ کے لئے آمادہ ہوں تو ان سے جنگ کرنا جائز ہے، لیکن کیا

ربیع و ریم ہے لوگوں کے پیروں پر مایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيِّدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ“ (شکار کو موت مارو جب کہ تم حالت احرام میں ہو)، یہاں تک کہ فرمایا: ”يُحْكَمْ بِهِ ذَوَا عَظْلٍ مِنْكُمْ“ (۱) (اور) اس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کریں گے)، اور اللہ تعالیٰ نے عورت اور اس کے شوہر کے سلسلہ میں فرمایا: ”وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَنْبِئُوا حُكْمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحُكْمًا مِّنْ أَهْلِهَا“ (۲) (اور اگر تمہیں دونوں کے درمیان کشمکش کا علم ہو تو تم ایک حکم مرد کے خاندان سے اور ایک حکم عورت کے خاندان سے مقرر کرو)، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا انسانوں کے خون اور ان کی جان کے تحفظ اور باہمی اصلاح کے لئے لوگوں کا فیصلہ زیادہ بہ حق ہے یا ایک ایسے فرکوش کے لئے جس کی قیمت محض ربیع و ریم ہے؟

اور جہاں تک تمہارا یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے قتال کیا اور نہ گرفتار کیا اور نہ غنیمت جمع کیا تو کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہؓ کو گرفتار کرو گے، پھر ان سے بھی وہ چیز حائل کر لو گے جو ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے حائل کر لیتے ہو، حالانکہ وہ تمہاری ماں ہیں؟ اگر تم ایسا کرو گے تو کفر کے مرتب ہو جاؤ گے، اور اگر تم یہ کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں تو بھی تم کفر کرو گے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ“ (۳) (نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں)، اور جہاں تک تمہارا یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے اپنے امام سے امیر المومنین کا لفظ نہادیا تو رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن قریش کو دعوت دی کہ آپس میں

(۱) سورہ مائدہ ۹۵۔

(۲) سورہ نساء ۳۵۔

(۳) سورہ احزاب ۶۱۔

(۱) الصحیح ۴۱۰۴ نیز دیکھئے البدائع ۴۰۷، المغنی ۱۱۶/۸، المہذب

۳۱۹/۲، تہذیب الاطوار ۱۶۸/۷۔

(۲) روح المعانی ۱۵۱/۱۸۔

ہم ان سے قتال کا آغاز کریں یا ہم ان سے اس وقت تک قتال نہ کریں جب تک کہ وہ خودی مقابلہ آرائی پر آمادہ نہ ہو جائیں، اس سلسلہ میں دو رجحانات ہیں:

پہلا رجحان: قتال کا آغاز کرنا جائز ہے، اس لئے کہ اگر ہم ان کی جانب سے آغاز جنگ کا انتظار کریں گے تو بسا اوقات دفاع ممکن نہیں ہوگا، پیدائے خواہر زادہ نے نقل کی ہے، زبلی فرماتے ہیں یہی حنفیہ کا مسلک ہے، اس لئے کہ نص قرآنی میں ان کی جانب سے آغاز کی قید کے بغیر حکم آیا ہے: "فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَلَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي..." (۱) (پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہے...)، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "سَيُخْرِجُ قَوْمٌ لِّيَ آخِرَ الزَّمَانِ، أَحْدَاثَ الْأَسْنَانِ، سَفَهَاءَ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْعَرَبِ، لَا يَجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، فَإِنَّمَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنْ لَمْ يَمْلِكُوا فَجَرُّوا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (۲) (آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے، وہ حضور اکرم ﷺ کی بات نقل کریں گے، لیکن ان کا ایمان ان کے طلق سے بھی تجاوز نہیں کرے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے تو تم جہاں بھی انہیں پاؤ ان کو قتل کردو، ان کو قتل کرنے پر قیامت کے دن قتل کرنے والے کو اجر ملے گا)۔

اور اس لئے بھی کہ حکم کا دار و مدار اس کی علامت پر ہوتا ہے اور زیر بحث صورت میں علامت ان کی تیاری اور گروہ بندی ہے، اور اگر ہم

(۱) سورہ حجرات ۹۔

(۲) حدیث "سَيُخْرِجُ قَوْمٌ لِّيَ آخِرَ الزَّمَانِ" کی روایت بخاری (۱۲۸۳) و طبع السنن (۲۸۳/۱۲) و مسلم (۳۶۶۳) و ۷۳۷ طبع السنن نے کی ہے۔

ان کی جانب سے حقیقتاً قتال کا انتظار کریں تو یہ چیز ان کی تقویت کا ذریعہ ثابت ہوگی، اس لئے ان کے شر کے ازالہ کی ضرورت کے پیش نظر حکم کا علامت پر ہوگا، اور اس لئے بھی کہ امام کے خلاف خروج کی وجہ سے دو مفرمان قرار پائے، تو ان سے قتال جائز ہے جب تک کہ دو مفرمانی سے باز نہ آجائیں، اور حضرت علیؓ سے خوارج کے بارے میں جو منقول ہے کہ "ہم تم سے قتال نہیں کریں گے جب تک کہ تم عی نہم سے قتال نہ کرو" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کہ تم ہم سے قتال کا حزم نہ کر لو، اور اگر ان کو قید کر کے ان کے شر کا دفعہ ممکن ہو جب کہ وہ تیاری کر چکے ہوں تو ایسا ہی کیا جائے گا اور ہم ان سے قتال نہیں کریں گے، اس لئے کہ قتال سے کم تر صورت سے ان کے شر کا دفعہ ممکن ہے (۱)۔

ان کے ساتھ جنگ میں خود پھل کرنے کے بواز کی رائے فقہاء متاثر نے اختیار کی ہے، چنانچہ کشاف الثقات میں ہے: اگر وہ رجوع سے انکار کریں تو امام انہیں نصیحت کرے گا اور قتال کا خوف دلائے گا، اگر رجوع کر کے اطاعت اختیار کر لیں تو انہیں چھوڑ دے گا، ورنہ اگر وہ ان سے جنگ کرنے پر قادر ہو تو ان سے جنگ کرنا اس پر واجب ہوگا، اس لئے کہ صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے (۲)۔

دوسرا رجحان: قدوری نے نقل کیا ہے کہ امام ان سے جنگ کا آغاز نہیں کرے گا جب تک کہ وہ خود نہ پھل کریں، یہی رائے کاسانی اور کمال نے بھی روایت کی ہے، کاسانی کہتے ہیں: اس لئے کہ ان سے قتال ان کے شر کے دفعہ کے لئے ہے، ان کے شرک کے شرکی وجہ سے نہیں ہے، کیونکہ کہ وہ مسلمان ہیں، لہذا جب تک ان کی جانب سے شر کا آغاز نہیں ہو امام ان سے قتال نہیں کرے گا، اس لئے

(۱) تبیین الحقائق ۳/۳۳۳، فتح ۱۱/۳۲۔

(۲) کشاف الثقات ۱/۱۶۲، دیکھئے السنن ۱۰۸/۸۔

کہ مسلمان سے قتال صرف دفاعاً جائز ہے، برخلاف کافر کے کہ کفر بذات خود فتیح ہے^(۱)، اس رائے کو بعض مالکیہ نے ظاہر سمجھا ہے، اور یہی شافعیہ کا مسلک اور امام احمد بن حنبل کا قول ہے، اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ ان سے جنگ کا آغاز نہ کریں جنہوں نے ان کے خلاف خروج کیا ہے اور اگر قتل کے بغیر ان کا دفاع ممکن ہو تو قتل جائز نہیں ہے، اور اس سے قبل ان سے قتال جائز نہیں ہے والا یہ کہ حملہ آور کی طرح ان کے شر کا خوف ہو جائے، اور ابن تیمیہ نے کہا: ”افضل یہ ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ خود آغاز کریں“ یعنی جنگ کا آغاز کریں^(۲)۔

باغیوں سے جنگ میں معاونت:

۱۲- باغیوں سے جنگ کے لئے امام کسی کو بلائے تو اس پر قبول کرنا فرض ہے، اس لئے کہ غیر معصیت میں امام کی معاونت فرض ہے۔ ابن عابدین کہتے ہیں: ہر اس شخص پر جو مقابلہ کی سکت رکھتا ہو امام کی معیت میں جنگ کرنا واجب ہے، والا یہ کہ خروج کا سبب امام کا ایسا ظلم ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو، کیونکہ ایسی صورت میں ان کے انصاف کے لئے ان کا تعاون اگر ممکن ہو تو واجب ہے، اور جو شخص سکت نہ رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں بیٹھے، اور اپنی پر بعض صحابہ کرام سے متعلق مروی ان کا یہ عمل محمول کیا گیا ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں انہوں نے کنارہ کشی اختیار کی، اور بعض صحابہ کرام کو تو قتال کے حائل ہونے میں ہی تردد تھا۔

اور امام ابوحنیفہ سے جو یہ قول مروی ہے کہ ”اگر مسلمانوں کے درمیان فتنہ واقع ہو تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ فتنہ سے کنارہ کشی

(۱) البدائع ۱/۲۰۷، مجمع ۱۰/۳۱۰۔

(۲) حاشیہ الدسوقی ۳/۳۹۹، کشاف الفقہاء ۱/۶۱۲، المغنی ۸/۸۰۸، المہذب

۲/۳۱۹، ۳/۳۲۲، نہایۃ المحتاج ۲/۸۳۔

اختیار کرے اور اپنے گھر میں بیٹھ جائے“ تو یہ قول بھی اس صورت پر محمول ہے کہ امام نہ ہو، اور جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے: ”إذا ألقى المسلمان بسيفيهما فالتقتا فالتقتا فالتقتا فالتقتا“^(۱) (اگر دو مسلمان اپنی کواڑوں سے لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے) تو یہ حکم اس صورت پر محمول ہے کہ وہ دونوں عصیت اور (جائی) حمیت میں لڑتی کریں، یا دنیا اور حکومت کے لئے لڑیں۔

اور اگر سلطان ظالم ہو اور لوگوں کی ایک جماعت ظلم کے خاتمہ کے لئے اس کے خلاف خروج کر دے، اور امام سے ظلم کے خاتمہ کا مطالبہ کیا جائے تو وہ قبول نہ کرے تو لوگ نہ تو سلطان کی معاونت کریں اور نہ باغیوں کی مدد^(۲)، اس لئے کہ غیر عادل کی معاونت واجب نہیں ہے، امام مالک کہتے ہیں: اس سے اور جس چیز کا اس سے مطالبہ ہے دونوں سے صرف نظر کرو، اللہ تعالیٰ ایک ظالم سے دوسرے ظالم کے ذریعہ انتقام لے گا پھر ان دونوں سے انتقام لے لے گا^(۳)، اور شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر وہ امام کے خلاف خروج کریں -خود امام ظالم ہو- تو باغیوں سے قریب رہنے والے مسلمانوں پر واجب ہے کہ امام کی امانت کریں تاکہ ان کی شوکت قائم ہو جائے^(۴)۔

باغیوں کی مدد و معاونت کے لئے امام کے تعاون کے وجوب پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ روایت دلیل ہے جس میں

(۱) حدیث: إذا ألقى المسلمان بسيفيهما فالتقتا فالتقتا فالتقتا فالتقتا (الصحیح بخاری) ۳/۳۱۳ طبع

انتقیر) اور مسلم (۳/۲۲۳ طبع النسخ) نے کی ہے۔

(۲) البدائع ۱/۲۰۷، مجمع ۱۰/۳۱۰، فتح القدیر ۳/۱۱۱، البدائع

۲/۳۱۹، حاشیہ الدسوقی ۳/۳۹۹، حاشیہ شریعتی مع نہایۃ المحتاج

۲/۳۱۹، المغنی ۸/۸۰۷، کشاف الفقہاء ۱/۶۱۲۔

(۳) حاشیہ الدسوقی ۳/۳۹۹۔

(۴) حاشیہ شریعتی علی نہایۃ المحتاج ۲/۸۵۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ”مَنْ أَعْطَى إِمَامًا صَفْقَةً يَدِهِ وَثَمَرَةً قَلْبِهِ فَلْيَطْعَمْهُ إِنَّ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخِرُ بِنَازِعِهِ فَاصْرَبُوا عَنْقَ الْآخِرِ“ (۱) (جس شخص نے کسی امام کو اپنے ہاتھوں کا معاہدہ اور اپنے قلب کا ثمرہ دیا وہ اس کی اطاعت استطاعت بھر کرے، پھر اگر دوسرا شخص آکر اس سے نزاع کرے تو دوسرے کی گردن مار دو)، اور اس لئے بھی کہ جس کی امامت ثابت ہوگئی اس کی اطاعت واجب ہوگئی، دلیل حدیث مذکور ”يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ ...“ ہے (۲)۔

باغیوں سے قتال کی شرائط اور اس کے امتیازات:

۱۴- اگر باغیوں کو نصیحت کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ امام کی اطاعت کی جانب رجوع اور جماعت میں شامل ہوا قبول نہ کریں، یا تو پہرہ قبول نہ کریں اگر امام کے قبضہ میں ہوں اور ہم سے قتال کا ارادہ رکھیں تو ان سے قتال واجب ہے (۳) بشرطیکہ وہ اہل عدل کی عزت و آبرو سے چھیڑ خوانی کریں یا ان کی وجہ سے مشرکین سے جہاد معطل ہو جائے، یا بیت المال کے حقوق میں وہ کچھ لے لیں جو ان کا نہیں ہے، یا جو ان پر واجب الاداء ہے اس کی ادائیگی سے گریز کریں یا ایسے امام کی معزولی کا مظاہرہ کریں جس کی بیعت منعقد ہو چکی ہے، جیسا کہ ماوردی نے فرمایا ہے، اور ربی نے کہا ہے: زیادہ مناسب یہ ہے کہ ان سے قتال مطلقاً واجب ہے، اس لئے کہ ان باغیوں کی موجودگی سے، خود مذکورہ امور نہ پائے جائیں، مخاسد پیدا ہوں گے، اور بسا اوقات ان کا تدارک ممکن نہ ہوگا بالخصوص جب کہ وہ امام کے

(۱) حدیث: ”مَنْ أَعْطَى ...“ کی روایت مسلم (۳۳۷۳ طبع مجلس) نے کی ہے۔

(۲) المغنی ۸/۱۰۳-۱۰۵۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ بن ۳۱۰۳۱ ج ۱، الاکلیل ۱/۴۷۸، المغنی ۸/۱۰۵۔

قبضہ سے نکل چکے اور قتال کے لئے آمادہ ہو چکے ہوں (۱)۔

اگر ان کے شر کا ازالہ کسی آسان تر شکل سے ممکن ہو تو ضروری حد تک اس شکل کا اپنا واجب ہے، اس لئے کہ ان سے جنگ کے لئے یہ شرط ہے کہ ان کے شر کو دفع کرنے کے لئے قتال کے علاوہ کوئی راستہ نہ رہ گیا ہو، تو اگر محض تنگی سے حصول مقصد ممکن ہو تو وہ قتال سے زیادہ بہتر ہے (۲)۔

باغیوں سے قتال کی کیفیت:

۱۴- باغیوں سے قتال دراصل اختیارات و تفریق کو ختم کرنے کے لئے کیا جاتا ہے، انہیں نہ گارنٹیں قرار دیا جاتا، اس لئے کہ وہ تاویل کرنے والے ہوتے ہیں، اسی لئے باغیوں سے قتال اور کفار سے قتال کے درمیان گیارہ باتوں میں فرق ہے: باغیوں سے قتال کا مقصد ان کو سرکشی سے باز رکھنا ہے، ان کا قتل نہیں، ان میں سے جو میدان جنگ سے بھاگ جائیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا، ان کے زخمیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا، نہ ان کے قیدی قتل کئے جائیں گے (۳)، نہ ان کے اسول غنیمت بنائے جائیں گے، نہ ان کے بچے گرفتار کئے جائیں گے، نہ ان کے خلاف مشرکین کی مدد لی جائے گی، نہ ان سے مال پر سلع کی جائے گی، نہ ان کے مقابلہ میں توپ وغیرہ اسلحہ نصب کئے جائیں گے، نہ ان کے گھروں کو جلا یا جائے گا اور نہ ان کے درخت کاٹے جائیں گے (۴)۔

اگر باغی کسی ایک مقام پر سنا رہ کش ہو کر اکٹھا ہو جائیں، یا کسی

(۱) نہایۃ المحتاج ۷/۵۸۶، المہذب ۲/۲۲۲۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ بن ۳۱۰۳۱، المغنی ۸/۱۰۸-۱۰۹۔

(۳) حنفی نے اس مسئلہ میں تفصیل کی ہے جو آگے آ رہی ہے۔

(۴) ج ۱ الاکلیل ۱/۴۷۷، حاشیہ المدنی ۳/۳۹۹، حاشیہ الصدی علی الشرح

المغنی ۳/۳۹۹۔

گروہ کی شکل اپنائیں اور ان کے شر کا ازالہ بغیر قتال کے ممکن نہ ہو تو ان سے قتال کرنا جائز ہوگا تا آنکہ ان کی جمعیت منتشر ہو جائے، اگر ان کی تیاری کر لینے کے بعد قید و گرفتاری سے ان کا شر دور کیا جاسکتا ہو تو یہی طریقہ اپنایا جائے گا، اس لئے کہ ان سے جہاد صرف اس حد تک ضروری ہے کہ ان کا شر دور ہو جائے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا، حضرت علیؑ نے اہل حروراء سے نہروان کے مقام پر صحابہ کرام کی موجودگی میں قتال کیا جو نبی اکرم ﷺ کے اس قول کی تصدیق تھی کہ "فما قاتل علی تنزيل القرآن وعلی یقتل علی فلولہ" (۱) (میں قرآن کے نزول پر قتال کروں گا اور علی قرآن کی تاویل پر قتال کریں گے)، تاویل کی بنا پر قتال دراصل باغیوں سے قتال ہے، جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زکاۃ دینے والوں سے قتال کیا (۲)۔

اگر امام ان سے قتال کرے اور انہیں شکست دے دے اور وہ واپس بھاگنے لگیں اور امام ان کی جانب سے "ضمنن ہو جائے یا وہ ہتھیار ڈال کر یا شکست کھا کر جنگ بند کر دیں یا زخمی یا گرفتار ہو کر جنگ کے قائل نہ رہیں تو اہل عدل کے لئے جائز نہیں ہے کہ ان کا پیچھا کریں اور ان کے زخمیوں کو قتل کریں اور ان کے قیدیوں کو قتل کریں، اس لئے کہ ان کے شر سے امن حاصل ہو چکا ہے، اسی طرح ان کے بچوں کو گرفتار نہیں کیا جائے گا نہ ان کا مال تقسیم کیا جائے گا، حضرت علیؑ کا ارشاد ہے: "شکست کے بعد نہ میدان میں موجود شخص کو قتل کیا جائے گا اور نہ بھاگنے والے کو، نہ ان کا شہر فتح کیا جائے گا، نہ

ان کی عورتوں کو باندی بنا کر حلال قرار دیا جائے گا، اور نہ ان کا مال لوٹا جائے گا"، بلکہ انہوں نے باغیوں سے فرمایا کہ جو اپنی چیز پہچان لے اسے حاصل کر لے، یعنی جو باغی اپنا سامان پہچان لے اسے واپس لے لے، جنگ جمل میں آپؐ نے فرمایا: کسی بھاگنے والے کا پیچھا مت کرو، کسی زخمی کو قتل نہ کرو، کسی قیدی کو قتل نہ کرو، اور عورتوں کو کچھ نہ کرو (۱)، اور اس لئے بھی کہ ان سے قتال ان کا شر دور کرنے اور انہیں احاطت گزار بنانے کے لئے کیا جاتا ہے، انہیں قتل کرنا مقصود نہیں ہے (۲)، ابن قتیبہ کہتے ہیں: ہمارے ظلم کے مطابق ان کے موال کو غنیمت بنانے اور ان کے بچوں کو قیدی بنانے کی حرمت میں اہل ظلم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اس لئے کہ ان کا خون مسموم ہے، ان کے شر کے ازالہ اور ان سے قتال کی ضرورت کے بقدر ہی ان کا خون اور مال مباح ہوا ہے، لہذا اس مقصد کے علاوہ ان کا خون بھی حرام باقی رہے گا (۳)۔

شافعیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر باغیوں کا اپنا گروہ دور دراز مقام پر ہو جہاں وہ پناہ لیتے ہوں، اور گروہ کے ان تک پہنچنے کی توقع عام طور پر نہ ہو، اور جنگ قائم ہو اور غالب گمان ہو کہ ان تک گروہ نہیں پہنچے گا تو ایسی صورت میں بھاگنے والے باغیوں سے قتال نہیں کیا جائے گا، ان کے زخمیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا کہ ان کے شر سے امن ہو چکا ہے، لہذا یہ کہ وہ پناہ کی نیت رکھتے ہوں۔

لیکن ان کا گروہ اگر قریب کے مقام پر ہو، اور عموماً کمک پہنچاتا ہو اور جنگ قائم ہو تو ایسی صورت میں ان کا پیچھا کرنا اور

(۱) حدیث: "فما قاتل علی....." مکتوبہ قطبی نے "لا فرؤنہیں روایت کیا ہے اور کتبہ اس کی روایت تنہا جامہ" نے کی ہے جو قطبی ہے (کنز العمال ۱۱/۱۱۳ طبع المرسال)۔

(۲) البدائع ۷/۳۰۰، فتح ۱۱/۳۷۷، حاشیہ ابن ماجہ ۳/۳۷۷، تبیین الحقائق ۳/۳۷۳، الشرح المکبیر حاشیہ البدائع ۳/۳۷۳، مجمع و الاکلیل ۱/۲۷۷، المہرب ۳/۱۹۸، المغنی ۸/۱۰۸۔

(۱) فتح ۱۱/۳۷۷، البدائع ۷/۳۰۰، طہرۃ البدائع ۳/۳۷۷، طہرۃ البدائع ۳/۳۷۷، مجمع و الاکلیل ۱/۲۷۷، المہرب ۳/۱۹۸، المغنی ۸/۱۰۸۔
(۲) المہرب ۳/۱۹۸، المغنی ۸/۱۰۸۔
(۳) المغنی ۸/۱۰۸۔

ان کے زخمیوں کو قتل کرنا جائز ہوگا، اور اگر ان کا گروہ دور ہو لیکن باغیوں تک اس کا پہنچنا عام طور پر متوقع ہو اور جنگ بھی قائم ہو اور اس کا غالب گمان ہو جائے تو اس صورت میں ان سے قتال ہی مناسب ہے^(۱)۔

اور اسی سے قریب مالکیہ کی رائے ہے، چنانچہ انہوں نے صراحت کی ہے کہ ان پر غلبہ پا کر ان کی جانب سے اگر اطمینان ہو جائے تو نہ تو شکست خوردہ کا پیچھا کیا جائے گا اور نہ زخمی کو مار ڈالا جائے گا^(۲)۔

حنابلہ نے یہ صراحت کی ہے کہ باغی اگر جنگ بند کر دیں، خود وہ اس طور پر ہو کہ وہ اطاعت قبول کر لیں، یا ہتھیار ڈال دیں، یا شکست کھا جائیں اور اپنے گروہ میں جا ملیں یا نہ ملیں، یا زخم، مرض یا گرفتاری کی وجہ سے جنگ کے قائل نہ باقی رہیں تو ایسی صورت میں ان کو قتل کرنا اور بھاگنے والے کا پیچھا کرنا حرام ہے، ابن قدامہ نے ایسی روایات و آثار نقل کی ہیں جن میں بھاگنے والے کو قتل کرنے، زخمی کو مار ڈالنے اور قیدی کو قتل کرنے کی ممانعت آئی ہے، یہ روایات عام ہیں، پھر انہوں نے فرمایا: اس لئے کہ ان سے قتال کا مقصد ان کو رہ کرنا ہے اور وہ مقصد حاصل ہو چکا ہے، لہذا ان کو قتل کرنا جائز نہیں ہوگا جیسا کہ حملہ آور کو قتل کرنا ایسی صورت میں جائز نہیں ہوتا، اور ان کو آئندہ کے اندیشہ سے بھی کہ ان کا گروہ ہے قتل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ اگر ان کا کوئی گروہ نہ ہو^(۳)۔

جہاں تک حنفیہ کا تعلق ہے تو انہوں نے صراحت کی ہے کہ اگر باغیوں کا گروہ ہو جہاں وہ پناہ لیتے ہوں تو ایسی صورت میں کسی تفصیل کے بغیر اہل عدل کو چاہئے کہ بھاگنے والے کو قتل کریں اور

زخمیوں کا خاتمہ کریں تاکہ وہ اپنے گروہ سے جا کر نہ مل جائیں، اور ان کے ذریعہ محفوظ ہو جائیں اور پھر پست کر اہل عدل پر حملہ کریں، اور ان کے قتل کے جواز کے لئے ان کی جانب سے قتال کی صرف علامت کا پایا جانا کافی ہے، حقیقتاً قتال ضروری نہیں، اور اس لئے بھی کہ اگر باغیوں کا گروہ ہو تو ان کا قتل دفاع کے دائرہ سے باہر نہیں ہوگا، کیونکہ باغی اپنے گروہ میں شامل ہو جائیں گے، اور ان کا شر پہلے کی طرح پھر لوٹ آئے گا، فقہاء حنفیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا قول اس صورت کی بابت ہے جب کہ ان کا گروہ نہ ہو^(۱)۔

بدر پیکار باغی عورت:

۱۵- جمہور فقہاء (حنفی، شافعیہ اور حنابلہ) کی رائے ہے کہ باغیوں میں شامل عورت اگر قتال کر رہی ہو تو اسے قید کیا جائے گا صرف وہ ان مقابلہ سے قتل کی اجازت ہے، قید اس لئے کیا جائے گا کہ وہ معصیت پر ہے اور تاکہ اسے شریعت سے روکا جائے^(۲)۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر عورتوں کا قتال محض جوش دلانے اور پتھر پھینکنے کی صورت میں ہو تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا^(۳)۔

باغیوں کے اموال کو غنیمت بنانا، ان کو ضائع کرنا اور ان کا ضمان:

۱۶- فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ باغیوں کے اموال کو غنیمت نہیں بتایا جائے گا، نہ انہیں تقسیم کیا جائے گا اور نہ ان کو ضائع کرنا جائز ہوگا، بلکہ ضروری ہے کہ اموال انہیں لوٹا دئے جائیں، لیکن امام کو

(۱) البدائع ۷/۳۰۰-۳۰۱، فتح ۱۱/۳۰۰

(۲) فتح القدیر ۱۲/۳۱۲ حاشیہ من مایوں ۱۱/۳۱۱، تبیین الفتاویٰ ۳/۳۹۵، البحر

المراقب ۵/۱۵۲ حاشیہ الدرر ۲/۲۹۹، المہذب ۲/۲۲۱، المغنی ۸/۱۱۵

(۳) البحر ۱/۲۷۶، المشرع ۳۰/۳۰۰

(۱) نہایۃ المحتاج ۶/۳۸۶

(۲) الشرح الکبیر وحاشیہ الدرر ۲/۲۹۹-۳۰۰، البحر ۱/۲۷۶

(۳) المغنی ۸/۱۱۵

چاہئے کہ ان کی شوکت کو توڑ کر ان کے شر کو دفع کرنے کے مقصد سے ان کے اموال کو روک لے یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیں تب انہیں اموال لوٹا دے کہ اب ضرورت ختم ہوگئی، اور غنیمت بنانا درست نہیں ہے، اور اگر ان کے اموال گھوڑے وغیرہ کی شکل میں ہوں جن کی حفاظت کے لئے اثر اجابت و رکاوٹ ہوتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت روک لی جائے۔

ان کے مالی نقصان پر ضمان کے مسئلہ میں تفصیل ہے، عادل اگر دوران قتال باغی کی جان یا مال کو قتال کے سبب یا قتال کی ضرورت کے تحت ضائع کر دے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، اس لئے کہ ان کا کچھ مال جیسے گھوڑا ضائع کئے بغیر ان کا قتل ممکن ہی نہیں ہے اگر وہ سوار ہو کر لڑ رہے ہوں تو ان کے جانور کو زخمی کرنا جائز ہوگا، تو جب جان تلف کرنے پر ضمان نہیں ہے تو مال ضائع کرنے پر ضمان بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگا۔

اگر قتال کی حالت اور اس کی ضرورت نہ ہو تو ان کے مکانات نہیں ہلائے جائیں گے اور ان کے درخت نہیں کاٹے جائیں گے، اس لئے کہ اگر مقابلہ کے دوران ان کا مال امام کے ہاتھ لگ جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اسے محفوظ رکھے تاکہ انہیں وہ لوٹا دے، لہذا ان کے اموال نہیں لوٹے جائیں گے، اس لئے کہ ان اموال پر وراثت کے احکام برقرار ہیں، ان سے مقابلہ صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے نئی بدعت ایجاد کر لی ہے، لہذا یہ مقابلہ ایک حد کی طرح ہے جو ان پر قائم کی جا رہی ہے^(۱)۔

ماوردی نے ضمان کو اس صورت کے ساتھ مقید کیا ہے کہ جنگ سے باہر اپنے سکون قلب اور انتقام کی نیت سے ان کا مال ضائع کیا گیا ہو، اگر باغیوں کو کمزور کرنے اور شکست دینے کی غرض سے مال

(۱) حاشیہ الدسوقی ص ۳۰۰ ج ۱ ص ۲۷۸/۲۷۹

ضائع کیا گیا ہو تو ضمان نہیں ہوگا^(۱)۔

زیلعی اور ابن عابدین نے باغیوں کے گروہ بند ہونے اور خروج کرنے سے پہلے یا ان کی قوت ٹوٹ جانے اور جمعیت منتشر ہو جانے کے بعد ہونے والے نقصان پر ضمان کو محمول کرنے کو ظاہر سمجھا ہے^(۲)۔

اہل عدل کا باغیوں کو نقصان پہنچانا:

۱۷- زیلعی نے مرخانی سے نقل کیا ہے کہ عادل اگر باغی کی جان یا مال کا اتلاف کر دے تو وہ ضامن نہیں ہوگا اور نہ گنہگار ہوگا، اس لئے کہ وہ ان کے شر کے ازالہ کے لئے ان سے قتال پر مامور ہے۔ محیط میں ہے: اگر اس نے باغی کا مال ضائع کر دیا تو ضمان لیا جائے گا، اس لئے کہ باغی کا مال ہمارے حق میں مسموم ہے اور ضمان لازم کرنا ممکن ہے، لہذا اثمان واجبہ تر اردینے میں فائدہ ہے^(۳)۔

باغیوں کا اہل عدل کو نقصان پہنچانا:

۱۸- اگر بغاوت کرنے والے اہل عدل کا مال ضائع کر دیں تو ان پر کوئی ضمان نہیں ہے، اس لئے کہ وہ تادیل کرنے والا ایک گروہ ہے، لہذا انہیں اہل عدل کی طرح ضامن قرار نہیں دیا جائے گا، اور اس لئے بھی کہ وہ مال ہمارے حق میں تحفظ رکھتا ہے، اور شرار کے حق میں گناہ کو تحفظ حاصل نہیں ہے، اور اس لئے بھی کہ ان کو ضامن قرار دینے کے نتیجہ میں اطاعت شعاری کی طرف سے انہیں نفرت ہو جائے گی، چنانچہ عبد الرزاق نے اپنی سند سے زہری سے روایت کیا ہے کہ سلیمان بن هشام نے زہری کو لکھ کر ایک ایسی عورت کے بارے میں دریافت کیا جو اپنے شوہر کے پاس سے چلی گئی، اپنی قوم

(۱) نہایہ الجہاد ص ۳۸۵

(۲) حاشیہ ابن عابدین ص ۱۲۳ ج ۱ ص ۲۹۶

(۳) تبیین الحقائق ص ۲۹۶

اگر باغی تو بہ کر لیں اور رجوع کر لیں تو اہل حق کے جو اموال ان کے پاس ملیں وہ واپس ملے لئے جائیں گے، اور جو اموال انہوں نے خرچ کر لئے ہوں وہ ان سے واپس نہیں لئے جائیں گے خود وہ مال دار ہوں، اس لئے کہ وہ تاویل کرنے والے ہیں^(۱)۔

اگر باغی کسی اہل عدل کو معرکہ کے علاوہ قتل کر دے تو اس کو قتل کیا جائے گا، اس لئے کہ اس باغی نے ہتھیار کا مظاہرہ کر کے قتل کیا ہے، اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی ہے جیسا رہزن کرتے ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس باغی کا قتل ضروری نہیں ہے، یہی رائے حنابلہ کے نزدیک صحیح ہے، اس لئے کہ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے: ”اگر میں چاہوں تو معاف کردوں اور اگر چاہوں تو قتلاں لوں“^(۲)۔

باغی مقتولین کا مسئلہ کرۃ:

۱۹- باغی مقتولین کا مسئلہ کرۃ حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، مالکیہ کے نزدیک حرام ہے، جہاں تک ان کے سر منتقل کرنے کا سوا ہے تو حنفیہ نے کہا: ان کے سر کاٹ کر شہروں میں گھمانا مکروہ ہے، اس لئے کہ یہ مسئلہ ہے، لیکن بعض متاثرین حنفیہ نے اس کو ایسی صورت میں جائز قرار دیا ہے جب اس سے اہل عدل کے اطمینان قلب اور باغیوں کی شوکت توڑنے کا مقصد حاصل ہوتا ہو، مالکیہ نے باغی مقتولین کے سروں کی نمائش ان کے مقام قتل پر جائز قرار دیا ہے^(۳)۔

(۱) دہلوی، کلیل، ۱/۲۷۸-۲۷۹۔

(۲) المغنی، ۸/۱۳۔

(۳) النسخ، ۱۶۳، حاشیہ ابن طاووس، ۳۱۲، تبیین الحقائق، ۳۹۵، حاشیہ الدوسقی، ۳۹۹، دہلوی، کلیل، ۱/۲۷۸-۲۷۹، نہایت المحتاج، ۳۸۶، المغنی، ۸/۱۱۳، کشاف المحتاج، ۱۶۳۔

کے سامنے شرک کی شہادت دی، حرور یہ سے جا ملی اور شادی کر لیا، پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس نائب ہو کر لوٹ کر آئی ہے، راوی کہتے ہیں کہ زہری نے انہیں لکھا: اما بعد! پہلا فتہ اس وقت برپا ہوا جب کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جنہوں نے غزوہ بدر میں شرکت فرمائی تھی بڑی تعداد میں موجود تھے، ان کی متفقہ رائے ہوئی کہ قرآن کی تاویل کر کے جس کسی نے شرم گاہ کو حائل کر لیا ہو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی، جس نے قرآن کی تاویل کر کے خون کو مباح کر لیا ہو اس پر قصاص جاری نہیں کیا جائے گا، کسی نے قرآن کی تاویل کر کے مال کو حائل کر لیا ہو وہ مال نہیں لوٹایا جائے گا، سوائے اس کے کہ کوئی سامان بعینہ محفوظ ہو تو اسے اس کے مالک کو واپس کیا جائے گا، اور میری رائے یہ ہے کہ وہ عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹادی جائے اور اس پر تہمت لگانے والے پر حد جاری کی جائے۔

امام شافعی کے ایک قول میں باغیوں کو ضامن قرار دیا جائے گا، اس لئے کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: ”تم ہمارے مقتولوں کی دیت ادا کرو گے، ہم تمہارے مقتولوں کی دیت ادا نہیں کریں گے“^(۱)، اور اس لئے بھی کہ یہ جائیں اور اموال ”موم ہیں انہیں مباح ہو کسی جائز دفاۃ کی ضرورت کے بغیر ضائع کیا گیا ہے، تو اس کا ضمان واجب ہوگا، جس طرح غیر جنگی حالت میں ۱۳۱ ف پر ضمان ہوتا ہے^(۲)۔

(۱) المغنی، ۸/۱۱۳۔

ابن قدامہ نے اس رائے سے حضرت ابو بکر کا رجوع نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس رائے پر عمل نہیں کیا، اور یہ مقول نہیں کہ انہوں نے کسی پر مالی تاوان اس وجہ سے لازم کیا ہے اگر مرتدین کے قتل میں تاوان واجب بھی قرار دیا جائے تو بھی زیر بحث صورت میں لازم نہیں ہوگا، اس لئے کہ باغی تاویل کرنے والے مسلمان ہیں۔

(۲) حاشیہ ابن طاووس، ۳۱۲، البدیع، ۲۷۲، تبیین الحقائق، ۳۹۱، حاشیہ الدوسقی، ۳۹۹، ۲۷۹، دہلوی، کلیل، ۱/۲۷۸-۲۷۹، نہایت المحتاج، ۳۸۶، المغنی، ۸/۱۱۳-۱۱۴۔

باغی قیدی:

۲۰- باغی قیدیوں کے ساتھ خصوصی معاملہ کیا جائے گا، اس لئے کہ ان سے جنگ کرنا محض ان کے شر کے دفع کے لئے ہے تو ان کے ساتھ صرف اسی قدر عمل مباح ہوگا جس سے قتال کا دفع ہو، لہذا اگر ان کا کوئی گروہ نہ ہو تو بالاتفاق انہیں قتل نہیں کیا جائے گا جس کی وجہ پیچھے گذر چکی ہے، اسی لئے انہیں مطلقاً غلام نہیں بنایا جائے گا تو ان کا کوئی گروہ ہو یا نہ ہو، اس مسئلہ پر اتفاق ہے، اس لئے کہ وہ آزاد مسلمان ہیں، ان کے بچوں اور عورتوں کو بھی گرفتار نہیں کیا جائے گا^(۱)۔

اگر ان کا گروہ ہو تو بھی مالکیہ^(۲)، شافعیہ^(۳) اور حنبلیہ^(۴) کے نزدیک انہیں قتل نہیں کیا جائے گا، لیکن مالکیہ میں سے عبد الملک کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی باغی قید کر لیا جائے اور جنگ ختم ہوئی ہو تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا، اور اگر جنگ جاری ہو تو امام کو حق ہے کہ اگر اس سے اندیشہ محسوس کرے تو اسے قتل کر دے^(۵)۔

(۱) تبیین الحقائق ۲۹۵/۳، شرح المسیر و بلادہ لما لک ۱۵۴/۱۵۴، حاشیہ لکھنؤ

۱۱۷، ۱۱۸، الفروع ۳۳/۵۳

علامہ کمال کہتے ہیں: اگر اس مسئلہ پر اجماع قائم نہ ہو چکا ہو تو ان کے مملوک بنائے جانے پر بعض واقعات سے استدلال ممکن ہے، ابن ابی شیبہ (۲۶۳/۱۵) نے اپنی سند سے ابو بکر عیسیٰ سے نقل کیا ہے کہ جب بل محل کو شکست ہو گئی تو حضرت علیؑ نے کہا: جو لوگ جنگ سے علاحدہ ہیں انہیں مت پکڑو، جو پھلے اور چانور ہیں وہ تم لے لو لیکن کوئی عورت تمہاری ام ولد نہیں ہوگی، اور جس خاتون کا شوہر مارا گیا وہ چار ماہ دس دن عمت گزارے تو لوگوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ان کا خون تو ہمارے لئے حلال ہے اور ان کی عورتیں حلال نہیں؟ تو انہوں نے آپ سے حجت کی تو آپ نے کہا: اچھا عورتوں کو لاؤ اور جانچو کہ پر قریب اندازی کرو کہ وہی تو سربراہ ہونگا کہ چلے اس طرح حضرت علیؑ نے انہیں خالص کیا (فتح ۳۳/۲۳)۔

(۲) حاشیہ الدسوقی ۳۳/۲۹۹

(۳) المہرب ۱۱۹/۲

(۴) المغنی ۱۱۳/۸، کتاب الفتن ۱۶۳/۱۶۳

(۵) التاج والاکلیل ۲۷۸/۶

مالکیہ کی بعض کتابوں میں ہے کہ اگر جنگ بند ہونے کے بعد کسی کو قید کیا جائے تو اس سے توبہ کرائی جائے، اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے گا، اور کہا گیا ہے کہ اس کی تادیب کی جائے گی، قتل نہیں کیا جائے گا^(۱)۔

شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر باغی قیدی کو قتل کر دیا جائے تو اس کی دیت کا ضمان دینا ہوگا، اس لئے کہ قید کی وجہ سے اس کا خون محفوظ ہو گیا ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ اس کو قتل کرنے پر قصاص لازم آئے گا، ایک قول یہ بھی ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہوگا، اس لئے کہ امام ابو حنیفہ نے اس کے قتل کو جائز قرار دیا ہے تو اس مسئلہ میں شبہ پیدا ہو گیا^(۲)، اور اگر قیدی باغی ہو اور اطاعت قبول کر لے تو اسے آزاد کر دیا جائے گا، اگر اطاعت قبول نہ کرے تو جنگ ختم ہونے تک اسے محبوس رکھا جائے گا^(۳)، اگر غلام یا بچہ ہو تو قید نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ وہ بیعت کی اہلیت والوں میں نہیں ہے، بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ اسے بھی قید میں رکھا جائے گا، اس لئے کہ ان کے قید سے بھی باغیوں کی دل شکنی ہوگی^(۴)، یہی رائے حنبلیہ کی بھی ہے^(۵)۔

حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر قیدی کا کوئی گروہ ہو تو امام کو اختیار ہوگا، اگر چاہے تو اسے قتل کر دے یا چاہے تو بقدر امکان اس کے شر کے دفع کے لئے قید رکھے، جس اقدام سے باغیوں کی قوت زیادہ کمزور ہو اسی کے مطابق امام فیصلہ کرے گا^(۶)۔

(۱) جلیبہ المجدد ۲۹۸/۲

(۲) المہرب ۲۲۰/۳

(۳) المہرب ۲۲۰/۳، کتاب الفتن ۱۶۵/۱۶۵

(۴) المہرب ۲۲۰/۳، نہایۃ الحاج ۲۸۷/۷

(۵) کتاب الفتن ۱۶۵/۱۶۵

(۶) حاشیہ ابن عابدین ۳۱۱/۳

قیدیوں کا فدیہ:

۲۱- فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اہل عدل قیدیوں کے فدیہ میں باغی قیدیوں کو دینا جائز ہے، فقہاء کہتے ہیں: باغی اگر اہل عدل قیدیوں کو قتل کر دیں تو اہل عدل کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ باغی قیدیوں کو قتل کریں، اس لئے کہ باغی قیدی دوسروں کے جرم میں قتل نہیں کئے جائیں گے، اور اگر باغی اپنے قیدیوں کو فدیہ میں چھوڑا قبول نہ کریں اور انہیں قید رکھیں تو ان قدر اہل عدل کہتے ہیں: اہل عدل کے لئے اس جواز کی بھی گنجائش ہے کہ باغی قیدیوں کو قیدی رکھیں جب تک ان کے عوض اپنے قیدیوں کی رہائی کی صورت نہ نکل آئے، اور یہ بھی محتمل ہے کہ باغی قیدیوں کو قید رکھنا جائز نہ ہو اور انہیں رہا کر دیا جائے، اس لئے کہ اہل عدل قیدیوں کو قید رکھنے کا گناہ باغی قیدیوں کے سر نہیں ہے (۱)۔

باغی قیدیوں سے متعلق تفصیل کے لئے اصطلاح "سری" دیکھی جائے۔

باغیوں سے مصالحت:

۲۲- فقہاء کا اتفاق ہے کہ باغیوں سے صلح کر لینا جائز نہیں ہے، اگر امام مال پر مصالحت کر لے تو مصالحت باطل ہوگی (۲)۔ اگر باغی بغیر مال کے جنگ بندی پر صلح کا مطالبہ کریں تو یہ پیشکش ایسی وقت قبول کی جائے گی جب اس میں خیر ہو، اگر امام یہ دیکھے کہ ان کا ارادہ رجوع الی الصلحت اور معرفت حق کا ہے تو انہیں مہلت دے گا، ابن المنذر کہتے ہیں: ان امور پر ان تمام اہل ظلم کا اتفاق ہے جن کی آراء میں نے محفوظ رکھی ہیں، لیکن اگر باغیوں کا مقصود یہ ہو کہ مقابلہ کے لئے وہ اکٹھا ہو لیں، کمک آجائے یا اچانک امام پر حملہ آور

ہو جائیں تو ایسی صورت میں امام فوری کارروائی کرے گا اور انہیں مہلت نہیں دے گا (۱)۔

اگر مصالحت ہو جائے اور ہر فریق دوسرے فریق کے پاس رہن رکھ دے کہ اگر کوئی فریق غدر کرے گا تو دوسرا فریق رہن میں رکھے گئے لوگوں کو قتل کر دے گا، پھر باغی غدر کریں اور رہن کو بھی قتل کر دیں تو اہل عدل کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ وہ بھی رہن کو قتل کر دیں، بلکہ اہل عدل رہن کو قید رکھیں گے تا آنکہ باغی ہلاک ہو جائیں یا توبہ کر لیں، اس لئے کہ رہن کے لوگ مصالحت کی وجہ سے مامون ہو چکے ہیں، نیز انہیں رہن کے بطور لیتے وقت امان دیا جا چکا ہے، دوسروں کے غدر پر ان سے مواخذہ نہیں کیا جاسکتا، انہیں قید رکھا جائے گا تا کہ اپنے گرمہ میں لوٹ کر شامل نہ ہو جائیں (۲)، اور ان کی قوت میں اضافہ بن کر جنگ کی آگ کو مزید بھڑکانے کا سبب بنیں۔

۲۳- اگر باغی اہل عدل کو رہن دیں کہ ان کو مہلت دی جائے تو اس غرض کے لئے یہ رہن ایسا جائز نہیں ہوگا، اس لئے کہ رہن کو قتل کرنا ان کے اصحاب کے غدر کی وجہ سے جائز نہیں ہوتا ہے، اور اگر باغیوں کے قبضہ میں کچھ اہل عدل قیدی ہوں اور ان کے عوض وہ کچھ لوگوں کو بطور رہن پیش کریں تو امام انہیں قبول کرے گا اور اہل عدل کے لئے مدد کا ذریعہ بنائے گا، اور اگر وہ اہل عدل قیدیوں کو رہا کر دیں تو امام ان کے رہن کو رہا کر دے گا، اور اگر وہ ان کو قتل کر دیں تو امام ان کے رہن کو قتل نہیں کرے گا، اس لئے کہ رہن کے لوگ دوسروں کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل نہیں کئے جائیں گے، کیونکہ وہ امن و امان پا چکے ہیں، اگر جنگ ختم ہو جائے تو رہن کو چھوڑ دیا جائے گا جس طرح

(۱) النسخ ۱۵۴، حاشیہ ابن ماجہ ج ۳/۳۱۱، شرح الکبیر، حامیہ الدسوقی

۲۹۹، ج ۱، ص ۸۶، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱

ان کے قیدیوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے^(۱)۔

کن باغیوں کا قتل جائز نہیں:

۲۴- فقہاء کا اس قاعدہ کی اصل پر اتفاق ہے کہ اہل حرب میں سے جن لوگوں جیسے عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور اندھوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، باغیوں میں سے بھی ان لوگوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے بشرطیکہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوں، اس لئے کہ باغیوں کا قتل ان کے قتال کے شر کو دفع کرنے کے لئے ہے۔ لہذا قتل کا جواز اہل قتال کے ساتھ مخصوص رہے گا، اور یہ مذکورہ لوگ عادی قتال کرنے والے نہیں ہوئے، لہذا انہیں قتل نہیں کیا جائے گا، سوائے اس کے کہ وہ خود قتال میں حصہ لیں^(۲)، خواہ تحریض بر غیب دلانے کی صورت میں حصہ ہو کہ یہ بھی معنوی اعتبار سے قتال ہے، ایسی صورت میں بچہ اور معذور (کم عقل) کے علاوہ لوگوں کو قتل کرنا مباح ہوگا، بچہ اور معذور کے سلسلہ میں اصل یہ ہے کہ ان دونوں کا قتل قصد نہیں کیا جائے گا، لیکن اگر یہ حقیقتاً یا معنایاً جنگ میں حصہ لیں تو دوران جنگ ان کا قتل جائز ہوگا^(۳)۔

حنفیہ کے نزدیک امام کو اختیار ہے کہ باغی قیدیوں کو قتل کر دے یا انہیں قید رکھے ان کے نزدیک جو بوڑھے وغیرہ قتل کریں یا تحریض بر غیب دلانے ان کا قتل جائز ہے، ایسے لوگ جنگ کے دوران یا جنگ سے فراغت کے بعد قتل کئے جائیں گے، لیکن بچہ اور معذور کو جنگ ختم ہونے کے بعد قتل نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ جنگ بند ہونے کے بعد قتل یا گرفتاری بطور سزا ہوتی ہے، اور یہ

دونوں سزا کے اہل نہیں ہیں، جہاں تک دوران جنگ ان کے قتل کا تعلق ہے تو یہ ان کے شر کے دفع کے لئے ہے، جس طرح حملہ آور کا دفاع کیا جاتا ہے^(۱)۔

مقابلہ کہتے ہیں: اگر باغیوں کے ساتھ غلام، عورتیں اور بچے بھی آئیں، تو سامنے آنے پر ان سے مقابلہ کیا جائے گا، لیکن پیچھے پھیر کر بھاگ رہے ہوں تو انہیں بھی دوسرے آزاد لوگوں اور بالغ مردوں کی طرح چھوڑ دیا جائے گا، اس لئے کہ ان سے جنگ دفع شر کے لئے ہے، اگر ان میں سے کوئی کسی انسان کو قتل کرنا چاہے تو اس سے مقابلہ اور قتال جائز ہوگا۔

مالکیہ نے مراحہ کی ہے کہ اگر باغی چھوٹے بچوں کو ذوالحال بنائیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا،^(۱) یہ کہ ان کو چھوڑ دینے میں اکثر مسلمانوں کی تباہی لازم آتی ہو^(۲)۔

قدرت کے باوجود جنگ نہ کرنے والوں کا باغیوں کے ساتھ شریک ہونا:

۲۵- اگر باغیوں کے ساتھ ایسے لوگ بھی میدان میں ہوں جو جنگ نہ کریں، حالانکہ وہ جنگ کی قدرت رکھتے ہوں تو بال قصد انہیں قتل کرنا جائز نہیں ہوگا، اس لئے کہ باغیوں سے قتال کا مقصد انہیں روکنا ہے، اور ایسے لوگوں نے خود ہی اپنے آپ کو روک لیا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ“^(۳) (اور جو کوئی کسی مؤمن کو قصداً قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے)، یہ آیت بتاتی ہے کہ عام حالات میں مؤمن کا عمدہ قتل حرام

(۱) البدائع ۷/۱۰۱، ابن ماجہ ۳/۳۱۱، المہذب ۲/۲۲۰، حاشیہ

الدروقی ۳/۲۹۹، مجمع و الاکلیل ۶/۲۷۸۔

(۲) کشاف القناع ۴/۱۳۳، المغنی ۸/۱۱۰، الدروقی ۳/۹۹۔

(۳) سورہ مائدہ ۳۔

(۱) البدائع ۷/۱۰۱، الفتح ۳/۳۱۵، المہذب ۲/۲۱۹، المغنی ۸/۱۱۰۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۳/۳۱۱، البدائع ۷/۱۰۱، حاشیہ الدروقی ۳/۲۹۹،

المہذب ۲/۲۰۰، المغنی ۸/۱۱۰۔

(۳) البدائع ۷/۱۰۱۔

”فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّيْ دَعَاءُ هُمْ وَ اَنْوَالِهِمْ...“ (۱) اگر وہ (کلمہ اسلام) کو کہہ لیں تو وہ مجھ سے اپنے خون اور مال کو محفوظ کر لیں گے) اور باغی مسلمان ہے، غیر ذی رحم حرم باغی کا قتل ان کے دفع شر کے لئے ہے، اس لئے نہیں کہ ان میں شرک ہے، اور دفع شر کی تکمیل صرف دفاع اور دھرم کی طرف سے باغی کو قتل کر دینے کا سبب بن جانے سے ہو جاتی ہے (۲)۔

مالکیہ نے کہا: انسان کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے باغی باپ کو قتل کرے، ماں کا حکم بھی باپ کی طرح ہے، بلکہ ماں کے قتل کی کراہت بدرجہ اولیٰ ہے کہ اس کی فطرت میں شفقت و محبت رچی ہوئی ہے، اپنے دادا، بھائی اور بیٹے کا قتل مکروہ نہیں ہے (۳)، ابن عسکون نے فرمایا: کوئی حرج نہیں کہ انسان باغیوں سے مقابلہ میں اپنے بھائی اور قرابت دار کو قتل کرے، جہاں تک صرف والد کا تعلق ہے تو میں والد کا عہد اُقتل پسند نہیں کرتا، ابن عبد السلام نے باغی بیٹے کے قتل کا جواز نقل کیا ہے، لیکن یہ رائے غیر مشہور ہے (۴)۔

اور ثانیہ نے کہا: ذی رحم حرم کے قتل کا قصد کرا مکروہ ہے جیسا کہ کفار سے قتال میں ان کا قتل مکروہ ہے، اگر وہ قتال کرے تو اس کا قتل مکروہ نہیں ہے، حنابلہ نے کہا: ذی رحم حرم باغی کا قتل اصح قول کی رو سے مکروہ ہے، ابن قدامہ نے قاضی سے نقل کیا ہے کہ مکروہ نہیں ہے، اس لئے کہ یہ حق کی بنیاد پر قتل ہے، لہذا یہ اس پر نہ جاری کرنے کے مشابہ ہے (۵)۔

(۱) حدیث: ”فَاِذَا قَالُوْهَا...“ کی روایت بخاری (۱۲/۱۱۲ طبع المنقحہ) اور مسلم (۵۳/۱ طبع المنقحہ) نے کی ہے۔

(۲) البدائع ۷/۱۳۱، حاشیہ ابن عابدین ۳/۱۱۳، المنہج ۱۱/۳۸۲، تبیین الحقائق ۲/۲۷۶۔

(۳) حاشیہ الدرر النوری ۳/۲۰۰، شرح المغیر ۳/۲۹۹۔

(۴) المنہج والاکلیل ۶/۷۹۶۔

(۵) المہذب ۲/۲۳۰، نہایۃ الحاج ۷/۸۷۲، کشف القناع ۱۶/۱۳۱، المغنی ۱۱۸/۸۔

مقتول باغی سے عادل کی وراثت اور اس کے برعکس:

۲۷- حنفیہ اور مالکیہ کی رائے ہے اور یہی حنابلہ میں سے ابو بکر کی رائے ہے کہ عادل اپنے باغی رشتہ دار کا وارث ہوگا جسے اس نے قتل کیا ہے، اس لئے کہ یہ حق کی بنیاد پر قتل ہے، لہذا یہ میراث سے مانع نہیں ہوگا جیسے کہ تنصاف کا قتل (باغی میراث میں مانع نہیں ہوتا)، اور اس لئے بھی کہ باغی کا قتل واجب ہے اور اس کے قاتل پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ضمان واجب ہوتا ہے، تو اسی طرح وہ قاتل وراثت سے بھی محروم نہیں کیا جائے گا، اور اسی طرح اگر باغی اپنے عادل رشتہ دار کو قتل کر دے تو مالکیہ نیز حنابلہ میں سے ابو بکر کے نزدیک یہی حکم ہوگا (۱) کہ ان فقہاء کا قول ہے کہ ”ان کے درمیان بانہ میراث قائم رہے گی“ (۲)۔

لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر باغی اپنے عادل رشتہ دار کو قتل کر دے اور جوئی کرے کہ میں حق پر ہوں تو وہ باغی امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک وارث ہوگا، امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں، اور اگر باغی یہ کہے کہ میں نے اسے قتل کیا اور میں باطل پر ہوں تو اس صورت میں امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے نزدیک بالاتفاق وہ وارث نہیں ہوگا، امام ابو حنیفہ کا استدلال یہ ہے کہ اس نے جو کچھ بھی تلف کیا تاویل فاسد کا سہارا لے کر کیا ہے، اور فاسد تاویل کے ساتھ اگر قوت بھی شامل ہو جائے تو وہ صحیح سے ملحق ہو جاتی ہے، پس وہ تاویل اگر چہ فی نفسہ فاسد ہے لیکن اس کی وجہ سے ضمان ساقط ہو جاتا ہے تو اسی طرح اس کی وجہ سے وراثت سے محرومی نہیں لازم آئے گی، جیسا کہ اس کے اعتقاد میں وہی تاویل صحیح ہے (۳)۔

ثانیہ کی رائے ہے اور یہی حنابلہ میں سے ابن حنفیہ کا قول ہے

(۱) المغنی ۸/۱۱۸، کشف القناع ۱۶/۱۳۱۔

(۲) المنہج والاکلیل ۶/۷۹۶، حاشیہ الدرر النوری ۳/۲۰۰، شرح المغیر ۳/۲۹۹۔

(۳) المنہج ۳/۱۵۱، تبیین الحقائق ۳/۲۹۵-۲۹۶۔

سے قتال جائز نہیں ہے، اور نہ ہی کسی ایسے بڑے ذریعہ کا استعمال جائز ہے جس کا نقصان عام ہو جیسے ڈبوا، زبردست تباہ کن سیلاب چھوڑنا، نہ ہی ان کا محاصرہ کرنا اور کھانا پانی کی سپلائی منقطع کر دینا جائز ہے، والا یہ کہ کوئی ضرورت ہو، مثلاً خود انہوں نے بیڈرائٹ اختیار کئے ہوں، یا ہمارا محاصرہ کر لیا ہو اور ان ڈرائٹ کے بغیر دفاع ممکن نہ ہو، تو ایسی صورت میں یہ عمل ان سے کھو خلاصی کی نیت سے انجام دیا جائے گا نہ کہ ان کے قتل کے مقصد سے^(۱)، اس لئے کہ جو قتل نہ کرے اس کا قتل جائز نہیں ہے، اور جن چیزوں کا نقصان عمومی ہوتا ہے ان کی زد میں قتال کرنے والے اور نہ کرنے والے دونوں آتے ہیں۔

باغیوں کا ان سے مقبوضہ ہتھیار سے مقابلہ:

۲۹- حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک جائز ہے اور یہی مقابلہ کی ایک رائے ہے کہ باغیوں کا مقابلہ ان ہی کے اسلحوں، گھوڑوں اور ان سامان جنگ سے کیا جائے جن پر قبضہ کر لیا گیا ہو، اگر اہل عدل کو اس کی ضرورت پیش آئے، اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باغیوں سے مقبوضہ ہتھیار کو اپنے اصحاب میں بصرہ میں تقسیم فرمایا تھا اور یہ تقسیم ضرورت کی بنیاد پر تھی، انہیں اسلحوں کا مالک نہیں بنایا گیا تھا، اور اس لئے بھی کہ امام بوقت ضرورت اہل عدل کے مال میں بھی ایسا تصرف کر سکتا ہے تو باغیوں کے مال میں بدرجہ اولیٰ درست ہوگا^(۲)۔

ابن قدامہ نے قاضی سے نقل کیا ہے کہ امام احمد نے دوران جنگ ان اسلحوں سے انتفاع کے جواز کا اشارہ کیا ہے، ان سے

(۱) نہایہ المحتاج ۷/۲۸۵، ۷/۲۸۸، ۷/۲۹۰، المغنی ۸/۱۱۰، کشاف المحتاج ۷/۳۳۔

(۲) النسخ والبدایہ ۳/۳۳، حاشیہ ابن بطریق ۳/۳۳، تبیین الحقائق ۳/۴۹۳، المغنی ۸/۱۱۶، المحتاج والاکلیل ۸/۴۷۸، حاشیہ المدنی ۳/۳۰۰۔

کہ مندرجہ ذیل حدیث کے عموم کی بنیاد پر وہ شخص وارث نہیں ہوگا، حدیث ہے: ”لیس لقاتل شیء“^(۱) (قاتل کے لئے کوئی شئی نہیں ہے)، یہی حکم اس باغی کا ہوگا جس نے عادل کو قتل کیا ہو^(۲)، اور ثنافیہ نے صراحت کی ہے کہ قاتل اپنے مقتول کا مطلق وارث نہیں ہوگا^(۳)۔

باغیوں سے قتال کے لئے کن اسلحوں کا استعمال جائز ہے:
۲۸- حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک باغیوں سے قتال میں اگر وہ قلعہ بند ہو گئے ہوں، ہر اس اسلحہ کا استعمال درست ہے جس سے اہل حرب سے جنگ کی جاتی ہے جیسے گوار، تیر اندازی، بھینٹ (توپ)، آگ لگانا، ڈبو دینا، رسد اور پانی کی سپلائی کاٹ دینا وغیرہ، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب باغی خود ان چیزوں کا استعمال کریں، اس لئے کہ باغیوں سے قتال ان کے شر کے دفع اور ان کی قوت و شوکت کو توڑنے کے لئے ہوتا ہے، لہذا جن ذرائع سے یہ مقاصد حاصل ہوں ان کا استعمال ان سے قتال میں کیا جائے گا^(۴)، مالکیہ نے کہا: کہ اگر ان میں عورتیں اور بچے بھی ہوں تو ان پر آگ نہیں بھینکی جائے گی^(۵)۔

ثنافیہ اور حنابلہ نے کہا کہ آگ اور بھینٹ (توپ) کے ذریعہ ان

(۱) حدیث: ”لیس لقاتل شیء“..... کو امام مالک نے ۳۵۸ (۸۷۷) طبع المجلس میں مرسل روایت کیا ہے وہ بخاری نے لفظ ”القاتل لا یورث“ کے ساتھ اس کی روایت کی ہے اس کی سند میں کلام ہے بخاری نے کہا اس کے شواہد سے اس کو تعویث ہو جاتی ہے (سنن البیہقی ۲/۲۲۰، طبع دار المعارف الشریعہ)۔

(۲) المغنی ۸/۱۱۸۔

(۳) منهاج الطالبین و حاشیہ القلیوبی ۳/۳۸۔

(۴) البدایہ ۷/۱۳۱، حاشیہ ابن بطریق ۳/۳۳، النسخ ۳/۳۳۔

(۵) الشرح الکبیر و حاشیہ المدنی ۳/۴۹۹، المحتاج والاکلیل ۸/۴۷۸۔

قتال کے علاوہ میں استعمال کو منع کیا ہے، اس لئے کہ دوران جنگ ان کی جانوں کا اتفاق اور ان کے اسلحوں و جانوروں پر قبضہ جائز ہے تو ان سے انتفاع بھی جائز ہوگا جیسا کہ اہل حرب کے اسلحوں سے انتفاع جائز ہے، ابو الخطاب نے کہا: اس مسئلہ میں دو چیزیں ہیں (۱)؛

شافعیہ کی رائے ہر ایک متبادل کے نزدیک دوسری رائے ہے جس کا ذکر ابو الخطاب نے کیا ہے، یہ ہے کہ باغیوں کے جن اسلحوں و گھوڑوں پر قبضہ کر لیا گیا ہے کسی کے لئے ان میں سے کچھ بھی استعمال جائز نہیں ہے، بلا یہ کہ ضرورت ہو تو اس صورت میں انہیں اجرت مثل و اس کا لازم ہوگا، جیسے کہ ایک مضطر شخص دوسرے کا کھانا استعمال کر لے تو کھانے کی قیمت اسے دینا کرنی لازم ہوتی ہے (۲)، اور اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منه" (۳) (کسی مسلمان کا مال صرف اس کی رضامندی سے ہی استعمال کرنا جائز ہے)، اور اس لئے بھی کہ جس کا مال لینا جائز نہیں ہے اس کے مال سے انتفاع بھی بغیر اس کی اجازت اور بغیر ضرورت جائز نہیں ہے، اور اس لئے بھی کہ اسلام نے ان کا مال "محموم کر دیا ہے، دوران سے قتال تو صرف اس لئے مباح ہے کہ انہیں اطاعت کی طرف لوٹا جائے، لہذا مال "محموم ہی رہے گا، اور جب جنگ ختم ہو جائے گی، تو ان کا اسلحہ و تمام مہموں کی طرح ان کو لوٹنا واجب ہوگا، جنگ ختم ہونے سے قبل اس لئے نہیں لوٹا یا جائے گا کہ وہ ہم سے قتال میں اس کا استعمال کریں گے (۴)۔

(۱) المغنی ۱۱۶/۸۔

(۲) نہایۃ المحتاج ۳۸۷/۲، المہذب ۲۲۱/۲۔

(۳) حدیث: "لا یحل مال امرئ مسلم..... یحو نام احمد (۲۲۵/۵) طبع (میسرہ) نے ابو حنیفہ مابعدی سے روایت کیا ہے، شیخ نے مجمع میں اسے روایت کیا ہے اور کہا اس کو نام احمد و یزید نے روایت کیا ہے، سہوں کے رجال صحیح کے رجال ہیں، مجمع فروغ ۳۲۱/۲ طبع تہذیبی۔

(۴) نہایۃ المحتاج ۳۸۷/۲، المہذب ۲۲۱/۲، کشاف الفقہاء ۱۶۳۔

باغیوں سے قتال میں شرکین سے مدد:

۳۰- مالکیہ، شافعیہ اور متبادل کا اتفاق ہے کہ باغیوں سے قتال میں کفار سے استعانت و مدد حرام ہے، اس لئے کہ قتال کا مقصد باغیوں کا قتل نہیں بلکہ انہیں باز رکھنا ہے، اور کفار بالقصد ان کا قتل کریں گے، اور اگر کفار سے تعاون کی ضرورت آجائے تو اگر ذہن کفار سے مدد لی جارہی ہے انہیں قلابو میں رکھنے کی قدرت ہو تو جائز ہوگا، اگر ایسی قدرت نہ ہو تو جائز نہیں ہوگا۔

جیسا کہ شافعیہ اور متبادل نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ باغیوں سے قتال میں ایسے اہل عدل کا تعاون لینا بھی جائز نہیں ہے جو پیچھے پیچھے کر بھاگتے باغیوں کے قتل کی رائے رکھتے ہوں (یہ رائے فقہاء حنفیہ کی ہے) جیسا کہ تفصیل پیچھے بیان ہوئی۔

حنفیہ جمہور کے ساتھ اس بات پر متفق ہیں کہ اہل شرک سے استعانت جائز نہیں ہے اگر اہل شرک ہی کا حکم نافذ ہوتا ہو، لیکن اگر اہل عدل کا حکم چلتا ہو تو وہ میوں نیز باغیوں کے کسی گروہ سے استعانت میں کوئی حرج نہیں ہے، خود مدد کی ضرورت نہ ہو، اس لئے کہ اہل عدل دین کی سرخ روئی کے لئے قتال کرتے ہیں، اور باغیوں کے خلاف اہل شرک کا تعاون ایسا ہی ہے جیسے جنگی اسلحوں سے کام لیا جائے (۱)۔

باغیوں سے معرکہ کے مقتولین اور ان کی نماز جنازہ:

۳۱- اہل عدل میں سے جو قتل ہو وہ شہید ہوگا، اس لئے کہ وہ اللہ کے حکم کے لئے قتال میں مارا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَقَاتِلُوا الْمُشْکِکَیْ" (۲) (تو اس سے لڑو جو زیادت کر رہا ہے)، اس شہید کو نہ

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۳۱۶/۳، حاشیہ الدیلمی ۴۹۹/۲، النجاشی والاکلیل ۴۷۸/۲، المہذب ۲۲۰/۲، نہایۃ المحتاج ۳۸۷/۲، المغنی ۱۱۱/۸، کشاف الفقہاء ۱۶۳۔

(۲) سورۃ حجرات ۹۔

جمہور نے غسل و تکفین اور نماز جنازہ کے حکم میں باغیوں میں سے خوارق اور غیر خوارق کے درمیان فرق نہیں کیا ہے (۱)۔

باغیوں کی باہمی لڑائی:

۳۴- اگر باغیوں کے دو گروہوں میں باہم لڑائی ہو جائے اور امام ان دونوں کو کابو میں کر سکتا ہو تو پھر امام کسی ایک فریق کی مدد نہیں کرے گا، اس لئے کہ دونوں فریق غلطی پر ہیں، لیکن اگر امام دونوں فریقوں کو کابو میں نہیں کر سکتا ہو اور نہ اس بات کا اطمینان ہو کہ امام سے قتال کے لئے دونوں فریق متحد ہو جائیں گے تو ان دونوں میں سے جو فریق حق سے زیادہ قریب ہو اس فریق کو امام اپنے ساتھ مار لے گا، اگر دونوں فریق برابر درجہ میں ہوں تو امام اپنی رائے و اجتہاد سے کسی ایک کو اپنے ساتھ مار لے گا، اس عمل سے مقصود ایک فریق کے مقابلہ دوسرے فریق کی مدد نہیں ہوگی بلکہ دوسرے فریق کے خلاف پہلے فریق سے مدد یعنی مقصود ہوگی، پھر دوسرا فریق شکست کھا جائے تو امام اس پہلے فریق سے قتال نہیں کرے گا جس کو اپنے ساتھ مار لیا تھا تا آنکہ اس فریق کو اطاعت اختیار کر لینے کی دعوت دے دے، اس لئے کہ اس فریق سے استعانت کی وجہ سے اسے امان حاصل ہو چکا ہے، ثنائیہ اور حنابلہ نے اس کی سرامت کی ہے (۲)۔

حنفیہ اور مالکیہ کی جن کتابوں سے ہم نے رجوع کیا ہے ان میں اس صورت کا حکم نہیں ملتا۔

حنفیہ کی کتابوں میں آیا ہے کہ اگر کوئی باغی اپنے لشکر میں دوسرے باغی کو عداوت کر دے پھر باغیوں پر اہل عدل غالب آجائیں تو قتال پر کچھ بھی نہیں ہوگا، کیونکہ مقتول کا خون مباح تھا، اگر اسے کسی عادل

غسل دیا جائے گا اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اس لئے کہ وہ ایسے معرکہ میں شہید ہوا ہے جس میں قتال کا حکم تھا، لہذا اود کفار سے معرکہ میں شہید ہونے والے کے مشابہ ہو گیا، حنابلہ کی ایک روایت یہ ہے کہ اسے غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہی امام اوزاعی اور ابن المنذر کا قول ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”صلوا علی من قال لا إله إلا الله“ (۱) (ہر کلمہ لا إله إلا الله کہنے والے پر نماز جنازہ پڑھو)، آپ نے معرکہ کے کفار مقتولین کا استثناء فرمایا، تو ان کے علاوہ لوگوں کے لئے اصل حکم ہی باقی رہے گا (۲)۔

جہاں تک باغی مقتولین کا تعلق ہے تو مالکیہ، ثنائیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ انہیں غسل دیا جائے گا، کفن دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، جنسور ﷺ کے اس ارشاد کے عموم کی وجہ سے کہ ”صلوا علی من قال لا إله إلا الله“، اور اس لئے بھی کہ وہ مسلم ہیں لیکن ان کے لئے شہادت کا حکم ثابت نہیں ہوا، لہذا انہیں غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہی حکم حنفیہ کے نزدیک بھی ہے ثواب باغیوں کا گروہ ہو یا نہ ہو، یہ حنفیہ کی صحیح رائے ہے (۳)، اور مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے اہل حریراء پر نماز جنازہ نہیں پڑھی، لیکن انہیں غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا اور تدفین کی گئی (۴)۔

(۱) حدیث: ”صلوا علی من قال.....“ کو دارقطنی (۵۶۳ طبع دارالمکتاب) نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے ابن عمر نے کہا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ - جو اس سند کے ایک راوی ہیں - کو یحییٰ بن مہزیب نے جھٹایا ہے (انہیں ۳۵۲ طبع شرکتہ المطابع القویہ)۔

(۲) البدائع ۲/۱۲۳، حاشیہ ابن ماجہ ۳/۱۲۳ حاشیہ العیسیٰ علی تبیین الحقائق ۳/۱۲۳، المغنی ۸/۱۱۳۔

(۳) البدائع ۲/۱۲۳، حاشیہ ابن ماجہ ۳/۱۲۳ حاشیہ العیسیٰ علی تبیین الحقائق ۳/۱۲۳، المغنی ۸/۱۱۶-۱۱۷۔

(۴) البدائع ۲/۱۲۳۔

(۱) المغنی ۸/۱۱۷۔

(۲) المہذب ۳/۲۲۰، المغنی ۸/۱۱۰-۱۱۱۔

ہوگا، اس لئے کہ امان کی صحت کے لئے یہ شرط ہے کہ انہیں لازماً مسلمانوں سے باز رکھا جائے، لیکن یہاں انہوں نے مسلمانوں سے قتال کرنے کی شرط قبول کی ہے، لہذا انہیں امان حاصل نہیں ہوا، اہل عدل ان سے قتال کریں گے، اور ان کے جو قیدی اہل عدل کے ہاتھوں گرفتار ہوں گے وہ جنگی قیدی کے حکم میں ہوں گے^(۱)۔

اگر باغی امان یافتہ لوگوں (مستائین) سے مدد طلب کریں تو جوئی یہ لوگ باغیوں کی اعانت کریں گے عہد شکن قرار پائیں گے اور اہل حرب کے حکم میں ہو جائیں گے، اس لئے کہ انہوں نے مسلمانوں سے عدم تعرض کی شرط تو زدی، اور ان کا معاہدہ ذمیوں کے برخلاف وثقی ہوتا ہے، لیکن اگر انہیں عہد شکنی پر مجبور کیا گیا ہو اور انہیں قوت بھی حاصل ہو تو ان کا عہد برقرار ہے گا^(۲)۔

اگر باغیوں نے اہل ذمہ سے مدد لی اور انہوں نے باغیوں کی مدد کی اور ان کے ساتھ مل کر قتال کیا تو مثافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دو رائیں ہیں:

ایک رائے یہ ہے کہ ان کا عہد ٹوٹ جائے گا، اس لئے کہ انہوں نے اہل حق سے قتال کیا تو ان کا عہد باقی نہیں رہا، جیسا کہ انہوں نے خود ہی تنہا قتال کیا ہو، اس رائے کے مطابق یہ ذمی اہل حرب قرار پائیں گے، ہر حال میں انہیں قتل کیا جائے گا، ان کے زخمیوں کو بھی مار ڈالا جائے گا، انہیں غلام بنایا جائے گا، اور ان پر حربیوں سے قتال کے تمام احکام جاری ہوں گے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ ان کا عہد نہیں ٹوٹے گا، اس لئے کہ اہل ذمہ کو نہیں معلوم کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر، لہذا اس مسئلہ میں

نے قتل کر دیا ہوتا تو قاتل پر کچھ بھی واجب نہیں ہوتا، لہذا باغی قاتل پر بھی دیت یا قصاص واجب نہیں ہوگا، اور نہ ہی اس پر گناہ ہوگا، اور اس لئے بھی کہ قتل کے وقت امام عدل کو ولایت حاصل نہیں تھی، لہذا یہ قتل موجب جزا نہیں بناتا جیسے کہ دارالحرب میں قتل موجب جزا نہیں ہوتا^(۱)۔

فقہاء حنفیہ کہتے ہیں: اگر باغی کسی شہر پر غالب آجائیں، پھر باغیوں کا دوسرا گروہ ان سے جنگ کرے اور شہر والوں کو گرفتار کرنا چاہے تو اہل شہر پر واجب ہوگا کہ اپنے لوگوں کے دفاع کے لئے مقابلہ کریں^(۲)۔

حنفیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر باغیوں کے لشکر میں ایک اہل عدل تاجر دوسرے اہل عدل تاجر کو قتل کر دے یا اہل عدل قیدی دوسرے قیدی کو قتل کر دے پھر یہ لوگ قبضہ میں آئیں تو قصاص واجب نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ فعل قتل موجب جزا نہیں بناتا کیونکہ وہاں نفاذ سزا دشوار ہے اور ان پر ولایت بھی حاصل نہیں ہے، جیسا کہ دارالحرب میں ایسی صورت پیش آئے تو سزا واجب نہیں ہوتی، اس لئے کہ باغیوں کے لشکر اور دارالحرب دونوں میں یکساں طور پر ولایت حاصل نہیں ہے^(۳)۔

باغیوں کا کنارے مدد لینا:

۳۳- حنفیہ، مثافعیہ اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ باغی اگر اہل حرب سے مدد لیں اور انہیں امان دیں یا ان سے معاہدہ کر لیں اور ہمیں ان اہل حرب پر کامیابی حاصل ہو تو ہمارے لئے اس امان کا اعتبار نہیں

(۱) الہدایہ والفتح والاعتابہ ۳۸۳، الدر المختار ۳۸۳، تبیین الحقائق ص ۵۱۵ اعلیٰ ۳۹۵۔

(۲) فتح القدیر ۳۱۶۔

(۳) بدائع الصنائع ۷/۱۳۲-۱۳۳۔

(۱) فتح القدیر ۳۱۶، نہایۃ المحتاج ۷/۳۸۸، المغنی ۸/۱۴۱۔

(۲) نہایۃ المحتاج ۷/۳۸۸، امرب ۲/۴۴۱، المغنی ۸/۱۴۱-۱۴۲، کشاف المحتاج ۷/۱۶۶۔

لیکن شافعیہ اور حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ ذمی قتال کے دوران یا اس کے بغیر اہل عدل کا جو کچھ نقصان کریں اس کے وہ ضامن ہوں گے، اس لئے کہ ان کے لئے تاویل نہیں ہے^(۱)۔

باغی کو عادل کی جانب سے امان فراہم کرنا:

۳۴- حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ اہل عدل میں سے کوئی شخص اگر کسی باغی کو مان دے تو اس کا امان جائز ہوگا، اس لئے کہ باغی سے اختلاف کفر سے بڑھ کر نہیں ہے، اور کفر کو امان دینا جائز ہے تو باغی کو مان دینا بھی جائز ہوگا بلکہ باغی امان کا مستحق بدرجہ اولیٰ ہوگا، اس لئے کہ وہ مسلمان ہے، اور بسا اوقات اس سے مناظرہ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ توپ کر لے، اور یہ ہی وقت ممکن ہے جب اسے فریق ثانی کی جانب سے مکمل اطمینان ہو، اگر کوئی باغی مان کے ساتھ آئے ہو کوئی عادل اسے عہد اقل کر دے تو کامل پر دیت واجب ہوگی^(۲)۔

باغیوں کے امام کے تصرفات

اگر باغی دارالاسلام کے کسی شہر پر غالب آجائیں اور اپنا امام مقرر کر لیں اور یہ امام بحیثیت حاکم تصرفات انجام دے جیسے زکاۃ، ہشتر، خراج اور تزیین کی وصولی، حدود اور تعزیرات کا نفاذ، قاضیوں کی تقرری تو کیا یہ تصرفات مانڈ ہوں گے، اور ان پر ان کے آثار اہل عدل کے حق میں مرتب ہوں گے؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف- زکاۃ، جز یہ، عشر اور خراج کی وصولی:

۳۵- فقہاء کی رائے ہے کہ باغی جن علاقوں پر غالب آگئے ہوں،

ان کے لئے شہید پیدا ہو گیا، اس رائے کی رو سے یہ ذمی بھی اس بات میں باغیوں کی طرح ہوئے کہ ان کے قیدی، میدان سے بھاگنے والوں اور زخمیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

حنفیہ اور مالکیہ نے شافعیہ اور حنابلہ سے اس مسئلہ میں اتفاق کیا ہے کہ اگر باغیوں کی درخواست پر ذمی ان کی مدد کریں تو ان کا عہد ذمہ نہیں ٹوٹے گا، جیسا کہ باغیوں کی جانب سے یہ فعل نقصان نہیں ہے، جو اہل ذمہ باغیوں میں شامل ہوئے وہ اس بات سے نہیں بچے ہیں کہ معاملات میں اسلامی احکام کی پابندی کریں گے اور دارالاسلام والوں میں سے کہلائیں گے^(۱)۔

اگر باغی ان کو اپنی مدد پر مجبور کریں تو اس میں ایک ہی رائے ہے کہ ان کا عہد نہیں ٹوٹے گا، اور ان کا قول قبول کیا جائے گا اس لئے کہ وہ باغیوں کے ماتحت ہندوستان ہیں^(۲)۔

حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ ایسے ذمی بھی باغیوں کے حکم میں ہوں گے، فقہاء حنفیہ کے یہاں اس جملہ کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ذمی دوران قتال اہل عدل کے سامان کا ۴۱۱ اف کریں تو ان پر اسی طرح ضمان نہیں ہوگا جس طرح باغیوں پر نہیں ہوتا ہے^(۳)، مالکیہ نے بھی اس کی صراحت کی ہے، چنانچہ انہوں نے ایسے ذمی کے بارے میں جو اصحاب تاویل باغیوں کے مطالبہ پر ان کے ساتھ ٹروٹ کریں، یہ کہا ہے کہ وہ جان یا سامان کے ضامن نہیں ہوں گے^(۴)۔

(۱) النسخ ۳۱۵، المساجد والاکلیل ۲۷۶، المشرح البصیر ۳۳۰، المشرح الکبیر وحاشیۃ الدرر ۳۳۰، المہذب ۲۲۱، نہایۃ المساجد ۷/۸۸، المغنی ۲۱/۸، کشاف القناع ۱۶/۱۔

(۲) المغنی ۲۲/۸۔

(۳) فتح القدیر ۳/۱۵۳۔

(۴) المشرح البصیر ۳۳۰، المشرح الکبیر وحاشیۃ الدرر ۳۳۰، المساجد والاکلیل ۲۷۶۔

(۱) المہذب ۲۲۱، نہایۃ المساجد ۷/۸۸، المغنی ۲۱/۸، کشاف القناع ۱۶/۱۔

(۲) النسخ ۳۱۶، رد المحتار وحاشیۃ ابن عابدین ۳/۳۱۲۔

وہاں سے جو کچھ زکاۃ، جز یہ، مضر اور خراج و وصول کریں گے ان کا اعتبار و شمار ہوگا، اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ نیا یا لیا و دیا جائز تاویل کے ساتھ ہوا، لہذا اودمانڈ ہوگا، جیسے کہ حاکم کسی ایسے امر کا فیصلہ دے جس میں اجتہاد کی گنجائش ہو، اور باغیوں کو مضر و زکاۃ وغیرہ دینے میں لوگوں پر کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس نجدۃ حروہی کا نمائندہ آتا تھا تو آپ اسے اپنی زکاۃ دے دیا کرتے تھے، اسی طرح حضرت سلمہ بن اکوف کا عمل تھا۔

اہل عدل کا امام ان علاقوں پر غالب آجانے تو جو کچھ باغیوں نے وصول کیا تھا ان میں سے کسی چیز کے مطالبہ کا اسے حق نہیں ہوگا، ورنہ ہی ان لوگوں سے طلب کرے گا جن سے وصول کیا گیا تھا، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت سلمہ بن اکوفؓ سے اسی کے مثل مروی ہے، اور اس لئے بھی کہ امام کو وصولی کی ولایت لوگوں کے تمنع کرنے کی وجہ سے حاصل تھی، یہاں امام کی طرف سے حمایت و تمنع نہیں پایا گیا، اور اس لئے بھی کہ اس کا شمار اعتبار نہ کرنے میں عظیم ضرر اور بڑی مشقت ہے، ممکن ہے وہ طویل عرصہ تک ان علاقوں پر غالب رہیں، اور اگر ان کی وصولی کا اعتبار نہ کیا جائے تو اس پوری مدت کی زکاۃ لوگوں سے لیتی پڑے گی (۱)۔

ابو عبیدہ نے کہا: باغیوں نے جن لوگوں سے وصولی کی ہے وہ لوگ دوبارہ ادا کریں گے، اس لئے کہ ان سے جس نے وصول کیا ہے اسے ولایت صحیحہ حاصل نہیں ہے، لہذا اس کا وصول کرنا عام افراد کے وصول کرنے کی مانند ہوگا (۲)۔

فقہاء حنفیہ کی رائے ہے کہ اہل غی کے امام نے وصول شدہ مہول

(۱) الصحیح ۳/۱۳۴، البدیع ۲/۴۳۲، المہذب ۴/۴۲۱، نہلیۃ المساجد ۳۸۵/۷، المغنی ۱۱۸/۸، کشاف الصحاح ۶/۶۵، الکافی لابن عبد البر ۳۸۶/۱، معجم الجلیل ۳۳۶/۱۔

(۲) المغنی ۱۱۸/۸۔

کو ان کے مصارف میں صرف کر دیا ہو تو دینے والوں کی طرف سے کفایت کرے گا، فوراً نہیں دوبارہ نہیں ادا کرنا ہوگا، اس لئے کہ حق اپنے مستحق تک پہنچ چکا ہے، لیکن اگر امام نے وہ مہول ان کے مصارف میں صرف نہیں کیا ہو تو جن سے وصولی کی گئی ہے ان پر ”فیما بینہ و بین فتنہ“ لازم ہے کہ دوبارہ ادا کریں، اس لئے کہ وہ مہول اپنے مستحقین تک نہیں پہنچے ہیں، حال انکہ امام کہتے ہیں: ”مشائخ کہتے ہیں کہ مالکان پر خراج کی دوبارہ ادائیگی لازم نہیں ہے، اس لئے کہ باغی جنگ کرنے والے ہوتے ہیں، جو خراج کا مصرف ہیں خواہ وہ مالدار ہوں، اگر باغی فقراء ہوں تو یہی حکم مضر کا ہوگا، لیکن اگر باغی مالدار ہوں تو مشائخ نے دوبارہ ادا کرنے کا فتویٰ دیا ہے، تمام مہول کی زکاۃ میں یہی حکم ہوگا (۱)۔

شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں: اگر باغیوں کا شہر اہل عدل کے قبضہ میں آجانے اور زکاۃ دینے والے دعویٰ کریں کہ انہوں نے باغیوں کو ادا کر دیا ہے تو ان کی بات قبول کی جائے گی، ان سے قسم لینے کے سلسلہ میں شافعیہ کی دہرائے ہے، اور امام احمد نے کہا: لوگوں سے ان کی زکاۃ پر حلف نہیں لیا جائے گا۔

اور اگر جز یہ ادا کرنے والے دعویٰ کریں کہ انہوں نے باغیوں کو جز یہ دے دیا ہے تو ان کی بات قبول نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ جز یہ عوض ہے، لہذا ادائیگی کی بابت ان کا قول قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے کہ اہل بیت پر لینے و الا اہل بیت کی ادائیگی کا دعویٰ کرے تو قبول نہیں کیا جائے گا، حنابلہ کے نزدیک اگر سال گزر گیا ہو تو ان کا قول قبول کرنے کی گنجائش ہے، اس لئے کہ ظاہر یہی ہے کہ باغی ان سے جز یہ نہیں چھوڑیں گے، لہذا ان کا قول قبول کیا جائے گا، اس لئے کہ ظاہری صورت ان کے حق میں ہے، اور اس لئے بھی کہ اگر اسی طرح بہت

(۱) فتح القدیر ۳/۱۳۴۔

سارے میں بیت جائیں تو اپنے دعویٰ پر بینہ پیش کرنا ان کے لئے مشکل ہوگا، اور نتیجہ ان کو دوبارہ جزیہ لینا پڑے گا۔
جس پر شرائط واجب ہے اگر وہ باغیوں کو شرائط لیا کروینے کا دعویٰ کرے تو اس میں دو رائیں ہیں: ایک رائے یہ ہے کہ اس کا قول قبول کیا جائے گا اس لئے کہ وہ مسلم ہے، پس اوائلی کی بابت اس کا قول قبول کیا جائے گا جس طرح زکاۃ کی اوائلی میں قبول کیا جاتا ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ قبول نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ شرائط ثمن یا اجماع ہے، لہذا اوائلی کے سلسلہ میں اس کی بات نہیں قبول کی جائے گی جس طرح بیع میں ثمن اور اجارہ میں اجماع کی بابت قبول نہیں کی جاتی ہے (۱)۔

اگر باغی وظیفہ خواروں کا حصہ اپنی فوج پر تقسیم کریں تو درست ہے، اس لئے کہ وہ مختل تاویل کا اعتقاد رکھتے ہیں، لہذا یہ اجتہاد کے ذریعہ فیصلہ کے مشابہ ہوا، اور اس لئے بھی کہ اس کا اعتبار نہ کرنے میں رعیت کو نقصان پہنچاتا ہے، اور اس لئے بھی کہ ان کی فوج بھی اسلامی افواج میں سے ہے اور ان سے بھی کفار پر رعب قائم ہے، یہ حکم دونوں صورتوں میں ہے خواہ زکاۃ مقبل ہو یا نہیں، اور خواہ باغیوں کی شوکت و جوب زکاۃ تک برقرار ہو یا نہیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کی تقسیم کا اعتبار نہیں کیا جائے گا تاکہ وہ اس کے ذریعہ ہمارے خلاف قوت نہ حاصل کر لیں (۲)، اگر شرائط دینے والا شخص ذمی ہو تو اس کا حکم جزیہ کی طرح ہے، کیونکہ وہ غیر مسلم کی طرف سے عوض ہے (۳)۔

ب۔ باغیوں کا فیصلہ اور اس کا نفاذ:

۳۶۔ اگر باغی کسی شہر پر قابض ہو جائیں اور وہاں اہل شہر میں سے

کسی کو قاضی مقرر کریں جو باغیوں میں سے نہ ہو تو یہ بالاتفاق درست ہے، اور وہ قاضی حدود کا اجراء کرے گا، اور اگر وہ قاضی باغیوں میں سے ہو، پھر اہل عدل شہر پر غالب آجائیں اور اس قاضی کے فیصلے قاضی اہل عدل کے سامنے پیش کئے جائیں تو یہ قاضی ان فیصلوں کو نافذ قرار دے گا جو معنی بر عدل ہوں، اسی طرح ان فیصلوں کو بھی نافذ قرار دے گا جو باغی قاضی نے کسی مجتہد کی رائے کے مطابق کئے ہوں، اس لئے کہ اجتہادی امور میں قاضی کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے، خود وہ فیصلے قاضی اہل عدل کی رائے کے مخالف ہوں (۱)۔

مالکیہ نے کہا: اگر باغی تاویل پر ہو اور کسی کو قاضی مقرر کرے اور وہ کسی چیز کا فیصلہ دے تو وہ نافذ ہوگا، اس کے فیصلوں کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا، بلکہ انہیں صحت پر محمول کیا جائے گا اور ان سے اختلاف رفع ہو جائے گا، موانع نے کہا: یہ ظاہر مذہب ہے، لیکن اگر باغی تاویل والا نہ ہو تو اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کی جائے گی، ابن القاسم نے کہا: ان باغیوں کا فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے (۲)۔

شافعیہ اور حنابلہ نے کہا: اگر وہ قاضی اہل عدل کے خون اور موال کو مباح سمجھنے والوں میں ہو تو اس کے احکام نافذ نہیں ہوں گے، اس لئے کہ فیصلہ کے لئے عدل اور اجتہاد شرط ہے، اور یہ قاضی نہ تو عادل ہے اور نہ مجتہد، لیکن اگر وہ اہل عدل کے خون و مال کو مباح نہ سمجھتا ہو تو اس کے بھی وہ فیصلے نافذ ہوں گے جو فیصلے اہل عدل کے نافذ ہوتے ہیں، اس لئے کہ وہ ایسی تاویل والے ہیں جس میں اجتہاد کی گنجائش ہے، لہذا اس کے وہ فیصلے جن میں اجتہاد کی گنجائش ہے رد نہیں ہوں گے، اور اس لئے بھی کہ یہ جائز تاویل کے ساتھ فروع میں اختلاف ہے، لہذا یہ فیصلہ کی صحت میں مانع نہیں ہوگا اور نہ

(۱) فتح ۱۶ ص ۵۱۶، البدیع ۲/۲۳۲، المغنی ۸/۱۱۹۔

(۲) المشرح الکبیر ص ۵۱۶، البدیع ۲/۲۳۲، فتاویٰ وکلاء ۶/۲۷۹، المشرح الخیر ص ۳۰، فتح البکلیل ۱/۳۳۶۔

(۱) المہذب ۲/۲۲۱۔

(۲) نہایۃ المحتاج ۲/۵۸۵، المغنی ۸/۱۱۹۔

(۳) المغنی ۸/۱۱۹، کتاب المحتاج ۱/۱۶۶۔

وہ فاسق ہوگا جس طرح اختلاف فقہاء مانع نہیں ہوتا ہے، اگر باغی قاضی ایسا فیصلہ دے جو اجماع کے مخالف نہ ہو تو اس کا فیصلہ مانڈ ہوگا، اور اگر وہ فیصلہ اجماع کے خلاف ہو تو رو کر دیا جائے گا، اور اگر وہ دوران جنگ کئے جانے والے نقصانات کا ضمان باغیوں سے ساتھ ہونے کا فیصلہ دے تو یہ فیصلہ مانڈ ہوگا، اس لئے کہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے، اگر باغیوں نے جنگ سے قبل نقصان کیا ہو تو اس کے ضمان کے ساتھ ہونے کا فیصلہ مانڈ نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ فیصلہ اجماع کے خلاف ہے، اور اگر باغی قاضی اہل عدل پر ان نقصانات کے ضمان کا فیصلہ دے جو دوران جنگ انہوں نے کئے تو یہ فیصلہ مخالف اجماع ہونے کی وجہ سے مانڈ نہیں ہوگا، لیکن جنگ کے علاوہ کئے جانے والے نقصانات کے ضمان کا فیصلہ دے تو یہ مانڈ ہوگا^(۱)۔

ج۔ باغی قاضی کا ضبط عادل قاضی کے نام:

۳۷- حنفیہ کے نزدیک قاضی اہل عدل باغیوں کے قاضی کا خط قبول نہیں کرے گا اس لئے کہ وہ فاسق ہیں^(۲)، مثافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک ہمارے نام ان کی تحریر کی بنیاد پر بینہ وثوت سننے کے بعد فیصلہ اصح قول کے مطابق جائز ہے، لیکن اس پر فیصلہ نہ دینا اور اس کو مانڈ نہ کرنا مستحب ہے تاکہ ان کا اختلاف ہو، لیکن فیصلہ کے فریق کا نقصان بھی نہ ہو، اگر قاضی اسے قبول کر لے تو جائز ہے اس لئے کہ باغی قاضی کا فیصلہ مانڈ ہوتا ہے تو اس کی تحریر پر فیصلہ بھی جائز ہوگا، جس طرح قاضی اہل عدل کی تحریر پر فیصلہ جائز ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ فیصلہ ہے اور فیصلہ کرنے والا اس کا اہل ہے، بلکہ اگر ہمارے کسی شخص کے حق میں ان کے کسی شخص کے خلاف فیصلہ ہو تو بھی فیصلہ کا نفاذ ضروری ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کی تحریر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا

(۱) المہذب ۴/۲۲۱، نہلیۃ المساجد ۷/۸۳، المغنی ۸/۱۱۹-۱۲۰۔

(۲) الشرح ۳/۱۶، البدایہ ۷/۳۲۔

کیونکہ اس سے باغی قاضی کے منصب کی بلندی لازم آتی ہے^(۱)۔ اس مسئلہ میں مالکیہ کی کوئی صراحت ہمیں نہیں ملی، لیکن انہوں نے ایسے قاضی کے لئے عدالت کی شرط لگائی ہے جس کی تحریر قبول کی جائے گی، خود اس قاضی کو منصب قضاء کسی غالب آجانے والے والی نے دیا ہو یا کافر نے، تاکہ لوگوں کے مصالح کی رعایت ہو سکے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں کے قاضی کی تحریر قبول کرنا درست ہے^(۲)۔

د۔ باغیوں کا اجرائے حدود و دوران پر حدود کا وجوب:

۳۸- باغیوں کے امام کی جاری کردہ حد صحیح واقع ہوتی ہے اور کفایت کرتی ہے، چنانچہ مجرم اگر تہم قتل کا مرتکب نہ ہو تو اس پر دوبارہ حد جاری نہیں کی جائے گی، اور اگر قتل ہو تو اس پر دہشت نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت علیؑ نے اہل بصرہ سے قتال کیا اور انہوں نے جو کچھ اہل ائے حدود کئے تھے انہیں منسوخ نہیں کیا، اس لئے کہ انہوں نے جائز تاویل کے ذریعہ عمل کیا ہے، تو وہ مانڈ ہوں گے، مالکیہ، مثافعیہ اور حنبلیہ میں سے ہر ایک نے اس کی صراحت کی ہے^(۳)۔

حنفیہ نے کہا ہے: اگر باغیوں کے امام کا نصب کردہ قاضی اس شہر کے اہلیان میں سے ہو جس پر باغیوں نے قبضہ کیا ہے، خود باغیوں میں سے نہ ہو تو اس قاضی پر اہل ائے حدود واجب ہے اور وہ مانڈ ہوں گے، اور اگر وہ قاضی باغیوں میں سے ہو اور باغیوں نے دارالمغرب سے قوت حاصل کر لی ہو تو حدود کا وجوب نہیں ہوگا، اس لئے کہ فعل غیر دارالاسلام میں واقع ہونے کی وجہ سے سرے سے موجب حد بنتی نہیں ہے، کیونکہ واقعہ جرم کے وقت قوت کے مقام

(۱) المہذب ۴/۲۲۱، نہلیۃ المساجد ۷/۸۳، المغنی ۸/۱۲۰، کشاف القناع ۶/۱۶۶۔

(۲) البدایہ ۷/۳۲۔

(۳) الشرح ۳/۱۶، البدایہ ۷/۳۲، المغنی ۸/۱۱۹-۱۲۰، حلیۃ الدعوت ۳/۳۰۰۔

المہذب ۴/۲۲۱، المغنی ۸/۱۱۹۔

بغاً ۳۹، بغی

پر ولایت حاصل نہیں ہے، اور اگر مجرم دارالاسلام لوٹ آئے تو بھی اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی، اسی طرح اگر ان پر ہمارا غلبہ ہو جائے تو بھی حدود ان پر قائم نہیں کئے جائیں گے۔ اور اگر باغیوں نے حدود قائم کئے ہوں تو ان کا اعادہ نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ ان کا وجوب ہی اصلاً نہیں ہوا ہے^(۱)۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے کہا کہ: اگر انہوں نے بغاوت کے دوران ایسے جرم کا ارتکاب کیا جس پر حد واجب ہوتی ہے، پھر ان پر غلبہ حاصل ہو اور انحالیکہ ان پر حدود کا نفاذ نہ ہوا ہو، تو ایسی صورت میں ان کے درمیان اللہ کی حدود جاری کی جائیں گی۔ ملکوں کے فرق میں حدود ساکت نہیں ہوں گی، یہی ابن المنذر کا قول ہے، اس لئے کہ آیات اور روایات میں حکم عام ہے، اور اس لئے بھی کہ یہ وہ مقام جہاں عبادات اپنے اوقات پر واجب ہوتی ہیں وہاں حدود بھی اپنے اسباب کے پائے جانے پر واجب ہوں گی جیسے کہ اہل عدل کے ملک میں ہوتا ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ مجرم ایسا زانی یا چور ہے جس کے زنا اور چوری میں کوئی شبہ نہیں ہے تو اس پر حد واجب ہوگی جس طرح دارالعدل میں ذی پر حد واجب ہوتی ہے^(۲)۔

باغیوں کی شہادت:

۳۹- اصل یہ ہے کہ باغیوں کی شہادت قبول کی جائے گی، حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ اصحاب ہوئی و خونیہ اگر اپنی خواہشات میں عادل ہوں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی، سوائے بعض روافض جیسے فرقہ خطاہ کے، اور ایسے لوگ جن کی بدعت کفر کا سبب ہو یا عصییت والے یا وہ لوگ جن میں فسق و فجور ہو، ایسے لوگوں کی شہادت ان کے کفر اور فسق کی وجہ سے قبول نہیں کی جائے گی^(۳)۔

مالکیہ کہتے ہیں: باغیوں کی شہادت قبول کی جائے گی بشرطیکہ وہ اہل بدعت نہ ہوں، اگر بدعت والے ہوں تو قبول نہیں کی جائے گی، اور اس میں ادائیگی شہادت کے وقت کا اعتبار ہوگا^(۱)۔

شافعیہ نے کہا: باغیوں کی شہادت ان کی تاویل کی وجہ سے قبول کی جائے گی، بلا یہ کہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے مؤمنین کے حق میں ان کی تصدیق کی وجہ سے شہادت دیتے ہیں، ایسی صورت میں ان میں سے بعض کے حق میں شہادت قبول نہیں کی جائے گی^(۲)۔

حنابلہ نے کہا ہے: باغی اگر اہل بدعت نہ ہوں تو وہ فاسق نہیں ہیں، وہ محض اپنی تاویل میں خطا پر ہیں، لہذا وہ مجتہدین کی طرح ہیں، ان میں سے جو شخص شہادت دے گا اگر وہ عادل ہو تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔

امام بوحنیفہ سے منقول ہے کہ انہیں بغاوت اور امام کے خلاف شریعت کی وجہ سے فاسق قرار دیا جائے گا، لیکن ان کی شہادت قبول کی جائے گی، اس لئے کہ ان کا فسق دین کی جانب سے ہے تو اس کی وجہ سے شہادت رد نہیں کی جائے گی^(۳)۔

بغی

دیکھئے ”بغاً“۔

(۱) المشرح الکبیر ص ۱۱۵، رد المحتار ۱/۱۶۵، فتح ۲/۱۹۶۔

(۲) نہایۃ المحتاج ۷/۳۸۳۔

(۳) المغنی ۸/۱۱۷-۱۱۸۔

(۱) النہج ۳/۱۱۵، البدائع ۷/۳۱۷۔

(۲) المغنی ۸/۱۲۰۔

(۳) البدائع ۶/۲۶۹۔

جان ہے، یا یوں فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں (یا جیسی آپ ﷺ نے قسم کھائی) جس شخص کے پاس بھی اونٹ یا گائے یا بکری ہو اور وہ اس کا حق ادا نہیں کرے تو قیامت کے دن جانور کو اس طرح لایا جائے گا کہ وہ جانور انتہائی فریاد اور بڑا ہوگا، اپنے گھروں سے اسے رخصت کرے گا، اور اپنی سینگوں سے اسے مارے گا، جب جب آخری جانور گزر جائے گا تو پہلا جانور اس پر ٹوٹا جائے گا، یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا، نیز شافعی اور حنفی نے حضرت مسروق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دینار گایوں میں ہر تیس گائے میں ایک تہیج یا سمیعہ (ایک سالہ جس کا دوسرا سال شروع ہو گیا ہو)، اور ہر چالیس گائے میں ایک مسہ (دو سالہ جس کا تیسرا سال شروع ہو گیا ہو) وصول کریں (۱)۔

صحابہ واران کے بعد علماء کا اجماع ہے کہ پالتو جانوروں (انعام) پر زکاۃ واجب ہے، اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اور بقرہ (گائے) انعام کی ایک قسم ہے، لہذا بقرہ پر بھی اسی طرح زکاۃ واجب ہوگی جس طرح اونٹ اور بکری پر واجب ہے، محض بعض شرائط کے سلسلہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل آئندہ آئے گی (۲)۔

بقرہ میں وجوب زکاۃ کی شرائط:

۳- بقرہ میں وجوب زکاۃ کے لئے عمومی شرائط ہیں، جن کی تفصیل زکاۃ کی بحث میں موجود ہے، یہاں اس سے متعلق چند خصوص شرائط ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

- (۱) حدیث: "بعث معاذاً..." کی روایت سنائی (۲۶/۵ طبع المکتبۃ النہاریہ) اور عام (۳۹۸/۱ طبع دارۃ المعارف اعمانیہ) نے کی ہے وہی نے اس کی تصحیح اور موافقت کی ہے۔
- (۲) ابن ابی قتادہ ۵۹۱/۲۔

بقرہ

تعریف:

۱- "بقرہ" اسم جنس ہے۔ ابن سید نے کہا: اس لفظ کا اطلاق پالتو اور وحشی، مر اور مادہ (گائے) پر ہوتا ہے، اس لفظ کا واحد "بقرة" ہے، اور کہا گیا ہے: اس لفظ پر "ق" اس لئے آتی ہے کہ وہ اپنی جنس کا ایک فرد ہے، اور جمع لفظ "بقرات" ہے۔

فقہاء نے بھی جنس کو احکام شرع میں گائے کے برابر رکھا ہے، اور ان دونوں جانوروں کے ساتھ ایک جنس جیسا معاملہ کیا ہے (۱)۔

گائے کی زکاۃ:

۲- گائے کی زکاۃ واجب ہے، سنت اور اجماع سے اس کا ثبوت ہے۔ جہاں تک سنت کا تعلق ہے تو امام بخاری نے حضرت ابو ذر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "والذي نفسي بيده، أو والذي لا إله غيره - أو كما حلف - ما من رجل تكون له إبل أو بقر أو غنم لا يؤدي حقها إلا أتى بها يوم القيامة أعظم ما تكون وأسمه، تطؤه بأخفافها، وتنطحه بقرونها، كلما جازت أخراها ردت عليه أولاهها حتى يقضى بين الناس" (۲) (قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری

- (۱) المصباح لميرلسان العرب، القاموس المحيطة مختلف مادہ۔
- (۲) حدیث: "والذي نفسي..." کی روایت بخاری (فتح ۳۲۳/۳ طبع الترغیب) اور مسلم (۱/۲۳۶ طبع المکتبۃ النہاریہ) نے کی ہے۔

چرنے کی شرط:

۴- جانور کی زکاة میں ”چرنے“ سے مراد یہ ہے کہ جانور سال کے اکثر حصہ میں مباح گھاس میں چرتا ہو، خود و بد ذات خود چرتا ہو یا کوئی چرتا ہو اسے چراتا ہو، جمہور علماء حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ مویشی جانور کی زکاة میں چرنے کی شرط ہے، اور مویشی جانور میں بقر داخل ہے، لہذا اس کے لئے بھی چرنے کی شرط ہے، لیکن جو گائے کام میں استعمال ہوتی ہو اور اس کو چارہ انہم کیا جاتا ہو اس پر زکاة واجب نہیں ہے، اس لئے کہ اس گائے میں چرنے کی شرط نہیں پوری ہوئی ہے۔

امام مالک نے کہا: بقر کی زکاة میں چرنے کی شرط نہیں ہے، لہذا کام میں استعمال ہونے والی، اور نہ انہم کیا گیا چارہ کھانے والی گائے پر بھی امام مالک کے نزدیک زکاة واجب ہوگی۔

امام مالک نے اپنی رائے پر استدلال اس بات سے کیا ہے کہ جن احادیث میں بقر پر زکاة واجب بتائی گئی ہے وہ احادیث مطلق ہیں، نیز اہل مدینہ کا عمل بھی اسی پر ہے، اور اہل مدینہ کا عمل مالکیہ کے اصولوں میں سے ایک ہے (۱)۔

جانوروں کی زکاة میں چرنے کی شرط لگانے والے علماء حضرت علیؓ سے مروی روایت سے استدلال کرتے ہیں، اس روایت کے راوی کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ بقر کی زکاة کے سلسلہ میں حضرت علیؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لیس فی العوامل شیء“ (۲) (کام کرنے والے جانوروں پر کچھ واجب نہیں ہے)، نیز حضرت عمرو بن شعیب کی روایت سے بھی استدلال

ہے جس میں راوی اپنے وفد سے اور وہ ان کے دارا سے اور وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لیس فی البقر العوامل شیء“ (۱) (کام کرنے والی گایوں پر کچھ واجب نہیں ہے)، جمہور نے بقر کے سلسلہ میں وارد مطلق نصوص کو ثبوت اور بکری کے سلسلہ میں وارد ان نصوص پر محمول کیا ہے جن میں چرنے کی قید ہے، نیز جمہور نے چرنے کی شرط کے مسئلہ میں بقر کو اثبت اور بکری پر قیاس کے ذریعہ استدلال کیا ہے (۲)۔

اس طرح بھی کہ زکاة میں صفت نمودہ فرائش کا اعتبار کیا گیا ہے، جانوروں میں یہ صفت صرف چرنے والے جانوروں میں پائی جاتی ہے، کام کرنے والی گایوں میں نمودہ ہبتری کی صفت مفقود ہے، یہی حل چارہ پر چلنے والے جانوروں کا ہے کہ ان میں بھی فرائش کا نصف مفقود ہے، اس لئے کہ چارہ اس کی فرائش کے برابر ہو جاتا ہے، لہذا یہ کہ ان جانوروں کو تجارت کے لئے تیار کیا گیا ہو تو ان میں سامان تجارت کی زکاة واجب ہوگی (۳)۔

جنگلی گائے پر زکاة:

۵- اکثر علماء کے نزدیک جنگلی گائے پر زکاة واجب نہیں ہے، حنابلہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں، مسلک ان کا یہ ہے کہ اس پر زکاة واجب ہے، اس لئے کہ جس حدیث میں گائے پر زکاة بتائی گئی ہے جو بھی مذکور ہوئی وہ مطلق ہے اس میں جنگلی گائے بھی شامل ہے، حنابلہ کی

(۱) حدیث: ”لیس فی البقر.....“ کی روایت دہلوی (۲/۱۰۳ طبع طرکۃ الطبائع فقیر) نے کی ہے، دہلوی نے روایت کے راوی غالب بن عبید اللہ کی وجہ سے حدیث کو معطل قرار دیا ہے، ابن معین کہتے ہیں: اس (روای) سے استدلال نہیں کیا جائے گا (مصوب الرازی ۲/۳۹۰ طبع مجلس اعلیٰ)۔
(۲) المنی لابن قدامہ ۲/۵۹۲، المجموع ۵/۲۵۷ طبع الممیر۔
(۳) المنی ۲/۵۷۷۔

(۱) الدسوقی ۱/۳۳۲، المنی لابن قدامہ ۲/۵۷۶۔

(۲) حدیث: ”لیس فی العوامل.....“ کی روایت ابو داؤد (۲/۲۲۹ طبع عزت عبیدہ حاکم) نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے کی ہے، نووی نے اس کو حسن بتایا ہے، صبراً کر نصب الرازی (۲/۲۲۸ طبع مجلس اعلیٰ) میں ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اس پر زکاۃ واجب نہیں ہے، ابن قدامہ نے فرمایا: یہی زیادہ صحیح ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے کہ جنگلی گائے میں زکاۃ واجب نہیں ہے^(۱)، اس لئے کہ مطلقاً بقر میں دوداغل نہیں اور نہ وہ مفہوم ہوتا ہے اس لئے کہ اس کو صرف ”بقر“ نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ اس میں اضافت کر کے ”بقر الوحش“ (جنگلی گائے) کہا جاتا ہے، اور اس لئے بھی کہ عموماً جنگلی گائے میں نساب کا وجود جس میں پورے سال چرنے کی صفت بھی پائی گئی ہو نہیں ہوتا ہے، اور اس لئے بھی کہ قربانی اور حج کے جانور میں جنگلی گائے درست نہیں ہوتی ہے، تو اس میں زکاۃ بھی واجب نہیں ہوگی جس طرح ہرنوں میں نہیں ہوتی، نیز یہ پالتو جانوروں (ذیمۃ الاتعام) میں سے بھی نہیں ہے تو اس میں بھی زکاۃ واجب نہیں ہوگی جس طرح دوسرے تمام وحشی جانوروں میں نہیں ہوتی ہے، اس میں راز یہ ہے کہ زکاۃ صرف ان جانوروں میں واجب ہوتی ہے جو پالتو ہوں دوسرے جانوروں میں نہیں ہوتی، اس لئے کہ پالتو جانوروں میں دودھ اور افزائش نسل کی وجہ سے نمودی کثرت ہوتی ہے، نیز کثرت تعدد اور کم خرچ ہونے کی وجہ سے انتفاع بھی بہت ہوتا ہے، یہ ساری باتیں صرف پالتو جانوروں میں پائی جاتی ہیں، اس لئے زکاۃ بھی صرف ان میں ہی واجب ہوگی^(۲)۔

پالتو اور جنگلی سے مل کر پیدا ہونے والے جانوروں کی زکاۃ:

۶- حنا بلدی رائے یہ ہے کہ ان جانوروں پر زکاۃ واجب ہے جو جنگلی اور پالتو سے مل کر پیدا ہوئے ہوں، خواہ ز جانور جنگلی ہو یا مادہ جنگلی ہو، ان کا استدلال یہ ہے کہ پالتو اور جنگلی سے مل کر پیدا ہونے والا

(۱) الانصاف ۳/ ۵۴۳ انہوں نے لغوی سے بھی نقل کیا ہے مفتی ۲/ ۵۵۵، الجمع ۱/ ۱۱۸۔

(۲) مفتی ۲/ ۵۴۳، الجمع ۱/ ۱۱۸۔

جانور ایسا جانور ہے جس کی پیدائش دو ایسے جانور سے ہو رہی ہے جن میں ایک پر زکاۃ واجب ہے اور دوسرے پر زکاۃ واجب نہیں ہے، تو وجوب زکاۃ کے پہلو کو ترجیح دی جائے گی جس طرح ایک چرنے والے اور دوسرے چارہ والے جانوروں سے پیدا ہونے والے جانور پر زکاۃ واجب ہوتی ہے، اسی پر اس مسئلہ کو قیاس کیا جائے گا، اور وحشی و پالتو سے مل کر پیدا ہونے والے جانور پر بھی زکاۃ واجب ہوگی، اس رائے کی رو سے ایسے جانوروں کو زکاۃ کے مسئلہ میں اس جنس کے دوسرے پالتو جانوروں میں شامل کیا جائے گا، اور ان کو مالاً کر نساب زکاۃ پورا کیا جائے گا، اور یہ بھی پالتو جانوروں کی نوع کا ایک فرد قرار پائے گا^(۱)۔

مام یوضیئہ اور مالک کہتے ہیں: اگر مادہ جانور پالتو ہو تو زکاۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں ہوگی، اس رائے کی دلیل یہ ہے کہ جانور میں مادہ کا اعتبار ہوتا ہے، اس لئے کہ جانور میں مادہ ہی اپنے بچہ کی دیکھ ریکھ کرتی ہے^(۲)۔

مام شافعی کہتے ہیں: ایسے جانور میں زکاۃ واجب ہی نہیں ہے خواہ اس کی پیدائش جنگلی نہ سے ہوئی ہو یا جنگلی مادہ سے^(۳)۔

گائے کی زکاۃ میں سال گزرنے کی شرط:

۷- علماء کا اتفاق ہے کہ دوسرے پالتو جانوروں کی طرح بقر کی زکاۃ میں بھی سال کا گذر ضروری ہے، سال گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ مالک نساب ہونے کے بعد پورا قمری سال اس پر گزر جائے تب اس پر زکاۃ واجب ہوگی^(۴)۔

(۱) مفتی ۲/ ۵۵۵۔

(۲) بدائع الصنائع ۳/ ۵۰۲ مفتی ۲/ ۵۵۵۔

(۳) مفتی الجمع ۱/ ۱۱۸ محل علی شرح الجمع ۲/ ۲۱۹۔

(۴) مفتی الجمع ۱/ ۷۸ مفتی ۲/ ۳۵۵۔

نصاب مکمل ہونے کی شرط:

جہاں تک نصاب کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں فقہاء کے چند قول ہیں جن میں دو رجحانات مشہور ہیں:

۸- پہلا رجحان: یہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت معاذ بن جبل اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کا قول ہے، شعبی، شریک، حوشت، طاہر، عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری بھی اسی کے قائل ہیں، زہری نے اہل شام سے یہی نقل کیا ہے، اور ابو حنیفہ، مالک، احمد بن حنبل اور شافعی کی بھی یہی رائے ہے، یہ سب فرماتے ہیں کہ تم سے کم گایوں پر کچھ بھی واجب نہیں ہے، اگر گائے کی تعداد میں ہو جائے تو اس پر ایک تہیع یا تہیج واجب ہے (تہیع وہ جانور ہے جو دو سال کا ہو، یا وہ ہے جس کا ایک سال پورا ہو گیا ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہو، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ ہے جو تھما د کا ہو، تہیج (یعنی مادہ) کے بارے میں بھی یہی تفصیل ہے) (۱)، پھر کچھ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ چالیس کی تعداد ہو جائے، چالیس ہونے پر ایک مسنہ (دو سالہ) گائے واجب ہے (۲)، پھر ساٹھ سے پہلے کچھ واجب نہیں ہے، ساٹھ کی تعداد ہونے پر دو تہیج یا دو تہیج واجب ہے، پھر کچھ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ دس گایوں کا اضافہ ہو جائے، دس کا اضافہ ہو جائے تو اس پوری تعداد میں سے ہر تمس گائے پر ایک تہیع یا تہیج اور ہر چالیس گائے پر ایک مسنہ یا مسنہ واجب ہوگا (۳)، چنانچہ ستر گایوں پر ایک تہیع اور ایک مسنہ، اسی گایوں پر دو مسنہ نوے گایوں پر

تین تہیج، ایک سو گایوں پر ایک مسنہ اور دو تہیج، ایک سو دس گایوں پر دو مسنہ اور ایک تہیج واجب ہوگا، ایک سو بیس گایوں پر تین مسنہ یا چار تہیج واجب ہوگا یعنی مالک کو اختیار ہوگا کہ تین مسنہ نکالے یا چار تہیج نکالے، بہت بہتر ہوگا کہ فقرہ کی ضرورت اور ان کے فائدہ کا لحاظ کیا جائے، پھر جب جب دس گایوں کا اضافہ ہوگا واجب زکاة کی شکل بدلتی رہے گی۔ اس رائے کے قائلین کا استدلال حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ ”لن رسول اللہ ﷺ حين بعثته إلى اليمن امره أن يأخذ من كل حالمة ديناراً، ومن البقر من كل ثلاثين تبعاً أو تبعه، ومن كل أربعين مسنة“ (۱) (جب رسول اللہ ﷺ نے انیس یمن بھیجا تو انیس حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دینار وصول کریں، اور گایوں میں ہر تیس کی تعداد میں سے ایک تہیع یا تہیج اور ہر چالیس میں سے ایک مسنہ وصول کریں)، اور ابن ابی لیلیٰ اور حکم بن حنیہ نے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ”اوکاس“ یعنی تیس سے چالیس کے درمیان کی تعداد، اور چالیس سے پچاس کے درمیان کی تعداد کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ليس فيها شيء“ (اس میں کچھ واجب نہیں ہے) (۲)۔

ان حضرات کا استدلال اس سے بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن ترمذ کو لکھا: ”فرائض البقر ليس فيما دون الثلاثين من البقر صدقة، فإذا بلغت ثلاثين ففيها عجل رافع جذع، إلى أن تبلغ أربعين، فإذا بلغت أربعين ففيها بقرة مسنة، إلى أن تبلغ سبعين، فإن فيها بقرة وعجلا

(۱) المجموع للنووي ۱/۱۶۵ حاشیہ الدرر علی شرح الکبیر ۱/۳۵۸ مکتبی

(۲) المجموع للنووي ۱/۱۶۵ حاشیہ الدرر علی شرح الکبیر ۱/۳۵۸ مکتبی

(۳) حاشیہ الدرر علی شرح الکبیر ۱/۳۵۸ مکتبی ۱/۳۳۳، مفتی محمد عارف، ۵۹۲

(۱) حدیث حضرت سادہ کی تخریج فقہ نمبر ۲ میں گذری ہے۔

(۲) حدیث حضرت سادہ ۵۵ ”اللہ ملک الی“ ﷺ کی روایت دارقطنی

(۳/۲۹ طبع مرکز المباحث فقہیہ) نے کی ہے نیز میں نے ارسال کی وجہ سے

اس کو مطرول علی ہے (نصاب المرایہ ۲/۲۸۸ طبع مجلس اعلیٰ)۔

دس گایوں میں دو بکریاں اور پندرہ گایوں میں تین بکریاں اور تیس گایوں میں چار بکریاں واجب ہیں۔

زہری کہتے ہیں: گائے کی زکاة اہنت کی زکاة کی طرح ہے، لیکن گائے میں عمروں کا لحاظ نہیں ہے، پس اگر پچیس گائیں ہوں تو ان میں ایک گائے واجب ہے پختہ کی تعداد ہونے تک، پختہ سے زائد ہونے پر دو گائیں ایک سوئیں تک واجب ہیں، ایک سوئیں سے زائد ہو تو ہر چالیس میں ایک گائے واجب ہے، زہری کہتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ صحابہ کا یہ قول کہ ہر تیس میں ایک تیغ اور ہر چالیس میں ایک گائے ہے یہ اہل یمن کے لئے تخفیف تھی، پھر اس کے بعد کی تفصیل مروی نہیں ہے۔

حضرت نکرہ بن خالد سے بھی مروی ہے، کہتے ہیں کہ جب مجھے مقام ”مک“ کی زکاة کی وصولی پر مامور کیا گیا تو میری ملاقات چند ایسے شیوخ سے ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں زکاة ادا کی تھی، انہوں نے مجھ سے باہم مختلف باتیں بتائیں، بعض نے کہا: میں اہنت کی طرح گائے کی زکاة کا اتنا تھا، کسی نے کہا: تیس گایوں پر ایک تیغ ہے، کسی نے کہا: چالیس گایوں پر ایک مسدہ گائے ہے، ابن حزم نے بھی اپنی سند سے ابن المسیب اور ابو قتادہ اور دوسروں سے اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح زہری سے نقل کیا گیا ہے، اور حضرت عمر بن عبد الرحمن بن غلہ ہنساری سے مروی ہے کہ گائے کی زکاة اہنت کی زکاة کی طرح ہے لیکن گائے میں عمروں کا لحاظ نہیں ہے^(۱)۔

قربانی میں کافی ہونے والے جانور:

۱۰- قربانی میں صرف اُنعام کافی ہوں گے یعنی اہنت، گائے، اور بکری، برخلاف ان حضرات کے جنہوں نے کہا: اُنعام اور غیر اُنعام

جذعاً، فإذا بلغت ثمانین ففيها مستان، ثم على هذا الحساب“^(۱) (گائے کی زکاة یہ ہے کہ تیس سے کم گایوں پر کچھ واجب نہیں ہے، تیس کی تعداد ہونے پر چھوٹا اچھا پختہ واجب ہے یہاں تک کہ چالیس کو پہنچ جائے، چالیس ہونے پر ایک مسدہ گائے واجب ہے، یہاں تک کہ ستر کی تعداد کو پہنچ جائے، ستر پر ایک بقرہ اور چھوٹا پختہ واجب ہے، پھر جب اُن کی تعداد ہو جائے تو اس میں دو مسدہ واجب ہے، پھر اسی حساب سے وجوب ہے)۔

دو مقررہ تعداد کے درمیان کے لئے جسے ”قص“ کہا جاتا ہے احکام کی تفصیل اصطلاح ”اوقاص“ میں دیکھی جائے۔

۹- دوسرا رتخان: سعید بن مسیب، زہری اور ابو قتادہ وغیرہ کا قول ہے کہ گائے کا نساب وہی ہے جو اہنت کا نساب ہے، گائے میں سے ہی لیا جائے گا جو اہنت میں لیا جاتا ہے، لیکن اہنت میں عمر کی جو شرط ہے یعنی ہشت محاض، ہشت لیون، حقہ، جذع، یہ شرط گائے میں نہیں ہوگی، یہی زکاة کے سلسلہ میں حضرت عمر بن خطاب کی تحریر میں بھی مروی ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ اور عبد بنوت میں زکاة ادا کرنے والے شیوخ سے بھی یہی مروی ہے، ابو سعید نے روایت کیا ہے کہ زکاة کے سلسلہ میں حضرت عمر بن خطاب کی تحریر میں ہے کہ گائے میں سے اسی طرح لیا جائے گا جس طرح اہنت میں سے لیا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں: اس سلسلہ میں دیگر صحابہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: گائے میں وہی واجب ہے جو اہنت میں واجب ہے، ابن حزم نے اپنی سند زہری اور قتادہ سے نقل کیا ہے، ان دونوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ ہنساری سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: ہر پانچ گایوں میں ایک بکری، اور

(۱) حدیث: ”کتاب رسول اللہ ﷺ“ کو امام ابو یوسف نے اپنے مراسل میں روایت کیا ہے نہائی نے کہا: سلیمان بن بلال۔ جو اس روایت کے ایک روی ہیں۔ متروک الحدیث ہیں (ص ۳۰۴، طبع مجلس اعلیٰ)۔

(۱) جلیۃ المجد ۱/ ۲۶۱، الفتی ۳/ ۵۹۳، مکمل ۶/ ۳۳

ہر ماکول اللحم کی قربانی درست ہوگی (۱)۔

تفصیل اصطلاح ”اضحیٰ“ میں دیکھی جائے۔

علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص صرف اپنی جانب سے ایک گائے کی قربانی کرے تو اس کی طرف سے قربانی ہو جائے گی، خواہ واجب قربانی ہو یا نفلی۔

۱۱- ایک گائے کی قربانی میں کئی افراد کی شرکت کے مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور اکثر اہل علم کی رائے ہے کہ ایک گائے سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہوگی، سات افراد ایک گائے کی قربانی میں شریک ہو سکتے ہیں، خواہ وہ سات افراد ایک گھر کے ہوں یا دو گھر کے یا ملاحد و ملاحدہ گھروں کے ہوں، اور خواہ قربانی واجب ہو یا نفلی، اور خواہ کسی نے تقرب کا ارادہ کیا ہو یا صرف گوشت کی نیت کی ہو، ہر شخص کی طرف سے اس کی نیت کے مطابق درست ہوگی، لیکن حنفیہ کے نزدیک ضروری ہے کہ تمام شرکاء نے تقرب کی نیت کی ہو، اگر کسی ایک نے گوشت کی نیت کی ہو تو کسی کی طرف سے قربانی درست نہیں ہوگی۔

امام مالک کہتے ہیں: گائے، اہنت اور بکری میں سے ایک رأس ایک شخص کی طرف سے اور ایک گھر والوں کی طرف سے کافی ہوگا خواہ ان کی تعداد سات افراد سے زیادہ ہو، بشرطیکہ انہیں اس نے طوعاً شریک کیا ہو، لیکن اگر ان سب نے باہم مل کر شریک ہو تو درست نہیں ہوگا، اور نہ ہی دو یا دو سے زائد اضحیٰ افراد کی جانب سے درست ہوگا (۲)۔

(۱) المنہج ۷/۳۳۳

(۲) المجموع للمہدوی ۸/۳۹۸، المنہج ۷/۳۳۳، بن قدامہ ۶/۱۹۸، حاشیۃ الدرر النوری ۱۱/۲۸، حاشیۃ قلیوبی وغیرہ ۲۵۰/۲، مجمع فتاویٰ القادیانی ۲۹/۸، المنہج ۷/۳۳۸، نیل الاوطار ۵/۱۳۷

پہلے قول والوں نے حضرت جابر کی روایت سے استدلال کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ”نحرنا مع رسول اللہ ﷺ البدنة عن سبعة، والبقرة عن سبعة“ (۱) (ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک بدنہ سات افراد کی جانب سے، اور ایک بقرہ سات افراد کی جانب سے قربانی کی)، ان ہی سے مروی ہے کہ ”خوجنا مع رسول اللہ ﷺ مہلین، فأنمنا أن نشترک فی الإبل والبقر، کل سبعة منا فی بدنة“ (۲) (ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ توبہ کہتے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اہنت اور گائے میں شریک ہوں، ہم میں سے ہر سات آدمی ایک بدنہ میں شریک ہو)۔

امام مالک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کو اپنایا ہے، وہ فرماتے تھے: بدنہ ایک شخص کی طرف سے اور گائے ایک شخص کی طرف سے اور بکری ایک شخص کی طرف سے ہے، اشتراک کا مجھے علم نہیں، حضرت ابن عمر کے علاوہ محمد بن میرین سے بھی ایسا ہی مروی ہے، چنانچہ ان کی رائے ہے کہ ایک جان صرف ایک ہی جان (فرد) کی طرف سے درست ہوگی (۳)۔

ہدی میں گائے:

۱۲- حج کی قربانی میں گائے کا حکم وہی ہے جو اضحیٰ میں ہے، اس سے وہ تفصیل مستثنیٰ ہے جو آدمی اور اس کے گھر والوں کی طرف سے درست ہونے کی بابت ہے، اس کی تفصیل اصطلاح ”حج“ اور ”ہدیٰ“ میں

(۱) حدیث حضرت جابرؓ: ”نحرنا مع رسول اللہ ﷺ.....“ کی روایت مسلم (۵۵۸/۳ طبع اٹلی) نے کی ہے۔

(۲) حدیث حضرت جابرؓ: ”خوجنا مع رسول اللہ ﷺ.....“ کی روایت مسلم (۵۵۸/۳ طبع اٹلی) نے کی ہے۔

(۳) حاشیۃ الدرر النوری ۱۱/۲۸، المنہج ۷/۳۳۸، المنہج ۷/۳۳۸

دیکھی جائے۔

گائے کا ذبح:

۱۳- گائے کا ذبح اسی طرح ہے جس طرح بکری کا ذبح ہے، لہذا اگر گائے ذبح کرنے کا ارادہ ہو تو اسے بائیں پہلو پر لٹا دیا جائے، اس کے تینوں پاؤں باندھ دئے جائیں: آگے والے دونوں پاؤں اور بائیں پاؤں، دایاں پاؤں نہ باندھا جائے تاکہ ذبح کے وقت وہ حرکت کر سکے، ذبح کرنے والا اپنے بائیں ہاتھ سے گائے کا سر پکڑے اور دائیں ہاتھ میں چھری پکڑے، پھر "بسم اللہ واللہ اکبر" کہہ کر ذبح شروع کرے، جانور اور ذبح کرنے والے کا رخ قبلہ کی طرف ہو جہاں تک اونٹ کا تعلق ہے تو اس کو لبہ یعنی گردن کے نچلے حصہ میں اس طرح نیزہ مار کر کھنکھایا جائے کہ اونٹ کھڑا ہو اور بائیں گھٹنا بندھا دیا ہو (۱)۔

سواری کے لئے گائے کا استعمال:

۱۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ پالتو جانوروں میں سے سواری اور بار برداری کے لئے اونٹ ہے، جہاں تک گائے کا تعلق ہے تو وہ سواری کے لئے نہیں پیدا کی گئی ہے، بلکہ سواری کے علاوہ دیگر منافع جیسے ہمتی وغیرہ میں کام لینے کے لئے پیدا کی گئی ہے، بکریاں دودھ، نسل اور گوشت کے لئے پیدا کی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً لِّنُسْقِيَكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ" (۲) (اور تمہارے لئے چوپایوں میں سامان مہرت ہے، ہم تم کو ان کے پیٹ سے (دودھ) پلاتے ہیں، اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے

بدی میں گائے کے اشعار کرنے کا جہاں تک تعلق ہے تو سوائے امام ابو حنیفہ کے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اشعار (نشان اگانا) سنت ہے اور مستحب ہے، نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ نے کیا ہے، اس پر بھی اتفاق ہے کہ اشعار اونٹ میں سنت ہے خواہ اونٹ کا کو بان ہو یا نہ ہو، اگر کو بان نہیں ہو تو کو بان کی جگہ پر اشعار کیا جائے گا۔

جہاں تک گائے کا تعلق ہے تو شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس میں مطلقاً اشعار ہے، خواہ اس کا کو بان ہو یا نہیں ہو، گائے ان کے نزدیک اونٹ کی طرح ہے، امام مالک کے نزدیک اگر گائے کو کو بان ہو تو اشعار کیا جائے گا، اگر کو بان نہیں ہو تو اشعار نہیں کیا جائے گا (۱)۔

تقلید (قلادہ ڈالنے) کا حکم:

۱۳- تقلید: گلے میں قلادہ (پنہ) ڈالنا ہے، بدی کی تقلید کا مطلب ہے اس کے گلے میں کھال کا پنہ ڈالا جائے تاکہ پہچن لیا جائے کہ یہ جانور قربانی کا ہے تو اس کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔

علماء کا اتفاق ہے کہ اونٹ اور گائے میں قلادہ ڈالنا مستحب ہے۔ جہاں تک بکری کا تعلق ہے تو شافعیہ کے نزدیک اونٹ اور گائے کی طرح بکری کو بھی قلادہ ڈالنا مستحب ہے، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک بکری کو قلادہ ڈالنا مستحب نہیں ہے۔

اونٹ اور گائے کو جوتوں وغیرہ کا قلادہ ڈالا جائے گا جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ قربانی کا جانور ہے (۲)۔

(۱) حاشیہ اقلیوی وغیرہ ص ۲۳۳۔

(۲) سورہ سجنون ص ۲۱-۲۲۔

(۱) المجموع ص ۸۸/۳۶۰۔

(۲) المجموع ص ۸۸/۳۶۰۔

رکھتے ہیں)۔

گائے کا پیشاب اور گوبر:

۱۶- غیر ماکول اللحم خواہ وہ انسان ہو یا غیر انسان، اس کے بول و براز کے نجس ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

ماکول اللحم جیسے ہونٹ، گائے اور بکری کے بول و براز کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک تمام بول و براز نجس ہیں خواہ ماکول اللحم کے ہوں یا غیر ماکول اللحم کے، امام مالک، امام احمد اور سلف کی ایک جماعت کی رائے ہے، شافعیہ میں سے ابن خزیمہ، ابن المنذر، ابن حبان، اسطخری اور رویانی نے، اور حنفیہ میں سے محمد بن حسن نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے کہ ماکول اللحم کا بول (پیشاب) پاک ہے^(۱)، تفصیل اور استدلال کے لئے اصطلاح ”نجاست“ دیکھی جائے۔

دیت میں گائے کا حکم:

۱۷- دیت میں گائے کا اعتبار ہے یا نہیں، اس مسئلہ میں علماء کے بقول ہیں:

امام ابو حنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی اپنے قول قدیم میں اس طرف گئے ہیں کہ دیت میں تین چیزیں اصل ہیں، اونٹ، سونا اور چاندی، گائے اس میں نہیں ہے^(۲)۔

صحابہ (امام ابو یوسف، امام محمد)، ثوری، اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک دیت میں پانچ اشیاء اصل ہیں: اونٹ، سونا، چاندی،

(بعض کو) تم کھا۔ تے بھی ہو اور ان پر اور کشتی پر سوار ہو۔ تے ہو)۔ اور ارشاد ہے: ”اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَكْتَلُونَ“^(۱) (اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی بنائے تاکہ ان میں سے بعض پر سوار ہو اور تم ان میں سے بعض کو کھا۔ تے بھی ہو)۔ اور ارشاد ہے: ”وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْقُلُوكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ“^(۲) (اور تمہارے لئے دو کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہو۔ تے ہو)۔

جن آیات میں یہ ذکر ہے کہ انعام (پالتو جانوروں) پر سواری کی جائے گی، علماء کے نزدیک اس سے مراد بعض انعام یعنی اونٹ ہیں، اس میں عام لفظ بول کر خاص مراد لیا گیا ہے^(۳)۔

سواری کے لئے گائے کا استعمال مناسب نہ ہونے کی دلیل صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بینما رجل يسوق بقرة له فلد حمل عليها، التفتت إليه البقرة فقالت: ابني لم اخلق لهذا، ولكني ابنا خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان الله تعجباً وفرعاً- بقرة تكلم؟ فقال رسول الله: فاني اومن به وابوبكر وعمر“^(۴) (ایک شخص اپنی ایک گائے پر سامان رکھ کر لے جا رہا تھا کہ گائے نے اس کی طرف دیکھا اور بولی: میں اس کام کے لئے نہیں پیدا کی گئی ہوں، میں تو بھتی کے لئے پیدا کی گئی ہوں، لوگوں نے تعجب اور گھبراہٹ میں کہا: سبحان اللہ، کیا گائے بولتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر اس پر ایمان

(۱) سورہ بقرہ ۱۷۰

(۲) سورہ زمر ۱۲

(۳) تفسیر القرطبی ۱۰/۷۳، روح البیانی ۱۸/۲۳

(۴) حدیث: ”بینما رجل يسوق بقرة...“ کی روایت مسلم (۱۸۵۷) نے کی ہے

(۱) تیل و اوطار ۶۰-۶۱

(۲) المغنی ۷/۵۹، المجموع للعلوی ۱۹/۵۱، بدائع المنافع ۷/۲۵۳

گائے اور بکری، صاحبین نے کپڑوں کا بھی اضافہ کیا ہے، یہی عمر، عطاء، طاؤس اور مدینہ کے ساتوں فقہاء کا قول ہے، اس قول کے مطابق گائے ویت کی بنیاد کی چیزوں میں سے ایک ہے، ویت والوں کے لئے جائز ہے۔ جیسا کہ صاحبین کے نزدیک ہے۔ کہ گائے ہی ویت میں ابتداؤں، انہیں دوسرے سامان کے دینے کا مکلف نہیں بنایا جائے گا۔

امام شافعی کا قول جدید یہ ہے کہ ویت میں صرف ایک اصل ہے، وہ ہے اونٹ، اگر اونٹ نہ ملے تو شیر کی کرنی میں اس کی جتنی قیمت ہوتی ہے اتنی قیمت دے۔ اس قول کی رو سے بھی گائے سامان ویت نہیں ہے (۱)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح ”ویت“ دیکھی جائے۔

بکاء

تعریف:

۱- البکاء: ”بکی بکی بکی وبکاء“ کا مصدر ہے (۱)۔

لسان العرب میں ہے: لفظ ”بکاء“ بغیرہ کے بھی ہے اور مد کے ساتھ بھی، مد و غیرہ کہتے ہیں؛ اگر مد کے ساتھ بولا جائے تو وہ آواز مراد ہوتی ہے جو بکاء (رونے) کے ساتھ ہوتی ہے، اگر بغیرہ کے بولا جائے تو آنسو اور ان کا نالہ مراد ہوتا ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ حضرت حمزہؓ کے مرثیہ میں کہتے ہیں:

بکت عینی وحق لها بکاءھا

وما بغنی البکاء ولا العویل

(میری آنکھ رو رہی ہے اس کو رونے کا حق ہے، حالانکہ آہ و بکاء کچھ

فائدہ نہیں پہنچا سکتے)۔

خلیل کہتے ہیں: قصر کے ساتھ پڑھنے والے اسے ”نم وزن“ کے معنی میں لیتے ہیں، اور مد کے ساتھ پڑھنے والے ”آواز“ کے معنی میں لیتے ہیں، اور لفظ ”بکاء“ کا مطلب ہے بہ تکلف رونا، جیسا کہ حدیث میں ہے: ”فلان لم تبکو فتابکوا“ (۲) (اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنا لو)۔



(۱) القاموس المحیط، لمصباح المیزان: ”بکی“۔

(۲) حدیث: ”فلان لم تبکو“۔۔۔ کی روایت ابن ماجہ (۱/۲۲۳ طبع المجلد)

نے کی ہے پھر نے کہا اس کی سند میں اور رافع ہے اس کا امام اسماعیل بن رافع ہے وہ ضعیف و متروک ہے۔

(۱) بدائع الصنائع ۷/۳۵۳، المجموع ۱۹/۴۰۶

فقہاء کا استعمال بھی اس سے الگ نہیں ہے۔

کے محاسن شمار کرنے کے لئے بھی بولتے ہیں، اسم "ندبہ" ہے^(۱)۔

متعلقہ الفاظ:

د- نخب یا نخب:

الف- صیاح و صراخ:

۵- "نخب" لغت میں خوب رونے کو کہتے ہیں، نخب بھی اسی معنی میں ہے^(۲)۔

۲- صیاح اور صراخ لغت میں پوری طاقت کے ساتھ آواز لگانا ہے، کبھی ان کے ساتھ رونا بھی ہو سکتا ہے اور کبھی نہیں، "صراخ" کا استعمال مدد کے لئے آواز لگانے پر بھی ہوتا ہے^(۱)۔

جھ- عویل:

۶- عویل بلند آواز سے رونے کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: "اعولت المرأة بعوالاً وعویلاً"^(۲) (عورت نے زور سے آدو بکا کی)۔

ب- نیاح:

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ "نخب" اور "عویل" دونوں کا معنی "خوب رونا" ہے، اور "صراخ" اور "صیاح" معنی میں قریب قریب ہیں، "نواح" میت پر رونے کو کہتے ہیں، "ندب" میت کے محاسن شمار کرنے کو کہتے ہیں، اور "بکاء" آواز کے ساتھ رونے کو کہا جاتا ہے، اور "بکی" بغیر آواز رونے کو کہتے ہیں یعنی صرف آنسو بہانے پر اکتفا کیا جائے۔

۳- نیاح اور نیاحة لغت میں میت پر آواز کے ساتھ رونے کو کہتے ہیں^(۲)۔

المصباح میں ہے: یہ اس سے قریب ہے جو کاموس میں آیا ہے کہ: "فاحت المرأة على الميت نوحاً" (عورت نے میت پر نوحہ کیا)، باب "قال" سے ہے، اس سے اسم "نواح" بر وزن غراب ہے، بسا اوقات "نیاح" نون کے زیر کے ساتھ کہا جاتا ہے، ایسی عورت کو "نانحة" کہتے ہیں، "نیاحة" نون کے زیر کے ساتھ اسی سے اسم ہے، اور نوحہ کی جگہ کو "مناحة" میم کے ذمہ کے ساتھ بولتے ہیں^(۳)۔

بکاء کے اسباب:

۷- بکاء (رونے) کے متعدد اسباب ہیں: اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت، وزن، شدت مرگ۔

ج- ندب:

۴- "ندب" لغت میں کسی کام کی طرف بلائے اور اس پر آمادہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، ندب: میت پر رونے اور اس

مصیبت میں رونے کا شرعی حکم:

۸- رونا کبھی تو بغیر آواز کے صرف آنسو بہانے تک ہوتا ہے، کبھی اتنی بلکی آواز ہوتی ہے جس سے احترام ممکن ہو، کبھی تیز آواز کے

(۱) القاموس المحیط، المصباح المہیر۔

(۲) القاموس المحیط۔

(۳) المصباح المہیر۔

(۱) القاموس المحیط، المصباح المہیر۔

(۲) القاموس المحیط، المصباح المہیر۔

(۳) المصباح المہیر۔

ساتھ ہوتا ہے جیسے صراخ، نواح، مذہب وغیرہ، یہ رونے والے کے فرق سے مختلف ہوتا ہے، کچھ لوگ غم چھپانے پر قادر ہوتے ہیں، اپنے جذبات پر قابو پا لیتے ہیں اور کچھ لوگ ایسا نہیں کر پاتے۔

اگر بکاء (رونے) میں ہاتھ کا عمل شامل نہ ہو جیسے گریبان چاک کرنا، چہرہ پیٹنا اور زبان کا عمل بھی شامل نہ ہو جیسے صراخ و چیخ، بلاکت و مہرادی کو دعوت دینا وغیرہ تو ایسا رونا مباح ہے^(۱)، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "إِنَّ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَالْقَلْبِ فَمِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْبَدَنِ وَاللِّسَانِ فَمِنْ الشَّيْطَانِ"^(۲) (جب تک رونا آنکھ اور دل سے ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے اور رحمت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور جب ہاتھ اور زبان سے ہونے لگے تو وہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے) اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْذِبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلَكِنْ يَعْذِبُ بِهَذَا - وَنَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ - أَوْ بِوَحْمٍ"^(۳) (آنکھ کے آنسو اور قلب کے حزن کی وجہ سے اللہ عذاب نہیں دیتا، لیکن اس کی وجہ سے (اور آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا) اللہ عذاب دیتا ہے یا رحم کرتا ہے)۔

اس حالت کے علاوہ میں رونے کے حکم کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

اللہ کے خوف سے رونا:

۹- مومن زندگی بھر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے، اپنے تمام

(۱) نیل الاوطار مشکوٰۃ فی سہ ۳۹۹-۴۰۰ طبع دار الفکر۔

(۲) حدیث: "إِنَّ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ..." کی روایت احمد (۲۳۷۷ طبع المیزان) نے کی ہے اس کی سند میں علی بن زید بن جعدان ہے جو ضعیف ہے (تمذیب احمد جب لا بن حجر ۲۲۳/۸ طبع دار الفکر)۔

(۳) حدیث: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْذِبُ..." کی روایت بخاری (۱۲۵۳۷ طبع المیزان) نے کی ہے۔

اعمال اور تصرفات میں اللہ کا تصور رکھتا ہے، پس وہ اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت رونا ہے، ایسا مومن ان سرافندہ لوگوں میں شامل ہے جن کے بارے میں اللہ نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا: "وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمُ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ"^(۱) (اور آپ خوش خبری سنائیے ان لوگوں کو جن کے دل ڈر جاتے ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، اور جو منہبشتیں ان پر پڑتی ہیں ان پر صبر کرنے والوں کو اور نماز کی پابندی کرنے والوں کو اور (ان کو) جو خرچ کرتے رہتے ہیں اس میں سے جو ہم نے انہیں دے رکھا ہے)، اور ان ہی کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ ذُرِّيَّتِهِمْ يَتَوَكَّلُونَ"^(۲) (ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر توکل رکھتے ہیں)۔

قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں اس کے قریب المعنی دیگر آیات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کا ہدف بتایا ہے کہ وہ ذکر الہی کے وقت خوف اور ڈر محسوس کرتے ہیں، اس لئے کہ ان کا ایمان قوی ہوتا ہے اور وہ اپنے پروردگار کا خیال کرتے ہیں، گویا وہ خدا کے سامنے ہیں، اس آیت کی نظیر یہ آیت ہے جس میں اللہ فرماتا ہے: "وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ" (اور آپ خوش خبری سنائیے ان لوگوں

(۱) سورۃ الحج ۳۵-۳۴

(۲) سورۃ انفال ۲

جھکا دینے والوں کو جن کے دل ڈر جاتے ہیں، اور فرماتا ہے: "الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ" (۱) (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے انہیں اطمینان ہو گیا، اس آیت کا تعلق مال معرفت اور اطمینان قلب سے ہے۔ "وجل" اللہ کے عذاب سے گھبراہٹ کو کہتے ہیں، لہذا اس میں تاقض نہیں ہے، اللہ نے دوسری آیت میں دونوں معنوں کو جمع فرمایا ہے: "اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْكِتَابِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانًى تَقْشَعُرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ" (۲) (اللہ نے بہتر کلام نازل کیا ہے ایک کتاب باہم ملتی جلتی ہوئی اور بار بار دہرائی ہوئی، اس سے ان لوگوں کی جلد جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، کانپ اٹھتی ہے پھر ان کی جلد بہرہ کے قلب اللہ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتی ہے) یعنی اللہ کے ساتھ ان کے نفس کو یقین کے اعتبار سے سکون حاصل ہوتا ہے، اگرچہ وہ اللہ سے خوف کھاتے رہتے ہیں۔

۱۰۔ یہ ان لوگوں کے اوصاف ہیں جو اللہ کی معرفت رکھنے والے اور اس کی گرفت اور عذاب سے ڈرنے والے ہوتے ہیں، ان جاہل عوام پر بدعت پرست گنوار کی چیخ و پکار کی طرح نہیں جو مکہ صوفی کی طرح چلاتے ہیں، ایسا کرنے والے اگر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خشوع ورمعہ ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تمہاری پہنچ تو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے مقام تک، اللہ کی معرفت اور خوف و تعظیم میں نہیں ہو سکتی ہے، حالانکہ اس مقام کے باوجود ان حضرات کی حالت یہ تھی کہ موعظہ کے وقت اللہ کو جانتے تھے اور اللہ کے خوف سے آؤ وگر یہ کرتے تھے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اللہ کے ذکر اور اس کی کتاب کی ۱۴ آیات سننے وقت اہل معرفت کی حالت یہ ہوتی ہے کہ: "وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ اللَّعْمِ مِمَّا عَرَفُوا

(۱) سورہ بقرہ ۲۸۶

(۲) سورہ زمر ۲۳

مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آهْنَا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ" (۱) (اور جب وہ اس (کلام) کو سنتے ہیں جو پیغمبر پر اتارا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں دیکھیں گے کہ ان سے آنسو بہ رہے ہیں، اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو تو ہم کو بھی تہدیق کرنے والوں میں لکھ لے، یہ ان حضرات کا وصف اور ان کا جواب ہوتا ہے، جو لوگ ایسے نہیں ہیں وہ ان کی راوی نہیں ہیں، لہذا جسے طریقہ اپنانا ہو وہ ان لوگوں کا طریقہ اپنائے، لیکن جو لوگ پاگلوں کا روپ چار کر حال کا ڈھونگ رہا کرتے ہیں وہ سب سے بد حال لوگ ہیں، اور پاگل پن کی تو مختلف قسمیں ہیں، امام مسلم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے نبی ﷺ سے سوالات کئے اور بار بار سوالات کئے تو ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے، منبر پر تھے اور فرمایا: "سلونی، لا تسألونی عن شیء، إلا بیئتمہ لکم، مادمت فی مقامی هذا، فلما سمع ذلك القوم أرموا" (۲) ودرہوا ان یکون بین یدی فہر قد حضر، قال انس: فجعلت قففت یساراً وشمالاً فإذا کل إنسان لاف رأسہ فی ثوبہ یسکمی..." (۳) (مجھ سے پوچھو، تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا جب تک میں اس جگہ پر ہوں، لوگوں نے جب یہ سنا تو خاموش رہے اور ہر دیشہ محسوس کیا کہ آپ ﷺ کسی ہونے والے بڑے حادثہ کے سامنے ہوں، حضرت انس کہتے ہیں: میں نے دائیں بائیں مڑ کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ہر شخص اپنے سر کو اپنے کپڑے میں لپیٹے رہ رہا ہے...)، راوی نے پوری حدیث ذکر کی، امام ترمذی نے حضرت عرابی بن ساریہ سے روایت کیا ہے اور روایت کو صحیح بتایا ہے، راوی کہتے ہیں: "وعظنا رسول اللہ ﷺ موعظة بليغة ذرفت

(۱) سورہ ماائدہ ۸۳

(۲) لوم الرجل واما کا حق ہے صفاوش ہو گیا، اور ایسے شخص کو موم کہتے ہیں۔

(۳) حدیث مسلوئی... کی روایت مسلم (۳۸۳۲ طبع المص) نے کی ہے۔

منها العیون، ووجلّت منها القلوب“ (رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک بلیغ خطبہ دیا جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے)، پوری حدیث مذکور ہے، راوی نے یوں نہیں کہا کہ ہمیں حال آگیا اور ہم رقص کرنے لگے، منک کر چلے گئے، قیام کیا^(۱)۔

صاحب روح المعانی آیت قرآنیہ: ”الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ“^(۲) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ان کے دل خوف الہی سے دہل گئے کہ ان پر جہاں الہی کی کرنوں کا فیضان ہو رہا تھا^(۳)۔

۱۱- خشیت الہی سے رونے کا اثر عمل پر پڑتا ہے، اور گناہ معاف ہوتے ہیں، اس کی دلیل ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عینان لا تمسهما النار: عین بکت من خشية الله، وعین ماتت تحرس في سبيل الله“^(۴) (دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ آنکھ جو اللہ کی خشیت سے روئی ہو، اور دوسری: وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں پہرہ دے رہی ہو)۔

صاحب تحفۃ الاخوانی کہتے ہیں: حدیث کے الفاظ ”عینان لا تمسهما النار“ (دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی) یعنی ان آنکھ والوں کو نہیں چھوئے گی، جز بول کر قل مرہ لیا گیا ہے، اور چھونے کا

(۱) المقرئ ۳/۳۶۵-۳۶۶ طبع دارالکتب المصریہ حدیث عربیہ: ”وعظا رسول الله ﷺ.....“ کی روایت ابن ماجہ (۱۶/۱۶ طبع المجلسی)، ابوداؤد (۱۶/۵ طبع عزت عید دھاس) ورحاکم (۹۱/۱ طبع دائرة المعارف العلمیہ) نے کی ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے ابوداؤد نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۲) سورۃ حج ۳۵۔

(۳) روح المعانی ۷/۱۵۳ طبع المیزب۔

(۴) حدیث: ”عینان لا تمسهما النار.....“ کی روایت ترمذی (۱۷۵/۳ طبع المجلسی) اور ابوداؤد نے کی ہے جیسا کہ فتح الباری (۸۳/۱ طبع المستقیم) میں ہے ابن حجر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

لفظ بول کر اثنا رو کیا گیا ہے کہ اس سے اوپر کی چیز تو بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگی، اور ایک روایت میں ”أبدا“ (کبھی نہیں) کے الفاظ بھی ہیں، اور ایک دوسری روایت میں ہے: ”لا یقر بان النار“^(۱) (جہنم کی آگ سے قریب نہیں ہوں گے)۔

صاحب روح المعانی نے اللہ کی خشیت سے رونے کی تعریف میں دارمستند روایات ذکر کی ہیں جن میں اوپر مذکور حدیث بھی ہے۔ حضرت ابوبرزہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا یلج النار رجل بکی من خشية الله تعالى حتى يعود اللبن في الضرع ولا یجتمع علی عبد غبار فی سبیل الله تعالى و دخان جهنم“^(۲) (اللہ کے خوف سے رونے والا اس وقت تک جہنم میں نہیں جائے گا جب تک کہ دودھ تھن میں واپس نہ چلا جائے، اور کسی ہندو پر اللہ کے راستہ کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے)۔

نماز میں رونا:

۱۲- حنفی کی رائے ہے کہ نماز میں اگر کسی تکلیف یا مصیبت کی وجہ سے رونا ہو تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ رونا کلام اناس کی قبیل سے ہے، لیکن رونے کا سبب اگر جنت یا جہنم کا تذکرہ ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی، اس لئے کہ یہ رونا زیادتی خشوع کی علامت ہے جو نماز میں مقصود ہے، لہذا ”ایسا رونا تسبیح یا دعا کے معنی میں ہوا، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ: ”أنه كان یصلی باللیل وله نزیز کثیر المرجل من البكاء“^(۳) (آپ ﷺ

(۱) تحفۃ الاخوانی ۲/۲۶۹ طبع البیروت۔

(۲) روح المعانی ۱۵/۱۹۰-۱۹۱ طبع المیزب حدیث: ”لا یلج النار رجل بکی من.....“ کی روایت ترمذی (۱۷۵/۳ طبع المجلسی) نے کی ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔

(۳) حدیث: ”كان یصلی.....“ کی روایت ابوداؤد (۵۵۷/۱ طبع عزت

رات میں نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ کے رونے کی آواز باندی کے ابلنے کی طرح آتی تھی)۔

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب رونے کی آواز دو حروف سے زیادہ ہو یا دو حروف صلیہ ہوں، اگر حروف زائد میں سے دو حروف سے زیادہ ہو یا ایک حرف زائد اور دوسرا حرف اصلی ہو تو ان دونوں صورتوں میں نماز قاسد نہیں ہوگی، حروف زائدوں میں جن کا مجموعہ ”کمان و تسہیل“ کے حروف ہیں (۱)۔

اس مسئلہ میں مالکیہ کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں رونا یا تو آواز کے ساتھ ہو گا یا بغیر آواز کے ہو گا، اگر رونا بغیر آواز کے ہو تو اس سے نماز باطل نہیں ہوگی خواہ بلا اختیار رونا آیا ہو یا اس طور کہ خشوع یا مصیبت کی وجہ سے روپا ہو یا اختیاری رونا ہو، بشرطیکہ اختیاری رونا زیادہ نہ ہو۔

اگر رونا آواز کے ساتھ ہو تو بلا اختیار رونے میں نماز ٹوٹ جائے گی خواہ کسی مصیبت کی وجہ سے ہو یا خشوع کی وجہ سے، اگر بغیر اختیار رونا آیا ہو مثلاً خشوع کی وجہ سے روپا ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی خواہ مباشر ہو، اگر بغیر خشوع کے رونا آگیا ہو تو نماز باطل ہو جائے گی (۲)۔

اس تفصیل کے علاوہ دسوقی نے ذکر کیا ہے کہ آواز کے ساتھ رونا اگر کسی مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے بغیر غلبہ کے ہو یا خشوع کی وجہ سے ہو تو ایسی صورت میں یہ رونا گفتگو کی طرح ہے، عدا اور سہوا رونے کے درمیان فرق کیا جائے گا، یعنی عدا رونا تو مطلقاً نماز کو باطل کر دے گا خواہ کم ہو یا زیادہ، سہوا رونا اگر زیادہ ہو تو نماز باطل

ہو جائے گی، کم ہو تو مجدد سہو کیا جائے گا (۱)۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ نماز میں رونا صحیح قول کے مطابق اگر ایسا ہو کہ دو حروف ظاہر ہو جائیں تو نماز باطل ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ نماز کے منافی ہے، خو نہ پیدا آخرت کے خوف سے ہو، اصح قول کے بالقابل قول یہ ہے کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوگی، اس لئے کہ گفت میں اس کو گفتگو نہیں کہتے اور نہ اس رونے سے کچھ سمجھ میں آتا ہے، لہذا یہ رونا محض آواز کے مشابہ ہوا (۲)۔

جہاں تک متبادل کا تعلق ہے تو ان کی رائے یہ ہے کہ نماز کے اندر اگر رونے میں دو حروف ظاہر ہو جائیں یا خشیت میں اودیا کراد ظاہر ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہوگی، اس لئے کہ یہ رونا ذکر کے قائم مقام ہے، اور کہا گیا ہے کہ اگر رونا غالب آجائے گا تب یہ حکم ہے ہر نہ نماز باطل ہو جائے گی، جیسے کہ رونا خشیت کے طور پر نہ ہو، اس لئے کہ رونے میں حروف چنی ہو تے ہیں، اور وہ بذات خود کلام کی طرح معنی پر دلالت کرتا ہے، کردہ کے سلسلہ میں امام احمد کہتے ہیں: اگر کردہ غالب آجائے تو میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں یعنی تکلیف کی وجہ سے، اگر خود سے رونے تو مکروہ ہوگا جیسے کہ ہنسی، ورنہ مکروہ نہیں ہوگا (۳)۔

قرآن پڑھتے وقت رونا:

۳۳ قرآن کی ۱۴ اوت کے وقت رونا مستحب ہے، سورہ امراء کی اس آیت سے یہی مفہوم ہوتا ہے: ”وَيَخْرُؤْنَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيلُهُمْ خُشُوعًا“ (۴) (اور ٹھوکیوں کے تل گرتے ہیں روتے

= عبید دھاس (اور زبائی) ۱۳۴۳ طبع المکتبۃ المہاجرۃ) نے کی ہے۔

(۱) تبیین الحقائق ۱/ ۱۵۵-۱۵۶ طبع دار المعرفۃ فتح القدیر ۱/ ۲۸۱-۲۸۲ طبع دار صادر۔

(۲) حاشیہ الشیخ علی الدہودی علی مختصر فہم، جو حاشیہ قرشی پر مطبوع ہے ۱/ ۳۲۵ طبع دار صادر، جوہر التلخیص ۱/ ۶۳، جواب التلخیص ۱/ ۳۳۔

(۱) حاشیہ الدسوقی علی اشرح البکیر ۱/ ۲۸۳ طبع دار الفکر۔

(۲) نہایۃ الحاج ۳/ ۳۳ حاشیہ القلیوبی و عمیرہ ۱/ ۸۷، مغنی الحاج ۱/ ۱۹۵۔

(۳) الفروع ۱/ ۳۷۰-۳۷۱۔

(۴) سورہ امراء ۱۰۹۔

ہوئے اور یہ (قرآن) ان کا خشوع اور بندہ صا دیتا ہے، قرطبی فرماتے ہیں: یہ ان حضرات کی مدح ہے اور علم کی بچہ ن، اور علم کا حصہ رکھنے والے ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ اس مقام تک پہنچے، چنانچہ قرآن کی سماعت کے وقت خشوع و تواضع اور سر اٹگندگی اختیار کرے (۱)۔

زحمری "الکشاف" میں "ويزيدهم خشوعاً" کی تفسیر میں کہتے ہیں: یعنی دل کی نرمی اور آنکھ کی نرمی بڑھ جاتی ہے (۲)۔

اسی آیت پر گفتگو کرتے ہوئے طبری کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نزول قرآن سے قبل یہود و نصاریٰ کے علماء جو ایمان لائے جب ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ غویزوں کے مل روہ تے ہوئے گر پڑتے ہیں، اور قرآن کے مواضع و جہر سے ان کے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے، یعنی اللہ کے حکم اور اس کی اطاعت کے لئے سر اٹگندگی و تدلل میں اضافہ ہوتا ہے (۳)۔

قرآن قرآن کے وقت رونے کا انتخاب اس روایت سے بھی سمجھا جاتا ہے جسے ابن ماجہ نے اور اسحاق بن راہویہ و ہزار نے اپنی مسندوں میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: "إن هذا القرآن نزل بحزن، فإذا قرأتموه فابكوا، فإن لم تبكوا فلتباكوا" (۴) (یہ قرآن حزن کے ساتھ نازل ہوا ہے، تو جب تم اس کی تلاوت کرو تو روؤ اگر رو نہ آئے تو رونے کی صورت بنا لو)۔

(۱) القرطبی ۱۰/۳۳۱۔

(۲) کشاف ۲/۲۹۸ طبع دارالمعرفہ۔

(۳) اس سے مراد سورۃ اسراء کی دو آیات ۱۰۷ اور ۱۰۹ ہیں طبری ۱۵/۱۸۱-۱۸۲ طبع مجلس، روح المعانی ۱۵/۱۹۰ طبع المصیر۔

(۴) حدیث: "إن هذا القرآن" کی تخریج بخیرہ نمبر ۱ میں گذر چکی ہے۔

موت کے وقت اور اس کے بعد رونا:

۱۳- فقہاء کا اتفاق ہے کہ رونا اگر بغیر آواز کے صرف آنسو بہنے کی حد تک ہو تو یہ موت سے قبل اور اس کے بعد جائز ہے، یہی حکم ہے جب آواز کے ساتھ رونا غالب آجائے اور دور و دے پر قادر نہ ہو سکے، اور یہی حکم ہے دل کے غم کا بھی۔

فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بلند آواز سے میت کے محاسن شمار کر کے دہرایا کرنا حرام ہے، والا یہ کہ بعض متاבלہ سے نروٹ میں مقبول کچھ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

فقہاء کا اتفاق ہے کہ نوحہ کرنا، کپڑے و گریباں چاک کرنا، منہ نوچنا وغیرہ جیسے کام حرام ہیں، حنفیہ نے اس کے لئے کراہت کا لفظ استعمال کیا ہے، جس سے ان کی مراد کراہت تحریمی ہے، اس طرح فقہاء کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف باقی نہیں رہتا۔

لیکن اگر رونا آواز کے ساتھ ہو، البتہ نوحہ و پکاریا چاک گریباں وغیرہ نہ ہو تو حنفیہ و مالکیہ اور متاבלہ کی رائے میں جائز ہے، مالکیہ نے رونے کے لئے اکسمانہ ہونے کی شرط لگائی ہے، اگر رونے کے لئے اکسمابوں تو مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے (۱)۔

شافعیہ کے نزدیک تفصیل ہے، قلیوبی نے اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں: میت پر رونا قیامت کے دن کی ہولناکی کے خوف وغیرہ کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، یا محبت یا رقت کی وجہ سے، مثلاً بچہ پر ہو تو بھی یہی حکم ہے، لیکن صبر کرنا زیادہ بہتر ہے، یا نیکی وصال، ہرکت، شجاعت ظلم جیسی شئی کے مفقود ہو جانے کی وجہ سے ہو

(۱) فتاویٰ کاظمی خاں ولیچ ازبک مع فتاویٰ الہندیہ ۱/۱۹۰، حلیۃ الخطاوی علی الدر المختار ۱/۸۳ حاشیہ ابن حلیہ ۱/۶۰۷، حلیۃ الدسوقی ۱/۲۲۲ جوہر المکمل ۱/۱۱۳ مواہب المجلل مع الفرج والمکمل ۲/۲۳۵، الخرشنی مع حلیۃ الفتاویٰ ۲/۳۳۔

تو مندوب ہے، یا رشتہ وصلہ و فاداری، اور مصلحت پذیری کے مفقود ہو جانے کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے یا قضاء و قدر پر تسلیم و رضا کے نہ ہونے کی وجہ سے ہو تو روم حرام ہے (۱)۔

امام شافعی کہتے ہیں: موت سے قبل روم جائز ہے، جب موت ہو جائے تو رک جائیں، انہوں نے استدلال نسائی میں حضرت جابر بن حنیک کی حدیث سے کیا ہے جو مختصر یہ آ رہی ہے (۲)۔

فقہاء نے اس مسئلہ میں جو رائے دی ہے اس پر استدلال حدیث سے کیا ہے، چنانچہ ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: "أخبرني النبي ﷺ بيده عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه فأنطلق به إلى ابنه إبراهيم فوجدته يجود بنفسه، فأنخلة النبي ﷺ فوضعه في حجره فبكي، فقال له عبد الرحمن: فبكي؟ أو لم تكن نهيت عن البكاء؟ قال: لا، ولكن نهيت عن صوتين أحققين فاجبرين: صوت عند مصيبة، خمش وجوه وشفق جيوب ووردة شيطان" (۳) (نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں لے کر اپنے صاحب زادہ ابراہیم کے پاس تشریف لائے، دیکھا کہ وہ جاں کنی کے عالم میں ہیں، نبی ﷺ نے انہیں لے کر اپنی گود میں رکھا اور رو پڑے، حضرت عبد الرحمن نے پوچھا: آپ ﷺ رو رہے ہیں؟ کیا آپ ﷺ نے رونے سے منع نہیں فرمایا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، لیکن میں نے دو قسم کی اہتمام و فاجرہ اند آواز سے روکا تھا، ایک مصیبت کے وقت آواز، چہرہ نوچنا،

گریبان پھاڑنا اور شیطان کی چیخ)۔

امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ليس منا من لطم الخلود وشق الحبوب ودعى بدعوى الجاهلية" (۱) (وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو منہ پر تھپڑ مارے، کپڑے پھاڑ ڈالے اور جاہلیت کا نعرہ لگائے)، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھپڑ مارنا، گریبان چاک کرنا اور جاہلیت کا نعرہ لگانا جائز نہیں ہے۔

نسائی نے حضرت جابر بن حنیکؓ سے روایت کیا ہے: "أن رسول الله ﷺ جاء يعود عبد الله بن ثابت فوجده قد غلب، فصاح النسوة وبكين، فجعل ابن عتيك يسكتهن، فقال رسول الله ﷺ: دعهن، فإذا وجب فلا تبكين باكية، قالوا: وما الوجوب يا رسول الله؟ قال: الموت" (۲) (رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن ثابت کی عیادت کے لئے تشریف لائے، دیکھا کہ آخری حالت ہے، تو عورتیں چیخ کر رہنے لگیں، حضرت ابن عتیکؓ انہیں خاموش کرنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو، جب واجب ہو جائے تو کوئی رونا نہ دلی ہرگز نہ روئے، لوگوں نے دریافت کیا: واجب ہوا کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موت)۔

قبر کی زیارت کے وقت رونا:

۱۵۔ قبر کی زیارت کے وقت روم جائز ہے، اس کی دلیل صحیح مسلم میں

(۱) حدیث: "ليس منا من لطم الخلود....." کی روایت بخاری (الفتح ۱۳۳ طبع الشیخ) نے کی ہے۔
(۲) حدیث: جابر بن حنیکؓ "أن رسول الله ﷺ جاء يعود....." کی روایت بیہود (۳۸۲ طبع عزت عید عباس) نے کی ہے اس کی سند میں حنیک بن حارث کی جمالت ہے (ابن عبد بن حجر ۱۰۵ طبع دائرة المعارف الفارسیہ)۔

(۱) قلیوبی ۱/۳۳۳، مفتی الکناج ۱/۳۵۵، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰

نزدیک ہے، اگر بچہ نہ روئے اور نہ کوئی دوسری ایسی علامت پائی جائے جس سے بچہ کی زندگی معلوم ہو تو اس کی زندگی کا حکم نہیں لگایا جائے گا، لہذا اگر زندگی پر دلالت کرنے والی کوئی چیز پائی گئی جیسے رونا، چیخ وغیرہ تو اسے زندہوں کا حکم دیا جائے گا، پس اس کا نام رکھا جائے گا، وودارث ہوگا، عمو اس کو قتل کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا، اس کے سوا قتل غیر عمد میں دیت کے مستحق ہوں گے، اور اگر زندگی ثابت ہونے کے بعد مر گیا تو اسے غسل دیا جائے گا، اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کی وراثت جاری ہوگی۔

اس کی تفصیل اصطلاح "اجمال" میں دیکھی جائے۔

کنواری لڑکی کا شادی کے لئے اجازت صلی کے وقت رونا:

۱۸- کنواری لڑکی سے نکاح کی اجازت طلب کی جائے اور وہ رو پڑے تو یہ اجازت بھیجی جائے گی یا نہیں، اس مسئلہ میں فقہاء کے تین رہنمات ہیں:

۱- حنفیہ۔ حنفیہ رو شافعیہ کہتے ہیں: اگر بغیر آواز کے رونا ہو تو رضامندی کی دلیل ہوگی، اگر آواز کے ساتھ ہو تو رضامندی نہیں ہوگی^(۱)۔

۲- مالکیہ کہتے ہیں: کنواری غیر مجبور یعنی وہ لڑکی جس کی شادی والد کے علاوہ دوسرے اولی کر رہا ہو، اس کا رونا رضامندی بھیجی جائے گی، اس احتمال کی وجہ سے کہ ممکن ہے والد کے نہ ہونے کی وجہ سے اسے رونا آیا ہو، لیکن اگر معلوم ہو جائے کہ شادی سے روکنے کے لئے رونا ہے تو رضامندی نہیں بھیجی جائے گی^(۲)۔

۳- حنابلہ کہتے ہیں: رونا نکاح کی اجازت ہے، اس لئے کہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت ہے فرماتے ہیں کہ: "زار النبی ﷺ قبر امہ فبکی، وابکی من حوله..." الخ^(۱) (نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو رو پڑے اور اپنے ساتھ والوں کو بھی رلایا...)۔

رونے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا:

۱۶- رونے کے لئے عورتوں کا اکٹھا ہونا مالکیہ کے نزدیک اگر بغیر آواز کے ہو تو مکروہ ہے، اور آواز کے ساتھ ہو تو حرام ہے^(۲)۔ شافعیہ کے نزدیک رونے کے لئے اکٹھا ہونا جائز نہیں ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ نے رونے کے لئے عورتوں کے جمع ہونے کے مسئلہ پر گفتگو نہیں کی ہے، لیکن فقہاء کا اتفاق ہے کہ بغیر آواز کے صرف آنسو کے ساتھ رونا جائز ہے، کرہت یا تحریم اس وقت ہوتی ہے جب اسی کے ارادہ سے جمع ہونا پایا گیا ہو۔

اور جب رونے کے لئے عورتوں کا اکٹھا ہونا مکروہ یا حرام ہے تو رونے کے لئے مردوں کا جمع ہونا بدرجہ اولیٰ مکروہ یا حرام ہوگا، فقہاء نے صرف عورتوں کا مسئلہ اس لئے بیان کیا کہ ان میں اس کا رواج ہوتا ہے^(۳)۔

ولادت کے وقت بچہ کے رونے کا اثر:

۱۷- ولادت کے وقت اگر بچہ روئے مثلاً چیخ کی آواز سنائی دے تو یہ اس کے زندہ ہونے کی دلیل ہے، خواہ بچہ پوری طرح ملاحہد ہو گیا ہو جیسا کہ شافعیہ کے نزدیک ہے یا ملاحہ نہ ہوا ہو جیسا کہ حنفیہ کے

(۱) حدیث: "زار النبی ﷺ قبر امہ..." کی روایت مسلم (۲/۱۷۱) طبع المجلد (۱) نے کی ہے۔

(۲) جوہر الاکلیل ۱/ ۱۱۳، مہذب المجلد ۲/ ۲۳۰، ۲۳۱، حاشیہ الدرر ۱/ ۲۳۳۔

(۳) حاشیہ الدرر ۱/ ۲۳۳۔

(۱) الاختیار لتلیل المختار ۲/ ۹۲، طبع دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۳۱ھ طبع المباحث۔

(۲) المشرع الکبیر مع حاشیہ الدرر ۲/ ۲۲۷، طبع دار الفکر۔

کر پاتے، اور کہا گیا ہے: مصنوعی آنسو پوشیدہ نہیں رہتا، جیسا کہ کسی حکیم نے کہا ہے:

إذا اشتبكت دموع في خدود

تبين من بكمي ممن تباكمي

(جب آنسو رخساروں سے آمیز ہو جائیں تو حقیقی اور بناوٹی رونے والے واضح ہو جائیں گے) (۱)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تستأمر اليتيمة فإذا بكت أو سكنت فهو رضاها، وإن أبت فلاجواز عليها“ (۱) (کنواری سے اجازت لی جانے گی، اگر وہ رو پڑے یا خاموش رہے تو یہاں کی رضامندی ہے، اور اگر انکار کر دے تو اس پر جواز نہیں ہے)، اور اس لئے بھی کہ اجازت ظنی سن کر وہ منع نہیں کرتی ہے تو یہ اجازت سمجھی جائے گی جیسے کہ خاموشی، اور وہافرط حیا کی دلیل ہے۔ ناپسندیدگی کی نہیں، کیونکہ اگر وہ ناپسند کرتی تو باز رہتی، کیونکہ وہاں زربے سے نہیں شرماتی (۲)۔

آدمی کا رونا کیا اس کے صدق گفتاری کی علامت ہے؟

۱۹- انسان کا رونا اس کے صدق گفتاری کی علامت نہیں ہے، اس کی دلیل سورہ یوسف کی آیت ہے: ”وَجَاءَ وَابْنَاهُم عَشَاءَ يَتَمَكَّنُونَ“ (۳) (اور یہ لوگ اپنے باپ کے پاس شروٹ رات میں روئے ہوئے پہنچے)، برادران یوسف نے رونے کا دعویٰ کیا تا کہ ان کے ابا ان کی بات سچ سمجھ لیں حالانکہ ان کی بات جھوٹ تھی، انہوں نے ہی سازش رہتی تھی اور اس پر عمل کیا تھا۔

قرطبی فرماتے ہیں: ہمارے علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے کہ رونا انسان کی صداقت قول کی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ ممکن ہے رونا بناوٹی ہو، کچھ لوگ ایسا کرنے پر قادر ہوتے ہیں اور کچھ لوگ نہیں

(۱) حدیث: ”تستأمر اليتيمة فإذا بكت أو سكنت ...“ کی روایت ابو داؤد (۲/۵۷۳، ۵۷۵ طبع عزت عید دہلی) نے کی ہے امام ابو داؤد نے کہا حدیث کا لفظ ”سكنت“ محفوظ نہیں ہے بلکہ حدیث میں وہم ہے یہ وہم اور نہیں یا محمد بن علاء راوی سے ہوا ہے اصل حدیث لفظ ”بكت“ کے بغیر ہے، جس کو امام بخاری (۱/۱۹۱ طبع استغیثہ) نے روایت کیا ہے۔

(۲) مطالب اولیٰ المکی ۵/۵۶۱-۵۷۵ طبع المکتبہ اسلامی۔

(۳) سورہ یوسف ۱۶۔

(۱) القرطبی ۴/۱۳۵۔

کے ساتھ عقد صحیح یا صحیح کے قائم مقام عقد فاسد میں جماع نہ کیا گیا ہو، اور کہا گیا ہے: یہ دو عورت ہے جس کا پردہ بکارت زائل ہی نہ ہوا ہو^(۱)۔

بکارتہ

مختلعة الفاظ:

الف- عذرة:

۲- عذرة لغت میں مقام مخصوص پر ہونے والی کھال کو کہتے ہیں^(۲)، اس سے "عذراء" ہے یعنی دو عورت جس کی بکارت کسی طرح زائل ہوئی ہو^(۳)۔

پس "عذراء لغت اور عرف میں" بکر کے مرادف ہے، بسا اوقات فقہاء ان دونوں میں فرق کرتے ہیں، چنانچہ عذراء ایسی خاتون کو کہتے ہیں جس کی بکارت سرے سے زائل ہی نہ ہوئی ہو، درودیر کہتے ہیں: اگر عرف میں دونوں کو برابر سمجھا جاتا ہو تو اعتبار کیا جائے گا^(۴)۔

ب- شیبہ:

۳- شیبہ: طبعی کے ذریعہ خواہ حرام طریقہ پر ہو، بکارت زائل ہونے کا نام ہے۔

شیبہ: لغت میں بکر کی ضد ہے، یہ وہ خاتون ہے جس نے شادی کی اور شیبہ ہوئی ہو اور شوہر سے ازواجی تعلق کے بعد کسی بھی وجہ سے اس سے ملاحدہ ہوئی ہو، اصمعی سے منقول ہے کہ دخول کے بعد مرد ہو یا عورت وہ شیبہ ہے۔

شیب اصطلاح میں دو عورت ہے جس کی بکارت طبعی کی وجہ سے

تعریف:

۱- بکارتہ (ب پر زید کے ساتھ) لغت میں وہ کھال ہے جو عورت کی شرمگاہ پہ ہوتی ہے^(۱)۔

بکر: دو عورت جس کی بکارت زائل نہ کی گئی ہو، اور مرد کو "بکر" اس وقت کہا جاتا ہے جب اس نے (شرعی طور پر) کسی عورت سے مباشرت نہ کی ہو، اسی مفہوم میں حدیث ہے: "البکر بالبکر جلد مائة ونفی سنة"^(۲) (کنواری کا کنواری بکر کے ساتھ ناجائز جنسی تعلق قائم کرے تو اس کی مزا سو کوڑے اور ایک سال کی شیر برداری ہے)۔

بکر اصطلاح میں حنفیہ کے نزدیک ایسی عورت کا نام ہے جس سے نکاح یا بغیر نکاح کے جماع نہ کیا گیا ہو، پس جس کی بکارت بغیر جماع کے کودنے یا مسلسل حیض یا زخم ہو جانے یا دیر تک بلا شادی کے رہ جانے کی وجہ سے زائل ہوئی ہو یا اس طور کہ اپنے گھر والوں میں بلوغ کے بعد طویل مدت تک بیٹھی رہی ہو، یہاں تک کہ کنواریوں کے شمار سے نکل گئی ہو، تو ایسی عورت حقیقتاً اور حکماً بکر (بکرہ) ہے^(۳)۔

مالکیہ نے اس کی تعریف یہ کی ہے کہ بکرہ دو عورت ہے جس

(۱) المصباح لمیر لسان العرب، مادة "بکر"۔

(۲) حدیث: "البکر بالبکر"۔ کی روایت مسلم (۳۱۶/۳ طبع مجلس) نے

عبادہ بن حاتم سے کی ہے۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۳/۳۰۲ اور اجزاء الفرائض العربیہ۔

(۱) حلیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲/۲۸۱ طبع عیسیٰ الخلیس مصر۔

(۲) لسان العرب، مادة "عذرة"۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۳/۳۰۲ حلیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲/۲۸۱۔

(۴) نہایۃ النکاح ۲/۲۳۳ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، الدسوقی ۲/۲۸۱۔

بکارت ۴-۵

خواہ حرام طریقہ پر ہو، زائل ہوگئی ہو^(۱)۔

ہیب اور بکر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

کہ عورتوں کی شہادت ان امور میں درست قرار دی جاتی ہے جن سے صرف عورتیں واقف ہوتی ہیں، جیسے عورتوں کی ولادت اور ان کے عیوب^(۱)، اور اس پر بکارت اور حیو بت کو قیاس کیا گیا ہے۔
اسی طرح بکارت یمن سے بھی ثابت ہوتی ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اختلاف کے وقت بکارت کا ثبوت:

۴- جمہور فقہاء نے بکارت اور حیو بت کے سلسلہ میں عورتوں کی شہادت کو قبول کیا ہے، ان کی تعداد کے سلسلہ میں فقہاء میں اختلاف ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک ایک شہد عورت کی شہادت سے بکارت ثابت ہو جائے گی، دو عورتوں میں زیادہ احتیاط اور زیادہ اطمینان ہے، حنابلہ میں سے ابو الخطاب نے اس مسئلہ میں مرد کی شہادت کو بھی درست قرار دیا ہے۔

مالکیہ کا مذہب جیسا کہ فہرست میں اپنی شرحوں میں صراحت کی ہے یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت سے بکارت ثابت ہوگی۔

لکھنؤ دسوقی نے باب نکاح میں لکھا ہے کہ اگر مرد دو عورتوں کو یا ایک عورت کو لائے جو اس کے حق میں زہ کی تہدیت کے معاملہ میں کو ایسی دیں تو قبول کی جائے گی۔

شافعیہ نے کہا: دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں یا چار عورتوں کی شہادت سے بکارت ثابت ہوگی^(۲)۔

ثبوت بکارت میں عورت کی شہادت قبول کرنے کی علت یہ ہے کہ خاتون کا وہ مقام شرم گاہ ہے جسے مرد صرف ضرورت کے وقت دیکھ سکتے ہیں، امام مالک نے زہری سے نقل کیا ہے کہ ”سنت رہی ہے

عقد نکاح میں بکارت کا اثر:
کنواری عورت کی اجازت کس طرح ہوگی:

۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ نکاح کی اجازت طلہ کے وقت کنواری بالغ عورت کی خاموشی اس کی جانب سے اجازت ہے، اس لئے کہ حدیث میں ہے: ”البکر تستأذن فی نفسها، واذنہا صماتہا“^(۳) (کنواری سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائے گی، اور اس کی خاموشی اس کی طرف سے اجازت ہے)۔

نیز حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”الأنتم أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأذن فی نفسها، واذنہا صماتہا“^(۴) (شوہر دیدہ عورت اپنے نفس کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے، اور کنواری سے اجازت لی جائے گی، اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے)۔

خاموشی کی مانند بغیر استیضاء کے ہنسی بھی ہے، اس لئے کہ یہ ہنسی بمقابلہ خاموشی رضامندی کی واضح دلیل ہے، اسی طرح تبسم

(۱) زہری کے مژوہن ابی شیر نے اپنے ”معنف“ میں روایت کیا ہے جیسا کہ نصب الریہ (۸۰/۳ طبع مجلس اعلیٰ) میں ہے اور عبدالرزاق نے اپنے ”معنف“ (۳۳۳/۸ طبع مجلس اعلیٰ) میں اسے تفصیلاً روایت کیا ہے۔

(۲) حدیث: ”البکر تستأذن“ کی روایت مسلم (۱۰۳۷/۳ طبع مجلس) نے حضرت ابن عباسؓ سے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”الأنیم أحق“ کی روایت مسلم (۱۰۳۷/۲ طبع مجلس) نے حضرت ابن عباسؓ سے کی ہے۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر، مادہ ”ہیب“، کشف القناع ۲۶/۵ طبع الریاض۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۵۹۱/۳، طبع دراجیاء التراث العربیہ حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۴۸۵/۲، شرح المہاج ۳۳۵/۳، الاتحاف للعلیہ المشرقی ۶۹۲، کشف القناع ۱۳/۵ طبع الریاض، المنہج ۱۵۵/۸، ۱۵۷۔

وسکراہٹ اور بغیر آواز کے رونا، اس لئے کہ رونا بھی منمنار خضامندی کی دلیل ہے۔

اس سلسلہ میں وار ویدار رونا نے پورے ہنسنے کے اندر قرآن احوال کے اعتبار پر ہے، اگر قرآن متعارض ہوں یا واضح نہ ہوں تو احتیاط برتی جائے گی^(۱)۔

کنواری بالغہ خاتون سے اجازت و مشورہ لینا جمہور کے نزدیک مستحب ہے، اس لئے کہ اس کے ولی کو اس کے نکاح میں اس پر اجبار کا حق حاصل ہے، حنفیہ کے نزدیک اجازت لینا سنت ہے، اس لئے کہ اس کے ولی کو حق اجبار حاصل نہیں ہے^(۲)۔ اس کی تفصیل اصطلاح ”نکاح“ میں دیکھی جائے۔

۶- مالکیہ نے ذکر کیا ہے کہ چند قسم کی کنواری عورتوں کی خاموشی پر اکتفا نہیں کیا جائے گا بلکہ نکاح کی اجازت طلبی کے وقت ان کے لئے بول کر اجازت دینی ضروری ہے، یہ مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ ایسی کنواری لڑکی جس کو بعد بلوغت اس کے باپ یا باپ کے وصی نے رشید طور پر دیا ہو، اس لئے کہ ایسی خاتون پر اس کے والد کو جبر حاصل نہیں ہے، کیونکہ اس کے والد نے اس کے ساتھ حسن تصرف کا معاملہ رکھا ہے، مذہب میں معروف قول یہی ہے۔

ب۔ ایسی مجبور یا کردہ عورت جس کو اس کے والد نے نکاح کرنے سے روک دیا ہو، اور روکنے کا مقصد خاتون کا مفاد نہیں ہو بلکہ اس کو نقصان پہنچانا ہو، یہ عورت اپنا معاملہ حاکم کے سامنے لے جائے اور

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۴/ ۴۹۸، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۲/ ۲۲۳، ۲۲۷ طبع دار الفکر، قلیوبی علی شرح المہاج ۳/ ۲۲۳ طبع عیسیٰ الخلی مصر، المغنی ۱/ ۲۹۳-۲۹۴ طبع المریض، کشف القناع ۵/ ۲۶۵ طبع المریض۔

(۲) حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۳/ ۲۲۳، ۲۲۷، نہایہ المحتاج ۱/ ۲۲۳، کشف القناع ۵/ ۲۹۳ المغنی لابن قدامہ ۱/ ۲۹۱ طبع المریض، حاشیہ ابن عابدین ۴/ ۴۹۸ اور اس کے بعد کے صفحات، فتح القدیر ۳/ ۱۷۳۔

حاکم خود اس کا نکاح اس لئے کرنا چاہے کہ اس کے والد نے گریز کر لیا ہے، اور اس کا نکاح پڑ جائے۔

ج۔ ایسی قیم غفلت کی شکار کنواری لڑکی جس کا نہ باپ ہو نہ وصی، اور جس پر فقر یا زنا کا یا کسی شرعی سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے بگاڑ کا اندیشہ ہو، ایک قول کے مطابق، لیکن معتد قول کی رو سے ایسی عورت پر جبر کا حق ہے۔

د۔ ایسی باکرہ جس پر جبر نہ ہو، جس کے ساتھ کھیل ہوا ہو، یعنی اس کے حقیقی ولی کے علاوہ کسی اور نے اس کی اجازت کے بغیر شادی کر دی ہو جو باپ اور اس کے متعین کردہ وصی کے علاوہ کوئی ہو، پھر اس تک خبر پہنچانی جائے اور پورا رضی ہو جائے۔

ح۔ ایسی کنواری لڑکی جس کی شادی کسی معیوب شخص سے کی جا رہی ہو جس کا عیب عورت کے لئے باعث خیار ہو جیسے بنون، جذام اور برص کے عیوب^(۱)، تفصیل اصطلاح ”نکاح“ میں دیکھی جائے۔

ولی کی شرط یا عدم شرط:

۷۔ کنواری خاتون اگر صغیرہ ہو تو بالاتفاق وہ اپنا نکاح خود سے نہیں کر سکتی، بلکہ اس کا ولی اس کی شادی کرے گا۔

کنواری اگر کبیرہ ہو تو جمہور فقہاء سلف و خلف کے نزدیک یہ بھی اپنا نکاح بذات خود نہیں کر سکتی، صرف ولی اس کا نکاح کرے گا، مالکیہ کے مشہور مذہب کی رو سے اگرچہ وہ غیر شادی شدہ ہونے کی حالت میں ساٹھ سال کی ہی کیوں نہ ہو سکتی ہو یہی حکم ہے^(۲)۔

(۱) حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۲/ ۲۲۳، ۲۲۷، المشرح المختصر مع حاشیہ الصاوی ۲/ ۳۶۷-۳۶۸ طبع دار المعارف مصر۔

(۲) ابن عابدین ۴/ ۴۹۸، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ۲/ ۲۲۳، ۲۲۷، نہایہ المحتاج ۳/ ۲۲۳ طبع مصطفیٰ الخلی مصر، المغنی لابن قدامہ ۱/ ۲۹۱ طبع المریض۔

حنفیہ کا مذہب ہے کہ ایسی خاتون کے ولی کو حق اجبار حاصل نہیں ہے، وہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہے، اگر وہ غیر کفو میں یا مہر مثل سے کم میں اپنا نکاح کرتی ہے تو اس کے ولی کو فتح نکاح کے مطالبہ کا حق اس کے حاملہ ہونے سے پہلے پہلے حاصل ہے^(۱)۔

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ آزاد، عاقلہ بالغ اگر کنواری ہو تو اس کا نکاح ولی کے بغیر منعقد نہیں ہوگا، امام محمد سے مروی ہے کہ موقوف رہے گا، تفصیل اصطلاح ”نکاح“ میں دیکھی جائے۔

بکارت کے باوجود اجبار کب ختم ہوگا؟

۸- الف۔ مالکیہ کی رائے ہے کہ والد ایسی باکرہ پر اجبار نہیں کرے گا جس کو اس نے رشیدہ بنایا ہو، اگر وہ بالغ ہوئی ہو، مثلاً اس نے لڑکی سے کہا ہو میں نے تم کو رشیدہ قرار دیا، یا میں نے تمہارا ہاتھ چھو دیا، یا میں نے تم سے پابندی اٹھالی، یا اسی جیسے الفاظ، عورت کا رشیدہ ہونا اس کے والد کے اصرار سے ثابت ہوگا، یا اگر وہ انکار کرے تو بینہ سے ثابت ہوگا، اور جہاں اس پر اجبار نہیں ہوگا وہاں اس کی اجازت اور زبان سے اظہار ضروری ہوگا، یہی مذہب میں معروف ہے۔

ابن عبد البر کہتے ہیں: والد کو اس پر تہر کا حق حاصل ہے۔

ب۔ باکرہ مجبرہ کا باپ اگر اسے اپنی پسند کے شخص سے نکاح کرنے سے روک دے، اور وہ اپنا معاملہ تنہا میں لے جائے اور اس کی پسند کے شخص کا اس کا کفو ہونا ثابت ہو جائے تو حاکم باپ کو حکم دے گا کہ اس کی شادی کر دے، اگر باپ پھر بھی گریز کرے تو اس کا حق اجبار ختم ہو جائے گا اور حاکم خود اس کی شادی کر دے گا، اس صورت میں عورت کے لئے شادی اور مہر پر زبان سے اظہار

(۱) رد المحتار ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۱، طبع دار احیاء التراث العربیہ، فتح القدیر و اختصار

رضامندی ضروری ہوگا^(۱)۔

شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک اس مسئلہ میں سوائے بعض تفصیلات کے زیادہ مختلف نہیں ہے، جیسے ولی عاقلہ (شادی سے روکنے والا) کا بار بار شادی سے گریز کرنا^(۲)۔

ج۔ یتیم صغیرہ یا کرہ پر اگر اندیشہ بگاڑ ہو تو اس کا ولی اسے شادی کرنے پر مجبور کرے گا، مالکیہ کے معتقد قول کے مطابق قاضی سے مشورہ کرنا ضروری ہوگا^(۳)۔

حنفیہ کے نزدیک اس صورت حال کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں، اس لئے کہ مطلق صغیرہ خود وہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ، اس پر اس کے ولی کو حق اجبار حاصل ہے، پھر جب وہ بالغ ہوگی اور ولی مجبر باپ یا دادا کے علاوہ کوئی دوسرا ہو تو اس عورت کو اختیار بلوغ حاصل ہوگا۔

حنابلہ کا مذہب ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ ولی مجبر صرف باپ ہے، صغیرہ کی شادی اس کے علاوہ دوسرے نہیں کرے گا خواہ وہ دادا ہو، مذہب حنابلہ کی دوسری روایت مذہب حنفیہ کی مانند ہے۔

شافعیہ کے نزدیک باکرہ کی شادی میں ولایت اجبار صرف باپ اور دادا کو حاصل ہے، دوسرا دنیا کو نہیں، یتیم باکرہ پر ولایت اجبار صرف دادا کو حاصل ہے۔

شوہر کی جانب سے زوجہ کی بکارت کی شرط:

۹- حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک خاتون سے اس شرط پر شادی کی ہو کہ وہ باکرہ ہے، پھر دخول کے بعد واضح ہوا کہ وہ کنواری

(۱) حلیۃ المدققی ۲۳۱/۳، شرح المرقاۃ ۱۷۸/۲۔

(۲) منہاج الطالبین ص ۲۵۵، فتاویٰ ۲۲۵/۳، کشاف القناع ۵/۳، ۵۵، ۵۲، طبع المباحث۔

(۳) شرح المدققی ص ۲۳۲، حاشیہ ابن ماجہ ۲۹۹/۲، المغنی ۸۹/۱، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

بکارتہ ۹

کوڈ نے اچھلنے وغیرہ کی وجہ سے بھی زائل ہو جاتی ہے، اور اگر والد کو معلوم ہو کہ بلا وطنی وہ شیبہ ہوئی ہے، لیکن اس نے پوشیدہ رکھا تو صحیح قول کے مطابق شوہر کو فسخ ورد کا حق ہوگا، اور اگر وطنی کی وجہ سے بکارت زائل ہوئی ہو تو بدرجہ اولیٰ فسخ ہوگا۔

اگر اس نے بکارت کی شرط لگائی پھر پایا کہ نکاح کی وجہ سے وہ شیبہ ہو چکی ہے تو شوہر کو مطلقاً حق فسخ حاصل ہے خواہ والد کو علم ہو یا نہیں ہو^(۱)۔

شافعیہ کے نزدیک اگر کسی نے ایک خاتون سے اس کی بکارت کی شرط پر نکاح کیا، پھر معلوم ہوا کہ شرط موجود نہیں ہے تو اظہر قول کے مطابق نکاح صحیح ہوگا، اس لئے کہ معتود علیہ (جس پر عقد ہوا ہے) متعین ہے، اس کی ایک مشروط صفت کے نہ ہونے سے وہ بدل نہیں آیا ہے، شافعیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نکاح باطل ہوگا، اس لئے کہ نکاح کی بنیاد تعین اور شاہدہ پر نہیں بلکہ اسما و اور صفات پر ہوتی ہے، لہذا نکاح میں صفت کا بدل جانا اصل معنی کے بدل جانے کی مانند ہے^(۲)۔

حنابلہ سے مروی ہے کہ اگر شادی میں شرط لگائی کہ عورت باکرہ ہوگی، پھر اسے زنا کی وجہ سے شیبہ پانا ہے تو شوہر کو حق فسخ حاصل ہوگا، اور اگر شرط لگائی کہ دھبا کردہ ہو لیکن اسے شیبہ پانا ہے تو اس قدر کہتے ہیں: امام احمد سے مروی کام میں دو احتمالات ہیں:

ایک احتمال یہ ہے کہ شوہر کو اختیار حاصل نہیں ہوگا، اس لئے کہ نکاح کو صرف آنحضرت کی وجہ سے فسخ کیا جاسکتا ہے، لہذا نکاح کی شرط کی مخالفت کی وجہ سے فسخ نہیں کیا جائے گا۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ شوہر کو صرف احداثیہ حاصل ہوگا، اس لئے کہ

نہیں ہے تو اس شخص پر پورا مہر لازم ہوگا، اس لئے کہ مہر استمتاع و لطف اندوزی کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، بکارت کی وجہ سے نہیں، اور اس کے معاملہ کو نیکی پر محمول کیا جائے گا اور سمجھا جائے گا کہ اس کی بکارت کوڈ نے وغیرہ کی وجہ سے زائل ہو گئی ہوگی۔

اگر اس نے مہر مثل سے زائد رقم پر اس سے شادی اس شرط پر کی ہو کہ وہ کنواری ہے، لیکن وہ غیر کنواری نکلتی ہے تو مہر مثل سے زائد رقم واجب نہیں ہوگی، اس لئے کہ زیادتی اپنی پسند و رغبت کے بالتقابل اس نے رکھی تھی جو پائی نہیں گئی، تو اس کے بالتقابل رقم بھی واجب نہیں ہوگی۔

شرط بکارت کے خلاف پائے جانے کی وجہ سے فسخ نکاح کا حق ثابت نہیں ہوگا^(۱)۔

مالکیہ کے نزدیک اگر کسی نے ایک خاتون سے یہ سمجھ کر نکاح کیا ہو کہ وہ کنواری ہے، پھر واضح ہوا کہ وہ شوہر دیدہ ہے، لیکن اس عورت کے والد کو اس کا علم نہ ہو تو اس بنیاد پر شوہر کو رد کا حق نہیں ہوگا، والا یہ کہ اس شخص نے یہ کہا ہو کہ میں اس عورت سے اس شرط پر شادی کرتا ہوں کہ وہ عذراء ہو (عذراء وہ ہے جس کی بکارت کسی زائل کرنے والے سے زائل نہ ہوئی ہو) پھر وہ شیبہ ظاہر ہوتی ہے تو شوہر کو اسے رد کرنے کا حق ہوگا، خواہ اس کے ولی کو اس کا علم ہو یا نہ ہو، اور شوہر کو یہ حق کسی نکاح کی وجہ سے ہوتی ہو یا بغیر نکاح کے۔

لیکن اگر اس نے شرط لگائی ہو کہ عورت باکرہ ہو، پھر اسے بغیر وطنی نکاح کے شیبہ پانا ہے اور باپ کو اس کا علم نہیں ہے تو اس صورت میں تردد ہے، ایک قول یہ ہے کہ شوہر کو اختیار حاصل ہوگا، دوسرا قول یہ ہے کہ اسے اختیار حاصل نہیں ہوگا، یہی قول زیادہ صحیح ہے کہ ایسی عورت پر بکارت کا لفظ صادق آتا ہے، اور اس لئے بھی کہ بکارت کبھی

(۱) الخرش علی مختصر ظیل ۳۹۳ طبع دار مدار۔

(۲) شرح منہاج الطالبین ۲۶۵ طبع عیسیٰ الخلی مصر۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۳۶۳ ۳۸۴ ۳۸۵۔

اس نے ایک پسندیدہ وصف کی شرط لگائی، لیکن عورت اس شرط کے خلاف نکلی (۱)۔

حکمی بکارت، نیز اجبار اور عورت کی اجازت کی معرفت میں اس کا اثر:

۱۰۔ جس خاتون کی بکارت بغیر بٹنی کے مثلاً، چھلنے کی وجہ سے یا انگلی ڈالنے سے یا حیض کی حدت سے یا اس جیسی دوسری چیز سے زائل ہو جائے تو وہ حقیقتاً اور حکماً باکرہ ہے، ان مذکورہ امور کی وجہ سے زائل بکارت کا اثر اجبار، اجازت، طلبی اور اجازت کی معرفت پر نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس عورت نے محل بکارت میں بٹنی کا تجربہ کسی مرد سے نہیں کیا ہے، اور اس لئے بھی کہ اس صورت میں زائل ہونے سے پہلے ہی صرف وہ پر وہ یعنی کمال ہے جو مقام بکارت پر ہوتی ہے، یہ حنفیہ مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک ہے، شافعیہ کے نزدیک بھی صحیح قول یہی ہے، شافعیہ کا دوسرا قول، اور امام ابو یوسف و امام محمد کا قول یہ ہے کہ ایسی عورت ثیبہ کے حکم میں ہے، یعنی اس کی خاموشی پر اکتفا نہیں کیا جائے گا، کیونکہ عذرہ (پر دو بکارت) زائل ہوئی ہے، اس لئے وہ حقیقتاً ثیبہ ہے۔

حنفیہ نے کہا: جس عورت کی بکارت زنا کی وجہ سے زائل ہوئی ہو۔ اگر یہ بار بار نہ ہوا ہو اور نہ زنا کی وجہ سے اس پر حد جاری کی گئی ہو۔ تو وہ حکماً باکرہ ہے (۲)۔

تفصیل اصطلاح ”نکاح“ میں ہے۔

(۱) المغنی لابن قدامہ ۱/۵۲۶، طبع المریضہ، کشف القناع ۵/۴۹، ۴۹، طبع المریضہ۔

(۲) حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲/۲۲۳، المغنی لابن قدامہ ۱/۵۴۵، کشف القناع ۵/۴۷، طبع ریاضہ شرح منہاج الطالبین ۳/۴۲۳، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۳۰۲، فتح القدیر ۳/۶۹، تبیین الحقائق مع حاشیہ الاقناعی ۲/۱۳۰۔

بغیر جماع کے بالقصد پر وہ بکارت زائل کرنا اور اس کا اثر:

۱۱۔ حنفیہ، حنبلیہ اور شافعیہ اپنے صحیح قول میں اس بات پر متفق ہیں کہ اگر شوہر اپنی زوجہ کا پر دو بکارت بغیر جماع کے انگلی وغیرہ سے بالقصد زائل کر دے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے، حنفیہ کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ازالہ میں ایک آلہ اور دوسرے آلہ کے درمیان فرق نہیں ہے، باب جنایات میں بچوں کے احکام میں وارد ہے کہ شوہر اگر عورت کا پر دو بکارت انگلی سے زائل کر دے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، اس کو سزا دی جائے گی، اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ عمل صرف مکروہ قرار پائے (۱)۔

حنابلہ نے کہا: اس نے ایسی چیز تلف کی جس کے اتلاف کا عقد کی وجہ سے وہ مستحق تھا تو کسی دوسری چیز کی وجہ سے اس کا تاوان نہیں ہے (۲)۔

جہاں تک شافعیہ کا تعلق ہے تو وہ کہتے ہیں: ازالہ شوہر کا اتحقاق ہے۔

شافعیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ اگر اپنے عضو تناسل کے بجائے دوسرے عضو سے زائل کرے تو تاوان دے گا (۳)۔

مالکیہ نے کہا: اگر شوہر نے اپنی بیوی کی بکارت اپنی انگلی سے قصد زائل کر دی تو اس پر تاوان (حکومت عدل) واجب ہوگا جس کی تعیین کا ضعیف کرے گا، اور انگلی سے بکارت زائل کرنا حرام ہے، ایسے عمل پر شوہر کی تادیب کی جائے گی (۴)۔

اس کی تفصیل اصطلاح ”نکاح“ اور ”دیت“ میں ملے گی۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۳۳۱۔
(۲) کشف القناع ۵/۱۳۔
(۳) شرح المنہاج ۳/۴۲۲-۴۲۳۔
(۴) حاشیہ الدسوقی ۳/۴۷۷-۴۷۸، طبع دار الفکر، الشرح المعتبر علی حاشیہ اعمادی ۳/۴۹۳۔

کی جس کے خلاف کا دعوہ کی وجہ سے مستحق تھا، تو دوسری چیز کی وجہ سے اس کا تاوان نہیں دے گا^(۱)۔

بکارت کا دعویٰ اور قسم لینے پر اس کا اثر:

۱۳- مالک کہتے ہیں کہ جس شخص نے کسی خاتون سے یہ سمجھ کر شادی کی کہ وہ بیکارت ہے اور کہا کہ میں نے اسے شہید پایا، لیکن خاتون کہتی ہے کہ میں اس نے مجھے بیکارت پایا، تو ایسی صورت میں عورت کا قول یمن کے ساتھ معتبر ہوگا اگر وہ رشیدہ ہو، خواہ وہ یہ دعویٰ کرتی ہو کہ اب بھی وہ بیکارت ہے یا یہ دعویٰ کرتی ہو کہ اس وقت بیکارت تھی اور شوہر نے اس کی بکارت زائل کر دی، مذہب کا مشہور قول یہی ہے، تحقیق کے لئے اس کو دیکھا نہیں جائے گا، لیکن اگر وہ رشیدہ نہیں ہو اور صحیح فقرات انجام نہ دیتی ہو یا صغیر ہو تو اس کے باپ کو قسم دلائی جائے گی، عورتیں اس کو نہ جبراً دیکھیں گی اور نہ بتادیں، اگر وہ خود راضی ہو تو عورتیں دیکھ کر تحقیق کریں گی، اگر شوہر دعوہ کو لائے جو شوہر کے حق میں اس چیز کے خلاف کو ایسی دین جس میں دورات کی تصدیق کی جاتی ہے تو ایسی صورت میں ان دعوہ کو شہادت پر عمل کیا جائے گا، یہی حکم ایک عورت کی کو ایسی کا بھی ہے، لہذا اس وقت عورت کی تصدیق نہیں کی جائے گی، بظاہر خواہ یہ شہادت عورت کے دعویٰ پر اس سے حلف لینے کے بعد آئے، اور اگر باپ یا دوسرے اولیٰ واقف ہو کہ عورت نکاح کے ذریعہ دینی سے نہیں بلکہ اچھلنے وغیرہ کی وجہ سے یا زنا کی وجہ سے شہید ہوئی ہے، اور اس نے شوہر سے یہ بات چھپالی ہو تو صحیح قول کے مطابق شوہر کو حق فسخ حاصل ہوگا اگر شوہر نے بکارت کی شرط لگا رکھی ہو، اور شوہر باپ سے یا دوسرے ولی سے جس نے شادی کرائی ہے

جماع کے بغیر انگلی سے بکارت دور کر دینے کی صورت میں مہر کی مقدار:

۱۴- حنفیہ کی رائے ہے کہ اگر شوہر نے اپنی زوجہ کی بکارت بغیر جماع کے زائل کر دی، پھر ازواجی تعلق کے بغیر طلاق دے دی تو عورت کا پورا مہر شوہر پر واجب ہوگا، اگر مہر متعین ہو اور لوٹا نہ گیا ہو، اگر کچھ مہر اوکڑا دیا گیا ہو تو بقیہ واجب ہوگا، اس لئے کہ انگلی وغیرہ سے بکارت کا زائل کرنا صرف خلوت میں ہی ہوتا ہے^(۱)۔

اور مالک کہتے ہیں کہ اگر شوہر نے مذکورہ عمل کیا تو اس پر اپنی انگلی سے زائل کرنے والی بکارت کا تاوان اور ساتھ میں آدھا مہر واجب ہوگا^(۲)۔

شافعیہ اور حنابلہ نے کہا: ایسی خاتون کے لئے اس کے نصف مہر کا فیصلہ کیا جائے گا، اس لئے کہ قرآن کریم میں ہے: "وَإِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَرْصَفْ مَا فَرَضْتُمْ"^(۳) (اور اگر تم نے انہیں طلاق دے دی ہے قبل اس کے کہ انہیں باتھ لگایا ہو، لیکن ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے ہو، تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہے اس کا آدھا واجب ہے)، اس آیت میں "مس" سے مراد جماع ہے، اور صرف استحباب اور بغیر آگ کے ازالہ بکارت سے مہر کا وجوب نہیں ہوتا ہے، پس اگر طلاق دے دی تو نصف مہر واجب ہوگا، بکارت کا تاوان نہیں۔

حنابلہ نے آیت سے استدلال کے علاوہ یہ نکتہ بھی بتاتی ہے کہ اس خاتون کو جماع اور خلوت سے قبل طلاق دی گئی ہے، لہذا اسے صرف متعین مہر کا نصف ہی ملے گا، اور اس لئے کہ اس نے وہی تکلف

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۳/ ۳۳۰-۳۳۱

(۲) حاشیہ الدسوقی ۲/ ۳۷۷-۳۷۸ طبع دہلی

(۳) سورہ بقرہ ۲۳۷

(۱) نہایہ المحتاج مع حاشیہ ابوہیاء نور الدین ۳/ ۳۳۵ کتاب القناع

بلاغ

خیا حاصل نہیں ہوگا^(۱)۔

تفصیل اصطلاح ”نکاح“، ”صدق“، ”شرط“ میں دیکھی جائے۔

مہر کی رقم واپس لے گا۔

اگر نکاح کی وجہ سے شبہ ہوگئی ہے تو لوٹا دی جائے گی خواہ باپ کو ظلم نہ ہو^(۱)۔

تفصیل اصطلاح ”نکاح“، ”صدق“ اور ”عیب“ میں دیکھی جائے۔

بلاغ

دیکھئے ”تہلیخ“۔

مثلاً فعیہ نے کہا: اپنی بکارت کے دعویٰ میں بغیر عین عورت کی تصدیق کی جائے گی۔ اسی طرح شیوبت کے دعویٰ میں بھی۔ والا یہ کہ وہ عقد نکاح کے بعد دعویٰ کرے کہ وہ نکاح سے قبل شبہ تھی تو ایسی صورت میں اس سے لازماً قسم لی جائے گی۔ خطیب شریعی کہتے ہیں: اس صورت میں ولی سے قسم لے کر تصدیق کی جائے گی تاکہ عقد کا بطلان لازم نہ آئے، اور عورت سے زول بکارت کا سبب نہیں پوچھا جائے گا۔

اگر ولی نے عقد سے پہلے اس کے باکرہ ہونے کا بیڑہ پیش کر دیا تاکہ اسے اس پر حق اجبار حاصل ہو تو یہ بیڑہ قبول کیا جائے گا، اور اگر عورت نے خود عقد کے بعد بیڑہ پیش کر دیا کہ عقد سے قبل اس کی بکارت زائل ہوگئی تھی تو عقد باطل نہیں ہوگا^(۲)۔

حنابلہ نے کہا: جس نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی ہو کہ وہ کنواری ہے اور دخول کے بعد دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو شبہ پایا اور وہ انکار کرے تو اس کی ہجی کے بعد عدم بکارت کے سلسلہ میں اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ یہ بیڑہ اس میں سے ہے جو مخفی رہتی ہیں، لہذا محض شوہر کے دعویٰ پر اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا۔

اگر کوئی عادل خاتون کو ہی دے کہ وہ عورت دخول سے پہلے شبہ تھی تو اس کا قول قبول کیا جائے گا، اور شوہر کو خیار حاصل ہوگا، ورنہ



(۱) حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲۸۶، ۲۸۳ طبع دار الفکر۔

(۲) حاشیہ اعلیٰ بی علی منہاج الفقہ ۲۲۳ طبع عیسیٰ الحلی مصر۔

(۱) مطالب ولی ای ۵/۱۳ طبع المکتب الاسلامی دمشق۔

بلعوم ۱-۳

بعض فقہاء کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا^(۱)، اس میں اختلاف اور تفصیل ہے جو اصطلاح ”صوم“ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

بلعوم

تعریف:

۱- بلعوم لغت اور اصطلاح میں کھانے اور پینے کی مالی اور خلق میں نکلنے کے مقام کو کہتے ہیں^(۱)۔

بلعوم سے متعلق احکام:

بلعوم۔ اس اعتبار سے دو منہ کے آخری حصہ (یعنی لہلی) اور معدہ کے درمیان کھانے پینے کی مالی کام ہے۔ اس سے کچھ احکام متعلق ہیں، کچھ احکام روزہ ٹوٹنے سے متعلق ہیں، کچھ احکام کا تعلق ذبح اور اس میں قطع بلعوم سے ہے، اور کچھ احکام کا تعلق بلعوم پر بناءت و زیادت اور اس پر دیت سے ہے۔

الف۔ روزہ اور اس کو توڑنے سے متعلق احکام:

۲- فقہاء کا اتفاق ہے کہ روزہ کے دوران بلعوم (خلق) کے اندر جو بھی کھانا، پانی یا دوا داخل ہو وہ فی الحقیقت روزہ کو توڑ دیتی ہے، اس کی تفصیلات اصطلاح ”صوم“ میں دیکھی جائیں۔

اگر قی کرنے کی کوشش کرے اور قی بلعوم سے آگے بڑھ جائے تو

ب۔ تذکیہ و ذبح سے متعلق احکام:

۳- خفیہ، منافعیہ اور متبادلہ متعلق ہیں کہ ذبح کے دوران مذبح کی دیگر متعینہ رکوں کے ساتھ بلعوم کا کاٹنا بھی ضروری ہے، یہ رگیں ہیں؛ حلقوم یعنی سانس کی مالی، و جین یعنی گردن کی دونوں جانب کی رگیں جن کے درمیان حلقوم اور مری ہوتے ہیں، و جین سے ہی جسم کی اکثر رگیں وابستہ ہوتی ہیں، اور وہ دونوں دماغ سے ملتی ہیں، ان کے ساتھ مری (بلعوم) کا کاٹنا بھی ضروری ہے۔

جہاں تک مالکیہ کا تعلق ہے تو انہوں نے بلعوم کاٹنے کی شرط نہیں لگائی ہے، بلکہ انہوں نے پورے حلقوم اور پورے و جین کے کاٹنے کی شرط لگائی ہے^(۲)۔

ذبح میں کس قدر کاٹنا کافی ہو سکتا ہے، اس مسئلہ میں اختلاف ہے جس کا اجمالی ذکر درج ذیل ہے:

حنفی کا مذہب ہے کہ اگر ذبح نے تمام رگیں مکمل کاٹ دیں تو کھانا حلال رہے گا، اس لئے کہ ذبح پایا گیا، یہی حکم اس صورت میں ہے جب کوئی سی تین رگیں کاٹ دی جائیں، امام ابو یوسف کہتے ہیں: حلقوم اور مری کو اور و جین میں سے ایک رگ کا کاٹنا ضروری ہے، امام محمد کہتے ہیں: ہر رگ کا اکثر حصہ کٹنے کا اعتبار ہوگا، قدوری نے

(۱) الاختیار شرح الفقار ۱/۳۱، ۳۳ طبع دار المعرفۃ، المشرع الکبیر و جامعہ الدرسوق ۱/۵۲۳، ۵۲۷، المہذب ۱/۸۹، ۹۰، نیل المصاب بشرح دلیل الطالب ۱/۹۹-۱۰۰ طبع مکتبہ الخلاص۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۱۸۶-۱۸۷، الاختیار شرح الفقار ۳/۴۲، ۴۳، ۴۴ طبع معصن علی لکھنؤ ۱۹۳۶، المہذب ۱/۵۹، نہایت المحتاج ۸/۱۱۰-۱۱۱، المشرع الکبیر ۲/۹۹، مدار السبل فی شرح دلیل ۳/۴۲، ۴۳ طبع مکتبہ الاسلامی، نیل المصاب بشرح دلیل الطالب ۳/۱۵۸-۱۵۹ طبع الخلاص۔

(۱) المصباح المہیر، مختار الصحاح، لسان العرب، العرب فی ترتیب العرب، المشرع الکبیر ۲/۹۹، المصباح المہذب ۱/۵۹، رد المحتار علی الدر المختار ۵/۱۸۷، مدار السبل فی شرح دلیل ۳/۴۲ طبع مکتبہ الاسلامی، نیل المصاب بشرح دلیل الطالب ۳/۱۵۹ طبع الخلاص۔

ج- جنائیت سے متعلق احکام:

۴- قتل کا اتفاق ہے کہ سر اور چہرہ کے علاوہ حصوں میں ہونے والے زخموں کی دو قسمیں ہیں: جائفہ اور غیر جائفہ۔

مثافعیہ اور حنابلہ نے فرمایا: جائفہ وہ زخم ہے جو پیٹ یا پشت یا سر یا سینہ کے اوپر یا حصہ یا مطلق یا مٹمانہ کے اندرونی حصہ تک پہنچ جائے، حنفیہ نے کہا: اگر گردن کے ایسے مقام تک زخم پہنچ جائے کہ اس مقام تک پانی کا قطر پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہو تو یہ جائفہ ہے، اس لئے کہ روزہ وہی وقت ٹوٹ جاتا ہے جب جوف تک پہنچ جائے۔

جائفہ زخم میں دیت کا تہائی حصہ واجب ہوتا ہے، اگر وہ بالکل آر پار ہو جائے تو دو جائفہ کے حکم میں ہے (۱)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فی الجائفة ثلث الدية“ (۲) (جائفہ میں دیت کا تہائی حصہ ہے)، اور حضرت ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بالکل آر پار ہو جانے والے جائفہ میں دو تہائی دیت کا فیصلہ دیا (۳)، اس لئے جائفہ اگر آر پار ہو جائے تو دو جائفہ ہو جاتے ہیں، یہ حنفیہ، مثافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں: جائفہ پیٹ اور پشت کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اور اس میں خمسہ دیت کا تہائی واجب ہے، اگر وہ آر پار ہو جائے تو دو

امام محمد کا قول امام ابو یوسف کے ساتھ نقل کیا ہے، کرنی نے امام ابو حنیفہ کے قول: ”ان رکوں کا اکثر کٹ جائے تو حلال ہوگا“ کو امام محمد کے قول کے مفہوم پر محمول کیا ہے، صحیح یہ ہے کہ کسی بھی تین رکوں کا کٹ جانا کافی ہوگا۔

مثافعیہ کے نزدیک حلقوم، مری اور وچین کا کاٹنا مستحب ہے، اس لئے کہ اس میں روح جلد نکل جاتی ہے اور ذبیحہ کے لئے آرام دہ ہے، اگر حلقوم اور مری کے کاٹنے پر اکتفا کرے تو بھی کافی ہے، اس لئے کہ حلقوم سانس کی مانی ہے اور مری کھانے کی مانی ہے، اور ان دونوں کے کٹ جانے کے بعد روح باقی نہیں رہتی (۱)۔

مالکیہ نے مکمل حلقوم، اور یہ وہ مانی ہے جس سے سانس گذرتی ہے، اور مکمل وچین کاٹنے کی شرط لگائی ہے، مری کٹنے کی شرط انہوں نے نہیں لگائی ہے (۲)۔

حنابلہ نے حلقوم اور مری کٹنے کی شرط لگائی ہے اور ان دونوں میں سے بعض حصہ کا کٹ جانا کافی قرار دیا ہے، دونوں کو بالکل جدا کر دینے کی شرط نہیں رکھی ہے، اس لئے کہ ایسی صورت میں محل ذبح میں اتنے حصہ کا کٹنا پالیا جاتا ہے جس کے ساتھ زندگی باقی نہیں رہتی، حنابلہ نے وچین کاٹنے کی بھی شرط لگائی ہے، ان تیسہ نے ایک قول یہ ذکر کیا ہے کہ چار رکوں میں سے تین کا کاٹنا کافی ہے، اور کہا: یہ رائے زیادہ قوی ہے، ان سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص حلقوم اور وچین کو کاٹے لیکن گردن کی ابھری ہوئی ہڈی کے اوپر سے اس کا کیا حکم ہے؟ کہا: اس میں اختلاف ہے، صحیح قول یہ ہے کہ ایسا جانور حلال ہے (۳) تفصیل کے لئے اصطلاح ”تزکیہ“ دیکھی جائے۔

(۱) الاختیار شرح الخوارزمی، ۳۳، المہذب، ۲۵۹۔

(۲) لشرح الکبیر، ۹۹۲۔

(۳) مدار السبیل فی شرح الدلیل، ۲۲۲، ۲۲۳، المکتب الاسلامی، تمل
لما رب بشرح دلیل الطالب، ۱۵۹، طبع اصلاح۔

(۱) الاختیار شرح الخوارزمی، ۲۲۵، طبع دار المعرفۃ بدائع المصالح فی ترتیب
المشروع، ۴۹۶، محمد فتح القدیر، ۸/۱۳، المہذب فی فقہ الامام
محمد، ۲۰۰، ۲۰۱، مدار السبیل فی شرح الدلیل، ۲۲۲، ۲۵۳، طبع
المکتب الاسلامی، تمل لما رب بشرح دلیل الطالب، ۱۳۵، طبع اصلاح۔

(۲) حدیث صحیح الجائفة ثلث۔۔۔ کو ابن ابی شیبہ (۹/۲۱۰، ۲۱۱) شائع کرنا
الدراستہ (بھی) نے مرسل روایت کیا ہے اس کے دیگر طرق ہیں حسن سے
یقوی ہو جاتی ہے (صوبہ المدینہ، ۲/۵۷، طبع مجلس اعلیٰ)۔

(۳) حضرت ابو بکر کے مرسل روایت نے اپنے ”معنف“ (۹/۳۶۹، طبع مجلس
اعلیٰ) میں روایت کیا ہے۔

جائزہ ہوں گے (۱)۔

تفصیل کے لئے اصطلاح ”جنایات“ اور ”ویات“ دیکھی جائے۔

بلوغ

بلغم

تعریف:

۱- بلوغ لغت میں بچپن کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: ”بلغ الشيء يبلغ بلوغاً وبلاغاً“ وہ پہنچ گیا۔

دیکھئے ”نخلۃ“۔

”بلغ الصبی“ کا مطلب ہے کہ بچہ بالغ ہو گیا اور احکام شرع کی پابندی کا وقت پالیا، اسی طرح ہے: ”بلغت الفتاة“ لڑکی بالغ ہوئی (۱)۔

اصطلاح میں فسان کے بچپن کی حد ختم ہو جانا کہ وہ شرعی احکام کا مکلف قرار پائے، بلوغ ہے، یا بچہ کے اندر ایسی قوت کا پیدا ہو جانا جس سے وہ بچپن کی حالت سے نکل کر دوسری حالت میں پہنچ جائے (۲)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- کبر:

۲- کبر اور صغردنوں نسبتی الفاظ ہیں، ایک عی دوسری عی کی نسبت کبھی کبھی دہری ہوتی ہے اور کسی اور کی بہ نسبت وہ صغیر و چھوٹی ہے، لیکن فقہاء کبر سنی کو دو معنوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اول: فسان اور عی عمر کے مرحلہ سے گذر کر ضعف و پیری کے مقام

(۱) لسان العرب لکھط، المصباح للمیر: ۱۰۵، ”بلغ“، رد المحتار علی الدر المختار ۵/ ۹۷۔

(۲) شرح المرقاۃ فی ۲۹۰/ ۵، المشرح المصغیر علی اقرب المسالك ۱/ ۱۳۳ طبع دار طعارف مصر۔

(۱) المشرح الکبیر ۳/ ۲۷۰-۲۷۱، شرح المرقاۃ فی علی مختصر فلیل ۸/ ۳۲-۳۵۔

بلوغ ۳-۶

تک پہنچ جائے^(۱)۔

شارع نے ان دونوں میں فرق کیا ہے، ”رُکبا“ کا لفظ اچھے خواب کے لئے استعمال کیا ہے، اور ”علم“ کا لفظ اس کے برعکس کے لئے مخصوص کیا ہے۔

دوم: بچپن کی حد سے نکل کر جوئی کے مرحلہ میں داخل ہوا مرد لیا جائے، تو یہ اصطلاحی بلوغ کے مفہوم میں ہوگا۔

پھر اہتمام اور علم کا استعمال اس سے خاص معنی میں کیا گیا، یعنی خوابیدہ شخص کا یہ دیکھنا کہ وہ جماع کر رہا ہے خواہ اس کے ساتھ ازال ہو یا نہ ہو۔

ب- اوراک:

۳- اوراک لغت میں لفظ ”ادرک“ کا مصدر ہے، ”ادرک الصبی والفتاة“ اس وقت کہتے ہیں جب لڑکا اور لڑکی باغ ہو جائیں، لغت میں اوراک مطلق بول کر ”مل جانا“ مراد لیتے ہیں، کہا جاتا ہے: ”مشیت حتی ادرکتہ“ (میں پایا یاں تک کہ اس سے جا ملا)، اس لفظ سے حیوان اور پھلوں میں بلوغ بھی مراد لیا جاتا ہے، جیسا کہ یہ لفظ رکعت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: ”ادرکتہ ببصری“ میں نے اسے دیکھ لیا۔

پھر اس لفظ کا استعمال بلوغ کے معنی میں کیا گیا ہے۔ اس طرح علم، اہتمام اور بلوغ اس معنی میں مترادف الفاظ قرار پاتے ہیں۔

فقہاء نے لفظ اوراک کا استعمال بلوغت کو پہنچنے کے معنی میں کیا ہے، اس طرح یہ لفظ اس اطلاق کی رو سے ”بلوغ“ کے مساوی ہو جاتا ہے۔

دسراہقت:

۵- مرہقت قریب الملوغ ہونے کو کہتے ہیں، ”راہق الغلام والفتاة“ کا مطلب ہوا کہ لڑکی ۱۰ لڑکا بلوغ کے قریب پہنچ گئے لیکن ابھی بالغ نہیں ہوئے۔

بعض فقہاء لفظ اوراک مطلق بول کر چنگی کا بہت آمار مراد لیتے ہیں^(۲)۔

اس لفظ کا اصطلاحی معنی بھی وہی ہے جو لغوی معنی ہے۔ اس طرح مرہقت اور بلوغ دو متضاد الفاظ قرار پائے^(۱)۔

۶- اشد:

۶- اشد لغت میں تجربہ و علم کے مقام تک انسان کے لئے پہنچنے کو کہتے ہیں، ”اشد“ ایسا مرحلہ ہے جو بچپن کی حد ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، یعنی انسان کا مردوں کے مقام تک پہنچنے سے لے کر چالیس سال کی عمر تک، کبھی لفظ ”اشد“ کا اطلاق اوراک اور بلوغ پر ہوتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ بلوغ کے ساتھ رشد و چنگی محسوس کی جائے تو

ج- علم و اہتمام:

۴- اہتمام لفظ ”احتلم“ کا مصدر ہے، علم اسم مصدر ہے، لغت میں خوابیدہ شخص کے خواب کو کہتے ہیں خواب اچھا ہو یا بُرا، البتہ

(۱) القاموس المحیط، المصباح المہیر، اعریضات للبحر جانی ص ۷۷، الاشباہ والنظائر لابن نجیم ص ۳۳۔

(۲) لسان العرب المحیط، المصباح المہیر، طلبة الطلب، اعریضات للبحر جانی الکلمات لا بی البقاء، العرب فی ترتیب العرب، العلم المصوب ص ۳۹، طبع مجلس، حاشیہ اربعہ بی ص ۳۳، طبع مجلس۔

(۱) لسان العرب المحیط، المصباح المہیر، اعریضات للبحر جانی، مادہ ”رکب“، ابن ماجہ ص ۳۱/۵۔

یلوغ ۷-۱۱

اسے ”اشد“ کہیں گے۔ پس لفظ ”اشد“ بعض اوقات میں بلوٹ کے مساوی ہے۔^(۱)

۱۰۰

۹۔ احکام مرد یا عورت سے نیند یا بیداری میں خروج منی کے امکان کے وقت میں منی نکلنے کو کہتے ہیں ^(۱)، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا“ ^(۲) (اور جب تم میں سے بچے کے بڑے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں بھی اجازت لینا چاہئے)، اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”عَذَابُ مَنْ كَلَّ حَالِمًا دِينَارًا“ ^(۳) (مرا بخ سے ایک دینار)۔

وہ رشتہ:

۷۔ رشد لغت میں ”مثال“ کا عکس ہے، رشد، رشد، رشد، ”مثال“ کی ضد ہیں، یعنی صحیح و چھ پانچ اور راستہ کی بدہیت پانا۔

رشد فقہاء کی اصطلاح میں اکثر علماء کے نزدیک صرف مال میں صلاح کو کہتے ہیں۔ ان میں امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد ہیں۔ حضرت حسن، امام شافعی اور ابن المہدی کہتے ہیں: دین اور مال میں صلاح کو کہتے ہیں (۲)۔

تفصیل اصطلاح ”رشد“ ”ولایت علی لہمال“ میں دیکھی جائے۔
 رشد کے لئے متعین عمر نہیں ہے، کبھی بلوغ سے پہلے بھی رشد آ جاتا
 ہے، لیکن یہ شاذ و نادر ہے جس پر حکم نہیں ہے، کبھی بلوغ کے ساتھ یا
 اس کے بعد ہوتا ہے، فقہاء کے استعمال میں ہر رشد بالغ ہونا
 ہے، لیکن ہر بالغ رشد نہیں ہوتا۔

مرد، عورت اور محنت میں بلوغ کی اداسی:

۸- بلوچ کی چند ظاہری فطری علامتیں ہیں، کچھ علامات تو مرد اور عورت کے درمیان مشترک ہیں، کچھ علامات صرف کسی ایک کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں، ذیل میں مشترک علامات ذکر کی جاتی ہیں:

انبات:

۱۰- انبات: زیر ناف بال ظاہر ہونے کو کہتے ہیں، جس کے ازالہ کے لئے موعظ نے وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے، مگر درویش جو بچوں کو نکل آتے ہیں وہ ”انبات“ نہیں ہیں، بعض مالکیہ اور حنبلیہ کے کلام میں ہم پاتے ہیں کہ انبات جب دوا وغیرہ مستحق وسائل کا استعمال کر کے نکالا جائے تو اس سے بلوغ ثابت نہیں ہوگا، وہ کہتے ہیں: اس لئے کہ کبھی دوا وغیرہ کے ذریعہ انبات میں غلٹ کی جاتی ہے تاکہ باغوں کے حقوق اور ولایت حاصل کی جائے (۳)۔

انبات کو بلوٹ کی علامت قرار دینے میں فقہاء کے تین مختلف قول ہیں:

۱۱- اول: اثباتِ بلوٹ کی علامت مطلقاً نہیں ہے، نہ اللہ کے حق میں اور نہ بندوں کے حق میں، یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور امام مالک کی

(١) لسان العرب المحيطة، المغرب في ترتيب المعرب، الكلمات الألف بابتداء تحت
المحورود بأحكام المحورود من ٢٢٥ طبع طبع في تفسير القرطبي ١٦/ ٢ طبع
دار الكتب المصرية.

(۳) لسان العرب، المعرب فی ترتیب العربیہ المصباح المکیر، تالیفات لابی ایوب
 یارمہ "رشد"، المخطی و المشرح المکیر ۱۵۴۵ھ تا ۱۶۱۵ھ نہایت المصباح ۳۶۳
 ۳۵۳، شرح منهاج الطالبین مع حواشی ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۲

(۱) شرح منہاج الطالبین و جامعہ القاصیہ ۲/۲۰۰ ص ۴۰

உறுப்பினர் (ர)

(۳) حدیث: "خلد من کل"۔۔۔ کی رو سے ترمذی (۳/۱۱ طبع اعلیٰ) اور حاکم (۳۹۸/۱ طبع دائرة المعارف اعمانیہ) نے کی ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور وہی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۴) بحمل علی الحج ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵

میرے بال نکل آئے ہیں، چنانچہ لوگوں نے میرے زیر ناف کو کھولا، تو دیکھا کہ بال نہیں نکلے ہیں تو مجھے قید یوں میں شامل کر لیا (۱)۔

جہاں تک آثار صحابہ کا تعلق ہے، تو ایک بڑا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عامل کو لکھا کہ "صرف ایسے لوگوں کو قتل کیا جائے جن (کے زیر ناف) پر استرے چل چکے ہوں، اور جہاں یہ صرف ان ہی لوگوں سے لیا جائے جن پر استرے چل چکے ہوں، نیز ایک انصاری لڑکے نے اپنے اشعار میں ایک خاتون کی تہییب کر ڈالی تو اس لڑکے کو حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا، وہاں دیکھا گیا کہ اس کے زیر ناف بال نہیں نکلے ہیں، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اگر بال نکل آئے ہوتے تو میں تم پر لازماً حد جاری کرتا" (۲)۔

۱۳- تیسرا قول: انہا بعض صورتوں میں بلوغ کی علامت ہے اور بعض صورتوں میں نہیں، یہ شافعیہ اور بعض مالکیہ کا قول ہے۔

چنانچہ شافعیہ کی رائے ہے کہ انہا کا نر کی اولاد اور جس کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو ان کے بلوغ کا حکم لگانے کا متقاضی ہے، مسلمان مرد و عورت کے لئے نہیں، انہا شافعیہ کے نزدیک عمر یا انزال کے ذریعہ بلوغ کی علامت ہے، خود حقیقی بلوغ نہیں، شافعیہ کہتے ہیں: اسی لئے اگر اہتمام نہ ہو اور دو عادل اشخاص کو ایسی دیں کہ اس کی عمر پندرہ سال سے کم ہے تو محض انہا کی وجہ سے اس کے بلوغ کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

فقہاء شافعیہ نے مسلم اور غیر مسلم کے درمیان فرق اس لئے کیا ہے کہ مسلم کے والدین اور اس کے مسلمان رشتہ داروں کے ذریعہ

ایک روایت ہے جیسا کہ ائمہ و نہ کے "باب المغذف" میں ہے، ایسا ہی قول ابن القاسم کا "باب اقطع لی اسرہ" میں ہے، و سوتی کہتے ہیں: اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اللہ کے حق اور آدمیوں کے حق میں فرق نہیں (۱)۔

۱۴- دوم: انہا مطلقاً بلوغ کی علامت ہے، یہ مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، اور امام ابو یوسف کی ایک روایت ہے جسے ابن عابدین اور صاحب الجوزہ نے نقل کیا ہے، لیکن ابن حجر نے نقل کیا ہے کہ امام مالک اس شخص پر حد قائم نہیں کرتے جس کا بلوغ انہا کے علاوہ کے ذریعہ ثابت نہ ہوا ہو، اس لئے کہ بلوغ میں شبہ اقامت حد سے مافع ہے۔

اس قول کے اختیار کرنے والوں نے ایک حدیث نبوی اور چند آثار صحابہ سے استدلال کیا ہے، حدیث یہ ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو بنی قریظہ کے حق میں حکم فیصلہ بتلایا تو انہوں نے ان کے جنگجوؤں کو قتل اور ان کے بچوں کو گرفتار کرنے کا فیصلہ دیا اور حکم دیا کہ ان کے زیر ناف کو کھول کر دیکھا جائے، جس کے بال نکل آئے ہوں وہ جنگجوؤں میں داخل ہے اور جس کے بال نہیں نکلے وہ بچوں میں داخل ہیں، یہ فیصلہ نبی ﷺ کو پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لقد حکمت فیہم بحکم اللہ من فوق سبعۃ ارقعۃ" (۲) (یقیناً تم نے ان کے سلسلہ میں سات آسمان کے اوپر سے نازل اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے)۔

اس واقعہ کے سلسلہ میں عطیہ بن کعب قرظی کہتے ہیں: قریظہ کے دن میں ان کے ساتھ تھا، انہوں نے حکم دیا کہ مجھے دیکھا جائے کہ کیا

(۱) عطیہ قرظی کے قول: "حکمت معہم یوم قریظہ" کو ابو داؤد (۵۶۱/۳) طبع عزت عید داس (نور ترمذی) (۱۳/۳ طبع الحللی) نے روایت کیا ہے ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔
(۲) دونوں روایتیں کو صاحب المغنی (۵۰۹/۸) نے ذکر کیا ہے دیکھئے المشرع الکبیر والدرستی ۳۹۳/۳، فتح الباری ۵/۲۷۷۔

(۱) المشرع الکبیر وحامیۃ الدرستی ۳۹۳۔
(۲) حدیث: "لقد حکمت فیہم" کو امام نسائی نے مختصر الطول میں (دع ۸۷۷ المکتب الاسلامی) میں روایت کیا ہے اس کی اصل بخاری (الفتح ۳۱۱/۷ طبع الشافعیہ) اور مسلم (۳۸۹/۳ طبع الحللی) میں ہے۔

شافعیہ نے اس کے حکم کو اس کے خُرُج ہی تک محدود رکھا ہے، بخلاف قریظہ کاغز تھے (تو یہ حکم کاغز ہی کے لئے رکھا)، ابن رشد وغیرہ مالکیہ نے اس حکم کو اس موقع سے عام رکھا ہے، یعنی احکام ظاہرہ کے اندر ایک نوٹ کا قیاس کرتے ہوئے اسے عام کیا ہے^(۱)۔

عورت کی مخصوص علامات بلوغ:

۱۵- عورت کے لئے دو علامتیں مزید اور ان ہی سے مخصوص ہیں: ایک حیض کہ عورت کے بلوغ کی علامت ہے، حدیث نبوی ہے: "لا یقبل اللہ صلاۃ حائض الا بخمار"^(۲) (اللہ تعالیٰ کسی حیض والی (باقہ) خاتون کی نماز نہیں قبول کرتا مگر خمار (دوپٹہ) کے ساتھ)۔

مالکیہ نے حیض کا علامت ہونا اس صورت کے ساتھ مخصوص کیا ہے کہ حیض کے لانے میں کوئی ذریعہ اختیار نہ کیا گیا ہو، ورنہ (اگر حیض کسی سبب سے لے آیا گیا ہو) تو علامت نہیں ہوگا۔

عورت کے بلوغ کی دوسری علامت حمل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے طریقہ یہ جاری فرمایا ہے کہ بچہ کی تخلیق مرد کے منی اور عورت کے مادہ منویہ سے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ، خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ ذَلْفٍ يُخْرَجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ"^(۳) (سو انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے)، پس اگر سابقہ علامت میں سے کوئی

واقفیت حاصل کرنا آسان ہے، اور اس لئے بھی کہ مسلم بچہ انبات کے معاملہ میں مقیم ہے، کیونکہ وہ بسا اوقات وہاں کے ذریعہ قبل از وقت انبات اس مقصد سے کر لیتا ہے کہ اس کی ذات پر سے پابندی ہٹ جائے اور ولایت حاصل ہو جائے، برخلاف کاغز کے کہ وہ ایسی بخلت نہیں کرتا ہے^(۱)۔

۱۴- بعض مالکیہ کی رائے ہے کہ انبات کو بطور علامت قبول کرنے کا دائرہ اس سے وسیع ہے جہاں تک شافعیہ گئے ہیں۔ چنانچہ ابن رشد کہتے ہیں: آدمی اور آدمی کے درمیان کے امور جیسے قذف، قطع اور قتل میں انبات علامت ہے۔

لیکن جو امور انسان اور اللہ کے درمیان ہیں تو ان امور میں انبات علامت نہیں ہے، اس میں فقہاء مالکیہ کے درمیان اختلاف نہیں ہے۔

بعض مالکیہ نے اسی قول پر اس مسئلہ کی بنیاد رکھی ہے کہ جس کے موئے زیر ناف نکل گئے ہیں لیکن اس کو احتلام نہیں ہوا ہے، واجبات کے ترک اور محرمات کے ارتکاب کی وجہ سے اس شخص پر گناہ نہیں ہے، اور نہ باطن میں اس پر حق و آزادی لازم آتی ہے اور نہ حد لازم آتی ہے، خواہ حاکم نے وہ چیز اس پر لازم کر دی ہو، اس لئے کہ اس شخص کے موئے زیر ناف دیکھے جائیں گے، اور جیسا ظاہر ہو اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا^(۲)۔

دونوں فریق کی دلیل وہی حدیث ہے جو قریظہ سے متعلق اوپر ذکر ہوئی ہے۔

(۱) الحلی ۸۹۱/۱، المغنی ۵۰۹/۳۔

(۲) حدیث: "لا یقبل اللہ صلاۃ حائض الا بخمار"..... کی روایت ابو داؤد (۲۲۱/۱) طبع عزت بیروت (عاص) اور حاکم (۲۵۱/۱) طبع دارۃ المعارف (احمدیہ) نے اس کی تصحیح کی ہے اور وہی نے ان کی تصحیح کی ہے۔

(۳) سورہ طارق ۵۔

(۱) نہایت المحتاج ۳۲۷/۳، شرح المنہج وصابیہ ۳۸۳/۳، صاحب المغنی نے مورخ البہاری میں ابن حجر نے امام شافعی کا قول کاغز کے سلسلہ میں جو نقل کیا ہے وہ ہم نے ذکر کیا اور مسلمان کے سلسلہ میں ان کے قول میں اختلاف بتایا ہے لیکن یہ اختلاف کتب شافعیہ میں نہیں ملتا۔

(۲) الدسوقی علی الشرح للکبیر ۳۸۳۔

بلوغ ۱۶-۱۸

آئے، یا ان دونوں شرم گاہوں سے منی خارج ہو تو اسے بالغ قرار دیا جائے گا، لیکن اگر صرف ذکر سے منی خارج ہو یا صرف فرج سے حیض آئے تو بلوغ کا حکم نہیں لگایا جائے گا^(۱)۔

۱۸- کتابہ میں سے ابن قدامہ نے اس قول پر کہ دونوں علامتوں میں سے جو پہلے ظاہر ہو جائے اس پر اکتفا کیا جائے گا، استدلال اس بات سے کیا ہے کہ عورت سے مرد کی منی نکلتا محال ہے اور مرد سے حیض آنا محال ہے، لہذا ان دونوں میں سے کسی ایک علامت کا ظاہر ہونا اس بات کی دلیل ہوگی کہ محض مرد ہے یا عورت، اور جب اس کا مرد یا عورت ہونا متعین ہو گیا تو لازم ہوگا کہ وہ علامت بلوغ کی دلیل قرار پائے، جیسے کہ اس علامت کے ظہور سے قبل جنس کی تعیین ہو جائے (تو جنس کے مطابق علامت بلوغ کی دلیل ہوتی ہے)، اور اس لئے بھی کہ وہ ذکر سے نکلنے والی منی ہے، یا فرج سے نکلنے والا حیض ہے، لہذا وہ بلوغ کی نشانی ہے جیسے کہ مرد سے نکلنے والی منی اور عورت سے نکلنے والا حیض بلوغ کی نشانی ہوتا ہے، ابن قدامہ کہتے ہیں: اور اس لئے بھی کہ جب فقہاء نے دونوں شرم گاہوں سے ایک ساتھ دونوں چیزیں (منی اور حیض) کا نکلتا بلوغ کی دلیل تسلیم کیا تو ان دونوں میں سے کسی ایک کا نکلتا بدرجہ اولیٰ بلوغ کی دلیل ہوگا، اس لئے کہ دونوں کا ایک ساتھ نکلتا ان دونوں میں تعارض اور سقوط دلالت کا متقاضی ہے، کیونکہ صحیح حیض اور مرد کی منی کا (ایک ساتھ نکلنے کا) تصور نہیں کیا جاسکتا، تو لازم ہوگا کہ ان دو میں سے ایک غیر محل سے نکلنے والا فضلاء قرار دیا جائے، اور ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی بہ نسبت کوئی ترجیح نہیں رکھتا تو نتیجہ دونوں کی دلالت باطل ہو جائے گی، جیسے دو بینہ جب متعارض ہو جائیں تو دونوں کی دلالت ساقط ہو جاتی ہے، لیکن اگر کسی ایک سے نکلتا بغیر کسی معارض کے پایا

(۱) نہایۃ الحاج ۳۳۹ ص ۳۳۹

علامت پائی جائے تو سابقہ طریقہ پر بلوغ کا حکم لگایا جائے گا، اگر ایسی کوئی علامت نہ پائی جائے تو عمر سے بلوغ ثابت ہوگا، اس تفصیل کے مطابق جو متعلقہ بحث کے مقامات پر مذکور ہے۔

۱۶- مالکیہ نے مرد و عورت کے لئے علامات بلوغ میں اوپر مذکور علامتوں کے علاوہ بغل کا بدبو دار ہونا ماک کے سرے کا چوڑا پن اور آواز کا موٹا پن بھی شمار کیا ہے۔

شافعیہ نے مرد کے لئے سابقہ علامات کے علاوہ مونچھ کے مومنے بال، آواز کا بھاری پن اور حلق کے کنارے کا ابھار وغیرہ بھی شمار کیا، اور عورت میں پستان کا ابھار بھی شمار کیا ہے^(۱)۔

محنت کی فطری علامات بلوغ:

۱۷- محنت اگر غیر مشکل ہو (جس کا مرد یا عورت کی جانب غلبہ واضح ہو) اور اس سے مذکر یا مؤنث میں شامل کیا گیا ہو تو اس کی علامات بلوغ اسی جنس کے اعتبار سے ہوگی جس میں وہ شامل کیا گیا ہے۔

لیکن محنت مشکل ہو (یعنی مرد یا عورت کی جانب اس کے اعضاء کا غلبہ واضح نہ) تو اس کے لئے فطری علامات بلوغ وہی ہوں گی جو مردوں یا عورتوں کی علامات بلوغ ہیں، لہذا انزال و انبات وغیرہ مشترک علامات یا مخصوص علامات کی بنیاد پر اس کے بلوغ کا حکم لگایا جائے گا، اسی تفصیل کے مطابق جو پیچھے گذر چکی ہے، یہ مالکیہ اور حنابلہ کا قول ہے، اور یہی بعض شافعیہ کا قول ہے۔

دوسرا قول جو شافعیہ کے نزدیک معتد بھی ہے یہ ہے کہ دونوں شرم گاہوں میں علامت کا وجود ضروری ہے، لہذا اگر محنت کے عضو تناسل (ذکر) سے منی کا اخراج ہو اور اس کی شرم گاہ (فرج) سے حیض

(۱) ابن ماجہ ص ۵۷۵، حلیۃ الدرر ص ۳۳۳ شرح المنیر علی اقرب المسالك ص ۳۰۳، شرح المساج مع حاشیہ ص ۳۶۳، نہایۃ الحاج ص ۳۸۶، المنی والشرح للکبیر ص ۵۱۲، ۵۱۳۔

جائے تو ضروری ہوگا کہ اس کا حکم ثابت ہو اور اس کی دلالت کے ثبوت کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے (۱)۔

۱۹- رہے حنفیہ تو جہاں تک ہم دیکھ سکتے ہیں اس کے مطابق اس مسئلہ پر ان کی صریح گفتگو ہمیں نہیں ملی، لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کا قول مالکیہ اور حنابلہ کے مطابق ہے، شرح اشباہ میں باب احکام النکاح کے تحت جو مذکور ہے اس کے ظاہر سے یہی واضح ہوتا ہے۔ اس میں ہے کہ: اگر غنث بالغ ہو جائے، مثلاً عمر کے ذریعہ بلوغ کو پہنچ جائے لیکن مردوں یا عورتوں کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو اس کی نماز بغیر دوپٹہ کے نہیں ہوگی، اس لئے کہ آراء عورت کا سر بھی ستر میں شامل ہے (۲)۔

عمر کے ذریعہ بلوغ:

۲۰- شارح نے بلوغ کو ابتدائے مکمل عقل کی علامت مانتا ہے، اس لئے کہ آغاز مکمل عقل سے واقفیت دشوار ہے تو بلوغ کو اس کے قائم مقام قرار دیا گیا۔

عمر کے ذریعہ بلوغ تب ہوتا ہے جس سے قبل بلوغ کی کوئی علامت نہ پائی جائے، بلوغ کی عمر میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

شافعیہ، حنابلہ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف و امام محمد کی رائے ہے (۳) کہ لڑکا اور لڑکی کے لئے عمر کے ذریعہ بلوغ کا معیار پندرہ قمری سال کا مکمل ہو جانا ہے، جیسا کہ شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ یہ معیار تحدیدی ہے، حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث کی وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں: احد کے دن مجھے نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، میری عمر اس وقت

چودہ برس تھی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی اور مجھے بالغ نہیں سمجھا، پھر غزوہ خندق کے موقع پر مجھے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، اس وقت میری عمر پندرہ برس تھی تو آپ علیہ السلام نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے بالغ قرار دیا (۱)۔

امام شافعی کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے سترہ صحابہ کو واپس کر دیا جن کی عمریں چودہ برس تھیں، انہیں آپ ﷺ نے بالغ تصور نہیں فرمایا، پھر یہی صحابہ جب پندرہ برس کے ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں غزوہ میں شرکت کی اجازت دے دی، ان صحابہ میں حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم شامل ہیں (۲)۔

مالکیہ کی رائے ہے کہ بلوغ اٹھارہ سال پورا ہونے پر ہوگا، ایک قول کے مطابق اٹھارہویں برس میں داخل ہو جانے پر ہوگا، خطاب نے مذہب میں پانچ قول نقل کئے ہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے اٹھارہ برس، اور کہا گیا ہے ستر برس، رسالہ کے بعض شارحین نے اضافہ کیا ہے: سولہ اور انیس برس، اور ابن وہب سے پندرہ برس مروی ہے (۳) حضرت ابن عمرؓ کی سابق حدیث کی وجہ سے۔

(۱) حضرت ابن عمرؓ کی خبر: "عوضت علی النبیؐ....." کی روایت بخاری (المصحح ۶/۲۷۵ طبع استغبر) نے کی ہے غزوہ احد شوال ۳ھ میں پیش آیا، اور غزوہ خندق عادی ۵ھ میں ہو، حضرت ابن عمرؓ کے قول "میری عمر چودہ برس تھی" کی تخریج یہی گئی ہے کہ میں اس عمر میں داخل ہو گیا تھا، اور ان ہی کے قول "میری عمر پندرہ برس تھی" کی تخریج یہی گئی ہے کہ میں نے پندرہ برس مکمل کر لئے تھے، دیکھئے سبل السلام ۳۸/۳ طبع الاستقامۃ ۱۳۵۷ھ۔

(۲) مفتی محمد ج ۱۶/۲، شرح اشباہ مع حاشیہ فقہیہ بی ۲۹۹/۲-۳۰۰/۲، نہایت الحکام ۳۶/۳۔

(۳) حاشیہ الدوسقی علی الشرح الکبیر ۳/۳۹۳، اکمل المدا رک ۳/۵، مواہب الجلیل ۵/۹۵۔

(۱) المغنی ۳/۵۱۱، شرح المنقذی ۲/۲۹۹۔

(۲) شرح الاشباہ و الظہار ۲/۵۰۳ طبع المند۔

(۳) حاشیہ بر باوی ۲/۲۳۹، المغنی و الشرح الکبیر ۳/۵۱۳، ۵۱۴، رد المحتار علی الدر المختار لابن عابدین ۵/۷۷۵، ۷۷۳۔

بلوغ ۲۱-۲۲

لڑکی کے لئے بلوغ کی ادنیٰ عمر حنفیہ، شافعیہ کے ظہیر قول اور اسی طرح حنبلیہ کے نزدیک^(۱) نو قمری سال ہے، اس لئے کہ یہ سب سے کم و عمر ہے جس میں لڑکی کو حیض آتا ہے، اور اس لئے کہ حدیث نبوی ہے: ”إِذَا بَلَغَتِ الْمَجَارِيَةَ تِسْعَ سِنِينَ فَهِيَ امْرَأَةٌ“^(۲) (جب لڑکی نو سال کی ہو جائے تو وہ پوری عورت ہے)، مراد یہ ہے کہ ایسی لڑکی کا حکم عورت کا ہے، شافعیہ کی دوسری روایت میں نویں سال کا نصف ہے، اور ایک قول ہے کہ نویں سال میں داخل ہو جانا ہے، اور اس لئے کہ یہ سب سے کم و عمر ہے جس میں لڑکی کو حیض آتا ہے^(۳)۔
مختص کے لئے بلوغ کی ادنیٰ عمر پورے نو قمری سال ہیں، اور ایک قول ہے کہ نویں سال کا نصف ہے، اور ایک قول نویں سال میں داخل ہو جانے کا ہے^(۴)۔

بلوغ کا ثبوت:

بلوغ ربیع ذیل طریقوں سے ثابت ہوتا ہے:

پہلا طریقہ: اقرار:

۲۲- چاروں مسالک کے فقہاء متفق ہیں کہ صغیر اگر مرابط ہو اور عموماً پوشیدہ رہنے والی، طہری علامتوں جیسے انزال، اتمام اور حیض میں سے کسی کی بنیاد پر بلوغ کا اقرار کرے تو اس کا اقرار درست ہوگا، اور اس کے حق میں اور اس کے خلاف بالغوں کے احکام جاری ہوں گے،

(۱) رد المحتار ۵/۹۷، شرح منہاج الطالبین مع جامعہ التعلیم ج ۱/۹۹، کشاف القناع ۴/۵۳۔

(۲) حدیث ”إِذَا بَلَغَتِ الْمَجَارِيَةَ تِسْعَ سِنِينَ فَهِيَ امْرَأَةٌ“..... کو تائید کرنے اپنی سنن (۲۲۰/۱) طبع دار الفکر (مطابق احسان) میں مناجا حضرت عائشہ کی جانب اس قول کی نسبت کے بغیر نقل کیا ہے۔

(۳) شرح منہاج الطالبین ۵/۹۹، الشاہد افکار المسیح علی رص ۲۲۲۔

(۴) المغنی لابن قدامہ ۱/۶۵، ۲/۶۱، کشاف القناع ۴/۵۳۔

امام ابو حنیفہ کی رائے ہے کہ لڑکے کے لئے عمر کے ذریعہ بلوغ اٹھارہ برس ہونے پر ہے اور لڑکی کے لئے ستر و دس برس ہونے پر، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ“^(۱) (اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اس طریق پر کہ جو مستحسن ہو یہاں تک کہ وہ اپنی پختگی کو پہنچ جائے)، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”أَشُدُّ“ انفرادی برس کی عمر ہے، یہ اس لفظ کے سلسلہ میں کئی نئی مختلف عمریں میں سے کم ہے، لہذا اس سے ہی احتیاطاً لے لیا گیا، یہ تو بچہ کی اشد (عمر بلوغت) ہے، بچی جلد ہی بالغ ہوتی ہے، لہذا اس کے لئے ایک سال کم کر دیا گیا^(۲)۔

بلوغ کی ادنیٰ عمر جس سے قبل دعوائے بلوغ درست نہیں:

۲۱- لڑکے کے لئے بلوغ کی ادنیٰ عمر مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک پورے نو قمری سال تکمیل کر لینا ہے، شافعیہ کے ایک دوسرے قول کے مطابق نویں سال کا نصف گذر جانا ہے، اسے نوہی نے ”شرح المہذب“ میں ذکر کیا ہے^(۳)۔

حنفیہ کے نزدیک بلوغ کی ادنیٰ عمر بارہ سال ہے^(۴)، حنبلیہ کے نزدیک دس سال ہے، اور وہی کا یہ اقرار اس وقت قبول کیا جائے گا کہ لڑکا اتمام کے ذریعہ بالغ ہو چکا ہے جب اس کی عمر دس سال ہو جائے^(۵)۔

(۱) سورہ المائدہ ۳۳۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۲، الاختیار شرح الخفا والصولی ۱/۶۱، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۳/۹۱۔

(۳) جامعہ الدسوقی علی لشرح الکبیر ۳/۲۳، شرح منہاج الطالبین ۱/۳۰۰، نہایت المحتاج ۱/۳۰۶، الشاہد افکار المسیح علی رص ۲۲۲۔

(۴) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۹۷۔

(۵) کشاف القناع ۴/۵۳۔

مثالیہ نے کہا: اس کا قول بلوغ کے سلسلہ میں قبول کیا جائے گا خود بخود
ہو یا اثباتاً، اور خواہ وہ طالب ہو یا مظلوم، طالب ہونے کی مثال یہ
ہے کہ وہ بلوغ کا دعویٰ اس لئے کرے تاکہ اسے مال قیمت میں حصہ
ملے، یا وہ لوگوں کی امامت کرے یا نماز جمعہ میں ضروری تعداد اس
سے پوری ہو، اور مظلوم ہونے کی مثال یہ ہے کہ اس نے جنایت کی
ہو، اور بالغ نہ ہونے کا دعویٰ کرے تاکہ اپنی ذات سے حد یا قصاص کو
یا ودیعت و امانت ضائع کر دینے پر تادان کو دور کر سکے، اور ایسے ہی
اس نے طلاق دی ہو اور بوقت طلاق عدم بلوغ کا دعویٰ کرے تاکہ
اس پر طلاق لازم نہ ہو۔

مثالیہ نے بعض صورتوں کا استثناء کیا ہے جن میں احتیاطاً حلف
دلایا جائے گا، اس لئے کہ وہ حقوق میں دوسروں کے بالمقابل ہے
جیسے کہ وہ مال قیمت میں جنگجو کا حصہ طلب کرے (کہ اس کا یہ مطالبہ
دوسروں کے حق پر اثر انداز ہوگا)۔

دوسرا طریقہ نذرانات:

۲۳- چاروں مسالک کے فقہاء نے قرا بلوغ کی صحت کے لئے
شرط لگائی ہے کہ وہ مشلک حالت میں نہ ہو، یا امام شافعی کے الفاظ
میں: اس کا قرا قبول کیا جائے گا جب وہ بالغ کے مشابہ ہو، اگر وہ
مشابہ نہ ہو تو قبول نہیں کیا جائے گا، خواہ اس کا باپ اس کی تصدیق
کرے، اور حنفیہ نے اس مفہوم کو پورا ادا کیا ہے کہ ظاہر حال اس کی
تکذیب نہ کرتا ہو، بلکہ ایسی حالت میں ہو کہ اس جیسے شخص کو اہتمام
ہو سکتا ہو، مراد یہ ہے کہ قرا کے وقت اس کی جسمانی حالت بالغوں
کی طرح ہو، اور اس کی سچائی پر شک نہ ہوتا ہو۔

مالکیہ کے علاوہ فقہاء مذہب نے اس کے قول قبول کرنے کا مطلق
ذکر کیا ہے، لیکن مالکیہ نے اس میں تفصیل کی ہے، چنانچہ کہا ہے: اگر اس
پر شک ہو تو جنایت اور طلاق سے متعلق امور میں اس کی تصدیق کی
جائے گی، پس شبہ کی وجہ سے حد جاری نہیں کی جائے گی، اصل بچپن کی
حالت کا تسلسل (اصحاب) مانتے ہوئے اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی،
لیکن مالی امور میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، لہذا اگر اس نے
ودیعت ضائع کر دینے کا قرا کیا اس حال میں کہ وہ بالغ ہے، پھر اس کے
باپ نے کہا کہ وہ بالغ نہیں ہے تو اس پر ضمان نہیں ہوگا^(۱)۔

بعض مالکیہ نے بلوغ کے سلسلہ میں دوسرا حق کا قول اس صورت

قرا بلوغ کا قول اس شرط کے ساتھ ہی قبول کیا جائے گا کہ وہ
بلوغ کی ادنیٰ عمر سے گزر چکا ہو، بلکہ اس سے قبل اس کے بلوغ کا
بینہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا، چنانچہ حنفیہ کے نزدیک بارہویں پورے
ہونے سے قبل لڑکے کا قرا قبول نہیں کیا جائے گا، اور حنبلیہ کے
ز نزدیک دس برس پورے ہونے سے پہلے اس کا قرا قبول نہیں کیا
جائے گا، اور حنفیہ حنبلیہ دونوں کے نزدیک لڑکی کا قرا نو برس
پورے ہونے سے پہلے قبول نہیں کیا جائے گا، بلوغ کا قرا صحیح ہونے
کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسا معنی ہے جس کی اطاعت خود اسی شخص کے
ذریعہ ہی حاصل ہو سکتی ہے اور اس کی اطاعت کے حصول کا تکلف کرنا
شدید تنگی کا باعث ہے۔

اور اس پر بینہ کا بھی تکلف نہیں کیا جائے گا۔

مقدمہ میں جمہور کے نزدیک اسے حلف بھی نہیں دلایا جائے گا،
کیونکہ اگر وہ فی الواقع بالغ نہ ہو تو اس کی بیعت کی کوئی حیثیت نہیں
ہوگی، اس لئے کہ صغیر کی بیعت کا اعتبار جاری نہیں ہے، اور اگر وہ بالغ
ہو تو اس کی بیعت تحصیل حاصل ہے (ایسی بیعت کو حاصل کرنا ہے جو پہلے
سے حاصل ہے)۔

(۱) ابن ماجہ ۵/۲۷۷، المعجم ۱۵/۱۵۱، المدنی علی لشرح الکبیر ۳/۲۹۳،
شرح منہج الجلیل ۳/۱۶۸، نہایۃ المحتاج ۵/۶۶-۶۷، کشاف القناع
۵/۵۶۶

میں قبول کرنے کا ذکر کیا ہے جب وہ دونوں انبات (موئے زیر ناف) کے ذریعہ بلوغ کا دعویٰ کریں، انبات اور اس کے علاوہ دیگر مذکورہ ظہری علامات کے درمیان فرق یہ ہے کہ انبات کی واقفیت حاصل کرنا آسان ہے، اور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ بھڑکھ کے لڑکوں میں سے جن کے بلوغ کا شک ہو ان کے موئے زیر ناف قبول کر دیکھے جائیں، لیکن شرم گاہ کھولنا چونکہ اصلاً حرام ہے، اس لئے فقہاء نے کہا کہ انبات ہدم انبات کے سلسلہ میں مشکوک شخص کا قول قبول کیا جائے گا۔ لیکن ابن العربی نے اس سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے: اس کے انبات کو دیکھا جانا چاہئے، البتہ براہ راست نہیں بلکہ آنینہ کی مدد سے دیکھا جائے، مالکیہ میں سے ابن القفطان نے ان کی تردید کی ہے، اور کہا ہے کہ اسے نہ تو براہ راست دیکھا جائے گا اور نہ آنینہ کی مدد سے، اور اگر وہ انبات کے ذریعہ بلوغ کا دعویٰ کرے تو اس کی بات قبول کی جائے گی۔

فقہاء کے نزدیک احکام شرعیہ کے لزوم کے لئے بلوغ شرط ہے:

۲۴- فقہاء کی رائے ہے کہ شارٹ نے وہ انبات اور محرمات کے احکام اور احکام کے آثار مرتب ہونے کوئی الجملہ بلوغ کی شرط سے وابستہ کیا ہے، اور انہوں نے اس پر استدلال چند دلائل سے کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ" (۱) اور جب تم میں سے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں بھی اجازت لینا چاہئے جیسا کہ ان کے اگلے لوگ اجازت لے چکے ہیں) اس آیت

میں بلوغ کی وجہ سے اجازت طلب کرنے کو واجب قرار دیا گیا۔
ب۔ ارشاد باری ہے: "وَابْتَغُوا الْبَيَاضَ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ" (۱)
(اور قیدوں کی جانچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ عمر نکاح کو پہنچ جائیں تو اگر تم ان میں ہوشیاری دیکھ لو تو ان کے حوالہ ان کا مال کر دو)، اس آیت میں بھی نکاح کی عمر تک پہنچ جانے کو تیمم سے مالی ولایت ختم ہو جانے کا سبب قرار دیا گیا بشرطیکہ وہ راشد (عقل و رشد والا) ہو۔

ج۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاؤہ کو یمن بھیجے ہوئے فرمایا: "عَلِمَ مَنْ كَلَّ حَالِمٍ دَهْرًا أَوْ عَدَّ لَهُ مَعَاهِرًا" (۲) (ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری (یعنی کپڑا) لو)، اس میں بھی اہتمام کو بیگانہ کا سبب بتایا گیا۔

د۔ ایک دلیل واقعہ بھڑکھ ہے کہ جن قیدیوں کے بلوغ میں شبہ ہو ان کے بارے میں دیکھا گیا کہ اگر ان کے موئے زیر ناف نکل آئے تو انہیں قتل کیا گیا، اگر زیر ناف نہیں نکلے تو قتل نہیں کیا گیا، اس واقعہ میں بھی انبات کو قیدی کے قتل کے جواز کی علامت بتایا گیا۔

هـ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ" (۳) (اللہ تعالیٰ کسی حیض آنے والی عورت کی نماز بغیر دوپٹہ کے قبول نہیں کرتا)، اس میں حیض کو عورت کی نماز کے فاسد ہونے کا سبب بتایا گیا اگر وہ بغیر دوپٹہ نماز پڑھتی ہے۔

و۔ حدیث ہے کہ "غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم" (۴) (جمعہ کے دن کا غسل ہر اہتمام والے پر واجب ہے)،

(۱) سورہ نساء ۶۱۔

(۲) حدیث مسند: "علِمَ مَنْ كَلَّ حَالِمٍ..." کی تخریج (فقہ نمبر ۹) میں کذب رکھی ہے۔

(۳) حدیث مسند: "لَا يَقْبَلُ اللَّهُ..." کی تخریج (فقہ نمبر ۱۵) میں کذب رکھی ہے۔

(۴) حدیث مسند: "غسل يوم الجمعة..." کی روایت بخاری (التح ۳۵۷/۴) طبع

انتقید اور مسلم (۵۸۱/۲ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

امام بخاری نے اس حدیث کا عنوان قائم کیا ہے: ”بچوں کے بلوغ اور ان کی کو اہی کا باب“، ابن حجر کہتے ہیں: مقصود عنوان یعنی بچوں کی کو اہی بقیہ احکام پر قیاس سے مستفاد ہوتی ہے اس حیثیت سے کہ وجوب احتلام سے متعلق ہوتا ہے (۱)۔

ز۔ حدیث ہے: ”رفع القلم عن ثلاثة: عن الصغير حتى يكبر...“ (۲) (تین اشخاص سے قلم اٹھایا گیا ہے۔ بچہ سے یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے)، اس حدیث میں بچپن کی حد سے نکل جانے کو گناہ کرنے پر گناہ لکھے جانے کا سبب بتایا گیا۔

علامات بلوغ کے سلسلہ میں وارد یہ اور ان جیسے دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ شارٹ نے عموماً پابندی احکام اور قیاس احکام کو بلوغ کی شرط سے وابستہ کیا ہے، پس جو بلوغ کی علامتوں میں سے کسی علامت کی وجہ سے بالغ قرار پائے وہ مکمل مرد یا مکمل عورت ہے، اور اگر عاقل ہے تو دیگر مردوں اور عورتوں کی طرح مکلف و پابند احکام ہے، اس پر وہ سارے احکام لازم ہوں گے جو ان لوگوں پر ہوتے ہیں، اور اسے وہ حق ملے گا جو دوسروں کو ملتے ہیں، بعض فقہاء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، چنانچہ ابن المنذر نے کتبہ فقہاء کا اجماع ہے کہ فرائض اور احکام احتلام والے عاقل پر واجب ہوں گے (۳)، ابن حجر کہتے ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ مردوں اور عورتوں پر احتلام کی وجہ سے عبادات، حدود اور سارے احکام لازم ہوں گے (۴)۔

جن احکام کے لئے بلوغ شرط ہے:
الف۔ جن کے وجوب کے لئے بلوغ شرط ہے:
۲۵۔ فرائض و عبادات کی بجا آوری اور حرمت کے ترک کے احکام کے لئے بلوغ شرط ہے، ما بالغ پر یہ واجب نہیں ہیں، اس لئے کہ نبی ﷺ کا قول ہے: ”رفع القلم عن ثلاثة: عن الصغير حتى يكبر...“ جیسے نماز (۱)، روزہ (۲) اور حج کے احکام (۳)، البتہ زکاة میں اختلاف ہے۔

لیکن اس کے باوجود بچہ کے ولی کو چاہئے کہ اسے حرمت سے بچائے اور نماز وغیرہ کا حکم دے تاکہ وہ ان کا عادی ہو جائے، اس لئے کہ نبی ﷺ کا قول ہے: ”مروا أبناءكم بالصلاة لسبع، واضربوهم عليها لعشر، وفرقوا بينهم في المضاجع“ (۴)
(اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم دو، دس برس کی عمر میں نماز کے لئے انہیں مارو، اور ان کے سونے کے بستر علاحدہ کر دو)۔

اس کے باوجود اگر بچہ عبادات ادا کرے یا مستحبات انجام دے تو وہ اس کی جانب سے صحیح ہوں گے اور اسے ان پر اہم ملے گا، اور قصاص اور

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۳۲-۲۳۵، البدائع ۱/۱۸۹، حاشیہ الدسوقی علی شرح الکبیر ۱/۲۰۰، نہایہ المحتاج مع حاشیہ ۱/۳۷۳-۳۷۴، شرح منہاج الطالبین ۱/۱۲۰-۱۲۱، کشاف القناع ۱/۱۵۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۱/۲۳۵، بدائع الصنائع ۲/۸۷۲، حاشیہ الدسوقی علی المشرع الکبیر ۱/۵۰۹، شرح الزرقانی ۲/۳۰۸، نہایہ المحتاج ۳/۱۸۰، شرح منہاج الطالبین ۲/۳۳، کشاف القناع ۲/۳۰۸۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۱۲۱، بدائع الصنائع ۲/۱۲۰، ۱۶۰، مع الجلیل ۱/۳۳۶، حاشیہ الدسوقی ۲/۵۰۹، نہایہ المحتاج ۳/۲۳۳، ۲۳۵، شرح منہاج الطالبین ۲/۸۵، کشاف القناع ۲/۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴۔

(۴) حدیث: ”مروا أبناءكم بالصلاة لسبع...“ کی ابو داؤد (۱/۳۳۳) طبع عزت عید دہاس) نے کی ہے اور نووی نے فیض الصالحین (۲/۱۷۱) میں اس حدیث کو حسن ظاہر ہے۔

(۱) الصحیح ۲/۵۶۵ طبع استیعاب۔

(۲) حدیث: ”رفع القلم...“ کی روایت ابو داؤد (۳/۵۵۸) طبع عزت عید دہاس) اور حاکم (۳/۵۹) طبع دائرة المعارف الصغریٰ نے کی ہے حاکم کی روایت میں ”الصبي حتى يحلّم“ کے الفاظ ہیں حاکم نے اس کو صحیح بتایا ہے اور وہابی نے ان کی صحت کی ہے۔

(۳) کشاف القناع ۳/۳۳۳۔

(۴) فتح المبارک ۵/۲۷۷۔

بلوغ ۲۶-۲۸

طرح نذر (۱)۔

ان میں سے ہر ایک کی تفصیل اپنے مقام پر اور اصطلاح ”صفر“ میں دیکھی جائے۔

حد و جیسے چوری کی حد (۱) اور قذف (۲) (تہمت لگانے) کی حد واجب نہیں ہوگی، لہذا اس کی تادیب کرنا جائز ہے۔

ب۔ جن احکام کی صحت کے لئے بلوغ شرط ہے:

۲۶۔ بلوغ ہر اس عمل کی صحت کے لئے شرط ہے جس میں مکمل اہلیت کی شرط ہوتی ہے، ان میں ساری ولایات ہیں جیسے مارت، قتل (۳)، ولایت علی النفس (۴) اور شہادت فی الجملہ (۵)، اور ان ہی میں دو تعریفات ہیں جن میں صرف ضرری ہے جیسے بیہ (۶)، عاریت (۷)، وقف (۸) اور کفالت (۹)، اور ان ہی میں ہے طلاق اور جواس کے معنی میں ہے، جیسے ظہار اور ایلاء (۱۰) اور خلع (۱۱) اور حلق اور انی

بلوغ سے ثابت ہونے والے احکام:

۲۷۔ یہ ایک حد تک دشوار ہر ہے کہ ان تمام احکام کا احاطہ کیا جائے جو محض بلوغ آنے سے ثابت ہوتے ہیں، ذیل میں ان احکام کی بعض مثالیں ہیں جو محض اس وجہ سے ثابت ہوتے ہیں کہ لڑکا یا لڑکی کو اہتمام آیا یا انہوں نے بلوغ کی علامتوں میں سے کوئی علامت دیکھی۔

اول۔ طہارت کے باب میں:

اعادہ تیمم:

۲۸۔ ثانویہ اور حنا بلہ کے نزدیک اگر نابالغی کی حالت میں تیمم کیا پھر ایسی چیز سے باغ ہو جو خود ناقض وضو نہیں ہے جیسے عمر کے ذریعہ بلوغ، تو اس پر لازم ہے کہ تیمم کا اعادہ کرے اگر وہ فرض نماز پڑھنا چاہتا ہے، اس لئے کہ بلوغ سے پہلے تیمم نفل نماز کے لئے تھا، کیونکہ اگر اس نے مثلاً ظہر کے لئے تیمم کیا تھا تو ظہر کی نماز اس کے حق میں نفل تھی، لہذا ایسے تیمم سے فرض کی اورانگی درست نہیں ہوگی، اس کے برعکس اگر کسی نے وضو کیا یا غسل کیا پھر باغ ہو تو وضو و غسل کا اعادہ لازم نہیں ہوگا، اس لئے نفل کے لئے وضو اور غسل بھی مایا کی کوہرے سے ختم کر دیتے ہیں، جہاں تک تیمم کا تعلق ہے تو وہ اباحت و جواز تو پیدا کر دیتا ہے، مایا کی کوہرے نہیں کرتا، مایا کی کا مشہور قول بھی یہی ہے

(۱) بدائع الصنائع ۵/۸۲، حاشیہ المدسوق علی المشرع الکبیر ۲/۱۶۱، نہایہ المحتاج ۱۶۳/۸، شرح منہاج الطالبین مع حاشیہ اقلیو بی ۳/۷۰، کشف القناع ۲۷۳/۱۔

(۱) بدائع الصنائع ۷/۱۷۷، حاشیہ المدسوق علی المشرع الکبیر ۳/۳۳۳، نہایہ المحتاج ۷/۲۱۱، شرح منہاج الطالبین ۳/۱۹۱، کشف القناع ۱۲۹/۶۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۳/۱۶۸، حاشیہ المدسوق علی المشرع الکبیر ۳/۳۲۳، نہایہ المحتاج ۷/۱۶۵، کشف القناع ۱۴۳/۱۰۳۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۳/۴۹۹، بدائع الصنائع ۷/۴۳، حاشیہ المدسوق علی المشرع الکبیر ۳/۴۹۹، المشرقی علی مختصر فلیل ۷/۱۳۸، کشف القناع ۷/۲۹۳۔

(۴) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۴۹۵، ۳/۱۱۰، ۴/۹۶، ۱۲، نہایہ المحتاج ۱/۴۳۱، حاشیہ المدسوق علی المشرع الکبیر ۳/۲۳۰۔

(۵) حاشیہ المدسوق علی المشرع الکبیر ۳/۱۶۵، ۱۸۳، ۱۸۳، رد المحتار علی الدر المختار ۳/۶۹، ۳/۷۹، نہایہ المحتاج ۸/۴۷۷، شرح منہاج الطالبین ۳/۱۸، کشف القناع ۱۶۱/۳۔

(۶) کشف القناع ۳/۲۹۸، ۲۹۹۔

(۷) المغنی والمشرع الکبیر ۵/۳۵۵۔

(۸) نہایہ المحتاج ۵/۵۱۶، کشف القناع ۳/۴۵۱، رد المحتار ۳/۵۷۰۔

(۹) بدائع الصنائع ۶/۵۱، المدسوق ۳/۲۲۹، ۳۰، شرح منہاج الطالبین مع حاشیہ اقلیو بی ۳/۶۲۔

(۱۰) رد المحتار علی الدر المختار ۳/۳۶۵، ۳۶۵۔

(۱۱) رد المحتار ۳/۵۵۸، نہایہ المحتاج ۶/۸۸، کشف القناع ۳/۳۳۲۔

کہ تیمم باحت پیدا کرتا ہے رفع پا کی نہیں کرتا۔

حنفیہ کا مسلک اور یہی مالکیہ کا ایک قول ہے کہ تیمم پا کی کو اس وقت تک کے لئے رفع کر دیتا ہے جب پانی مل جائے اور اس کے استعمال کی قدرت ہو، اس کا تقاضا یہ ہے کہ بچہ نے اگر تیمم کیا پھر باغ ہو تو اس پر تیمم کا اعادہ نہیں ہے^(۱)۔

دوم- نماز کے باب میں:

۲۹- لڑکا یا لڑکی پر وہ نماز بالا جماع واجب ہے جس نماز کے وقت میں وہ بالغ ہوئے ہوں اور اس نماز کو لوٹ نہیں کر چکے ہوں، حتیٰ کہ مالکیہ جنہوں نے کہا ہے کہ نماز کو اس کے وقت ضروری یعنی عصر کی نماز اس کے بالکل آخری حصہ تک مؤخر کرنا حرام ہے، اور اسی طرح صبح کی نماز بھی بالکل آخری وقت تک مؤخر کرنا حرام ہے، انہوں نے بھی یہ کہا ہے کہ اگر وقت ضروری میں باغ ہوتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ نماز ادا کرے، اور اس کے لئے یتا غیر حرام نہیں ہوگی^(۲)۔

۳۰- اگر اس نے وقت کی نماز پڑھ لی، پھر اس نماز کا وقت نکلنے سے پہلے باغ ہو تو اس نماز کا اعادہ لازم ہوگا، اس لئے کہ بلوغ سے پہلے جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ اس کے حق میں نفل ہے، کیونکہ وہ نماز اس پر واجب نہیں ہوتی تھی، لہذا پہلی نماز واجب کی طرف سے کافی نہیں ہوگی، یہ حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، مالکیہ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ اگر ظہر کی نماز پڑھی پھر جمعہ کی نماز سے پہلے باغ ہو گیا تو اس پر لوگوں کے ساتھ جمعہ کی نماز واجب ہوگی۔

اسی طرح اگر جمعہ کی نماز پڑھ لی، پھر باغ ہو اور دوسرا جمعہ اسے

اے تو ان لوگوں کے ساتھ دوبارہ جمعہ پڑھنا اس پر واجب ہے، اور اگر جمعہ فوت ہو جائے تو ظہر کی نماز دہرائے گا، اس لئے کہ اس کا پہلا عمل خود وہ جمعہ کی نماز ہو، نفل واقع ہوا ہے تو فرض کی طرف سے کافی نہیں ہوگا^(۱)۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر نماز پڑھ لی اور وقت کے اندر باغ ہو تو اس پر اعادہ نہیں ہے، وہ کہتے ہیں: اس لئے کہ اس نے وقت کی ذمہ داری ادا کر دی ہے، اور اگر وہ درمیان نماز باغ ہو تو جو نماز وہ پڑھ رہا ہے اسے پورا کرنا لازم ہوگا، اس کا اعادہ واجب نہیں ہوگا لیکن اعادہ کرنا مستحب ہے^(۲)۔

۳۱- جس نماز کے وقت میں وہ باغ ہوا ہے وہ نماز اس پر واجب ہوگی جیسا کہ مذکور ہوا، اسی کے ساتھ اس پر یہ بھی واجب ہوگا کہ متصل پہلے کی وہ نماز بھی پڑھے جو وہ نماز کے ساتھ جمع کی جاتی ہے، مثلاً اگر غروب شمس سے قبل باغ ہو تو ظہر اور عصر دونوں پڑھے، اور اگر فجر سے پہلے باغ ہو تو مغرب اور عشاء دونوں پڑھے، ابن قدامہ کہتے ہیں: یہ قول عبدالرحمن بن عوف، ابن عباس، طاہس، مجاہد، نخعی، زہری اور ربیعہ کا ہے، یہی امام مالک، امام شافعی، لیث، اسحاق، ابو ثور اور عام تابعین کا ہے، لہذا امام مالک نے کہا: پہلی نماز اس وقت واجب ہوگی جب اتنا وقت مل جائے جس میں پانچ رکعات پڑھی جاسکتی ہوں، یعنی پہلی نماز مکمل اور دوسری نماز کی کم سے کم ایک رکعت کا وقت مل جائے، حنابلہ کے نزدیک اگر تکبیر تحریمہ کے بعد وقت مل جائے تو بھی دونوں نمازیں واجب ہوں گی، شافعیہ کے نزدیک ایک رکعت کا وقت پالینے پر واجب ہوگی۔

اس قول کی دلیل یہ ہے کہ عذر کی حالت میں دوسری نماز کا وقت ہی

(۱) ابن عابدین ۱/۶۱، زکات ۱/۱۲۰ طبع محمد مصطفیٰ، جامعہ الدرویۃ ۱/۵۵۵،

المغنی ۱/۵۵۳، کشاف ۱/۲۶۶، المجموع للوئی ۱/۲۲۱ طبع
المعیرہ ۳/۳۹۷۔

(۲) جوہر الاکلیل ۱/۳۳۔

(۱) شرح فتح القہر ۲/۳۳۲، جوہر الاکلیل ۱/۹۶، کشاف القناع ۱/۲۲۶۔

(۲) المجموع ۳/۱۲۔

پہلی نماز کا بھی وقت ہوتا ہے یعنی سفر وغیرہ میں ظہر کو عصر تک اور مغرب کو عشاء تک مؤخر کرنا ممکن ہوتا ہے، تو اس اعتبار سے عصر کا وقت ہی ظہر کا بھی وقت ہے، اور اسی طرح مغرب اور عشاء کا معاملہ ہے، تو دوسری نماز کا وقت پانے سے گویا اس نے پہلی نماز کا بھی وقت پایا۔ اس مسئلہ میں حنفیہ، ثوری اور حسن بصری نے اختلاف کیا ہے، چنانچہ ان حضرات کی رائے ہے کہ وہ صرف وہی نماز پڑھے گا جس کے وقت میں بالغ ہوا ہے^(۱)۔

سوم-روزہ:

۳۲- اگر بچہ نے رمضان میں رات سے روزہ رکھا پھر ان میں وہ بالغ ہو گیا جب کہ وہ روزہ سے ہے تو اس پر اس روزہ کی تکمیل بلا اختلاف واجب ہے، اس لئے کہ جیسا کہ ربی ثانی نے کہا: دوران عبادت وہ اہل وجوب میں سے ہو گیا تو یہ ایسا ہی ہوا جیسے کوئی بالغ شخص نفل روزہ شروع کرے پھر اس کو مکمل کرنے کی نذر مان لے (تو اس پر اسی روزہ کی تکمیل واجب ہوتی ہے)۔

اگر اس نے اسی حال میں روزہ رکھا تو اس پر قضا نہیں ہے، بلکہ حنا بلہ کے نزدیک ایک قول کے مطابق اس پر قضا واجب ہوگی۔

اگر بچہ نے رات سے روزہ نہیں رکھا پھر دن میں بالغ ہو گیا تو اس مسئلہ میں دو جگہوں پر فقہاء کا اختلاف ہے، دن کے بقیہ حصہ میں کھانے پینے سے گریز کرنا اور اس دن کے روزہ کی قضا کرنا۔

۳۳- اساک (بقیہ حصہ دن میں نہ کھانا پینا) کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف درج ذیل ہے:

حنفیہ اور حنا بلہ کا مذہب اور یہی ثانیہ کا ایک قول ہے کہ دن کے بقیہ حصہ میں اس پر اساک واجب ہے، اس لئے کہ اگرچہ وہ روزہ کا

(۱) المغنی ۱/۲۹۷، جوہر الاکلیل ۱/۳۳۸

وقت نہیں پایا۔ کالین اساک کا وقت اس نے پایا ہے۔ ان حضرات نے فرضیت رمضان کے ذریعہ منسوخ کئے جانے سے پہلے فرض عاشوراء کے سلسلہ میں وارد حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں نبی ﷺ نے فرمایا: ”من كان منكم أصبح مفطراً فليمسك بقية يومه، ومن كان أصبح صائماً فليتم صومه“^(۱) (تم میں سے جس نے بغیر روزہ کے صبح کی ہو وہ بقیہ دن اساک کرے اور جو روزہ سے ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے)، یہ حضرات کہتے ہیں کہ حکم (امر) وجوب کا مقتضی ہوتا ہے، اور یہ مہینہ کی حرمت و احترام کے لئے ہے۔

ثانیہ کا مذہب جو ان کے نزدیک اصح ہے یہ ہے کہ اس حال میں اساک مستحب ہے، واجب نہیں ہے، صرف وقت کی حرمت کی وجہ سے انہوں نے مستحب قرار دیا ہے، اساک اس حال میں واجب نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ عذر یعنی بچپن کی وجہ سے وہ بے روزہ تھا، تو یہ اس سفر کے مشابہ ہوا جو سفر سے واپس آجائے اور اس مریض کے مشابہ ہوا جو غلاب ہو جائے۔

مالکیہ کا مذہب ہے کہ اس وقت اساک نہ واجب ہے نہ مستحب، جیسے کہ ہر صاحب عذر کے لئے اگر عذر کی وجہ سے اظہار مباح ہو تو اساک نہ واجب ہوتا ہے اور نہ مستحب^(۲)۔

۳۴- روزہ کی قضا کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف درج ذیل ہے:

ثانیہ کا مذہب ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ قضا واجب ہے، حنا بلہ نے تفصیل کی ہے کہ جس نے بے روزہ صبح کی پھر دن میں بالغ ہوا تو اس پر قضا واجب ہے، اس لئے کہ اس نے وقت وجوب کا ایک

(۱) حدیث: ”من كان أصبح منكم.....“ کی روایت بخاری (الفتح ۴/۲۰۰ طبع استغبر) اور مسلم (۲/۹۸، طبع الملکی) نے کی ہے۔

(۲) شرح فتح القدیر لابن الجہام ۲/۲۸۲، جوہر الاکلیل ۱/۳۶۱، الدرر النوری ۱/۵۱۳، نہایہ المحتاج ۳/۱۸۳، المغنی ۳/۵۲، کشاف القناع ۲/۳۰۹۔

بلوغ ۳۵

نصاب کا مالک ہو، لیکن غیر حنفیہ کے نزدیک بلوغ سے قبل شروع ہونے والا سال ہی بلوغ کے بعد دراز رہے گا۔

غیر حنفیہ کے نزدیک بچہ اگر رشد کے ساتھ بالغ ہوا ہے تو اس پر یہ بھی لازم ہوگا کہ جب سے اس کی ملیت میں مال آیا ہے اگر اس کا ولی اس کی طرف سے زکاۃ نہ نکالتا رہا ہو تو گزرے ہوئے تمام سالوں کی بھی زکاۃ ادا کرے^(۱)۔

لیکن اگر لڑکا اس حال میں بالغ ہوا کہ وہ سفید ہے اور اس کے نتیجے میں اس پر حجر و پابندی برقرار ہے تو حنفیہ کے نزدیک نیت شرط ہونے کی وجہ سے وہ خود سے زکاۃ ادا کرے گا، اس کی جانب سے ولی انجام نہیں دے گا، فقہاء حنفیہ کہتے ہیں: البتہ قاضی صرف بقدر زکاۃ مال اس کے سپرد کرے گا تاکہ وہ اسے ادا کر دے، لیکن ساتھ میں ایک امین بھی بیچے گا تاکہ وہ زکاۃ کی رقم غیر مصرف میں نہ خرچ کر دے، سفید پر واجب نفعات جیسے اس کے رشتہ داروں کا نفقہ اس کے برعکس ہے، ان نفعات کی ادائیگی کے لئے چونکہ نیت شرط نہیں ہے، اس لئے اس کا ولی ان کی ادائیگی کرے گا^(۲)۔

جہاں تک ثنائیہ کا تعلق ہے، تو رہی نے کہا ہے: سفید بذات خود زکاۃ ادا نہیں کرے گا، لیکن اگر ولی اس کو اجازت دے دے اور مستحق زکاۃ شخص کی تعیین کر دے تو اس کے لئے ادا کرنا صحیح ہوگا، جیسا کہ انجی کے لئے درست ہے کہ سفید کو ادائیگی کا وکیل بنائے، اور اس کی جانب سے زکاۃ کی ادائیگی ولی یا اس کے نائب کی موجودگی میں ہونی چاہئے، اس لئے کہ اگر سفید تنہا ہوگا تو ممکن ہے مال ضائع کر دے یا اس کی ادائیگی کا مجبورا دعویٰ کرے، رہی نے اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کی کہ ولی آیا زکاۃ ادا کرے گا یا اس کے رشد تک مؤخر کرے گا^(۳)۔

جز پالیا اور اس کی انجام دہی ایک مکمل روزہ کے بغیر ممکن ہے، لیکن جس نے رات سے روزہ رکھا اور صبح روزہ کی حالت میں رہا پھر بالغ ہوا، تو اس پر قضا نہیں ہے، حنا بلہ میں سے ابو الخطاب کو اس سے اختلاف ہے۔

حنفیہ، مالکیہ نیز شافعیہ نے اپنے اصح قول میں کہا ہے کہ ایسے شخص پر قضا واجب نہیں ہے، اس لئے کہ وہ پورا وقت نہیں پاسکا، ان حضرات نے روزہ اور نماز میں فرق کیا، کیونکہ ان کے نزدیک نماز کے وقت میں بالغ ہونے پر وہ نماز واجب ہو جاتی ہے، اس لئے کہ نماز میں وجوب کا سبب اس کی ادائیگی سے متصل وقت کا جز ہے، لہذا اس کے حق میں اہلیت پائی گئی، لیکن روزہ میں وجوب کا سبب بل ہوتا ہے اور اس میں اہلیت نہیں پائی گئی ہے، یہ سلسلہ حنفیہ نے بتاتی ہے۔

المغنی میں ہے کہ امام اوزاعی کی رائے یہ ہے کہ لڑکا اگر مادہ رمضان کے دوران بالغ ہو جائے تو بلوغ کے قبل رمضان کے گزرے ہوئے دنوں کی قضا کرنی ہوگی اگر ان دنوں میں روزہ نہ رکھا ہو، یہ رائے عام اہل علم کی رائے کے خلاف ہے^(۱)۔

چہارم - زکاۃ:

۳۵ - بالغ پر وجوب زکاۃ کے مسئلہ میں فقہاء میں اختلاف ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر زکاۃ واجب ہے، اس لئے کہ وجوب زکاۃ کا تعلق مال سے ہے۔

حنفیہ کے نزدیک بالغ پر زکاۃ واجب نہیں ہے، اس لئے کہ زکاۃ ایک عبادت ہے جو مکلف شخص پر لازم آتی ہے اور بچہ مکلف لوگوں میں شامل نہیں ہے، پس جب بچہ بالغ ہو جائے تو حنفیہ کے نزدیک اس کی زکاۃ کا سال اس کے بلوغ کے وقت سے شروع ہوگا اگر وہ

(۱) ماہد مراجع۔

(۱) ابن ماجہ ج ۴/ ۴۵، المغنی ج ۲/ ۶۲۲، زکاۃ ج ۲/ ۱۴۱۔

(۲) ابن ماجہ ج ۵/ ۹۳، فتح القدیر ج ۸/ ۱۹۸۔

(۳) نہایۃ المحتاج ج ۳/ ۳۶۱۔

بلوغ ۳۶-۳۷

مالکیہ اور حنابلہ نے جہاں تک ہم ان کا کلام دیکھ سکتے ہیں اس مسئلہ پر گفتگو ہی نہیں کی ہے۔

پنجم- حج:

۳۶- اگر صغیر حج کرے پھر بالغ ہو تو اس پر دہرا حج واجب ہوگا، جو اس کے حق میں حج اسلام ہوگا، اور بلوغ سے پہلے کیا گیا حج اس کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ اس پر ترمذی اور ابن المنذر نے اجماع نقل کیا ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "ابن اربعہ لن اجلہ فی صدور المؤمنین عہدا، فیما مملوک حج بہ اہلہ فمات قبل ان یعق فقد قضی حجہ، وإن عقی قبل ان یموت فلیحج، وإنما غلام حج بہ اہلہ قبل ان ینکح۔ فقد قضی حجہ، وإن بلغ فلیحج" (۱) (میں چاہتا ہوں کہ مومنین کے سینوں میں عہد کی تجدید کروں، جس غلام کو اس کے گھر والوں نے حج کر لیا اور وہ آزاد ہوئے سے پہلے مر گیا تو اس نے اپنا حج ادا کر لیا، اور اگر مرنے سے پہلے آزاد ہو گیا تو وہ حج کرے، اور جس بچہ کو اس کے گھر والوں نے بلوغ سے پہلے حج کر لیا اس نے اپنا حج پورا کر لیا، اور اگر بالغ ہو جائے تو چاہئے کہ حج کر لے، اور اس لئے بھی کہ حج جنتی عبادت ہے جسے اس نے وجوب کے وقت سے پہلے انجام دیا تو ہفت پر وجوب سے وہ حج مانع نہیں ہوگا، رٹی کہتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ حج پوری زندگی کا عمل ہے جو مکرر نہیں ہے، تو حالت کمال میں اس کی بڑائی معتبر ہوگی (۲)۔

(۱) حدیث: "فیما مملوک....." کو امام شافعی (در مع لہسن ۱/ ۲۹۰ طبع دار الانوار) اور امام طحاوی (۲/ ۲۵۷ طبع مطبعہ الانوار الحدیث) نے ابن عباس پر سونوا نقل کیا ہے ابن جریر نے فتح الباری (۲/ ۷۰۳ طبع استغبر) میں اسے صحیح بتایا ہے۔

(۲) السنن ۳/ ۲۳۸، نہایۃ الحاج ۳/ ۳۳۳، شرح فقہ ۲/ ۳۳۲۔

۳۷- اگر مرتد لڑکا (یا مرتدہ لڑکی) اس حال میں بالغ ہو کہ وہ میقات کے اندر احرام کی حالت میں ہے، تو اگر اس کا بلوغ اس وقت ہو جب وہ میدان عرفہ میں مقیم ہے، یا قوف عرفہ سے قبل بالغ ہو، یا قوف عرفہ کے بعد بالغ ہو لیکن دسویں ذی الحجہ کی فجر سے پہلے لوٹ کر عرفات میں قوف کر لیا اور مناسک حج مکمل کئے تو کیا اس کا فریضہ حج ادا ہو گیا؟

امام شافعی اور امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ اس کا فریضہ حج ادا ہو جائے گا، اس پر دم واجب نہیں ہوگا اور نہ اس حج کے لئے احرام کی تجدید کرے گا، اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں: "اگر غلام قوف عرفات میں آزاد ہو تو اس کا وہ حج کافی ہوگا، لیکن اگر حج یعنی مزدلفہ میں آزاد ہو تو حج فرض کی طرف سے یہ حج کافی نہیں ہوگا"، اور اس مسئلہ پر قیاس کیا گیا ہے کہ غلام کے علاوہ دہرا کوئی آزاد بالغ شخص عرفات میں احرام باندھے اور حج کے مناسک پورے کرے تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا، تو اسی طرح جو لڑکا عرفہ میں بالغ ہو اس کا فرض حج ادا ہو جانا چاہئے۔

حنفی کا مسلک یہ ہے کہ اگر بلوغ کے بعد قوف عرفہ سے قبل احرام کی تجدید کر لے تو حج فرض ادا ہو جائے گا، اور اگر احرام کی تجدید نہ کرے تو فرض حج ادا نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس کا احرام نفل منعقد ہوا ہے تو یہ احرام فرض میں نہیں بدلے گا، فقہاء حنفیہ کہتے ہیں: احرام اگر چہ حج کے لئے شرط ہے لیکن وہ رکن کے مشابہ ہے، اس لئے ہم نے عبادت میں احتیاط کے بطور احرام کو شہ رکن تصور کیا۔

امام شافعی سے ایک روایت ہے، جیسا کہ مختصر مزنی میں ہے کہ اس صورت میں اس پر دم واجب ہوگا، یعنی اس لئے دم واجب ہوگا کہ وہ بغیر احرام میقات سے گذرنے والے کی طرح ہے۔

امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ اس سے حج فرض ادا ہی نہیں ہوگا، وہ

بلوغ ۳۸-۳۹

ہوگی، اس لئے کہ اس کی بنیاد میں ضعف ہے، لہذا تقاضی کی جانب رجوع پر موقوف رہے گا۔

امام ابو یوسف کہتے ہیں: ان دونوں کو اختیار حاصل نہیں ہوگا، جیسے باپ یا دادا کے کئے ہوئے نکاح میں اختیار نہیں ہوتا ہے، کنواری لڑکی کو اگر اختیار حاصل ہو اور عقد نکاح کا اسے علم ہو تو محض خاموشی سے اختیار سناٹا ہو جائے گا، اور بلوغ یا علم نکاح کے آخر مجلس تک اختیار باقی نہیں رہے گا، یعنی اگر دوبالغ ہوئی اس حال میں کہ وہ نکاح سے واقف ہے، یا بلوغ کے بعد نکاح کا علم ہوتا ہے تو بلوغ یا علم ہونے کے وقت فوری فسخ کرنا ضروری ہے، اگر تھوڑی دیر بھی خاموش رہی تو اختیار باطل ہو جائے گا، خواہ وہ مجلس (بلوغ یا علم) تہ میل نہ ہوئی ہو، اسی طرح مجلس بلوغ یا مجلس علم نکاح کے آخر تک بھی اختیار باقی نہیں رہے گا، اگر لڑکی کو مسئلہ نہ معلوم ہو کہ اسے اختیار بلوغ حاصل ہے یا یہ نہ معلوم ہو کہ یہ اختیار آخر مجلس تک باقی نہیں رہے گا، اور اختیار سے لائمی کا دعویٰ غدر نہیں ہوگا، اس لئے کہ دارالاسلام میں جہل و لائمی کا غدر معتبر نہیں ہے، یہ اے امام ابو حنیفہ! امام ابو یوسف کی ہے۔

امام محمد کہتے ہیں کہ لڑکی کا اختیار اس وقت تک باقی رہے گا جب تک وہ جان نہ لے کہ اسے اختیار حاصل ہے، مبالغہ لڑکے اور شیبہ لڑکی۔ خواہ شیبہ پہلے سے ہو یا دوبارہ رہی ہو اور شوہر نے اس سے ازدواجی تعلق قائم کیا ہو، پھر دوبالغ ہوئی۔ ان دونوں کا اختیار خاموشی سے باطل نہیں ہوگا جب تک کہ صریح رضامندی یا دلالت رضامندی جیسے بوسہ لیمہ، چھوا، مہر ادا کرنا نہ پائے جائیں، یہ اختیار مجلس سے اٹھ جانے سے بھی باطل نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس کے خیار کے استعمال کی مدت پوری عمر ہے، لہذا جب تک رضامندی نہ پائی جائے اختیار باقی رہے گا^(۱)۔

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۴/۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت جامع القصولین ۱/۴۲۸، ۴۲۹، انفع الوسائل فی تحریر المسائل لطرسوی ص ۱۵، طبع مکتبہ الشرق۔

بلوغ کے بعد احرام کی تجدید بھی نہیں کرے گا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ جس احرام میں دوبالغ ہوا ہے اسے جاری رکھے اور اس سے حج فرض کی ادائیگی نہیں ہوگی^(۱)۔

۳۸- اگر لڑکا بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھ جائے پھر بالغ ہو اور میقات تک واپس آنے کے بجائے اسی جگہ سے احرام باندھ لے، تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اور یہی حنابلہ کی ایک روایت ہے، یہ کافی ہوگا، اس پر دم واجب نہیں ہوگا، اس لئے کہ ودعی اور میقات کے اندر رہنے والے کی طرح ہے۔

امام شافعی کی رائے ہے اور یہی امام احمد کی دوسری روایت ہے کہ اگر وہ میقات واپس نہ آئے تو اس پر دم واجب ہوگا، اس لئے کہ وہ بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھا ہے^(۲)۔

ششم-خیار بلوغ:

بچپن میں لڑکی یا لڑکے کی شادی پر اختیار:

۳۹- اکثر حنفیہ کے نزدیک اگر بالغ لڑکے یا لڑکی خود لڑکی شوہر دیدہ ہو، کی شادی باپ اور دادا کے علاوہ مثلاً بھائی یا چچا وغیرہ نے کنو میں مہر مثل کے ساتھ کی ہو تو نکاح صحیح ہوگا، لیکن ان دونوں کو بلوغ کے وقت فسخ نکاح کا اختیار ہوگا، بشرطیکہ ان دونوں کو بلوغ سے پہلے یا بلوغ کے وقت عقد نکاح کا علم ہو یا بلوغ کے بعد انہیں عقد کا علم ہو، بایں طور کہ بلوغ کے وقت تو نکاح کا علم نہ ہو پھر اس کے بعد علم ہو گیا ہو، اگر وہ دونوں فسخ کو اختیار کریں تو تقاضی کے ذریعہ فسخ کی تکمیل

(۱) المغنی ۳/۳۸، نہایت المحتاج ۳/۴۳۳، الام ۲/۴۰۲، مختصر المحرر فی ۷۰۷ شرح فتح القدیر مع حواشی ۳/۴۳۲، المدونہ ۱/۳۸۱۔
(۲) شرح فتح القدیر ۳/۴۳۳، الفتاویٰ الجندیہ ۱/۴۱۷، المدونہ ۱/۳۸۰، ۳۸۱، لا ملحق فی ۳۰۷، المغنی ۳/۴۶۸۔

کو غور کا اختیار حاصل ہونا چاہئے کہ نکاح کو باقی رکھے یا رد کر دے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلوغ کے بعد لڑکے کو اختیار کا حق ملے^(۱)۔
تفصیل باب "الولایۃ" میں دیکھی جائے۔

۴۱- شافعیہ اپنے ایک قول میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر صغیر کی شادی اس کے باپ نے کسی عیب والی عورت سے کیا ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور بائع ہونے پر اس کو اختیار حاصل ہوگا، لیکن مذہب شافعیہ یہ ہے کہ نکاح صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ نکاح پسند و خوش حالی کے خلاف ہے^(۲)۔

اگر صغیر کی شادی اس کے باپ نے غیر کفو میں کر دی تو اصح قول کے مطابق یہ نکاح اس صورت میں درست ہے، اس لئے کہ مرد کو اپنے غیر کفو کو فراش بنانے میں کوئی عار نہیں ہوتا، البتہ اسے خیار حاصل ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ عقد صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ ولایت مصلحت سے وابستہ ہے، اور غیر کفو میں شادی کرنا مصلحت کے خلاف ہے^(۳)۔

اگر باپ یا دادا نے صغیرہ کی شادی غیر کفو میں کر دی تو بائع ہونے پر صغیرہ کو خیار حاصل ہوگا، اس لئے کہ یہ شادی خلاف ظہر قول کی رو سے صحیح واقع ہوتی ہے، اور عدم کفو کے نقص کی وجہ سے خیار ثابت ہوگا۔

ظہر قول کے مطابق یہ شادی باطل ہے^(۴)۔

۴۲- حنابلہ کے نزدیک باپ کے علاوہ کسی اور کو صغیرہ کی شادی کرنے کا جواز نہیں ہے، پس اگر باپ نے صغیرہ کی شادی کی تو اس صورت میں صغیرہ کو خیار حاصل نہیں ہوگا، لیکن باپ کے علاوہ کسی اور

اگر صغیرہ کی شادی تاضی نے کفو میں کر دی اور اس کا باپ یا دادا فاسق ہو تو امام ابو حنیفہ کی ظہر روایت میں اسے خیار حاصل ہوگا، اور یہی امام محمد کا قول ہے^(۱)۔

۴۰- مالکیہ کے نزدیک اگر صغیر کے ولی نے خود وہ باپ ہو یا کوئی اور، اس کا عقد ایسی شرائط پر کر دے جو عقد میں لگائی گئی ہوں اور وہ شرائط ایسی ہوں کہ مکلف کی جانب سے واقع ہونے پر لازم ہوتی ہوں، مثلاً لڑکی کے لئے یہ شرائط لگائی گئی کہ اگر لڑکے نے اس لڑکی کے رہتے ہوئے دوسری شادی کی تو اس لڑکی کو یا اس دوسری بیوی کو طلاق ہوگی، یا صغیر نے اپنا عقد نکاح خود سے شرائط پر کر لیا اور اس کے ولی نے ان شرائط کی اجازت دے دی، پھر وہ بائع ہوا اور بلوغ کے بعد ان شرائط کو پسند کرتا ہے، اور حال یہ ہو کہ اس نے بیوی سے دخول نہ کیا ہو، نہ بلوغ سے پہلے اور نہ بلوغ کے بعد، شرائط کو جانتے ہوئے، تو صغیر کو اختیار ہوگا کہ یا تو نکاح کو باقی رکھ کر شرائط کی پابندی کرے یا شرائط کی پابندی نہ کرے اور ایک طلاق دے کر نکاح فسخ کر دے، اور اس کی نوبت اس وقت آئے گی جب شرائط ختم کرنے پر عورت راضی نہ ہو، اس مسئلہ میں صغیرہ کا حکم وہی ہے جو صغیر کا ہے، تفصیل کتب فقہ کے باب الولایۃ میں دیکھی جائے^(۲)۔

اگر صغیر نے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا عقد نکاح کر لیا تو اس کے ولی کو اختیار ہوگا کہ ایک طلاق سے اس کا عقد فسخ کرے، اس لئے کہ یہ نکاح صحیح ہے، صرف اتنی ہی بات ہے کہ نکاح لازم نہیں ہے، مالکیہ میں سے ابن المواز نے کہا ہے کہ اگر ولی نے بچہ کا عقد نکاح رد نہیں کیا جب کہ فسخ نکاح ہی مفاد و مصلحت کا تقاضا تھا، یہاں تک کہ لڑکا بڑا ہو گیا اور ولی کی ولایت سے نکل گیا تو نکاح جائز ہو گیا، اب خود لڑکے

(۱) حاشیہ المدنی علی الشرح الکبیر ۲/۲۳۱۔

(۲) نہایۃ النکاح ۲۵۵/۸ طبع المکتبۃ الاسلامیہ الریاض۔

(۳) نہایۃ النکاح ۲۵۶/۸۔

(۴) نہایۃ النکاح ۲۳۹/۸۔

(۱) جامع المفصلین ۲۹۱/۱ طبع مولیٰ المطبعۃ الازہریہ۔

(۲) المدنی علی الشرح الکبیر ۲۳۱/۳-۲۳۲، الشرح علی مختصر ظہر ۱۹۹/۳۔

ہفتم۔ بلوغ کی وجہ سے ولایت علی النفس کا اختتام:

۴۳۔ حنفیہ کے نزدیک آزاد عورت پر ولایت نکاح کے تعلق سے ولایت علی النفس مکلف ہونے (یعنی بلوغ و عقل) سے ختم ہو جاتی ہے، لہذا مکلف آزاد عورت کا نکاح ولی کی رضا مندی کے بغیر درست ہے، اور اس پر طلاق و ورثت وغیرہ احکام مرتب ہوں گے۔

کنواری لڑکی کی پرورش اس کے بالغ ہو جانے پر ختم ہو جائے گی جس طرح جنس وغیرہ سے عورتیں بالغ ہوتی ہیں، اگر وہ لڑکی نو عمر ہو تو باپ اسے اپنے ساتھ رکھے گا خواہ اس پر فساد کا اندیشہ نہ ہو، والد موجود نہ ہو تو بھائی اور چچا بھی رکھ سکتے ہیں بشرطیکہ ان دونوں کی جانب سے لڑکی پر اندیشہ نہ ہو، ورنہ قاضی کسی قائل اعتماد عورت کو متعین کر کے یہ لڑکی اس کے سپرد کر دیگا، اور عورت پر باپ کی ولایت اس وقت ختم ہوگی جب وہ اچھی عمر والی ہوگئی ہو اور اس کی رائے میں پختل آگئی ہو، تو پھر وہ جہاں چاہے رہ سکتی ہے جب کہ اس پر اندیشہ نہ ہو، اور اگر وہ لڑکی شیبہ ہو تو والد اپنے ساتھ نہیں رکھے گا والا یہ کہ اسے اپنے نفس پر اطمینان نہ ہو تو باپ اور دادا ساتھ رکھیں گے، ان دونوں کے علاوہ دوسرے لوگ نہیں جیسا کہ ابتدا میں ہے۔

لڑکے پر باپ کی ولایت اس وقت ختم ہوگی جب وہ بالغ و عاقل اور صاحب رائے ہو جائے، والا یہ کہ اس کے نفس پر اطمینان نہ ہو مثلاً وہ فساد و فحشا ہو اور اس پر اندیشہ ہو تو والد کو اسے اپنے ساتھ رکھنے کی ولایت حاصل ہوگی تاکہ فتنہ اور عار کو دور کر سکے اور اس سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو تو اس کی مادریب کر سکے، کنواری، شیبہ اور لڑکے کے حق میں دادا کے لئے بھی بعض احکام ہیں جو باپ کے لئے اوپر مذکور ہوئے^(۱)۔

مالکیہ کے نزدیک صغیر کے حق میں ولایت علی النفس اس کے

نے اس کی شادی کی تو نکاح باطل ہوگا، اور ایک روایت میں ہے کہ باپ کے علاوہ کسی اور کی کرہی شادی بھی درست ہے، اور بالغ ہونے پر صغیرہ کو اختیار حاصل ہوگا جیسا کہ امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے، اور کہا گیا ہے کہ نو برس کی عمر ہونے پر اختیار حاصل ہوگا، اس سے پہلے اگر طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور اس کا اختیار باطل ہوگا، اسی طرح اگر نو سال پورے ہونے پر اس کے شوہر نے وطی کی اور اس نے اختیار استعمال نہیں کیا تو اختیار باطل ہو جائے گا^(۲)۔

صغیر کے ولی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کی شادی کسی معیوب خاتون سے کرے جس کے عیب کی وجہ سے نکاح روک دیا جاتا ہے، اسی طرح صغیرہ کے ولی کو بھی ایسے معیوب مرد سے اس کی شادی کرنے کا اختیار نہیں ہے جس عیب کی وجہ سے نکاح فسخ کر دیا جاتا ہے، اس لئے کہ ولی کی ذمہ داری ہے کہ ان دونوں کے مغلط اور بھائی کے مطابق کام کرے، اور ایسے نکاح میں ان دونوں کا کوئی مغلط نہیں ہے، پس اگر غیر مکلف لڑکے یا لڑکی کے ولی نے قائل رد عیب زد شخص سے شادی عیب کو جانتے ہو جیتے کر دی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ ولی نے ان دونوں کے لئے ایسا مقدمہ کیا ہے جو جائز نہیں ہے، اور اگر ولی کو ظلم نہ ہو کہ شوہر معیوب ہے تو عقد صحیح ہو جائے گا، لیکن عیب کا ظلم ہونے پر عقد کو فسخ کرنا واجب ہوگا، لیکن ”المنتہی“ میں اس کے برعکس تحریر ہے جس سے وہم ہوتا ہے کہ فسخ مباح ہوگا، حنا بلہ میں سے بعض نے کہا کہ نکاح فسخ نہیں کیا جائے گا، اور ان دونوں کے خیار کے لئے بلوغ کا انتظار کیا جائے گا^(۳)۔

تفصیلات باب النکاح اور ولایت میں دیکھی جائیں۔

(۱) شرح منہج الارادات ۲/ ۱۸ طبع مکتبہ دارالمعرب مطاب ولی النفس فی شرح غایۃ المنتہی ۵/ ۱۳۹۔

(۲) المنتہی ۶/ ۲۸، ۵۳۱، ۵۳۹، مطاب ولی النفس فی شرح غایۃ المنتہی ۵/ ۱۵۳۔

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۲/ ۴۳۱، ۴۳۲۔

ہشتم - ولایت علی المال:

۴۴ - ولایت علی المال صغیر کے عقل کے ساتھ بالغ ہونے سے ختم ہو جاتی ہے، خو نو دو لڑکا ہو یا لڑکی، اور اس پر سے پابندی اٹھ جاتی ہے، لیکن اس کے لئے باتفاق فقہاء شرط ہے کہ وہ رشید ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَابْتَغُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ، فَإِنْ أَنتُم مِّنْهُمْ رُّشَدًا فَأَدْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ" (۱) (اور تمہیں ان کی جانچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ عمر نکاح کو پہنچ جائیں تو اگر تم ان میں ہوشیاری دیکھ لو تو ان کے حوالہ ان کا مال کر دو)۔

اس مسئلہ میں اختلاف تفصیل ہے جس کے لئے ابواب تحریر کی جانب رجوع کیا جائے (۲)۔



فطری بلوغ سے ختم ہو جائے گی، یعنی وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائے تو جہاں چاہے وہ جا سکتا ہے، لیکن اگر اس کی خوبصورتی وغیرہ کی وجہ سے اس پر فساد کا اندیشہ ہو یا اس کے دوست اور یار بُرے لڑکے ہوں اور ان سے ان کو فاسد اخلاق کی عادت پڑ گئی ہو تو والد کے ساتھ ہی رہے گا جب تک کہ اس کے اخلاق اچھے نہ ہو جائیں، اور اگر لڑکا بلوغ کے وقت پختہ عقل ہو تو جہاں چاہے جا سکتا ہے، کیونکہ اس کی ذات کی نسبت سے پابندی ختم ہو چکی ہے۔ اور لڑکا اگر بالغ ہو جائے خو نو یا ریا مجنون ہو تو مشہور قول کے مطابق اس سے ماں کی پرورش سا ملے ہو جائے گی۔

جہاں تک لڑکی کا تعلق ہے تو ماں کا حق حضانت اور ولایت علی النفس اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اس کی شادی نہ ہو جائے (۱)، مثلاً فیہ کے نزدیک صغیر خو نو لڑکا ہو یا لڑکی محض بالغ ہونے سے اس پر ولایت ختم ہو جائے گی (۲)۔

حنابلہ کے نزدیک حضانت صرف بچہ یا معتود پر ثابت ہوتی ہے، عاقل بالغ پر حضانت نہیں ہے، اگر وہ مرد ہے تو والدین سے ملاحد و تنہا رہ سکتا ہے، اور اگر عورت ہے تو وہ تنہا نہیں رہ سکتی ہے، اس کا باپ اسے اکیلے رہنے سے روک سکتا ہے، اس لئے کہ اسے اطمینان نہیں ہے کہ لڑکی کے پاس ایسے لوگ آئیں جو اسے بگاڑ دیں اور لڑکی اور اس کے خاندان کو عار لگ جائے، اور اگر اس کا باپ نہ ہو تو اس کے ولی اور خاندان والوں کو حق ہے کہ اس کو تنہا رہنے سے روک دیں (۳)۔

(۱) سورۃ نسا ۶۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۴۵، ۴۵، ۴۴، بحر الرائق شرح کنز الدقائق ۸/۱۹۰-۱۹۱، حلیۃ الدعویٰ علی المشرع الکبیر ۳/۳۹۶، شرح الررکانی ۵/۴۹۳، ۴۹۲، الخرش ۵/۴۹۳، نہایۃ المحتاج ۳/۳۳۵-۳۳۶، المغنی ۵۰/۳۵۲، ۳۵۳، شرح منہاج الطالبین ۳/۲۲۹-۲۳۰، ۲۳۲، المغنی لابن قدامع المشرع الکبیر ۳/۵۱۲، ۵۱۶، ۵۱۷، تفسیر القرطبی ۲/۳۲، ۳۱، کشاف المحتاج ۳/۱۱۷-۱۱۸۔

(۱) حلیۃ الدعویٰ علی المشرع الکبیر ۳/۴۹۳-۴۹۳، الخرش ۳/۲۰۷-۲۰۸، ۲۹۱/۵، شرح الررکانی ۳/۴۳۳، ۴۹۰۔
(۲) نہایۃ المحتاج ۳/۳۳۵ اور اس کے بعد کے صفحات شرح منہاج الطالبین ۳/۳۰۰۔
(۳) المغنی ۲/۶۱۳۔

بھول کر سام پھیر دیا تو وہ اپنی نماز پر بناء (اسی نماز کو مکمل) کرے گا اور تہجد سہو کرے گا۔

اگر نمازی کو نماز میں نکسیر پھوٹ جائے لیکن خون کپڑا یا بدن میں نہ لگے تو وہ اپنی نماز کی بناء کرے گا (یعنی نماز پوری کرے گا)۔

اگر موذن نے اذان کے دوران عہد ایا سہوا بات کر لی تو بناء کرے گا، از سر نو دوبارہ نہیں دے گا۔

اگر خطبہ جمعہ کے دوران مسجد سے لوگ نکل جائیں پھر طویل فصل سے پہلے لوٹ آئیں تو امام اسی خطبہ کو جاری رکھے گا جو ان کی موجودگی میں دے رہا تھا، پھر سے شروع نہیں کرے گا۔

اسی طرح لفظ بناء کا استعمال فقہی قاعدہ پر تفریع یعنی اس پر مسئلہ کی تخریج کے لئے بھی ہوتا ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف- ترمیم:

۲- ترمیم عمارت کی اصلاح کو کہتے ہیں (۱)۔

ب- عمارۃ:

۳- عمارۃ دو معنی ہے جس سے جگہ کو آباد کیا جائے، اس لفظ کا اطلاق گھر کی تعمیر پر بھی ہوتا ہے، عمارۃ کی ضد شراب یعنی ویران ہے، شراب اس جگہ کے لئے بولتے ہیں جو آباد رہنے کے بعد ویران و خالی ہو جائے (۲)۔

ج- اصل:

۴- ”اصل“ لغت میں کسی چیز کے نچلے حصہ کو کہتے ہیں۔

(۱) أساس البلاغ، مادة ”بنی“۔

(۲) الصحاح، المصباح، تہذیب اللغہ، مادة ”خرب“۔

بناء

تعریف:

۱- ”بناء“ لغت میں ایک شئی کو دوسری شئی پر اس طرح رکھنے کو کہتے ہیں جس سے اس کو پائیدار کرنا مقصود ہو (۱)۔

اس کا اطلاق گھر وغیرہ کے بناء پر ہوتا ہے، اس کی ضد بدم (گرا نا) اور نقض (توزنا) ہے۔

لفظ ”بناء“ کا اطلاق بیوی کے ساتھ ازواجی تعلق پر بھی ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: ”ہنسی علی اہلہ“، ”ہنسی باہلہ“ (اپنی زوجہ سے جماع کیا)، ان دونوں میں پہلا جملہ زیادہ فصیح ہے اور اس سے عقد نکاح کے بعد جماع مراد ہوتا ہے، اس کی اصل یہ ہے کہ مرد جب شادی کرتا ہے تو دلہن کے لئے نیا خیمہ بناتا ہے اور اسے تمام ضروریات سے آراستہ کرتا ہے (۲)۔

فقہاء اس لفظ کا استعمال گھر وغیرہ کے لئے کرتے ہیں، نیز عبادات میں ایسا خلل آجائے جس سے اس کی تجدید ضروری نہ ہو تو پہلی نیت سے ہی اس عبادت کو مکمل کر لینے کے لئے بھی فقہاء اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔

اس کی مثال مندرجہ ذیل ہے:

مہبوب (جس کی رکعت چھوٹی ہوئی ہے) نے امام کے ساتھ

(۱) الکلیات ۱/۳۱۷۔

(۲) أساس البلاغ، مادة ”بنی“۔

کی تعمیر واجب ہوتی ہے، جیسے مجبور شخص کے لئے گھر کی تعمیر، اگر اس میں واضح طور سے اس کا ایسا مفاد ہو کہ وہ بعد میں حاصل نہ ہو سکتا ہو۔

کبھی مکان بنانا حرام ہوگا، جیسے مشترک منفعت والی جگہوں مثلاً عام راستہ پر مکان بنایا جائے، یا لبو و لعب کے لئے بنایا جائے، یا نقصان پہنچانے کی نیت سے مثلاً پڑوسی کی ہوا بند کرنے کے لئے بنایا جائے۔

کبھی مستحب ہوتا ہے، جیسے مساجد، مدارس، اسپتال اور ہر ایسے کام کے لئے تعمیر جس میں مسلمانوں کا عمومی فائدہ ہو اور کسی واجب ذمہ داری کی تکمیل اس پر منحصر نہ ہو، ورنہ تو اس کی تعمیر واجب ہوگی۔ اس لئے کہ کسی واجب کی تکمیل جس چیز پر منحصر ہو وہ چیز بھی واجب ہو جاتی ہے۔

ہر کبھی مکان کی تعمیر مکروہ ہوتی ہے، جیسے بغیر ضرورت اور نجی عمارتیں بنانی جائیں (۱)۔

مکان کی تعمیر کا ولیمہ:

۷- یہ مستحب ہے، جس طرح کسی خوشی کے حصول یا پریشانی کے ازالہ پر ویسے کئے جاتے ہیں، اور مکان کی تعمیر کے ولیمہ کو "کیرہ" کہتے ہیں، اور اس کی نکاح کے ولیمہ کی طرح تاکید نہیں ہے (۲)۔

بعض ثانویہ نے اس ولیمہ کے وجوب کا ایک قول ذکر کیا ہے، اس لئے کہ امام شافعی نے مختلف اقسام کے ولیموں کے ذکر کے بعد کہا، انہی میں سے ولیمہ ہے اور میں اس کے ترک کی اجازت نہیں دیتا۔

اصطلاح میں "اصل" وہ ہے جس پر دوسری چیز کی بنیاد رکھی جائے، اس کے بالتقابل لفظ "فرع" ہے، نیز اس لفظ کا استعمال "راجح"، "وکیل"، ایسا قاعدہ جو چیزیات کو جمع کر لے اور اس پر جس سے کوئی چیز منفرع ہو جیسے باپ جس سے اس کی اولاد منفرع ہوتی ہے، ان سب معانی کے لئے ہوتا ہے (۱)۔

۵- عقار:

۵- عقار (غیر منقولہ جائداد و زمین) منقولہ کے برعکس ہوتا ہے، یہ وہ ٹھوس ملکیت ہے جو زمین میں پائیدار ہوتی ہے (۲)۔

اجمالی حکم:

اول: بناء (بمعنی مکان بنانا)

۶- بناء و تعمیر اصلاً مباح ہے، خواہ وہ سات گز سے زائد ہو، جہاں تک حدیث میں وارد ممانعت کا تعلق ہے: "إذا أراد الله بعبد شراً أخضر له اللين والطين، حتى يبنى" (۳) (جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کا بُرا چاہتا ہے تو اس کے لئے اینٹ اور مٹی کو اچھا و پسندیدہ بنا دیتا ہے تاکہ وہ تعمیر کرے) تو علامہ مناوی نے وضاحت کی ہے کہ اس ممانعت کا تعلق اس صورت سے ہے جب تفاثر کے لئے بنایا جائے، یا ضرورت سے زائد بنایا جائے (۴)، مکان پر بھی بقیہ پانچوں احکام مرتب ہوتے ہیں، چنانچہ کبھی مکان

(۱) الکلیات، مادہ "اصل"۔

(۲) الکلیات ۳/ ۱۸۵۔

(۳) حدیث: "إذا أراد الله بعبد شراً أخضر له اللين والطين"۔ "کوہرانی نے معراج الاحیاء (۳/ ۳۳۱ طبع لکھنؤ) میں ابو ذر کی طرف حضرت عائشہ کی حدیث کے بطور منسوب کیا ہے اور اس حدیث کو جدید علیا ہے۔

(۴) حاشیہ اہلبی بی ۳/ ۹۵، فیض القدر ۱/ ۲۶۳ طبع انجاریہ اور "محرر" لفظ کو محض محسوس کی طرح ہے۔

(۱) روحہ المطہرین ۷/ ۳۳۲ حاشیہ ابن ماجہ ۵/ ۲۲۱، المغنی ۷/ ۱۱۔

(۲) مواہب الجلیل ۳/ ۳۱۱، مسکن ۳/ ۱۳۲۔

بعض مالکیہ نے اسے مکروہ بتایا ہے، اور بعض مالکیہ سے مروی ہے کہ یہ ولیمہ مباح ہے۔
تفصیل اصطلاح ”ولیمہ“ میں دیکھی جائے۔

بناء کے احکام:

الف- کیا عمارت منقولہ اشیاء میں ہے؟

۸- حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ عمارت منقولہ سامانوں میں سے ہے^(۱)۔

بقیہ مسالک میں عمارت کا شمار غیر منقولہ سامانوں میں ہے^(۲)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح ”عقار“ دیکھی جائے۔

ب- عمارت پر قبضہ:

۹- فقہ میں عمارت پر قبضہ اس طرح ہوگا کہ خیرہ اس کے لئے عمارت کو خالی کر دے اور خیرہ اس میں تصرف پر قدرت دے دے، جیسا کہ حنفیہ اور شافعیہ نے صراحت کی ہے، یہ فقہاء فرماتے ہیں: تصرف پر قدرت دینے کی ایک شکل یہ ہے کہ مکان کی کتبلی اس کے حوالہ کر دے، بشرطیکہ فرہ و خست کنندہ نے عمارت کو اپنے سامان سے خالی کر دیا ہو اور کوئی شرعی یا حسی رکاوٹ بھی نہ ہو، فقہاء فرماتے ہیں: اس لئے کہ شارع نے قبضہ کو مطلق رکھا اور اس سے احکام وابستہ کئے، لیکن قبضہ کی کیفیت بیان نہیں کی، اور لغت میں قبضہ کی تعریف متعین نہیں ہے، لہذا عرف کا اعتبار کیا جائے گا، اور عرف میں قبضہ کی وہ شکل ہے جو ہم نے ذکر کی^(۳)، تفصیل کے لئے اصطلاح ”قبض“ دیکھی جائے۔

ج- فروخت شدہ مکان میں شفعہ:

۱۰- اگر زمین کے ساتھ مکان بھی منمنافرہ و خست کیا جا رہا ہو تو ایسے مکان میں شفعہ جاری ہوگا، لیکن اگر تنہا مکان ہی فروخت کیا جائے تو اس میں شفعہ ثابت نہیں ہوگا، یہی جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔

امام مالک اور عطاء کے نزدیک اور یہی امام احمد کی ایک روایت ہے کہ مکان میں بھی شفعہ ثابت ہوگا خواہ اسے تنہا فروخت کیا جائے^(۱)، دیکھئے: اصطلاح ”شفعہ“۔

د- مباح زمینوں میں تعمیر:

۱۱- جمہور فقہاء کی رائے میں مباح زمین پر تعمیر جائز ہے، خواہ حاکم سے اجازت نہ لی گئی ہو، صرف شارع کی اجازت کافی ہے، اور اس لئے بھی کہ یہ مباح ہے جس طرح نکلی کاٹا اور شکار کرنا مباح ہے، لیکن چونکہ بعض علماء نے اس کے لئے حاکم کی اجازت ضروری قرار دی ہے، اس لئے اختلاف سے بچنے کے لئے اجازت لے لیا مستحب ہے^(۲)، یہ رائے شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ نیز حنفیہ میں سے امام ابو یوسف و امام محمد کی ہے۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: حاکم کی اجازت کے بغیر تعمیر جائز نہیں ہے^(۳)، ان کی دلیل و حدیث ہے: ”لیس للمعمّر الا ما طابت به نفس إمامہ“^(۴) (انسان کو صرف اسی چیز کا حق ہے جس پر اس

(۱) روح المعانی ۶/۵، البحر الرائق ۷/۲۶۶، المغنی لابن قدامہ ۵/۳۱۱، بدایہ المجتہد ۲/۲۲۸-۲۲۹۔

(۲) مغنی المحتاج ۲/۳۶۱، کافی ۱/۳۳۵۔

(۳) فتح القدر ۹/۳۳۔

(۴) حدیث: ”لیس للمعمّر الا ما طابت به نفس إمامہ“ کو طبرانی نے حضرت سعاد سے روایت کیا ہے جیسا کہ نصب الرایہ (۲/۲۹۰ طبع مجلس اعلیٰ) میں ہے، ویسے نے فرمایا: اس میں ضعف ہے۔

(۱) البحر الرائق ۷/۲۶۶، حاشیہ ابن عابدین ۳/۳۸۳۔

(۲) مغنی المحتاج ۲/۷۱، بدایہ المجتہد ۲/۲۲۸-۲۲۹، حاشیہ الدبوتی ۳/۷۶۔

(۳) مغنی المحتاج ۲/۷۱، حاشیہ ابن عابدین ۳/۳۳۔

لئے بھی کہ اس نے دھڑے کی ملکیت میں اپنی وہ ملکیت شامل کر دی ہے جو اپنی ذات میں دھڑے کی اجازت کے بغیر قابل احترام نہیں ہے تو اس پر لازم ہوگا کہ اس دھڑے شخص کی ملکیت کو خالی و فارغ کرے، اور اگر زمین کا مالک بغیر عوض مکان لینا چاہے تو اسے یہ حق نہیں ہوگا^(۱)۔

خفیہ کے یہاں اس صورت میں تفصیل ہے جب درخت یا مکان ایسے شری سبب کا گمان کر کے بنایا ہو جس کی وجہ سے بنانے والا معذور قرار پاتا ہو، ایسی صورت میں دیکھا جائے: اگر زمین کی قیمت مکان کی قیمت سے زائد ہو تو غاصب کو مکان توڑنے کا حکم دیا جائے گا، لیکن اگر زمین کی قیمت کم ہو تو توڑنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، بلکہ مکان و ملا زمین کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا، اگر مکان ظلماً بنایا ہو تو زمین کے مالک کو اختیار ہوگا کہ یا تو مکان بنانے کا حکم دے یا ایسی عمارت کو اپنی ملکیت میں ملے لے جس کے توڑے جانے کا حق ثابت ہو گیا ہو^(۲)۔

مدت غصب کے دوران زمین کی منفعت کے خدان اور اس سلسلہ میں فقہاء کی آراء کے لئے اصطلاح ”غصب“ دیکھی جائے۔

ز۔ کرایہ کی زمین پر تعمیر:

۱۳۔ اگر کرایہ دار نے کرایہ کی زمین پر مکان تعمیر کر لیا تو مدت کرایہ داری ختم ہونے پر مکان بنانا اور زمین خالی کر کے مالک کو حوالہ کرنا کرایہ دار پر لازم ہوگا، اس لئے کہ مکان کی کوئی آخری انجمن نہیں ہوتی، اور مکان باقی رکھنے میں زمین کے مالک کا نقصان ہے، لہذا یہ کہ زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو کہ توڑی ہوئی حالت میں مکان کی جو قیمت ہو

کے حاکم کی رضا مندی ہو۔

دیکھئے اصطلاح ”وحياء الموات“۔

ھ۔ زمین کو تعمیر کے لئے قبضہ میں لینا:

۱۲۔ اگر کسی شخص نے زمین کو تعمیر کے لئے قبضہ کیا اور اس میں اتنی مدت تک تعمیر نہیں کی جس مدت میں تعمیر ممکن ہے، اور نہ ہی کسی اور شکل میں اس زمین کو آباد کیا تو اس زمین پر اس کا حق ختم ہو جائے گا، اس لئے کہ قبضہ کرنا تعمیر کا ذریعہ ہے، لہذا قبضہ سے تعمیر اسی قدر موخر کی جائے گی جس قدر اس کے اسباب متقاضی ہوں، بعض فقہاء کی رائے ہے کہ ایسی صورت میں معاملہ کو تاضی کے پاس لے جایا جائے گا، اور طول مدت سے اس کا حق باطل نہیں ہوگا، بعض فقہاء نے یہ مدت تین سال بتائی ہے، اس لئے کہ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے: ”قبضہ کرنے والے کے لئے تین سال کے بعد حق نہیں ہے“، شافعیہ نے اس کی مراعت کی ہے، دیگر مسالک میں کچھ اختلاف اور تفصیل ہے^(۱) جس کے لئے اصطلاح ”وحياء الموات“ دیکھی جائے۔

و۔ غصب کی ہوئی اراضی میں تعمیر:

۱۳۔ اگر کسی نے غصب شدہ زمین پر مکان بنالیا اور زمین کے مالک نے مکان توڑنے کا مطالبہ کیا تو مکان توڑ دیا جائے گا، ابن قدامہ کہتے ہیں: اس مسئلہ میں ہمارے علم کے مطابق فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ حدیث نبوی ہے: ”لیس لعرق ظالم حق“^(۲) (ظالم شخص کی لگائی ہوئی چیز کا کوئی حق نہیں ہے)، اور اس

(۱) فتح القدیر ۵/۸۹، مفتی المساجد ۲/۶۷۷، روئے طائیں ۵/۲۸۷۔

(۲) حدیث: ”لیس لعرق ظالم حق“ کی روایت ابو داؤد (۳/۲۵۳) طبع عزت عبید دہاس نے حضرت سعید بن زید سے کی ہے ابن حجر نے فتح الباری (۵/۱۸۷) طبع المستقیم میں اسے قویٰ قرار دیا ہے۔

(۱) المفتی لابن قدامہ ۵/۸۹، مفتی المساجد ۲/۲۹۱۔

(۲) حاشیہ ابن طایبین ۵/۳۱۔

کرایہ دار کو ادا کر دے اور مکان اپنی ملکیت میں لے لے تو صاحب مکان کی رضامندی سے وہ ایسا کر سکتا ہے، بشرطیکہ مکان توڑنے سے زمین کو نقصان نہ ہو، اور اگر مکان توڑنے سے زمین کو نقصان ہو تو مالک زمین ٹوٹی ہوئی حالت میں مکان کی جو قیمت ہو اور اگر کے مکان کا مالک بن جائے گا، اس میں مالک مکان کی رضامندی ضروری نہیں ہوگی۔

حنفیہ کے نزدیک مطلق کرایہ داری اور ایسی کرایہ داری جس میں توڑنے کی شرط لگا دی گئی ہو، دونوں کے درمیان فرق نہیں ہے (۱)۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی نے طویل مدت جیسے نوے سال (ان حضرات کے مطابق جو اسے درست سمجھتے ہیں) کے لئے زمین کرایہ پر لی تاکہ اس میں تعمیرات کرے اور میا میا پھر مدت پوری گزر گئی اور مالک چاہتا ہے کہ کرایہ دار کو نکال دے اور اس کی تعمیرات کی منہدم شدہ حالت کی قیمت اسے ادا کر دے تو اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ اس پر وہ سب ہوگا کہ اپنی زمین میں تعمیرات کو باقی رہنے دے اور آئندہ کے لئے اجرت مثل وصول کرے، خوب یہ کرایہ پر دی گئی زمین اس کی ملکیت ہو یا کسی مصرف پر وقف ہو (۲)۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد مکان بنانے کی شرط لگائی گئی ہو تو کرایہ دار پر لازم ہوگا کہ شرط پوری کرتے ہوئے مکان بنالے، توڑنے سے مکان کو پہنچنے والے نقصان کا تاوان زمین کے مالک پر نہیں ہوگا، اور نہ ہی زمین کو براہ اور درست کرنے کی ذمہ داری کرایہ دار پر ہوگی، اس لئے کہ مکان توڑنے پر دونوں راضی ہوئے ہیں، اور اگر معاملہ میں کوئی شرط نہیں لگائی گئی ہو

بلکہ دونوں نے معاملہ کو مطلق رکھا ہو تو ایسی صورت میں کرایہ دار کو اپنا مکان بنالینے کا حق ہوگا، کیونکہ مکان اس کی ملکیت ہے، لہذا وہ اس کو حاصل کر سکتا ہے، البتہ مکان توڑنے کے بعد زمین کو براہ کرنے کی ذمہ داری اس پر ہوگی، اس لئے کہ زمین کا نقصان اس نے دوسرے کی ملکیت میں مالک کی اجازت کے بغیر پہنچایا ہے، اور اگر کرایہ دار مکان توڑنے سے انکار کرے تو اسے اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا، الا یہ کہ مالک زمین توڑنے کے نقصان کے تاوان کی ضمانت لیتا ہو تو ایسی صورت میں کرایہ دار کو توڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔

جہاں تک مالک کا تعلق ہے تو اسے تین چیزوں کا اختیار ہے: یا تو کرایہ دار کو مکان کی قیمت ادا کر دے اور مکان کا مالک ہو جائے، یا مکان توڑ دے اور نقصان کے تاوان کا ضمانت ہو، یا مکان باقی رہنے دے اور کرایہ دار سے اجرت مثل وصول کرے، تفصیل اصطلاح ”اجارہ“ میں دیکھی جائے (۱)۔

ح - عاریہ لی ہوئی زمین میں تعمیر:

۱۵ - اگر کسی نے عاریہ کوئی زمین مکان بنانے کے لئے لی تو عاریت کی مدت ختم ہونے یا عاریت سے رجوع کر لینے کے بعد تعمیر کرنے کا اسے حق نہیں ہے، اگر ایسا کرتا ہے تو اس کا بنایا ہوا مکان توڑ دیا جائے گا اور اس کا حکم غاصب کا ہوگا، اور اس پر ضروری ہوگا کہ زمین کو براہ کرے اور زمین کے نقصان کا ضمانت ادا کرے، اس لئے کہ یہ عمل عہد دان و زیارتی ہے (۲)۔

اگر اس نے عاریت سے رجوع کئے جانے سے قبل تعمیر کی، تو اگر اس پر شرط لگائی گئی ہو کہ رجوع کے وقت بلا معاوضہ مکان توڑ لیا

(۱) فتح القدیر ۳/۵۸، توضیح طالب ۲/۳۰، المغنی ۵/۹۰۔

(۲) حاشیہ الدرر ۳/۳۹۔

(۱) شرح توضیح طالب ۲/۳۰، المغنی ۵/۹۰۔

(۲) روحہ الطالبین ۵/۳۷، المغنی ۵/۲۲۹۔

عی اصل ہے (۱)۔

ی۔ مساجد کی تعمیر:

۱۷۔ شہریوں، گاؤں اور محلوں میں حسب ضرورت مساجد کی تعمیر فرض ہے (۲)، اور وہ ان بڑے اعمال خیر میں سے ہے جن کی شارح نے ترغیب دی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَمَنْ بَيَّعَ أَرْضًا أَوْ مَسْجِدًا أَوْ مَسْجِدًا يَتَّقِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ، بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ" (۳) (جس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے مسجد کی تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسی گھر جنت میں تعمیر کرے گا)، مساجد کی تعمیر میں جو امور ملحوظ رکھے جائیں گے ان کے لئے مسجد کی اصطلاح دیکھی جائے۔

ک۔ نجاست آمیز اینٹ سے تعمیر:

۱۸۔ ثانویہ نے صراحت کی ہے کہ نجاست آمیز مواد و اشیاء سے گھروں وغیرہ کی تعمیر ضرورت کی وجہ سے جائز ہے جس طرح نجاست کو زمین میں بطور کھاد ڈالنا ضرورت کی وجہ سے جائز ہے، اور فی کہتے ہیں: ایسی چیز کے فروخت کرنے کی صحت پر عملی اجازت ہے (۵)۔

(۱) ابن ماجہ ۵/۵، کشاف القناع ۲/۱۱۱۔

(۲) کشاف القناع ۲/۳۳۳ طبع عالم الکتاب بیروت۔

(۳) سورہ نور ۳۶۔

(۴) حدیث حسن بنی اللہ۔۔۔ کی روایت بخاری (الفتح ۵/۴۴ طبع استغبر)

اور مسلم (۳/۲۲۸ طبع المصنف) نے کی ہے۔

(۵) اقلیہ ۵/۵۵، مثنیٰ لکھنؤ ۲/۱۱، تحت لکھنؤ ۲/۲۵۔

ہوگا تو شرط پر عمل کرتے ہوئے توڑنا ضروری ہوگا۔

اگر توڑنے کی شرط نہ لگائی گئی ہو تو مفت نہیں توڑے گا، خواہ عاریت مطلقا ہو یا کسی وقت تک کے لئے مقید ہو، اس لئے کہ مکان قابل احترام مال ہے، لہذا اسے مفت میں توڑا نہیں جائے گا، اس صورت میں عاریت پر دینے والے شخص کو ان تین باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار ہوگا جو مطلق اجارہ کے سلسلہ میں مذکور ہوئیں، یہ تفصیل غیر حنفیہ کافی الجملہ مسلک ہے (۱)۔

حنفیہ نے مطلق عاریت اور موقت (کسی متعین بقت تک کے لئے) عاریت کے درمیان فرق کیا ہے، اگر عاریت موقت ہو اور مالک وقت سے قبل واپس لے لے تو توڑنے کی وجہ سے مکان کو پہنچنے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا، اس لئے کہ عاریت پر لینے والے کو مالک کی طرف سے دھوکا ہوا ہے، لیکن عاریت مطلق ہو تو اس صورت میں مالک پر کوئی ضمان نہیں ہوگا، اس لئے کہ عاریت پر لینے والے کو خود دھوکا ہو رہا ہے، دھوکا دیا نہیں گیا ہے، کیونکہ اس نے معاملہ کے مطلق ہونے پر اعتماد کرتے ہوئے یہ گمان کر لیا کہ مالک اسے طویل عرصہ تک چھوڑ دے گا (۲)۔

ط۔ موقوفہ اراضی میں تعمیر:

۱۶۔ اگر کسی نے کرایہ پر لی ہوئی وقف کی زمین میں متولی وقف کی اجازت کے بغیر تعمیر کر لی تو اس کا مکان توڑا جائے گا اگر توڑنے سے زمین کو نقصان نہ پہنچتا ہو، اور وہ زمین کے ان منافع کا ضامن ہوگا جو اس کے ہاتھوں ختم ہوئی ہیں، اس مسئلہ میں ایسی صراحت حنفیہ نے کی ہے، غیر حنفیہ کے نزدیک ہر غصب شدہ شئی کی منفعت میں ضمان

(۱) روض الطالب ۲/۳۳۳، روحہ الطالبین ۲/۳۳۸، ۳۳۹، المغنی

۲/۳۳۹، الدسوقی ۲/۳۳۹۔

(۲) فتح القدیر ۲/۶۷۷، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۵۰۴، ۵۰۵۔

ل-قبروں پر تعمیر:

۱۹- قبر کو پختہ کرنا اور اس پر تعمیر کرنا اس صورت میں مکروہ ہے جب قبر ایسی زمین میں ہو جو میت کی طبیعت رہی ہو، یا غیر آباد زمین میں ہو اور اس عمل سے فخر و مباہات مقصود نہ ہو، لیکن اگر وہ قبر کسی موقوفہ قبرستان میں ہو تو تعمیر کرنا حرام ہوگا، اور تعمیر کر دی گئی ہو تو اسے منہدم کر دیا جائے گا، اس لئے کہ اس عمل سے دوسرے لوگوں کو تنگی ہو جائے گی، اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تعمیر قبل کی شکل میں ہو یا گھر ہو یا مسجد ہو (۱)۔

قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کی ممانعت آتی ہے، ایک متفق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: "لعن اللہ الیہود والنصارى، اتخذوا قبور انبیائہم مساجد" (۲) (اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا، اس کی تفصیل اصطلاح "قبر" میں دیکھی جائے۔

م-مشرک مقامات پر تعمیر:

۲۰- ایسے مقامات پر مخصوص شخصی تعمیر جائز نہیں ہے جن مقامات سے عام لوگوں کے حقوق متعلق ہوں جیسے عام راستہ، صحراء میں عید گاہ، حج کے مقامات جیسے میدان عرفات اور مزدلفہ، اس لئے کہ اس سے لوگوں کو تنگی ہوگی، اور اس لئے بھی کہ یہ مقامات تمام مسلمانوں کے ہیں، لہذا کسی ایک کا انفرادی حق بنالیا درست نہیں ہوگا (۳)۔

ن-حمام کی تعمیر:

۲۱- امام احمد کی رائے ہے کہ حمام کی تعمیر مطلقاً مکروہ ہے، اور عورتوں کے لئے حمام بنانا مزید سخت مکروہ ہے، امام احمد کا قول منقول ہے کہ: جس نے عورتوں کے لئے حمام تعمیر کیا وہ عادل نہیں ہے (۱)، بقیہ امر کے نزدیک حمام کی تعمیر جائز ہے (۲)۔

دوم-عبادات میں بناء:

یہاں پر "بناء" سے مراد عبادت منقطع ہو جانے کے بعد اسے مکمل کرنا ہے۔

۲۲- اگر کسی نے پاکی کی حالت میں نماز کی نیت باندھی، پھر اس نے بالقصد وضو توڑ دیا تو باتفاق فقہاء اس کی نماز باطل ہو جائے گی (۳)، لیکن اس کے ارادہ کے بغیر خود بخود وضو ٹوٹ جائے تو اس صورت میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک اس کی نماز باطل نہیں ہوگی، لہذا اوہ پاک ہو کر اسی نماز پر "بناء" (پکی ہوئی نماز کی تکمیل) کرے گا، یہی امام شافعی کا قول قدیم ہے (۴)۔

مالکیہ کے نزدیک نماز میں بناء سرف وہ شخص کرے گا جس کا وضو تکمیل پھونکنے کی وجہ سے ٹوٹا ہو (۵)۔

شافعیہ کے جدید قول میں نماز باطل ہو جائے گی، بناء نہیں کی جائے گی، یہی حنبلیہ کا مسلک ہے (۶)۔

(۱) کشاف المحتاج، ۱۵۸۔

(۲) جوہر الاکلیل، ۲/۹۵، من ما جرد، ۳۲/۵۔

(۳) روئے طحاہیین، ۲/۴۵۵، البدیع، ۱/۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۳، حلیۃ الدروقی، ۲۰۷۔

(۴) البدیع، ۱/۲۴۰-۲۴۱، ۲۴۳۔

(۵) حلیۃ الدروقی، ۲۰۷۔

(۶) روئے طحاہیین، ۲/۴۵۰، کشاف المحتاج، ۱/۳۲۱۔

(۱) مننی المحتاج، ۱/۶۳، سہیلۃ المساک، ۱/۳۲۷۔

(۲) حدیث: "لعن اللہ الیہود..." کی روایت بخاری (ترج ۲۰۰۳) طبع

استقصیہ (اور مسلم ۳/۶۱) طبع مجلس) نے کی ہے۔

(۳) المنی ۵۷۶/۵، مننی المحتاج، ۲/۳۶۵، البدیع، ۱/۳۶۵۔

بناء ۲۳-۲۵، بناء بالزوجه، بناء فی العبادات، بنان

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”حدث“ اور ”رعاف“۔ مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، دیکھئے: اصطلاح ”طواف“۔

بناء بالزوجه

دیکھئے: ”ذول“۔

بناء فی العبادات

دیکھئے: ”استفاف“۔

بنان

دیکھئے: ”صبح“۔

نماز میں بھول جانے والے کا اپنے یقین پر بناء کرنا:
۲۳- اگر کوئی شخص نماز میں رکعات کی تعداد یا کسی رکن کی ادائیگی کے بارے میں بھول جائے تو اصل یہ ہے کہ اس نے وہ عمل نہیں کیا، لہذا یقین یعنی کم تعداد پر بناء کرنا ضروری ہوگا^(۱)، دیکھئے: اصطلاح ”نہک“۔

جمعہ کے خطبہ میں بناء:
۲۴- جمعہ کی نماز پڑھنے والے اگر درمیان نماز منتشر ہو جائیں اور طویل فصل سے قبل واپس آجائیں تو خطیب اپنے خطبہ پر بناء کرے گا (یعنی نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے دوبارہ خطبہ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی)^(۲)، دیکھئے اصطلاح ”خطبہ“۔

طواف میں بناء:
۲۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے طواف شروع کیا پھر فرض نماز شروع ہوگئی تو وہ طواف کو روک کر جماعت کی نماز میں شامل ہو جائے گا، پھر (نماز کے بعد) اپنے طواف پر بناء کرے گا (یعنی آگے طواف جاری رکھے گا)، اس لئے کہ نماز پڑھنا ایک مشروع عمل ہے، اس سے طواف منقطع نہیں ہوگا جس طرح معمولی عمل سے منقطع نہیں ہوتا ہے^(۳)۔

اگر نماز فرض کے علاوہ ہو تو پچھلے طواف پر بناء کے صحیح ہونے کے

(۱) روضۃ المصابین ۱/۹۹، حاشیۃ الدرر ۱/۲۵۵، کشف القناع ۱/۳۰۱۔

(۲) روضۃ المصابین ۱/۸، کشف القناع ۱/۳۳۔

(۳) المغنی ۳/۳۹۵، حاشیۃ الخطوط ۱/۹۸، الدرر ۱/۳۲۲، کنز الطالب

حرام ہے^(۱)۔

مثلاً فحیر کے نزدیک اپنے زنا کے قطر ہنسی سے پیدا ہونے والی لڑکی اس کے لئے حلال ہے، اس لئے کہ قطعہ زنا قابل احترام نہیں ہے، لیکن اختلاف ہے بچنے کی خاطر ایسا نکاح مکروہ ہے^(۲)۔
دیکھئے: اصطلاح ”نکاح“۔

ہنت

تعریف:

۱- ہنت اور اہنتہ کے الفاظ ”اہن“ (پٹا) کی مؤنث ہیں۔ لھو
”ولد“ دونوں (لڑکا لڑکی) کے لئے بولتے ہیں^(۱)۔

نکاح میں ولایت:

۴- فقہاء کا اتفاق ہے کہ باپ کو اپنی کنواری مابالغ بیٹی اور بالغ پاگل یا بے قیوف بیٹی کا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے خواہ بیٹی پر جبر کر کے ہو^(۲)۔

اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

ہنت (بیٹی) سے متعلق احکام وارد ہیں۔ جن میں اہم مندرجہ ذیل ہیں:

مابالغ ثیبہ بیٹی کے نکاح کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔
کنواری بالغ بیٹی کے نکاح کا جہاں تک تعلق ہے تو جمہور کے نزدیک باپ کو اس پر اجبار کا حق ہے، حنفیہ کا اس سے اختلاف ہے، بالغ ثیبہ (شوہر دیدہ) بیٹی کا نکاح باپ بغیر اجبار کے کرائے گا۔
تفصیل ”نکاح“ اور ”ولایت“ میں دیکھی جائے۔

الف- نکاح:

۲- بیٹی کا نکاح: اپنی بیٹی سے نکاح کرنا مرد کے لئے حرام ہے، بیٹی سے کیا گیا عقد باطل ہے^(۳)، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”خُرُمْتُ عَلَيْكُمْ اَنْتِهَاتِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ“^(۴) تمہارے اور پر حرام کی بیٹی ہیں تمہاری ماںیں اور تمہاری بیٹیاں، اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔

ب- بیٹی کی وراثت:

۵- بیٹی اگر تنہا ہو تو میراث کا نصف حصہ اے ملے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَإِذَا كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ“^(۱) (اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے نصف (حصہ) ہے)، اگر بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو انہیں دو تہائی حصہ ملے گا، ارشاد ہے: ”فَإِنْ كُنَّ

۳- زنا سے پیدا ہونے والی اپنی بیٹی سے بھی نکاح حرام ہے، اس لئے کہ وطی (جماع) جزئییت کا سبب ہے، اور اپنے جزء سے استحصاء

(۱) اہدایہ مع فتح القدیر ۴/۶۵، الزرقانی شرح مختصر ظہل ۳/۲۰۳، کشاف

۲/۵۴۔

(۲) لکھنؤ شرح الف ۳/۳۱۔

(۳) فتح القدیر ۲/۳۵۔

(۴) سورہ نساء ۱۱۔

(۱) المصباح الحسیر، مادۃ ”اہن“، اور مادۃ ”ولد“، المغرب، مادۃ ”ولد“، مختار الصحاح، مادۃ ”بیٹی“۔

(۲) فتح القدیر ۲/۵۷، کشاف ۴/۶۵، حرج المصباح ۱/۶۶۔

(۳) سورہ نساء ۲۳۔

نِسَاءً فَوْقَ اُخْتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلَاثًا مِّمَّا تَرَكَ^(۱) (اور اگر دو سے زائد عورتیں (بی) ہوں تو ان کے لئے دو تہائی (حصہ) اس (مال) کا ہے جو مورث چھوڑ گیا ہے)، یہ حکم عام صحابہ کرام کے نزدیک ہے، حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ دو بیٹیوں کا حکم وی ہے جو ایک بیٹی کا ہے، اگر بیٹی کے ساتھ کوئی بیٹا بھی ہو تو بیٹا کو دو بیٹیوں کے برابر ملے گا، اور بیٹا نہیں حصہ پائے گا، ارشاد ہے: "يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلرَّجُلِ مِثْلُ حَظِّ الْمَرْثِيَّةِ"^(۲) (اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے مرد کا حصہ وہ عورتوں کے حصہ کے برابر ہے)۔
تفصیل اصطلاح "ورث" میں دیکھئے۔

بنت الابن

تعریف:

۱- "بنت الابن" وہ بیٹی ہے جو بیٹے کے واسطے سے متوفی سے نسبت رکھتی ہو، خود اس کے باپ کا سلسلہ نسب (متوفی سے) کتنا ہی دور ہو، پس اس میں بیٹے کی بیٹی (پوتی) اور بیٹے کے بیٹے کی بیٹی (پڑپوتی) اور اس سے نیچے کی سبھی آجائیں گی^(۱)۔

ج- نفقہ:

۶- فقہاء کا اتفاق ہے کہ غیر شادی شدہ غریب بیٹی کا نفقہ اس کے باپ پر واجب ہے اگر وہ مالدار ہو، اگر بیٹی خود ہی مالدار ہو تو اس کے لئے نفقہ واجب نہیں ہوگا۔
اگر بیٹی بالغہ اور غریب ہو تو اس کا نفقہ بھی بعض شرائط کے ساتھ واجب ہوگا^(۳)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح "نفقہ" دیکھی جائے۔

اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

بنت الابن (پوتی) کے لئے فقہ اسلامی میں مخصوص احکام ہیں، ذیل میں ان میں سے کچھ اہم کا ذکر ہم اجمالاً کرتے ہیں:

نکاح:

۲- اپنی پوتی اور اس سے نیچے کی پوتیوں سے نکاح کرنا حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ"^(۲) بنت سے مراد موئمت فرع (اولاد) ہے خواہ وہ دور کی اولاد ہو، لہذا اس میں بیٹے کی بیٹی اور بیٹی کی بیٹی دونوں شامل ہیں، اور اس لئے بھی کہ اس پر مجتہدین کا اجماع ہے^(۳)۔

(۱) سورہ نساء ۱۱۔

(۲) سورہ نساء ۱۱۔

(۳) فتح القدیر ۳/۳۲۳-۳۲۴، کشاف القناع ۵/۸۱، مکی علی المہاج ۸۲، الخرش علی مختصر فہرست ۳/۲۰۵، ۲۰۴۔

(۱) احکام القرآن لابن العربی ۲/۷۲۔

(۲) سورہ نساء ۳۳۔

(۳) المہدایع المتابعہ فی فقہ القدر ۲/۵۸، کشاف القناع ۵/۶۹۔

بنت الابن ۳-۴، بنت لبون، بنت مخاض

تفصیل کے لئے اصطلاح ”نکاح“ دیکھی جائے۔

۵۔ دو صلبی بیٹیاں ہوں تو عام صحابہ کرام کے نزدیک پوتیاں وارث نہیں ہوں گی، بلا یہ کہ ان پوتیوں کے ساتھ رشتہ میں ان کے برابر یا ان سے نیچے کوئی فریضہ اولاد ہو تو اس وقت وہ پوتیوں کو حصہ بنا دے گا، اور دو عورتوں کے برابر ایک مرد کے حساب سے حصہ ملے گا^(۱)، تفصیل کے لئے اصطلاح ”فرأض“ دیکھی جائے۔

زکاة:

۳۔ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک پوتی کو زکاة دینا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ ان کے درمیان الماک کے منافع ایک دوسرے سے جڑے ہیں^(۱)، شافعیہ کے نزدیک پوتی کو زکاة دینا اس حالت میں جائز نہیں ہے جب پوتی کا نفقہ اوپر واجب ہو^(۲)۔ مالکیہ نے پوتی کو زکاة دینا جائز قرار دیا ہے، اس لئے کہ پوتی کا نفقہ اس کے دادا پر واجب نہیں ہوتا ہے^(۳)۔

بنت لبون

فرأض:

دیکھئے ”ابن لبون“۔

۴۔ پوتی کے لئے میراث میں چند حالات ہیں جو اجماعاً مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ ایک پوتی کے لئے نصف ہے۔

ب۔ دو یا دو سے زائد پوتیوں کے لئے دو تہائی ہے۔

ان دونوں حالتوں کے لئے یہ شرط ہے کہ صلبی بیٹیاں موجود نہ ہوں، صلبی بیٹیوں کی عدم موجودگی میں پوتی ان کے قائم مقام ہوتی ہے۔

ج۔ اگر پوتیوں کے ساتھ کوئی اولاد فریضہ ہو تو وہ انہیں حصہ بنا دے گا، اور اس وقت ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔
د۔ ایک صلبی بیٹی کے ساتھ انہیں چھٹا حصہ ملے گا تا کہ صلبی بیٹی کا نصف اور پوتی کا سہرہ (چھٹا حصہ) مل کر دو تہائی (دو تہائی) ہو جائیں۔

بنت مخاض

دیکھئے ”ابن مخاض“۔

(۱) الہدایہ مع فتح القدیر ۴/۳۱۴-۳۱۵، المغنی ۲/۳۷۷۔

(۲) المجموع ۶/۲۸۹، المغنی علی المہاج ۳/۳۳۳۔

(۳) المدوۃ الکبریٰ ۱/۳۹۷، ۳۹۸۔

(۱) شرح اسرعیہ ص ۶۳۔

جسم کو سس کر دینے والا ہوتا ہے اسے بے ہوش کر دینے والا نہیں ہوتا، پھر اس پر استدلال کرتے ہوئے بڑی نفیس گفتگو فرمائی ہے جو ان کی کتاب ”اھرق“ میں دیکھی جاسکتی ہے^(۱)۔

بخ

بھنگ استعمال کرنے کا شرعی حکم:

۴- جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ اتنی مقدار میں بھنگ کا استعمال جس سے نشہ آجائے حرام ہے، اور بغیر عذر اس سے نشہ لینے پر تعزیر کی جائے گی^(۲)، فقہاء کے نزدیک علاقہ معالجہ میں اس کا استعمال اور کسی ماکارہ عضو کو کاٹنے کی غرض سے ازہ عقل (بے ہوشی) کے لئے اس کا استعمال جائز ہے^(۳)۔

حنفیہ کے نزدیک غیر علاقہ میں بھنگ کے استعمال اور اس سے نشہ آجانے پر ازالہ حد کے حکم میں مختلف آراء ہیں^(۴)۔

بھنگ استعمال کرنے کی سزا:

۵- جس چیز کا استعمال کرنا حرام ہے، اور جس کے استعمال کرنے پر حد ثابت ہوتی ہے اس کی تعریف فقہاء کے نزدیک یہ ہے: ”نشہ پیدا کرنے والا ہر مشروب“، اس تعریف کی بنیاد پر بیشتر فقہاء کا مذہب ہے کہ بھنگ اور اس جیسی دیگر جامہ اشیاء سے نشہ لینے والے پر حد جاری نہیں کی جائے گی، خود بھنگ استعمال کے وقت سیال دیکھا ہوا ہو، البتہ ایسے شخص کو تعزیری سزا دی جائے گی^(۵)۔

(۱) اھرق لطرائف، ۲۱۸، ۲۱۷ (فرق ۲۰)۔

(۲) الخرشنی، ۸۳، منشی لکھا ج ۲/۱۸۷، تحفۃ لکھا ج ۱۶۹۔

(۳) الخرشنی، ۸۳، مطبوعہ طائیف، ۱۵۶ھ، ابن ماجہ ج ۵/۲۹۳، طبع بلاق، مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۳/۲۳۔

(۴) ابن ماجہ ج ۵/۲۹۳، مختصر فتاویٰ المعمریہ ج ۱/۲۹۳، فتح القدیر ج ۳/۳۰، الخرشنی، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶۔

(۵) الخرشنی، ۸۳، منشی لکھا ج ۲/۱۸۷، تحفۃ لکھا ج ۱۶۹۔

تعریف:

۱- بخ (بھنگ) (ب پر زب کے ساتھ) لغت اور اصطلاح میں ایک نشہ آور پودا ہے، یہ شیش کے علاوہ ہوتا ہے اور درمیان آرام پہنچاتا ہے^(۱)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- الفون:

۲- ششاش سے کشیدہ کردہ نرم مادہ ہے، یہ تین قسم کے فینڈ آور مواد کا مجموعہ ہے جن میں ایک مورفین ہے^(۲)۔

ب- شیشہ:

۳- شیشہ قبب بندی کا ایک قسم کا پتہ ہے، اگر اس میں سے ایک درم کے قدر استعمال کیا جائے تو بہت زیادہ نشہ پیدا کر دیتا ہے^(۳)، یہ بات ابن تیمیہ، ابن خیر شمی اور ابن عابدین نے بتائی ہے، لیکن قرآنی نے نشہ لانے والا اور بے حس کرنے والا کے درمیان فرق بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیشہ

(۱) القاسوس الحید، ابن ماجہ ج ۵/۲۹۳، طبع بلاق۔

(۲) اصحاح فی اللغۃ والعلوم۔

(۳) ابن ماجہ ج ۵/۲۹۳، طبع بلاق، منشی لکھا ج ۲/۱۸۷، مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۳/۲۳۔

بج ۶-۷، بندق، بنوة، بہتان، بہیمتہ، بول

بھنگ کی طہارت کا حکم:

۶- فقہاء کا اتفاق ہے کہ بھنگ پاک ہے، اس لئے کہ فقہاء کے نزدیک نشہ آور شے کے نجس ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ سیال ہو^(۱)۔

بہتان

بحث کے مقامات:

دیکھئے "افتراء"۔

۷- فقہاء اس کا ذکر "باب لا شربہ"، "نجاسات" اور "خلاق" میں کرتے ہیں۔

بہیمتہ

بندق

دیکھئے "دیوان"۔

دیکھئے "صيد"۔

بول

بنوة

دیکھئے "تضامناجہ"۔

دیکھئے "ابن"۔

(۱) تحفۃ المحتاج ۱/ ۸۸، منی المحتاج ۷/ ۷۷، الخرش ۱/ ۸۳، کنی ۱/ ۱۰۱، حاشیہ جامعہ الطائیفین ۱/ ۹۱۔

بیات

دیکھئے ”بیوتہ“۔

بیان

تعریف:

۱- بیان: لغت میں اظہار اور توضیح کو کہتے ہیں، اور پوشیدہ یا مبہم کی وضاحت کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”عَلَّمَ الْبَيَانَ“ (۱) اس کو کوئیائی سلسلانی (یعنی ایسا حکام سکھایا جس سے وہ اپنے مافی الضمیر اور اپنی بنیادی ضرورتوں کو بیان کرنا ہے، اس وصف بیان کے ذریعہ انسان کو تمام حیوانات پر امتیاز حاصل ہے (۲)۔

اہل اصول اور فقہاء نے ”بیان“ کی جو تعریف کی ہے وہ اس لغوی مفہوم سے علاحدہ نہیں ہے (۳)۔

چنانچہ اصولیین کے نزدیک بیان کی تعریف ہے: کسی ایسے شری حکم کی مراد کو بتانے والا کہ وہ حکم بذات خود مراد کو نہ بتاتا ہو، کبھی اس لفظ کو مطلق بول کر یہ لول (وہ مفہوم جس کی وضاحت کی جارہی ہے) مراد لیا جاتا ہے، اور کبھی اس لفظ کا اطلاق وضاحت کرنے والے کے عمل پر بھی کیا جاتا ہے، ان تینوں معانی میں اس لفظ کے استعمال کی وجہ سے اس کی تفسیر میں فقہاء کا اختلاف ہوا ہے، چنانچہ مختلف مسالک و آراء نقل کرنے کے بعد عہدہ ری کہتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ ”بیان“ ان



(۱) سورہ زمرہ ص ۴۹

(۲) المفردات للراغب ص ۶۹، المصباح للمبر، ترتیب القاموس المحیط، المغرب کشف الاسرار عن اصول لغوی ص ۳۴، ۱۹۴ طبع دار الکتاب العربی، ادبہ دہلوی ص ۱۶۷-۱۶۸ طبع اعلیٰ۔

(۳) احرار لغات البحر جانی۔

ہور کے مجموعہ کا نام ہے^(۱)۔

اصولیین کے نزدیک بیان سے متعلق احکام:

۳- قول اور فعل کے ذریعہ بیان:

فقہاء اور اکثر متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فعل سے بھی بیان اسی طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح قول سے حاصل ہوتا ہے۔

فعل سے بیان حاصل ہو جانے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ میں دو دن رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی، اور اس طرح نبی ﷺ کے لئے نماز کے اوقات کی وضاحت و بیان عمل سے کی^(۱)، اور جب رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات دریافت کئے گئے تو آپ ﷺ نے پوچھنے والے سے فرمایا: ”صل معنا“^(۲) (ہمارے ساتھ نماز پڑھو)، اور جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صلوا کما رأیتونی اُصلی“^(۳) (نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو)، پھر آپ ﷺ نے دو دن دو مختلف اوقات میں نماز پڑھی اور اس طرح عمل سے اوقات نماز کی وضاحت فرمائی، حج میں آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ”خلوا عني مناسککم“^(۴) (مجھ سے مناسک حج حاصل کرو)، اور اس لئے بھی کہ بیان اظہار امر کا نام ہے، تو یہ اظہار بسا اوقات قول کے بجائے فعل و عمل سے زیادہ واضح ہوتا ہے، اس لئے کہ

(۱) حدیث ”نامتہ جبریل“ کو ترمذی نے حضرت ابن عباس سے موصول نقل کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے (سنن ترمذی ۱/۲۸۰، ۲۸۱ طبع اعلیٰ، نصب الراية ۱/۲۲۱)۔

(۲) حدیث ”صل معنا“ کی روایت مسلم (۲/۲۲۸ طبع اعلیٰ) نے موصول کی ہے۔

(۳) حدیث ”صلوا کما رأیتونی اُصلی“ کی روایت بخاری (فتح ۱۱/۳ طبع انتقیر) نے کی ہے۔

(۴) حدیث ”خلوا عني مناسککم“ کی روایت مسلم (۲/۲۳۳ طبع اعلیٰ) اور احمد (۳/۳۱۸ طبع میوہ) نے کی ہے، الفاظ امام احمد کے ہیں۔

متعلقہ الفاظ:

الف- تفسیر:

۲- تفسیر لغت میں کشف و اظہار کو کہتے ہیں، شرع میں تفسیر کا مطلب ہے آیت کے معنی، اس کے شان نزول، قصہ و واقعہ، اور اس کے نزول کے سبب کی وضاحت ایسے اسلوب میں کرنا جس سے اس کا معنی واضح ہو جائے۔

بیان اپنے عموم کے ساتھ تفسیر سے مختلف ہے، اس لئے کہ بیان کبھی بولنے والے کی ولایت حال جیسے خاموشی سے بھی ہوتا ہے، جب کہ تفسیر ہمیشہ ایسے الفاظ سے ہی ہوگی جو معنی پر واضح ولایت کرتے ہوں^(۲)۔

ب- تاویل:

۳- تاویل کا مطلب لفظ کو اس کے معنی ظاہر سے کسی دوسرے ایسے معنی کی طرف پھیرنا ہے جس کا احتمال ہو بشرطیکہ وہ احتمال قرآن اور حدیث کے مطابق ہو (دیکھئے: تاویل)، تاویل اور بیان کے درمیان فرق یہ ہے کہ تاویل ایسے کلام میں ہوتی ہے جس سے ہل بدلہ میں معنی مراد سمجھ میں نہیں آتا، اور بیان ایسے کلام میں ہوتا ہے جس سے اس کا معنی مراد اس کے بعض حصہ کی قیست سے ایک نوٹ کے خفا کے ساتھ سمجھ میں آتا ہے^(۳)، لہذا بیان تاویل سے زیادہ عام ہے۔

(۱) ارشاد مجول ص ۱۶۸۔

(۲) دستور العلماء ۱/۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱

بیان ۵-۷

بیان تقریر:

۶- بیان تقریر پر دو حقیقت ہے جو مجاز کا احتمال رکھتی ہو یا دو عام جو
 خصوص کا احتمال رکھتا ہو، اگر اس کے ساتھ کوئی فعل مل کر اس احتمال کو
 ختم کر دے تو بیان تقریر ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "فَسَجَدَ
 الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ" (۱) (چنانچہ سارے کے سارے
 فرشتوں نے سجدہ کیا)، اس آیت میں جمع کا صیغہ تمام ملائکہ کو عام
 ہے مگر اس میں یہ احتمال ہے کہ بعض ملائکہ مراد ہوں، لیکن "كُلُّهُمْ
 أَجْمَعُونَ" کے الفاظ نے اس احتمال خصوص کو ختم کر دیا، یہ بیان
 تقریر ہے (۲)۔

بیان تفسیر:

۷- بیان تفسیر ایسی چیز کا بیان ہے جس میں خفا ہو جیسے مشترک اور
 مجمل وغیرہ، مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "أَلْبَسُوا الصَّلَافَةَ وَأَتُوا
 الزُّخَافَةَ" (۳) (اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو)، یہ آیت مجمل ہے،
 اس لئے کہ اس کے ظاہری حکم پر عمل ناممکن ہے، اس پر عمل کرنے کے
 لئے مراد سے واقفیت بیان سے ہوگی، پھر اس آیت کا بیان حدیث
 میں ملتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے نماز کی
 وضاحت کی اور زکوٰۃ کی وضاحت کے لئے فرمایا: "هَاتُوا رُبْعَ
 الْعَشُورِ" (۴) (چالیسواں حصہ ادا کرو) تو یہ بیان تفسیر ہوا (۵)۔

حدیث ہے: "أَمْرُ أَصْحَابِهِ بِالْحَلْقِ عَامٌ الْحَلْبِيَّةُ، فَلَمْ
 يَفْعَلُوا ثُمَّ لَمَّا رَأَوْهُ حَلَقَ بِنَفْسِهِ حَلَقُوا فِي الْحَالِ" (۱)
 (نبی ﷺ نے حدیبیہ کے سال اپنے اصحاب کو حلق (سر منڈوانے)
 کا حکم دیا تو کسی نے نہیں کیا، پھر جب صحابہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ
 نے خود حلق فرمایا ہے تو انہوں نے بھی فوراً حلق کر لیا)، اس واقعہ سے
 معلوم ہوا کہ اظہار امر او فعل سے بھی اسی طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح
 قول سے حاصل ہوتا ہے۔

کرنی، ابواسحاق مروزی اور بعض متکلمین کہتے ہیں: بیان صرف
 قول سے ہوتا ہے، ان حضرات کے نزدیک اصول یہ ہے کہ مجمل کا
 بیان متصل ہی ہوگا، اور فعل قول سے متصل نہیں ہوتا ہے (۲)۔
 تفصیل کے لئے اصولی ضمیمہ دیکھئے۔

بیان کے انواع

۵- ہر دو کی کہتے ہیں: بیان کی چند قسمیں ہیں: بیان تقریر، بیان تفسیر،
 بیان تفسیر، بیان تبدیل، بیان ضرورت، یہ پانچ اقسام ہیں (۳)۔
 یہ اشارہ مناسب ہے کہ بیان کی اضافت تقریر، تفسیر، تبدیل کی
 طرف جنس کی اضافت اپنے نوع کی طرف کی قبیل سے ہے جیسے علم
 طب، یعنی بیان جو تقریر ہے، اسی طرح دیگر میں، اور ضرورت کی
 جانب بیان کی اضافت مہنی کی اپنے جب کی جانب اضافت کی قبیل
 سے ہے۔

(۱) سورہ ہجرہ ۳۰۔

(۲) کشف الاستر ۱۰۵، ۱۰۷، اصول السنن ۲۸/۲۔

(۳) سورہ نور ۵۶۔

(۴) حدیث: "هَاتُوا رُبْعَ الْعَشُورِ" کی روایت ابو داؤد (۲۲۸/۲) طبع عزت عبید
 دعاس نے حضرت علی سے کی ہے بخاری نے اس کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ
 ابن حجر کی التلخیص (۳/۳۷) طبع شریک المباحث لغویہ میں ہے۔
 (۵) کشف الاستر ۱۰۷، اصول السنن ۲۸/۲۔

(۱) حدیث: "أَمْرُ النَّبِيِّ ﷺ" کی روایت بخاری (صحیح ۳۳۲/۵) طبع
 التلخیص نے کی ہے۔
 (۲) اصول السنن ۲۸/۳، ابوداؤد مجمل ۱۷۳۔
 (۳) اصول البرہان ۱۰۵۔

بیان تفسیر:

۸- بیان تفسیر و بیان ہے جس میں موجب کلام کی تبدیلی ہو، اس کی دو قسمیں ہیں:

اول: تعلیق بالشرط: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَارْضَعْنَ أَبْجُودَهُنَّ" (۱) (پھر وہ اگر تمہارے لئے دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اچھت دے دو)، اس آیت سے واضح ہو رہا ہے کہ مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) سے اچھت کا معاملہ کرنے کے بعد اس کی اچھت کی اوائلی اس وقت تک واجب نہیں ہوگی جب تک کہ دودھ پلانا نہ پایا جائے، وجوب اچھت کا آغاز دودھ پلانے کے وقت سے ہوگا، تو یہ بیان اس حکم کی تبدیلی ہے جس کی رو سے نفس عقد اور معاملہ سے ہی بدل و اچھت واجب ہو جاتی ہے (۲)۔

دوم: استثناء: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَلَيْتَ لِيهِمْ أَكْفَ سَنَةِ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا" (۳) (تو وہ ان کے درمیان پچاس سال کم ایک ہزار برس رہے)، "اکف" (ہزار) ایک مقررہ تعدد کو بتاتا ہے، جو تعدد اس سے کم ہو وہ یقیناً "اکف" کے علاوہ کچھ اور ہوگا، لہذا اگر استثناء نہ ہوتا تو ہمیں یہی ظن ہوتا کہ وہ ایک ہزار برس رہے، لیکن استثناء کے ذریعہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ ان میں نو سو پچاس برس رہے، اس طرح یہ استثناء اس مفہوم میں تبدیلی کر دیتا ہے جو لفظ "اکف" (ہزار) سے واضح ہو رہا تھا (۴)۔

بیان تبدیل:

۹- بیان تبدیل سن کا نام ہے، یعنی کسی حکم شرعی کو بعد کی کسی دلیل شرعی

سے ختم کر دینا (۱)، سن شارع کے حق میں محض بیان ہے اس بات کا کہ پہلا حکم ختم ہو گیا ہے، اس میں منسوخی کا مفہوم نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ کو تو یہ معلوم تھا کہ فلاں وقت میں وہ حکم دوسرے حکم سے ختم ہو جائے گا، لہذا اللہ تعالیٰ کی نسبت سے وداخ محض بیان ہے، منسوخ کرنے والا نہیں (۲)۔

اصولیین کے نزدیک رائج یہ ہے کہ ایسے امر و نہی میں سن جائز ہے، جو ثابت بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی، بعض اصولیین نے فرمایا: سن جائز نہیں ہے، بسا اوقات یہ بھی کہا: کسی فی میں سن ہو ای نہیں ہے (۳)۔ تفصیلات اصطلاح "سن" اور اصولی ضمیمہ میں دیکھی جائیں۔

بیان ضرورت:

۱۰- بیان ضرورت ایسا بیان ہے جو بغیر لفظ کے ضرورتاً حاصل ہوتا ہے، اس کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ بیان جو منطوق کے حکم (الفاظ میں بیان کئے گئے حکم) میں ہوتا ہے، جیسے مذکور حکم کسی خاموش حکم پر دلالت کرے، اس کی مثال میں فقہاء نے قرآن کریم کی یہ آیت پیش کی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَةُ آبَاؤُهُ فَلَأَمَةٌ ثَلَاثٌ" (۴) (اور اگر مورث کے کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے)، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ابتدائے کلام میں میراث کی اضافت ماں اور باپ دونوں کی جانب فرمائی، پھر ماں کے حصہ کا بیان کیا، تو یہ اس بات کا بیان ہوا کہ بقیہ حصہ باپ کا ہے، یہ باپ کے حصہ کی صراحت کے ترک کا بیان نہیں ہے بلکہ

(۱) تحریقات البحر جالی۔

(۲) کشف الاستر ۳/ ۱۵۷۔

(۳) اصول السنن ۲/ ۵۳۔

(۴) سورہ نساء ۱۱۔

(۱) سورہ طلاق ۶۔

(۲) اصول السنن ۳/ ۳۵۳۔

(۳) سورہ حجرات ۴۔

(۴) اصول السنن ۳/ ۳۵۳۔

بیان ۱۱

ایک سو اور ایک دینار ہے، تو اس میں عطف کو پہلے لفظ (یعنی "ایک سو") کے لئے بیان بنایا گیا اور اسے بھی معطوف کی جنس سے قرار دیا گیا (یعنی "ایک سو" کے لفظ کی وضاحت حرف عطف "و" کے بعد والے لفظ "ایک درہم" سے کرتے ہوئے "ایک سو" کو جنس درہم سے تسلیم کیا گیا، اور ایک سو درہم اور ایک درہم یا ایک سو دینار اور ایک دینار کا قرار ملا گیا) پیدائے حنفی کی ہے۔

مام شافعی کہتے ہیں: ایسی صورت میں قرار کرنے والے پر صرف معطوف (حرف عطف کے بعد کا لفظ یعنی ایک درہم یا ایک دینار) لازم ہوگا، اور "ایک سو" کی جنس کی وضاحت میں قرار کرنے والے کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ وہ لفظ مبہم ہے تو اسی شخص سے اس کا بیان طلب کیا جائے گا اور عطف بیان کے لئے لائق نہیں ہوتا، اس لئے کہ عطف کو بیان کے لئے نہیں بنایا گیا ہے (۱)۔

ضرورت کے وقت سے بیان کی تاخیر:

ہر وہ لفظ جس میں بیان کی ضرورت ہو جیسے مجمل اور عام، مجاز اور مشترک، فعل متردد اور مطلق، اگر اس کا بیان مؤخر ہو جائے تو اس کی دوسورتیں ہیں:

۱۱- پہلی صورت: ضرورت کے وقت سے مؤخر ہو جائے، یہ وہ وقت ہے کہ اگر اس وقت بیان نہ ہو تو مکلف کے لئے حکم کے مقصد کی معرفت ممکن نہ ہو، یہ صورت فوری واجبات میں ہوتی ہے، تو ایسی تاخیر جائز نہیں ہے، اس لئے کہ کسی شی کو جانے بغیر انجام دینا ان تمام لوگوں کے نزدیک ممتنع ہے جو تکلیف مالا یتطاق (وسعت سے بالا کام) کی ممانعت کے قائل ہیں، لیکن جن علماء نے وسعت سے بالاتر کام کا مکلف بنانے کو درست قرار دیا ہے وہ مذکورہ صورت کے

ابتدائے کلام میں باپ کی وراثت کے ذکر کی وجہ سے باپ کا حصہ منصوص (الفاظ میں مذکور) کی مانند ہو گیا (۱)۔

دوسری قسم: ایسا سکوت جو منکظم کی ولایت حال سے بیان ہوتا ہو، جیسے صاحب شرع کسی واقعہ کو دیکھ کر خاموش رہیں، اسے ہلے کا حکم نہ دیں تو یہ باعتبار حال اس کے حق ہونے کا بیان ہوگا، مثال کے طور پر نبی ﷺ نے لوگوں کو مختلف قسم کے معاملات اور شرعیہ فروع و سخت کرتے دیکھا لیکن ان پر کبھی نہیں فرمائی، انہیں وہ عمل کرتے رہنے دیا تو یہ اس بات کی دلیل ہوتی کہ وہ سارے معاملات شریعت میں مباح ہیں، کیونکہ نبی ﷺ کے لئے جائز نہیں ہے کہ لوگوں کو کسی غلط و ممنوع عمل پر باقی رہنے دیں (۲)۔

تیسری قسم: وہ سکوت جسے دھوکہ شتم کرنے کی ضرورت کی وجہ سے بیان بنایا گیا ہے، جیسے باپ اپنے باشعور بیٹے کو خرید و فروخت کرتے دیکھتا ہے لیکن منع نہیں کرتا ہے تو اس کی خاموشی بیٹے کے لئے تجارت کی اجازت ہوگی تاکہ معاملہ کے دوسرے فریق کو دھوکہ سے محفوظ رکھا جاسکے، اس لئے کہ دھوکہ سے انہیں نقصان ہوگا اور نقصان بضرر کے دفع کرنے کا حکم ہے، یہ بات حنفی نے کہی ہے، مام شافعی نے فرمایا: خاموشی اجازت تصور نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ باپ کے منع نہ کرنے میں کئی احتمالات ہیں، کبھی خاموشی بیٹے کے تصرف پر رضامندی کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی سخت غصہ کی وجہ سے ہوتی ہے یا لاپرواہی کی وجہ سے ہوتی ہے، اور قاطعی احتمال ہر محبت نہیں بن سکتا (۳)۔

چوتھی قسم: ایسا سکوت جسے ضرورت کلام کی وجہ سے بیان قرار دیا گیا ہو، جیسے کوئی شخص کہنے لگاں کا مجھ پر ایک سو اور ایک درہم ہے، یا

(۱) کشف الاسرار ۳/ ۳۷۷، حوالہ سرحدی ۵۰/ ۲۔

(۲) کشف الاسرار ۳/ ۳۸۸، حوالہ سرحدی ۵۰/ ۲۔

(۳) کشف الاسرار ۳/ ۳۵۱، حوالہ سرحدی ۵۱/ ۲۔

(۱) کشف الاسرار ۳/ ۵۲۲، حوالہ سرحدی ۵۲/ ۲۔

احکام کے مراتب بیان اور دیگر متعلقہ تفصیلات کے لئے اصولی ضمیر دیکھا جائے۔

فقہاء کے نزدیک بیان سے متعلق احکام

اقرار کردہ مجہول حقی کا بیان:

۱۳- اگر کسی شخص نے کسی مجہول حقی کا اقرار کیا اور اسے مطلق رکھا، مثلاً کہا: مجھ پر ایک حقی ہے، یا ایک حق ہے، تو اقرار کرنے والے پر وہ لازم ہوگا، اس لئے کہ حق مجہول صورت میں بھی لازم ہوتا ہے جیسے کوئی ایسا مل نشانہ کر دے جس کی قیمت وہ نہ جانتا ہو یا ایسا زخم لگا دے جس کے تاوان کی معرفت اسے نہ ہو، یا اس پر کسی حساب کا کچھ باقی رہ گیا ہو جس کی مقدار اسے نہ معلوم ہو اور وہ ادا کر کے یا راضی کر کے اپنا ذمہ قارئ کرنے کا محتاج ہے، تو اقرار کردہ حقی کی جہالت اقرار کے صحیح ہونے میں مافع نہیں ہوگی، اور اقرار کرنے والے سے کہا جائے گا کہ مجہول حقی کی وضاحت کر، اگر وہ وضاحت نہ کرے تو حاکم اسے وضاحت پر مجبور کرے گا، اس لئے کہ اس کے صحیح اقرار کے نتیجے میں اس پر لازم جو چیز واجب ہوتی ہے اس سے عہدہ بردار ہونا ضروری ہے، اور یہ بیان وضاحت کے ذریعہ ہی ہوگا، لیکن وضاحت میں وہ ایسی چیز بتائے گا جو ذمہ میں ثابت ہوئی ہو خواہ کم ہو یا زیادہ، اگر وہ وضاحت میں ایسی چیز کا نام لے جو ذمہ میں ثابت نہیں ہوتی تو اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی، جیسے وہ یہ کہے کہ میری مراد اسلام کا حق یا ایک منہی مٹی وغیرہ ہے، یہ رائے حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کی ہے، اور یہی شافعیہ کا ایک قول ہے۔

شافعیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ اگر مبہم اقرار جواب دعویٰ میں واقع ہو اور وہ وضاحت نہ کرے تو یہ اس کی جانب سے انکار مانا جائے گا اور اس پر یحیٰن پیش کی جائے گی، اگر پھر بھی گریز پر مصر رہا تو اس کو یحیٰن

عقلاً جواز کے قائل ہیں، اس کے قیوع اور پیش آنے کے قائل نہیں ہیں، تو عدم قیوع دونوں گروہ علماء کے نزدیک مستفہ ہے، اسی لئے ابو بکر باقلانی نے مذکورہ صورت کے ممتنع ہونے پر تمام ارباب شریعت کا اجماع نقل کیا ہے۔

۱۲- دوسری صورت: حکم دئے جانے کے وقت سے موخر ہو کر عمل کی ضرورت کے وقت بیان آئے، یہ صورت ان واجبات میں ہوتی ہے جو فوری نہیں ہوتیں، جہاں حکم کا کوئی ظاہر نہیں ہوتا جیسے متواطی اور مشترک اسماء یا حکم کا ظاہر تو ہو لیکن خلاف ظاہر میں اس کا استعمال ہوا ہو جیسے تخصیص کے ذریعہ بیان کی تاخیر، اور اسی طرح شیخ کی تاخیر وغیرہ، اس صورت کے سلسلہ میں کئی رہنمائی ہیں، جن میں انہم رہنمائی مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ مطلقاً جواز کا رہنما، ابن بطلان کہتے ہیں: اسی کے قائل ہمارے عام علماء، فقہاء و متکلمین ہیں، قاضی نے یہی رائے امام شافعی سے نقل کی ہے، اسی کو رازی نے ”المحصل“ میں اور ابن الجاہب نے اختیار کیا ہے، باجی نے کہا: اسی پر ہمارے اکثر اصحاب ہیں، اور قاضی نے یہی رائے امام مالک کی بتائی ہے۔

ب۔ مطلقاً ممانعت کا رہنما، یہ رائے ابو اسحاق مروزی، ابو بکر صیرفی، ابو حامد مروزی، ابو بکر دقاق، ابو بکر ظہری اور ابہری سے نقل کی گئی ہے، قاضی نے کہا: یہی معتزلہ اور اکثر حنفیہ کا قول ہے۔

ج۔ تیسرا رہنما یہ ہے کہ اگر مجمل کا بیان نہ تبدیل ہو اور نہ تغیر تو مقارن (ساتھ ہوگا) یا طاری (بعد میں آنے والا ہوگا) دونوں درست ہیں، اور اگر یہ بیان تغیر ہو تو مقارن درست ہے، طاری کسی حال میں درست نہیں ہے، سمعانی نے حنفیہ میں سے ابو زید سے یہ رائے نقل کی ہے (۱)۔

(۱) ادب الدعویٰ ص ۲۳، ۲۵، طبع مجلس، التیسرے فی اصول فقہ الشریعہ تحقیق حسن چوہدری ۲۰۷ طبع دار الفکر، المصحفی ۱۸۶۸، اصول السنن ص ۲۸۴

اور بیان تک دونوں بیویوں کے نفقہ لازم ہونے کے مسئلہ میں، نیز بیان کے الفاظ اور وہ افعال جن سے بیان ثابت ہوتا ہے جیسے بلی اور اس کے دواہی، ان مسائل میں فقہاء کے نزدیک تفصیلات ہیں جو اصطلاح "طلاق" میں دیکھی جائیں۔

غلام کی مبہم آزادی کا بیان:

۱۵- اگر کوئی شخص اپنے غلاموں سے کہے تم میں سے ایک آزاد ہے، یا تم میں سے ایک کو میں نے آزاد کیا، اور کسی ایک متعین غلام کی نیت کرتا ہے تو واجب ہے کہ اس کی وضاحت کرے، اور اگر ان غلاموں میں سے کوئی حاکم کے سامنے حاضر پیش کرے تو حاکم آزاد کو وضاحت پر مجبور کرے گا، اور وہ اگر دو غلاموں میں سے ایک غلام کی آزادی کی وضاحت کرے تو دوسرے غلام کو حق ہوگا کہ آقا سے حلف اٹھوائے کہ اس نے اس دوسرے غلام کی آزادی کا ارادہ نہیں کیا تھا، اور اگر آقا یوں کہے میں نے اس کا ارادہ کیا تھا بلکہ اس کا ارادہ کیا تھا، تو اس کے اقرار پر اس کی گرفت کرتے ہوئے دونوں آزاد ہو جائیں گے (۱) تفصیل کے لئے دیکھئے اصطلاح "حق"۔

سے نکول و گریٹر اڑو یا جائے گا، اور مدعی سے طلق لیا جائے گا (۱)۔ اگر اس نے کسی مجہول شئی کا تکرار کیا اور سبب کی وضاحت کر دی تو دیکھا جائے گا، اگر سبب ایسا ہو کہ جہالت اس کے لئے معذور ہو جیسے غصب اور وریعت، مثلاً اس نے کہا میں نے فلاں کا مال غصب کیا، یا میرے پاس فلاں کی امانت ہے تو اس کا تکرار صحیح ہوگا، اور اسے غصب شدہ سامان یا مجہول امانت کے بیان اور ان دونوں کی تعیین پر مجبور کیا جائے گا، لیکن اگر سبب ایسا ہو جس کے لئے جہالت معذور ہو جیسے بیع اور اجارہ تو تکرار صحیح نہیں ہوگا، اور اسے پتہ ہونی یا کرایہ پر لی ہوئی شئی کے بیان پر مجبور نہیں کیا جائے گا (۲)۔

مبہم طلاق میں بیان:

۱۴- اگر شوہر نے اپنی دو بیویوں سے کہا: تم دونوں میں سے ایک کو طلاق ہے، اور ان دو میں سے ایک متعین بیوی کا ارادہ کیا تو اس پر طلاق پڑ جائے گی، اور شوہر پر بیان لازم ہوگا اور اس کی تصدیق کی جائے گی، اس لئے کہ شوہر اس پر طلاق واقع کرنے کا مالک ہے تو اس کا بیان بھی درست ہوگا، اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس سے آگاہی خود اسی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے تو اس بابت اس کا قول قبول کیا جائے گا، اور اس کے بیان کے وقت تک دونوں بیویاں اس سے علاحدہ رہیں گی، کیونکہ حرام اور مباح بیوی متعین نہیں ہے۔

اور شوہر پر فوراً بیان لازم ہوگا، اگر وہ تاخیر کرے تو گنہگار ہوگا، اور اگر بیان سے گریز کرے تو قید کیا جائے گا اور تعزیر کی جائے گی (۳)۔

= خلاصہ ۸/۱۰۳، المصنف علیہ الرحمہ ۱۲۲/۱۲۳، الاشباہ والنظائر لابن قیم رحمہ اللہ ۱۶۹، طبع المکتبۃ النجدیہ، ۱۳۵۲ھ، ابن ماجہ ۳۳، ۲۲، ۲۳، فتح الباری ۳۵۹، طبع المکتبۃ النجدیہ ۱۲۶ھ، المغنی لابن قدامہ ۲۵۱ھ۔

(۱) کنز الدقائق ۳۵۳، ۳۵۴، الفتاویٰ الہندیہ ۱۷/۱۸، الفتاویٰ الہندیہ ۱۷/۱۸، الاشباہ والنظائر لابن قیم رحمہ اللہ ۱۶۹، المغنی لابن قدامہ ۳۵۴، طبع المکتبۃ النجدیہ۔

(۱) فتح الباری ۲۸۶، ۲۸۵، طبع المکتبۃ النجدیہ ۵۳۹ھ۔
۵۳۰، المغنی ۵/۳۵، المغنی لابن قدامہ ۵۷۷، طبع المکتبۃ النجدیہ ۲۳۱ھ۔

(۲) المغنی ۵/۳۵، رد المحتار ۲۳۳ھ۔

(۳) نہایت المحتاج ۱۶/۳۳، شرح المغنی علی المحتاج ۳۳۳، ۳۳۵، وصحہ

ہوتا ہے جیسے مکان کا ایک کمرہ^(۱)۔

گھر خواہ مٹی سے بنا ہو، یا لٹھ اور گار اور پتھر سے، یا لکڑی سے بنایا گیا یا اون سے یا پوشتین یا بال سے یا کھال سے بنایا گیا ہو، اور مختلف نوع کے خیموں سے بنے گھر، سبوں کے لئے ”بیت“ کا لفظ بولا جاتا ہے^(۲)۔

اس کا اصطلاحی معنی لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

بیت

تعریف:

۱- لغت میں ”بیت“ کا ایک معنی گھر ہے، گھر وہ ہے جس کی دیوار اور چھت ہو خواہ اس میں کوئی رہنے والا نہ ہو، اس لفظ کا اطلاق غلیٹ کے گھر پر بھی ہوتا ہے، ”بیت“ کی جمع ”بیات“ اور ”بیوت“ آتی ہے۔ ”بیت“ کا اطلاق محل پر بھی ہوتا ہے، اسی معنی میں حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: ”بشروا خلیجۃ بیت فی الجنة من قصب“^(۱) (حضرت خدیجہؓ کو جنت میں موتی کے ایک محل کی خوش خبری دے دیجئے)، لسان العرب میں ہے: یعنی انہیں ایک جوف دار موتی سے بنے گھر کی خوش خبری دیجئے۔

لفظ ”بیت“ مسجد کے لئے بھی بولتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”فَیْ بُنِیْتُ اَذُنَ اللّٰہِ اَنْ تَرْفَعَ“^(۲) ((وہ)) ایسے گھروں میں ہیں جن کے لئے اللہ نے اجازت دی ہے کہ انہیں بلند کیا جائے۔

زجاج نے کہا: اس سے مراد مساجد ہیں^(۳)۔

”بیت“ کبھی مستقلاً ہوتا ہے، اور کبھی کسی مستعمل مسکن کا ایک جز

(۱) حدیث: ”بشروا خلیجۃ...“ کی روایت بخاری (المصحح ۶۱۵) طبع انتقدہ اور مسلم (۸۸۳) طبع مکتبہ المہلبی نے کی ہے الفاظ بخاری کے ہیں۔

(۲) سورہ نور ۳۶۔

(۳) لسان العرب، المصباح الممیر، العرب فی ترتیب العربیہ الکلیات لابن ابقاء ۲/۱۳۳-۲۱۲ تھوڑے تصرف کے ساتھ۔

متعلقہ الفاظ:

الف- دار:

۲- دار لغت میں اس کا نام ہے جو بیوت، منازل اور غیر مسقف صحن پر مشتمل ہو، ”دار“ کا لفظ مکان اور خالی حصہ دونوں کو شامل ہوتا ہے۔ بیت اور دار کے درمیان فرق یہ ہے کہ ”دار“ بیوت اور منازل پر مشتمل ہوتا ہے^(۳)۔

ب- منزل:

۳- منزل لغت میں زوال (اترنے) کی جگہ کا نام ہے، کچھ جگہوں کا عرف یہ ہے کہ منزل وہ ہے جس میں بیوت، چھت، صحن اور مطبخ ہو جہاں آدمی اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتا ہے^(۴)۔

”منزل“ دار سے چھوٹا اور بیت سے بڑا ہوتا ہے، منزل میں کم از کم دو یا تین بیت ہوتے ہیں۔

ان الفاظ کے معانی کے سلسلہ میں الگ الگ علاقوں اور زمانوں

(۱) المصباح الممیر ۸/۱۶۰-۱۶۱ طبع المصباح۔

(۲) روح المعانی ۱۱/۳۰ طبع المکتبہ الاسلامیہ۔

(۳) الکلیات لابن ابقاء ۸/۳۳-۳۴ لسان العرب، المصباح الممیر، المصباح الممیر ۸/۱۶۰-۱۶۱۔

(۴) الکلیات لابن ابقاء ۸/۱۳۳ لسان العرب، المصباح الممیر، المصباح الممیر ۸/۱۶۰-۱۶۱۔

میں علاحدہ علاحدہ عرف رہا ہے^(۱)۔

گھر کفر و خست کرنا جائز ہے^(۱)، اور زمین کی نذر و جنگلی میں گھر ضمناً داخل ہوتا ہے، امام مالک نے کہا: گھر کی نذر و جنگلی میں وہ زمین بھی شامل ہوگی جس پر گھر بنا ہے، اور اسی طرح زمین کی نذر و جنگلی میں عمارت بھی شامل ہوگی، اور عمارت کے معاملہ میں زمین کی شمولیت اور زمین کے معاملہ میں اس زمین پر موجود عمارت وغیرہ کی شمولیت۔ خواہ یہ معاملہ خرید و فروخت کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں۔ اس وقت ہوگی جب کہ اس کے برعکس کی شرط نہ لگائی گئی ہو اور نہ اس کا عرف ہو، ورنہ شرط یا عرف کے مطابق عمل ہوگا۔

چنانچہ اگر بائع نے زمین سے عمارت کی ملاحدگی کی شرط لگا دی، یا عرف ایسا ہو کہ بیع وغیرہ میں عمارت کو زمین سے ملاحدہ سمجھا جاتا ہو تو ایسی صورت میں عمارت کے معاملہ میں زمین داخل نہیں ہوگی۔
اسی طرح اگر بائع عمارت سے زمین کی ملاحدگی کی شرط لگا دی یا ایسا عرف جاری ہو تو زمین کا معاملہ کرنے میں عمارت اس میں داخل نہیں ہوگی^(۲)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح ”بیع“ دیکھی جائے۔

ب- خیاء ربیہ:

۶- گھر کی نذر یہ اری میں نذر یہ اور خیاء ربیہ اس وقت حاصل ہوگا جب اس نے گھر کا معائنہ نہیں کیا ہو اور گھر کی ربیہ حاصل نہیں ہوئی ہو، اس لئے کہ گھر ان اشیاء میں سے ہے جن کی تعیین ضروری ہے، یہ رائے حنفیہ کی ہے اور شافعیہ و حنابلہ کا ایک قول ہے^(۳)، یہ فقہاء کہتے

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، طبع بیروت لبنان، نہایت الحسنی ج ۳ ص ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، طبع معصنی الکلی مصر، کشاف القناع ج ۳ ص ۱۲۰ اور اس کے بعد کے صفحات، تیل و اوطار ج ۵ ص ۲۳۳، طبع دار الخلیل بیروت لبنان۔

(۲) حاشیہ المدنی علی الشرح الکبیر ج ۳ ص ۱۲۰، ۱۲۱، طبع معصنی الکلی مصر۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ج ۳ ص ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱

فِي كُلِّ شَرَكَةٍ لَمْ تَقْسَمْ، رُبْعًا، أَوْ حَاضِطٌ...“ (۱) (نبی ﷺ نے ہر اس شرکت میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو، دو زمین ہو یا باغ...)، اور اس میں غارت بھی داخل ہوگی، یہ جمہور فقہاء کا مسلک ہے (۲)۔

خفیہ کے نزدیک شریک اور پڑوسی کو مملوک زمین کے ضمن میں شفعہ حاصل ہوگا، اور یہ اس وقت ہوگا جب شفعہ کی شرطیں پائی جائیں (۳) تفصیل اصطلاح "شفعہ" میں ہے۔

و-اچار:

۸۔ گھر کے کرایہ کے حاملہ کا مقصود چونکہ گھر کی منفعت کو ایک متعین مدت کے لئے فروخت کر دیتا ہے، تو منفعت کے اندر بھی دو شرط ہوگی جو مقصد بیع کے اندر بھیج کے لئے شرط ہے، اور وہ یہ ہے کہ اس منفعت سے اثاثات میں کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو، مثلاً یہ کہ وہ حرام ہو جیسے شراب، آلات لہو اور خنزیر کا گوشت۔

پس جمہور فقہاء کے نزدیک ناجائز مقصد کے لئے گھر کو کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، مثلاً کرایہ پر لینے والوں کو شراب نوشی یا جوا کھیلنے کی جگہ بنانا چاہتا ہو یا اس کو کلیسا یا مندر وغیرہ بنانا چاہتا ہو، اور ایسی صورت میں اجرت لیا حرام ہوگا جس طرح اجرت دینا بھی حرام ہوگا، اس لئے کہ اس میں معصیت پر امانت ہے (۴)۔

(۱) جو ہے: ”مضافہ چیلنج فی کل.....“ کی روایت مسلم (۳/۱۴۴ طبع عیسیٰ المابانی النجاشی) نے کی ہے۔

(۲) جامعہ الدعوتی ۱۳۳۷ھ اور اسی کے بعد کے صفحات، مفتی الحاج
۱۳۹۶ھ، ۱۳۹۷ھ، ۱۳۹۸ھ، ۱۳۹۹ھ، ۱۴۰۰ھ، مفتی لابن قدامہ ۵/۸۰، ۸۵
۸۵، تیل و طلاء ص ۱۲۵ مفتی و اخبار ۵/۸۰، ۸۵۔

(۳) روی کاغذی الماریت ۵/۸، ۸/۳، ۱۳/۱۰

(۳) روحه الطائیفہ ۵/۱۹۳، اشرح المفہوم ۴/۱۰، کشاف القناع ۳/۵۵۹،
الاختصار ۴/۶۰، حاشیہ من طبعین ۵/۲۵۱۔

ہیں: غائب کی فتح درست ہے، اور یہ اُنہی فتح ہے جس کو معاملہ کے فریقین یا ان میں سے ایک نے نہیں دیکھا ہو، اور خریدار کو دیکھتے وقت اختیار حاصل ہوگا، اور گھر کی رویت میں چھت، دیواروں، سطح، حمام اور راستہ کا دیکھنا معتبر ہوگا۔

شافعیہ کا اظہر قول اور حنا بلہ کا راجح قول یہ ہے کہ اگر کسی انسان نے ایسی چیز خریدی جسے اس نے نہیں دیکھا اور نہ اس کا وصف اسے بتایا گیا تو یہ عقد درست نہیں ہے^(۱) تفصیل کے لئے ”بیج“ اور ”خیار ردائیت“ کی اصطلاحات دیکھئے۔

ج- مشفقہ:

کے - سفر و خست کی جانے والی زمین کے تابع ہو کر فر و خست شدہ گھر میں اس شریک کو حق شفعہ ہوگا جس نے اپنا حصہ علاحدہ نہیں کیا ہو، پڑوسی کو شفعہ حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہے فرماتے ہیں:

"قضى النبي ﷺ بالشفعة في كل ما لم يقسم. فإذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة،" (۲) (نبی کریم ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو، اگر حد بندی کر دی جائے اور راستے علاحدہ ہو جائیں تو شفعہ نہیں ہے)، زمین سے علاحدہ عمارت میں شفعہ نہیں ہے، اس لئے کہ شفعہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ فر و خست کی جانے والی زمین ہو، اس لئے کہ زمین ہی دائمی طور پر باقی رہتی ہے اور اس کا ضرر بھی دائمی رہتا ہے، عمارت زمین کے ضمن میں لی جاتی ہے، اس لئے کہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہے: "قضى رسول الله ﷺ بالشفعة

(۱) مفتی الکراج ۳۸، ۴۸، ۵۸، ۶۸، ۷۸، ۸۸، ۹۸، ۱۰۸، ۱۱۸، ۱۲۸، ۱۳۸، ۱۴۸، ۱۵۸، ۱۶۸، ۱۷۸، ۱۸۸، ۱۹۸، ۲۰۸، ۲۱۸، ۲۲۸، ۲۳۸، ۲۴۸، ۲۵۸، ۲۶۸، ۲۷۸، ۲۸۸، ۲۹۸، ۳۰۸، ۳۱۸، ۳۲۸، ۳۳۸، ۳۴۸، ۳۵۸، ۳۶۸، ۳۷۸، ۳۸۸، ۳۹۸، ۴۰۸، ۴۱۸، ۴۲۸، ۴۳۸، ۴۴۸، ۴۵۸، ۴۶۸، ۴۷۸، ۴۸۸، ۴۹۸، ۵۰۸، ۵۱۸، ۵۲۸، ۵۳۸، ۵۴۸، ۵۵۸، ۵۶۸، ۵۷۸، ۵۸۸، ۵۹۸، ۶۰۸، ۶۱۸، ۶۲۸، ۶۳۸، ۶۴۸، ۶۵۸، ۶۶۸، ۶۷۸، ۶۸۸، ۶۹۸، ۷۰۸، ۷۱۸، ۷۲۸، ۷۳۸، ۷۴۸، ۷۵۸، ۷۶۸، ۷۷۸، ۷۸۸، ۷۹۸، ۸۰۸، ۸۱۸، ۸۲۸، ۸۳۸، ۸۴۸، ۸۵۸، ۸۶۸، ۸۷۸، ۸۸۸، ۸۹۸، ۹۰۸، ۹۱۸، ۹۲۸، ۹۳۸، ۹۴۸، ۹۵۸، ۹۶۸، ۹۷۸، ۹۸۸، ۹۹۸، ۱۰۰۸، ۱۰۱۸، ۱۰۲۸، ۱۰۳۸، ۱۰۴۸، ۱۰۵۸، ۱۰۶۸، ۱۰۷۸، ۱۰۸۸، ۱۰۹۸، ۱۱۰۸، ۱۱۱۸، ۱۱۲۸، ۱۱۳۸، ۱۱۴۸، ۱۱۵۸، ۱۱۶۸، ۱۱۷۸، ۱۱۸۸، ۱۱۹۸، ۱۲۰۸، ۱۲۱۸، ۱۲۲۸، ۱۲۳۸، ۱۲۴۸، ۱۲۵۸، ۱۲۶۸، ۱۲۷۸، ۱۲۸۸، ۱۲۹۸، ۱۳۰۸، ۱۳۱۸، ۱۳۲۸، ۱۳۳۸، ۱۳۴۸، ۱۳۵۸، ۱۳۶۸، ۱۳۷۸، ۱۳۸۸، ۱۳۹۸، ۱۴۰۸، ۱۴۱۸، ۱۴۲۸، ۱۴۳۸، ۱۴۴۸، ۱۴۵۸، ۱۴۶۸، ۱۴۷۸، ۱۴۸۸، ۱۴۹۸، ۱۵۰۸، ۱۵۱۸، ۱۵۲۸، ۱۵۳۸، ۱۵۴۸، ۱۵۵۸، ۱۵۶۸، ۱۵۷۸، ۱۵۸۸، ۱۵۹۸، ۱۶۰۸، ۱۶۱۸، ۱۶۲۸، ۱۶۳۸، ۱۶۴۸، ۱۶۵۸، ۱۶۶۸، ۱۶۷۸، ۱۶۸۸، ۱۶۹۸، ۱۷۰۸، ۱۷۱۸، ۱۷۲۸، ۱۷۳۸، ۱۷۴۸، ۱۷۵۸، ۱۷۶۸، ۱۷۷۸، ۱۷۸۸، ۱۷۹۸، ۱۸۰۸، ۱۸۱۸، ۱۸۲۸، ۱۸۳۸، ۱۸۴۸، ۱۸۵۸، ۱۸۶۸، ۱۸۷۸، ۱۸۸۸، ۱۸۹۸، ۱۹۰۸، ۱۹۱۸، ۱۹۲۸، ۱۹۳۸، ۱۹۴۸، ۱۹۵۸، ۱۹۶۸، ۱۹۷۸، ۱۹۸۸، ۱۹۹۸، ۲۰۰۸، ۲۰۱۸، ۲۰۲۸، ۲۰۳۸، ۲۰۴۸، ۲۰۵۸، ۲۰۶۸، ۲۰۷۸، ۲۰۸۸، ۲۰۹۸، ۲۱۰۸، ۲۱۱۸، ۲۱۲۸، ۲۱۳۸، ۲۱۴۸، ۲۱۵۸، ۲۱۶۸، ۲۱۷۸، ۲۱۸۸، ۲۱۹۸، ۲۲۰۸، ۲۲۱۸، ۲۲۲۸، ۲۲۳۸، ۲۲۴۸، ۲۲۵۸، ۲۲۶۸، ۲۲۷۸، ۲۲۸۸، ۲۲۹۸، ۲۳۰۸، ۲۳۱۸، ۲۳۲۸، ۲۳۳۸، ۲۳۴۸، ۲۳۵۸، ۲۳۶۸، ۲۳۷۸، ۲۳۸۸، ۲۳۹۸، ۲۴۰۸، ۲۴۱۸، ۲۴۲۸، ۲۴۳۸، ۲۴۴۸، ۲۴۵۸، ۲۴۶۸، ۲۴۷۸، ۲۴۸۸، ۲۴۹۸، ۲۵۰۸، ۲۵۱۸، ۲۵۲۸، ۲۵۳۸، ۲۵۴۸، ۲۵۵۸، ۲۵۶۸، ۲۵۷۸، ۲۵۸۸، ۲۵۹۸، ۲۶۰۸، ۲۶۱۸، ۲۶۲۸، ۲۶۳۸، ۲۶۴۸، ۲۶۵۸، ۲۶۶۸، ۲۶۷۸، ۲۶۸۸، ۲۶۹۸، ۲۷۰۸، ۲۷۱۸، ۲۷۲۸، ۲۷۳۸، ۲۷۴۸، ۲۷۵۸، ۲۷۶۸، ۲۷۷۸، ۲۷۸۸، ۲۷۹۸، ۲۸۰۸، ۲۸۱۸، ۲۸۲۸، ۲۸۳۸، ۲۸۴۸، ۲۸۵۸، ۲۸۶۸، ۲۸۷۸، ۲۸۸۸، ۲۸۹۸، ۲۹۰۸، ۲۹۱۸، ۲۹۲۸، ۲۹۳۸، ۲۹۴۸، ۲۹۵۸، ۲۹۶۸، ۲۹۷۸، ۲۹۸۸، ۲۹۹۸، ۳۰۰۸، ۳۰۱۸، ۳۰۲۸، ۳۰۳۸، ۳۰۴۸، ۳۰۵۸، ۳۰۶۸، ۳۰۷۸، ۳۰۸۸، ۳۰۹۸، ۳۱۰۸، ۳۱۱۸، ۳۱۲۸، ۳۱۳۸، ۳۱۴۸، ۳۱۵۸، ۳۱۶۸، ۳۱۷۸، ۳۱۸۸، ۳۱۹۸، ۳۲۰۸، ۳۲۱۸، ۳۲۲۸، ۳۲۳۸، ۳۲۴۸، ۳۲۵۸، ۳۲۶۸، ۳۲۷۸، ۳۲۸۸، ۳۲۹۸، ۳۳۰۸، ۳۳۱۸، ۳۳۲۸، ۳۳۳۸، ۳۳۴۸، ۳۳۵۸، ۳۳۶۸، ۳۳۷۸، ۳۳۸۸، ۳۳۹۸، ۳۴۰۸، ۳۴۱۸، ۳۴۲۸، ۳۴۳۸، ۳۴۴۸، ۳۴۵۸، ۳۴۶۸، ۳۴۷۸، ۳۴۸۸، ۳۴۹۸، ۳۵۰۸، ۳۵۱۸، ۳۵۲۸، ۳۵۳۸، ۳۵۴۸، ۳۵۵۸، ۳۵۶۸، ۳۵۷۸، ۳۵۸۸، ۳۵۹۸، ۳۶۰۸، ۳۶۱۸، ۳۶۲۸، ۳۶۳۸، ۳۶۴۸، ۳۶۵۸، ۳۶۶۸، ۳۶۷۸، ۳۶۸۸، ۳۶۹۸، ۳۷۰۸، ۳۷۱۸، ۳۷۲۸، ۳۷۳۸، ۳۷۴۸، ۳۷۵۸، ۳۷۶۸، ۳۷۷۸، ۳۷۸۸، ۳۷۹۸، ۳۸۰۸، ۳۸۱۸، ۳۸۲۸، ۳۸۳۸، ۳۸۴۸، ۳۸۵۸، ۳۸۶۸، ۳۸۷۸، ۳۸۸۸، ۳۸۹۸، ۳۹۰۸، ۳۹۱۸، ۳۹۲۸، ۳۹۳۸، ۳۹۴۸، ۳۹۵۸، ۳۹۶۸، ۳۹۷۸، ۳۹۸۸، ۳۹۹۸، ۴۰۰۸، ۴۰۱۸، ۴۰۲۸، ۴۰۳۸، ۴۰۴۸، ۴۰۵۸، ۴۰۶۸، ۴۰۷۸، ۴۰۸۸، ۴۰۹۸، ۴۱۰۸، ۴۱۱۸، ۴۱۲۸، ۴۱۳۸، ۴۱۴۸، ۴۱۵۸، ۴۱۶۸، ۴۱۷۸، ۴۱۸۸، ۴۱۹۸، ۴۲۰۸، ۴۲۱۸، ۴۲۲۸، ۴۲۳۸، ۴۲۴۸، ۴۲۵۸، ۴۲۶۸، ۴۲۷۸، ۴۲۸۸، ۴۲۹۸، ۴۳۰۸، ۴۳۱۸، ۴۳

(۲) حدیث: "لفظی النبی ﷺ" کی روایت بخاری (ترجمہ ۳۳۶ طبع استغفر) نے کی ہے۔

گھر کی چیزوں میں پڑوسی کے حق کی رعایت:

۹- حدیث شریف میں پڑوسی کے حق کی بڑی تاکید آئی ہے، اس کے حق کی رعایت اور حفاظت کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "ما زال جبریل یوصی بالجار حتی ظننت انه سیرثه" (۱) (مجھے حضرت جبریل علیہ السلام پر پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا دیا جائے گا)۔

اور ارشاد ہے: "والله لا یؤمن بالله لا یؤمن قیل: من یا رسول الله؟ قال: الذی لا یامن جاره بوائقه" (۲) (خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، پوچھا گیا: کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں)۔

اسی لئے جائز نہیں ہے کہ گھر کا مالک گھر میں کوئی ایسا قدم اٹھائے جس سے اس کے پڑوسی کو نقصان ہو، جیسے پڑوسی کی دیوار کے پہلو میں بیت الخلاء، کے لئے گڑھا کھودے، یا وہاں پر حمام بنائے یا تنور بنائے یا لوہاری کی دوکان یا اس جیسا کوئی ایسا پیشہ شروع کر دے جس سے گھر کے پڑوسی کو اذیت ہو۔

ایسے امور جو دونوں گھروں کے درمیان انجام دئے جائیں، جیسے دونوں کے درمیان امتیازی دیوار قائم کرنا، تو اس کی دو حالتیں ہیں: یا تو وہ دیوار کسی ایک کی ملک میں مخصوص ہو، اور دوسرے کے لئے صرف پردہ بن جائے، تو ایسی حالت میں دوسرے کو اس دیوار میں ضرر رساں تصرف کا حق مطلقاً نہیں ہوگا، چنانچہ دوسرے کے لئے

- (۱) حدیث: "ما زال جبریل..." کی روایت بخاری (صحیح ۲۳۱/۱۰ طبع الشریعہ) اور مسلم (۲۰۲۵/۳ طبع مکتبہ المدینہ) نے کی ہے۔
(۲) حدیث: "والله لا یؤمن..." کی روایت بخاری (صحیح ۲۲۳/۱۰ طبع الشریعہ) نے کی ہے۔

حرام ہوگا کہ اس پر نگریاں رکھے، یا اس پر پھل بنائے یا محراب بنائے یا ایسے تصرفات کرے جو دیوار کو نقصان پہنچائیں اور اس کی مضبوطی کو متاثر کریں، اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے (۱)، اس لئے کہ فقہی کا عدو بالکل عام ہے کہ "لا ضرر ولا ضرار" (نہ ابتداء نقصان پہنچانا ہے اور نہ بدلہ میں نقصان پہنچانا ہے)، اور اس لئے کہ نبی ﷺ کا قول عام ہے: "لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منه" (۲) (کسی مسلمان کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں ہے)۔

اگر تصرف ایسا ہو جو دیوار کو نقصان پہنچائے اور نہ کمزور کرے تو جائز ہے، بلکہ مالک کے لئے مستحب بہتر ہے کہ اپنے پڑوسی کو دیوار کے استعمال اور اس میں تصرف کی اجازت دے، اس لئے کہ اس میں پڑوسی کو آرام اور فائدہ پہنچاتا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح "ارتفاق" اور "جوار"۔

گھروں میں داخل ہونا:

۱۰- فقہاء کا اتفاق ہے کہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر حرام فرمایا ہے کہ دوسرے کے گھروں میں باہر سے جھانکیں، یا ان میں ان کے مالک کی اجازت کے بغیر داخل ہوں، تاکہ کوئی شخص کسی کی پوشیدہ چیز نہ دیکھے، یہ حرمت ایک حد تک ہے اور وہ حد اجازت طلبی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے گھروں کو لوگوں کی رہائش کے لئے خاص فرمایا ہے، اور

- (۱) المغنی ۶/۵۳۶ روح المعانی ۳/۲۱۱۔
(۲) حدیث: "لا یحل مال..." کی روایت احمد (۲/۵ طبع مکتبہ الاسلامی) ورنیکی (۱۰۰/۱ طبع دار المعرفہ) نے کی ہے، زبلی نے اس کو دارقطنی کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند حید ہے (دیکھئے نصب الرایۃ ۳/۱۶۹ طبع دارالمطبعون)۔

گھروں کے اندر جھانکنا بھی حرام ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”لو ان امرأۃ اطلعت علیک بغیر اذن، فحلفہ بحصاة، ففقات عینہ لم یکن علیک جناح“ (۱) (اگر کوئی شخص تمہارے گھر میں بغیر اجازت جھانکے اور تم اسے کنکری سے مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی باز پرس نہیں ہے)۔

گھر میں داخل ہونے کی اباحت:

۱۱- اللہ تعالیٰ نے ہر ایسے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا مباح قرار دیا ہے جس میں کوئی نہیں رہتا ہو، ارشاد ہے: ”لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مُسْکُوْنَةٍ فِیْہَا مَنَاعٌ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَعْمَلُوْنَ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ“ (۲) (تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں ہے کہ تم ان مکانات میں داخل ہو جاؤ (جن میں) کوئی رہتا نہ ہو) اور ان میں تمہارا کچھ سامان ہو اور فتنہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو، کیونکہ اجازت طلب کرنے کی سلت یہ تھی کہ خرمات پر نظر پڑ جانے کا اندیشہ تھا، تو جب یہ سلت نہیں رہی تو حکم بھی نہیں رہا (۳)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: ”مستند ان“۔

عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت دے جب تک شوہر سے اجازت نہ لے لے، یا اسے ظن

(۱) حدیث ۳۳۰۰ ”لو ان امرأۃ.....“ کی روایت بخاری (الطبع ۲/۲۳۳ طبع انتقیر) اور مسلم (۳/۱۶۹ طبع عیسیٰ الہابی) نے کی ہے، الفاظ بخاری کے ہیں۔

(۲) سورہ نور ۲۹۔

(۳) آیت میں ورود لفظ مناع سے مراد تمام قسم کا اتفاق ہے اس لئے کہ داخل ہونے والا اپنے کسی اتفاق کے لئے داخل ہوگا، بہت غیر مسکونہ سے مراد طلبہ کے لئے مدارس، محلے، دکان، اشتباخانہ اور ہر وہ جگہ ہے جہاں اس سے اصل مقصد کے لئے چلا جاتا ہے (تفسیر القرطبی ۱۲/۲۲۱)۔

لوگوں کو گھروں سے لطف و آرام حاصل کرنے کا انفرادی طور پر مالک بنایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَأْذِنُوْا وَتَسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِہَا، ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذٰکُرُوْنَ“ (۱) (اے ایمان والو تم اپنے (خاص) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو)۔

فقہاء نے جنگ کی حالت کو اس حکم سے مستثنیٰ رکھا ہے، لہذا ایسے گھر میں داخل ہونا جائز ہے جہاں سے دشمن سامنے ہو جاتا ہو، مجاہدین ایسے گھر میں داخل ہو سکتے ہیں تاکہ وہاں دشمن سے مقابلہ کریں (۲)، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب ظلم یا ظن غالب ہو کہ اس گھر میں فساد و فحور موجود ہے، چنانچہ امام یا اس کے نائب کے لئے جائز ہے کہ فساد یوں کے گھر پر چھاپہ ماریں، حضرت عمرؓ نے ایک نوحہ کرنے والی عورت کے گھر پر چھاپہ مارا اور اس کو درد سے مارا یہاں تک کہ اس کا وہ پڑ گریا، حضرت عمرؓ سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو کہا کہ ایسی عورت کے لئے حرمت نہیں ہے، یعنی اس لئے کہ وہ حرام کام میں مشغول ہے (۳)، اور وہ باندیوں کے حکم میں ہوئی، حضرت عمرؓ نے گھر کی حرمتوں کو توڑنے پر تعزیری سزا جاری فرمائی، یہ واقعہ ایسے شخص کے ساتھ ہوا جو رات کی تاریکی کے بعد دوسرے کے گھر میں کپڑے میں لپیٹا لیٹا پایا گیا تو حضرت عمرؓ نے سوکڑے مارے (۴)۔

جس طرح بغیر اجازت گھروں میں داخل ہونا حرام ہے اسی طرح

(۱) سورہ نور ۲۹ تفسیر القرطبی ۱۲/۲۱۳-۲۱۴۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۱۲/۱۶۵، اہل المدراک ۳۸۳-۳۵۵ طبع عیسیٰ الحلبي مصر۔

(۳) حاشیہ ابن عابدین ۳۸۰-۳۸۱۔

(۴) مصنف عبد الرزاق ۷/۲۰۱۔

یو تو یہ دعا پڑھے: ”اللهم بنی فسألك خیر المولج وخیر المخرج باسم الله ولجناء، وباسم الله خرجنا، وعلى الله ربنا توكلنا۔“ (۱) (اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں بہتر داخل ہونا اور بہتر نکلنا، اللہ کے نام سے تم داخل ہوئے اور اللہ کے نام سے تم نکلے، اور اپنے رب اللہ پر تم نے بھروسہ کیا) پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔

گھر میں مرد اور عورت کی فرض نماز:

۱۳- فقہاء کا اتفاق ہے کہ گھر میں مرد اور عورت کے لئے فرض نماز کی اول آگلی درست ہے، اور حنبلیہ کا مذہب یہ ہے کہ مرد اگر فرض نماز تنہا گھر میں پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی، لیکن وہ گندہ گار ہوگا، اس لئے کہ حنبلیہ کے نزدیک جماعت کی نماز آزاد اور قہر رت رکھنے والے لوگوں پر واجب ہے۔

شافعیہ کی رائے ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے، مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے، لیکن فقہائے مذہب کا اتفاق ہے کہ جماعت نماز کی صحت کے لئے شرط نہیں ہے، صرف حنبلیہ میں سے ابن عقیل کا قول اس سے مستثنیٰ ہے۔

فقہاء کا اتفاق ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز گھر میں تنہا نماز سے افضل ہے، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صلاة الجماعة افضل من صلاة احدکم وحده بخمیس وعشرین درجة۔“ (۲) (جماعت کی نماز

غالب ہو کہ جائز ضرورت کی وجہ سے شوہر اس بات سے راضی ہوگا) (۱)، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”لا یحل للمرأة ان تصوم وزوجها شاهد الا باذنه، ولا تلذن فی بینه الا باذنه۔“ (۲) (کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ روزہ رکھے اور اس کا شوہر موجود ہو جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لے، اور نہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت دے)۔

اپنے گھر میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کی دعا:

۱۴- رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے آداب میں سے گھر میں داخل ہوتے وقت اور گھر سے نکلنے بوقت دعا کرنا ہے۔

چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: ”باسم الله وتوكلت على الله اللهم انی اعوذ بک ان اضل، او اضل او ازل او ازل او اظلم او اظلم او اجهل او یجهل علی۔“ (۳) (شروع اللہ کے نام سے، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ ہو گیا جاؤں، یا پھسل جاؤں یا پھسلایا جاؤں، یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، یا جہالت کا کام کروں یا میرے ساتھ جہالت و نادانی کا معاملہ کیا جائے)۔

گھر میں داخل ہونے کی دعا حضرت ابو مالک اشعریؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل

(۱) مطالب اولیٰ امی ۵۸/۵، شرح فتح القدیر ۴/۳۰۷

(۲) حدیث: ”لا یحل للمرأة ان تصوم وزوجها شاهد الا باذنه“ کی روایت بخاری (الفتح ۴/۳۰۷ طبع الاستقید) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”کان اذا خرج۔۔۔“ کی روایت ابوداؤد (۳۲۷/۵ طبع عزت عبید دہاس) اور ترمذی (۳۹۰/۵ طبع مصطفیٰ المبانی) نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱) حدیث: ”اذا ولج۔۔۔“ کی روایت ابوداؤد (۳۲۸/۵ طبع عبید دہاس) نے کی ہے اس کی سند میں شرح ابن عبید جہری اور راوی حدیث ابو مالک کے درمیان اختلاف ہے لہذا حدیث ضعیف ہے دیکھئے تہذیب التہذیب (۳۲۸/۳ طبع دارصادر)۔

(۲) حدیث: ”صلاة الجماعة“ کی روایت بخاری (الفتح ۱۳۱/۲ طبع الاستقید) اور مسلم (۳۲۹/۱ طبع مجلس) نے کی ہے الفاظ مسلم کے ہیں۔

تہا نماز سے پچیس گنا افضل ہے)، اور ایک روایت ہے: "بمع وعشرون درجة" (ستائیس درجہ افضل ہے)۔

عورتوں کے حق میں گھر ہی میں نماز افضل ہے، اس لئے کہ حضرت ام سلمہ کی مرفوع حدیث ہے: "خیر مساجد النساء گھر بیوتھن" (۱) (عورتوں کی سب سے بہتر مسجد ان کے گھروں کا اندرون ہے)، اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صلاة المرأة في بيتها افضل من صلاتها في حجرتها، وصلاتها في معبدتها افضل من صلاتها في بيتها" (۲) (گھر میں عورت کی نماز گھر میں نماز سے افضل ہے، اور گوشہ میں نماز کردہ میں نماز سے افضل ہے)، اور حضرت ام حمید ساعدیہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قد علمت وصلاتک فی بیتک خیر لک من صلاتک فی حجرتک، وصلاتک فی حجرتک خیر لک من صلاتک فی دارک، وصلاتک فی دارک خیر لک من صلاتک فی مسجد قومک، وصلاتک فی مسجد قومک خیر لک من صلاتک فی جماعة" (۳) (مجھے معلوم

ہے کہ خوبگاہ میں تمہاری نماز گھر سے بہتر ہے، اور گھر سے تمہاری نماز مکان میں تمہاری نماز سے بہتر ہے، اور مکان میں تمہاری نماز اپنی قوم کی مسجد میں تمہاری نماز سے بہتر ہے، اور اپنی قوم کی مسجد میں تمہاری نماز جامع مسجد میں تمہاری نماز سے بہتر ہے)۔

امام نووی کہتے ہیں: شوہر کے لئے مستحب ہے کہ اپنی بیوی کو مسجد کی جماعت میں شرکت کی اجازت دے، اس لئے کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا تمنعوا إماء اللہ مساجد اللہ، ولكن لیخرجن وھن تغلات" (۱) (اللہ کی بندویں کو اللہ کے گھروں سے مت روکو، لیکن وہ اس طرح باہر نکلیں کہ وہ خوشبو ترک کئے ہوئی ہوں)، اور حضرت ابن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے: "إذا استأذنکم نساؤکم باللہل إلی المسجد فاذنوا لھن" (۲) (جب تم سے تمہاری عورتیں رات میں مسجد جانے کی اجازت چاہیں تو انہیں اجازت دے دو)۔

لیکن اگر عورت کے گھر سے باہر نکلنے اور جماعت میں شامل ہونے سے قند پیدا ہو تو مسجد کی جماعت میں شامل ہونا عورت کے لئے مکروہ ہوگا، اور شوہر کو اس سے روکنے کا اختیار ہوگا اور اس پر اسے گناہ نہیں ہوگا، حدیث میں وارد عورت کو روکنے کی ممانعت کو نبی کریمؐ پر محمول کیا گیا ہے، اس لئے کہ گھر میں رہنے کا عورت پر شوہر کا حق واجب ہے تو اس واجب کو وہ فضیلت کے لئے ترک نہیں کرے گی (۳)۔

(۱) حدیث حضرت ام سلمہؓ: "خیر مساجد النساء....." کی روایت احمد (۲۹۷/۱) طبع المصنف نے کی ہے منبوی نے بعض میں ذہبی سے نقل کیا ہے نہیں نے فرمایا کہ اس کی سند کو ٹھیک ہے (فیض القدیر ۳۹۱/۳ طبع المکتبۃ البیروتیہ)۔

(۲) حدیث: "صلاة المرأة في بيتها....." کی روایت ابو داؤد (۳۸۳/۱) طبع عبید دھاس نے کی ہے نووی نے المجموع میں کہا ابو داؤد نے مسلم کی شرط پر صحیح سند سے اس کو روایت کیا ہے (۱۹۸/۳ طبع دارۃ الطبائع البیروتیہ)۔

(۳) حدیث: "أم حمید....." کی روایت احمد (۳۷۱/۱) طبع المصنف نے کی ہے اور ابن حجر نے اس کو حسن بتایا ہے جیسا کہ نزل لاوطار (۱۶۱/۱) طبع دار النیئل میں ہے۔

(۱) حدیث: "لا تمنعوا إماء اللہ....." کی روایت ابو داؤد (۳۸۱/۱) طبع عیسیٰ الحلبي نے کی ہے۔ اور نووی نے المجموع (۱۹۹/۳) طبع دارۃ الطبائع البیروتیہ میں کہا کہ اس کی اسناد شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

(۲) حدیث: "إذا استأذنکم نساؤکم باللہل إلی المسجد....." کی روایت بخاری (۳۳۷/۲) طبع ۳۳۷/۲ طبع انتقیر اور مسلم (۳۲۷/۱) طبع عیسیٰ الحلبي نے کی ہے۔

(۳) روضۃ الطالبین ۱/۳۳۱، الشرح المختصر ۱/۲۴۴، الاقویار ۱/۵۷، کشاف الفقہ ۱/۵۵۵، المجموع ۳۹۱/۳۔

گھر میں نفل نماز:

۱۴- گھر میں نفل نمازیں پڑھنا مسنون ہے (۱)۔

حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”صلوا ایہا الناس فی بیوتکم۔ فإن افضل صلاة الموء فی بیتہ إلا المكتوبة“ (۲) (لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، انسان کی سب سے افضل نماز اس کے گھر کے اندر کی ہے، سوائے فرض نمازوں کے)۔

گھر میں نفل نماز کی افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ گھر کی نماز اخلاص سے زیادہ قریب اور ریا و دکھاوے سے دور ہوتی ہے، اس لئے کہ اس میں عمل صالح کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے جو عمل صالح کا اعلان کرنے سے افضل ہے۔

گھر میں نوافل ادا کرنے کی ایک علت ارشاد نبوی ﷺ میں اس طرح آئی ہے: ”اجعلوا فی بیوتکم من صلاتکم، ولا تصعدنہا قبوراً“ (۳) (اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ) تو جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا اور جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی وہ گھر پر ان قبر کی طرح ہے، اس لئے یہ خیر کی بات ہے کہ انسان اپنی نماز کا ایک حصہ اپنے گھر میں ادا کرے تاکہ گھر کو اللہ کے ذکر اور تقرب سے آباد رکھے، یہ مفہوم حضرت جابرؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إذا قضی أحدکم الصلاة فی مسجده، فلیجعل لیثہ نصیباً من

صلاته، فإن اللہ جاعل فی بیتہ من صلاتہ خیراً“ (۱) (جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز پوری کر لے تو اپنی نماز کا ایک حصہ اپنے گھر کے لئے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر فرمائے گا)۔

گھر میں اعتکاف:

۱۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ مرد کے لئے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے، یعنی گھر کی وہ جگہ جو نماز کے لئے تیار و علاحدہ کر دی گئی ہو۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ عورت کے لئے بھی اسی طرح اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف جائز نہیں ہے، ان حضرات کا استدلال حضرت دن عباسؓ کی حدیث سے ہے: ”سئل عن امرأة جعلت علیہا - نبي ذلوت - فن تعتكف فی مسجد بیتہا، فقال: بدعة، ونہض الأعمال إلى اللہ البدع، فلا اعتکاف إلا فی مسجد تقام فیہ الصلاة“ (ان سے ایک ایسی خاتون کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کی نذر مانی تھی تو آپؐ نے فرمایا: یہ بدعت ہے، اور اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل بدعات ہیں، لہذا اعتکاف صرف اسی مسجد میں ہوگا جس میں نماز قائم کی جاتی ہے)، اور اس لئے بھی کہ گھر کی مسجد حقیقتاً اور حتماً مسجد نہیں ہے۔

اور اگر ایسا جائز ہوتا تو امہات المؤمنین نے بیان جواز کے لئے ایک بار ہی یہی ایسا کیا ہوتا۔

حنفیہ کے نزدیک عورت کے لئے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف

(۱) المجموع ۳۹۱ ص

(۲) حدیث: ”صلوا ایہا الناس۔۔۔“ کی روایت بخاری (صحیح ۲۱۳ طبع الشریعہ) نے کی ہے دیکھئے: المنی لابن قدامہ ۳۱ ص

(۳) حدیث: ”اجعلوا فی بیوتکم۔۔۔“ کی روایت بخاری (صحیح ۶۲ ص طبع الشریعہ) اور مسلم (۵۳۸ ص طبع عیسیٰ المابلی الحلی) نے کی ہے۔

(۱) حدیث: ”إذا قضی“ کی روایت مسلم (۵۳۹ ص طبع عیسیٰ الحلی) نے کی ہے۔

بیت ۱۶، البیت الحرام

کرنا جائز ہے، اس لئے کہ عورت کے حق میں اعتکاف کی جگہ وہی ہے جہاں اس کی نماز افضل ہے، جیسا کہ مرد کے حق میں یہ بات ہے، اور عورت کی افضل نماز اس کے گھر کی مسجد میں ہے، لہذا اعتکاف کی جگہ بھی اس کے گھر کی مسجد ہوتی، جیسا کہ فقہاء حنفیہ نے یہ بھی کہا کہ عورت کے لئے گھر میں اعتکاف کی جگہ سے باہر گھر میں ہی طہا جائز نہیں ہے، جیسا کہ حسن کی روایت میں ہے^(۱)۔

البیت الحرام

تعریف:

۱- "البیت الحرام" کا اطلاق کعب پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کعب کو "البیت الحرام" کہا ہے، ارشاد ہے: "جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْغُبَاةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ"^(۱) (اللہ نے کعب کے مقدس گھر کو انسانوں کے باقی رہنے کا مرکز بنایا ہے)۔

کعب کو اس کی عظمت و شرف کے اظہار کے لئے "بیت اللہ" بھی کہا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَوَضَعْنَاهُ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ"^(۲) (اور میرے گھر کو پاک رکھنا صرف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے)۔

اطلاق مسجد حرام، حرم مکہ اور اس کے ارد گرد کے ان مقامات تک پر ہوتا ہے جن کے مقامات معروف ہیں^(۳)۔

گھر میں رہنے کی قسم کا حکم:

۱۶- اگر کسی نے قسم کھائی کہ گھر میں نہیں رہے گا، اور اس کی کوئی نیت نہیں ہے، پھر وہ بالوں کے گھر یا کمپ یا خیمہ میں رہتا ہے تو اگر قسم کھانے والا شخص شہروں کا رہنے والا ہے تو وہ حائث نہیں ہوگا، اور اگر قسم کھانے والا دیہات و گاؤں کا رہنے والا ہے تو حائث ہو جائے گا، اس لئے کہ بیت (گھر) اس جگہ کا نام ہے جہاں رات گزاری جاتی ہے، اور یمنین قسم کھانے والے شخص کے عرفی مقصود سے وابستہ ہوتی ہے، اور دیہات کے رہنے والے بال کے بچے گھر میں رہتے ہیں، تو اگر قسم کھانے والا شخص دیہاتی ہو تو حائث ہو جائے گا، نہ خلاف اس کے کہ قسم کھانے والا شخص شہری ہو (کہ وہ حائث نہیں ہوگا)^(۴)۔



(۱) سورۃ مائدہ ۹۷۔

(۲) سورۃ فتح ۲۶۔

(۳) القرطبی ۸/۱۰۳، تفسیر آیت: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ" سورۃ توبہ ۲۸، دستور العلماء ۳/۳۰۹، ۳۱۱، اعلام الساجد للردی رحمہ ۵۹۵، تفسیر القرطبی ۲/۱۳۷ اور اس کے بعد کے صفحات، تفسیر آیت: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ" (سورۃ آل عمران ۷۷)، الاحکام السلطانیۃ للماوردی رحمہ ۵۷، ۵۸، ۵۹۔

(۱) فتح القدیر ۲/۳۰۹، شرح المنیر ۲۵۱، المجموع ۸۰/۱، کشاف القناع ۲/۵۲۔

(۲) المصوب للفرح ۸/۱۶۷ (دیکھئے "مسائل")۔

البيت الحرام ۲، بیت الخلاء، بیت الزوجية ۱-۲

اجمالی حکم:

۲- البيت الحرام زمین میں اللہ کی عبادت کے لئے بنائی جانے والی پہلی مسجد ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ" (سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے وضع کیا گیا وہ وہ ہے جو مکہ میں ہے) (سب کے لئے) بركت والا اور سارے جہان کے لئے راہنما ہے۔

حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زمین پر بنائی جانے والی پہلی مسجد کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مسجد حرام" (۱)۔

کعبہ اور مسجد حرام کے احکام کے لئے دیکھئے: اصطلاح "کعبہ" اور "مسجد حرام"۔

بيت الزوجية

تعریف:

۱- "بيت" لغت میں گھر کو کہتے ہیں، "بيت الرجل" آدمی کا گھر (۱)۔

"بيت الزوجية" ایسا متعین انفرادی مقام ہے جو بیوی کے لئے مخصوص ہو، جس میں شوہر کے باشعور فرادخانہ میں سے کوئی دوسرا شخص نہ رہتا ہو، گھر کا اپنا مخصوص دروازہ ہو، اور دیگر گھریلو سہولیات ہوں خود وہ بیت کے اندر ہوں یا دار کے اندر، اور ان میں کسی دوسرے فرد کی شرکت بیوی کی رضا مندی کے بغیر نہ ہو (۲)، یہ شرط ان غریب لوگوں میں نہیں ہے جو بعض گھریلو سہولیات میں مشترک ہوتے ہیں (۳)۔

بيت الخلاء

بیوی کی رہائش میں ملحوظ امور:

۲- حنفیہ کی مفتی پر رائے (۴)، حنبلیہ کی رائے (۵) اور یہی شافعیہ کی

دیکھئے: "قضاء الحاجۃ"۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہر، المغرب، مادۃ "بيت"۔

(۲) بيت الزوجية، بعض قوانین میں اس کے لئے "بيت الطاعة" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۶۶۲-۶۶۳ طبع دار احیاء التراث العربی، الشرح

المختصر علی قرب المسالك ۲/۵۳۳، ۵۰۷، ۴۳۷۔

(۴) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۶۶۲، ۶۶۳ طبع دار احیاء التراث العربی، فتح القدیر

۲/۹۳، ۲۰۷ طبع دار احیاء التراث العربی۔

(۵) المغنی لابن قدامہ ۵/۵۶۹ طبع مکتبۃ الریاض المحمدیہ، کشف القناع

۲/۶۰، ۶۱ طبع مکتبۃ قصر المحمد، مطالب مولیٰ انیس ۵/۶۱۶۔

(۱) سورۃ آل عمران ۹۶۔

(۲) حدیث حضرت ابو ذرؓ: "ما كنت رسول الله ﷺ على رواية بخدي

(الصحیح ۱/۲۱۷ طبع المکتبۃ) اور مسلم (۱/۳۷۰ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔

بیت الزوجیہ ۳

عموما عورت کی حالت کے مطابق ہوں، اس لئے کہ وہ سامان زندگی ہے
خود مکان ہو یا کمرہ ہو یا کچھ اور (۱)۔

حقیقہ کی ظاہر روایت یہ ہے کہ صرف شوہر کی حیثیت کا اعتبار کیا
جائے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "أَسْكُنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ
مَسْكَنَتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ" (۲) (ان (مطلعات) کو اپنی حیثیت کے
موافقی رہنے کا مکان وہ جہاں تم رہتے ہو)، اس آیت میں خطاب
شوہروں سے ہے، حقیقہ میں سے علماء کی بڑی تعداد اسی کی قائل ہے،
اور امام محمد نے اسی کی ہر امت کی ہے (۳)۔

ثانیہ کا تیسرا قول بھی یہی ہے کہ بیوی کا گھر شوہر کی مالی
وسعت، تنگی اور متوسط حالت کے اعتبار سے ہوگا جس طرح نفقہ میں
ہوتا ہے (۴)۔

بیوی کے گھر کے لئے شرائط:

۳۔ فقہاء کی رائے ہے کہ (۵) بیوی کے گھر میں مندرجہ ذیل امور کی
رعایت کی جائے گی:

(۱) شرح منہاج الطالبین و جامعہ التلویذ ج ۲/۳ طبع مصطفیٰ مجلس مصر، نہایت
الکتاب ۱۸۶۶ء طبع المکتب الاسلامی المبرک۔

(۲) سورہ طلاق۔

(۳) ابن ماجہ ج ۲/۶۶۲-۶۶۳، فتح القدیر ج ۲/۴۳۳-۴۳۴، ۲۰۷۔

(۴) المہذب ج ۲/۱۳۳ دار المعرفہ۔

(۵) رد المحتار علی الدر المختار ج ۲/۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲،

بیت الزوجیہ ۳

الف۔ شوہر کے بے شعور بچہ کے علاوہ شوہر کے دوسرے افراد خانہ سے خالی ہو، اس لئے کہ بیوی کو اپنے مخصوص گھر میں دوسرے کی شرکت سے ضرر پہنچے گا، نیز اسے اپنے سامانوں کے تین اطمینان نہیں ہوگا، اور دوسروں کی شرکت اس کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سہنے میں رکاوٹ بنے گی، ”بیت الزوجیہ“ (بیوی کے خصوصی گھر) کے تعلق سے اس رائے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

لیکن وہ مکان جس میں بیوی کا مخصوص گھر بھی واقع ہے، اس مکان میں شوہر کے اقارب یا شوہر کی دوسری بیویاں رہتی ہوں اور یہ بیوی ان کے ساتھ رہنے پر راضی نہ ہو تو فقہائے حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر مکان کے اندر بیوی کا ایسا علاحدہ گھر ہو جس کو بند کرنے کا دروازہ ہو اور اس گھر کے ساتھ دئے سہولیات فراہم ہوں تو ایسا گھر بیوی کے لئے کافی ہوگا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسی صورت میں مکان کے بقیہ حصہ میں شوہر کے اقارب کے رہنے پر بیوی کو اعتراض کا حق نہیں ہوگا، بشرطیکہ ان میں سے کوئی فرد بیوی کو ایذا نہ پہنچاتا ہو، فقہاء حنفیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں شوہر اپنی دوسری بیوی کو بھی اس مکان میں رکھ سکتا ہے بشرطیکہ سہولیات (یعنی پختہ و انتہا خانہ و غسل خانہ وغیرہ) مشترک نہ ہوں، کیونکہ یہ سہولیات ہی جھگڑے کا سبب بنتی ہیں (۱)۔

بنا فی مسلک بھی فی اہل یہی ہے (۲)۔

بعض حنفیہ کا ایک قول جسے ابن عابدین نے پسند کیا ہے، یہ ہے کہ بارتہ اور کم رتبہ بیوی کے درمیان فرق کیا جائے گا، ذی حیثیت اور مالدار بیوی کو تو پورا مکان علاحدہ دینا ہوگا، لیکن متوسط حیثیت کی بیوی کے لئے مکان کا ایک گھر کافی ہوگا (۳)۔

مالکیہ نے اس کی تفصیل ذکر کی ہے، وہ اسی جیسی ہے، جیسا کہ صاحب اشرح المکیہ نے اس کی صراحت کی ہے، وہ کہتے ہیں: بیوی کو حق ہے کہ شوہر کے اقارب مثلاً شوہر کے والدین کے ساتھ ایک مکان میں رہنے سے انکار کر دے، اس لئے کہ ایک ساتھ رہنے میں شوہر کے اقارب بیوی کی حالت سے آگاہ ہوں گے جس سے بیوی کو ضرر ہوگا، لیکن کم رتبہ بیوی ان کے ساتھ رہنے سے انکار کرنے کا حق نہیں رکھتی ہے، اسی طرح اگر ذی حیثیت بیوی پر شوہر کے گھر والوں نے اپنے ساتھ رہنے کی شرط لگا رکھی ہو تو اسے بھی انکار کا حق نہیں ہوگا، لیکن یہ اس صورت میں ہے جب ان اقارب کی نظر بیوی کی پوشیدہ چیزوں (ستر وغیرہ) پر نہیں پڑتی ہو، مالکیہ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ شوہر اس کے ساتھ دوسری بیوی سے اپنی چھوٹی اولاد کو رکھ سکتا ہے، اس صورت میں کہ بیوی کو بوقت دخول اس بچہ کا علم ہو، یا اس بچہ کی پرورش کرنے والا اس کے باپ کے علاوہ کوئی نہ ہو خود بیوی کو بوقت دخول بچہ کا علم نہ ہو (۱)۔

حنابلہ کہتے ہیں: اگر شوہر نے اپنی دو بیویوں کو ایک مکان میں ٹھہرایا، ہر ایک کو علاحدہ گھر میں، تو یہ درست ہے بشرطیکہ ان میں سے ہر ایک کا گھر اس جیسی عورتوں کی رہائش کے مثل ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس جیسی عورت کی رہائش کے لئے پورا مستقل مکان ہوتا ہو تو شوہر پر پورا مکان دینا لازم ہوگا (۲)۔

شوہر یا بیوی کا خادم خود وہ خادم بیوی کی جانب سے ہو یا شوہر کی جانب سے، مکان میں رہ سکتا ہے، اس لئے کہ اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے، اور خادم ایسا ہی فرد ہو سکتا ہے جس کے لئے بیوی کو دیکھنا جائز ہے جیسے کہ آزاد عورت (۳)۔

(۱) اشرح المکیہ ص ۵۱۲، ۵۱۳۔

(۲) المغنی ۲/۲۶۷-۲۷۷، کشاف الفتاویٰ ۵/۱۹۷۔

(۳) حاشیہ ابن عابدین ۲/۶۵۳-۶۵۵، شرح فتح القدیر ۲/۱۹۹، ۲۰۱، حاشیہ

(۱) رد المحتار ۲/۶۶۳۔

(۲) نہایۃ الحاج ۱۶/۳۷۵۔

(۳) رد المحتار ۲/۶۶۳۔

مخصوص گھر میں رکھے^(۱)۔

بیوی کے لئے اپنے مخصوص گھر سے نکلنے کی اجازت؟
اصل یہ ہے کہ بیوی کو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مخصوص گھر
سے باہر نکلنے کا حق نہیں ہے، لیکن مخصوص حالات اس حکم سے مستثنیٰ
ہیں، ان حالات کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، ایسی اہم حالتیں
مندرجہ ذیل ہیں:

الف- اپنے گھر والوں سے ملاقات:

۵- حنفیہ کے نزدیک رائج یہ ہے کہ عورت اپنے مخصوص گھر سے
ہر ہفتہ اپنے والدین سے ملاقات کے لئے اور ہر سال اپنے محرم رشتہ
داروں سے ملاقات کے لئے نکل سکتی ہے خواہ اس کا شوہر اجازت نہ
دے^(۲)۔

نیز بیوی اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی عیادت اور
جنازہ میں شرکت کے لئے نکل سکتی ہے^(۳)۔

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ بیوی اپنے والدین سے ملاقات
کے لئے ہر ہفتہ اپنے گھر سے اس صورت میں نکل سکتی ہے جب
والدین اس سے ملاقات کی قدرت نہ رکھتے ہوں، ورنہ اگر والدین
ملاقات کر سکتے ہوں تو بیوی نہیں نکلے گی^(۴)۔

مالکیہ نے جائز قرار دیا ہے کہ عورت اپنے والدین سے ملاقات
کے لئے اپنے گھر سے نکل سکتی ہے، اور ہفتہ میں ایک بار والدین سے

ب- بیوی کا گھر اس کی سوکن کی رہائش سے خالی ہو، اس لئے کہ
دونوں کے درمیان غیرت ہوتی ہے، اور اکٹھا رہنے سے دونوں میں
اختلاف و جھگڑا پیدا ہوگا، لہذا یہ کہ وہ دونوں ایک ساتھ رہنے پر راضی
ہو جائیں، اس لئے کہ حق انہی دونوں کا ہے (وہ اس پر راضی ہو سکتی
ہیں)، البتہ اس رضامندی کے بعد پھر رجوع (یعنی علاحدہ رہائش
کے مطالبہ) کا انہیں حق ہوگا۔

ج- بیوی کا گھر اچھے و نیک پڑوسیوں کے درمیان ہو، ایسے
پڑوسی جن کی شہادت قبول کی جاتی ہے تاکہ بیوی کو اپنی جان اور مال
کا اطمینان حاصل ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بغیر پڑوسیوں کے گھر
شرعی رہائش نہیں ہے اگر اسے اپنی جان اور مال کا اطمینان نہیں۔

د- بیوی کے گھر میں وہ تمام چیزیں ہوں جو ان جیسی عورتوں کی
زندگی کے لئے عموماً ضروری ہوتی ہیں، جیسا کہ گذرا، اور گھر کی تمام
ضروری سہولیات ہوں۔

بیوی کے گھر میں شیر خوار بچہ کی رہائش:

۴- فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر عورت پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا متعین
ہو جائے، یا اس نے شادی سے قبل دودھ پلانے کے لئے خود کو تہت
پردیا ہو پھر شادی کی ہو تو شوہر کو حق نہیں ہے کہ دودھ پلانے کے معاملہ
کو فسخ کرادے، اسی طرح اگر شوہر نے بیوی کو دودھ پلانے کی
اجازت دے رکھی ہو تو بھی معاملہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہے، ان
دونوں صورتوں میں بیوی کا حق ہے کہ اپنے ساتھ شیر خوار بچہ کو اپنے

(۱) ابن ماجہ ص ۲۷۲، جامعہ الدوسقی ص ۱۳۱، نہایۃ المحتاج ص ۵۲/۳،
کشاف المحتاج ص ۱۹۱۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ص ۳۵۹۔

(۳) البحر الرائق ص ۲۱۲-۲۱۳ طبع دار المعرفہ۔

(۴) حاشیہ ابن ماجہ ص ۶۳۔

= الدوسقی علی الشرح المفید ص ۵۱۰-۵۱۳، شرح الترغیب ص ۲۳۳-۲۳۷،
الحرث ص ۱۸۶-۱۸۷، نہایۃ المحتاج ص ۸۶/۷، شرح منہاج الطالبین
ص ۷۲-۷۳، المہذب ص ۶۳، کشاف المحتاج ص ۱۹۱/۵، ص ۶۶۳،
مطالب اولی النہی ص ۶۳۰، المنہج ص ۵۶۹-۵۷۰۔

بیت الزوجیہ ۶

شبہ نہ ہو، اسی طرح ان کی عیادت اور ان کے جنازہ میں شرکت کر سکتی ہے۔ شوہر موجود نہ ہو، اور اس نے اپنے جانے سے پہلے نہ اجازت دی ہو اور نہ منع کیا ہو، اور اگر اس نے جانے سے قبل منع کر دیا ہو تو عورت کے لئے نکاح جائز نہیں ہے، اور باہر نکلنے سے مراد سفر کے علاوہ نکاح ہے، اور عدم موجودگی سے مراد شوہر سے عدم موجودگی ہے (۱)۔

متابلاً نے اجازت دی ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی اجازت سے اپنے والدین سے ملاقات کے لئے جاسکتی ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر جانے کا حق نہیں ہے، اس لئے کہ شوہر کا حق واجب ہے جسے کسی غیر واجب امر کی وجہ سے ترک کرنا جائز نہیں ہوگا، خواہ ملاقات کا جو بھی سبب ہو، اور شوہر کی اجازت کے بغیر صرف ضرورتاً نکل سکتی ہے، اور شوہر کو حق نہیں ہے کہ بیوی کو اپنے والدین سے ملاقات کرنے سے منع کرے، بلکہ یہ کہ اس کو ترغیب احوال سے اس بات کا اندازہ ہو کہ بیوی سے والدین کے ملاقات کرنے سے ضرر حاصل ہوگا، تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہوگا کہ دفع ضرر کے لئے والدین کو بیوی سے ملاقات کرنے سے منع کر دے (۲)۔

ب- عورت کا سفر کرنا اور رہائشی گھر سے باہر رات گزارنا:
۶- حنفیہ، مالکیہ اور متابلاً کے نزدیک عورت فرض حج کی ادائیگی کے لئے اپنے رہائشی گھر سے باہر نکل سکتی ہے، اور شوہر کو حق نہیں ہوگا کہ اسے روک دے، اس لئے کہ حج اصل شرع کی رو سے فرض ہے، اور

(۱) شرح منہاج الطالبین وحاشیہ صیرہ ۹/۳۴، موضع الطالبین للمصنوع ۹/۶۱، نہایہ المحتاج ۱۹۷۔

(۲) کشاف المحتاج ۵/۱۹۸-۱۹۹ (اس کتاب میں طہارت کی غلطی سے منہوم الٹ گیا ہے اور والدین کی زیارت سے بیوی کو روکنے کا منہوم آگیا ہے جب کہ صحیح روایات ہے جو ہم نے پور ذکر کی ہے جیسا کہ مسلک حنفی کی دیگر تمام کتب مراجع میں ہے کہ المعنی لابن قدامہ ۲/۲۰ طبع مکتبۃ الریاض للحدیث شرح مختصر روایات ۹۹ ص ۶۸۱، طبع ابوالیاسی ۵/۲۷۲۔

ملاقات کی اجازت دی جائے گی بشرطیکہ اس کی ذات پر اطمینان ہو تو وہ وہاں پر عورت کی حالت کو ممانعت پر ہی محمول کیا جائے گا یعنی اس پر اطمینان ہی کیا جائے گا جب تک کہ اس کے خلاف ظاہر نہ ہو جائے، اور اگر شوہر نے قسم کھائی کہ بیوی اپنے والدین سے ملاقات نہیں کرے گی تو شوہر کو اپنی قسم میں حانث بنایا جائے گا، بایں طور کہ قاضی بیوی کو ملاقات کے لئے نکلنے کا حکم دے گا، اور جب وہ عملاً نکلے گی تو شوہر حانث ہو جائے گا، یہ اس صورت میں ہے جب اس کے والدین اسی شہر میں رہتے ہوں، اگر وہ دور رہتے ہوں تو بیوی کو ملاقات کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور بیوی کو والدین سے ملاقات کے لئے جانے کا حق اس صورت میں نہیں ہوگا جب شوہر نے قسم کھائی ہو کہ بیوی نہیں نکلے گی، اور اس جملہ کو مطلق رکھا ہو یعنی مخصوص ملاقات سے ممانعت کے بجائے مطلق نکلنے سے ممانعت کی قسم کھائی ہو، اور یہ اطلاق لفظ میں بھی ہو اور نہایت میں بھی، پس شوہر کے خلاف فیصلہ کر کے اس کے نکلنے کا حکم نہیں دیا جائے گا خواہ وہ اپنے والدین سے ملاقات کی درخواست کرے، اس لئے کہ جس صورت میں اس نے مخصوص ملاقات کی ممانعت کی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شوہر بیوی کو ضرر پہنچانا چاہتا ہے، لہذا شوہر کو حانث بنایا جائے گا، برخلاف اس کے کہ اگر اس نے قسم میں عمومیت رکھی تو اس سے بیوی کو ضرر پہنچانے کا مقصد ظاہر نہیں ہوتا ہے، لہذا شوہر کے خلاف اس کے نکلنے کا فیصلہ کر کے شوہر کو حانث نہیں بنایا جائے گا، اور اگر اس کی ذات کے بارے میں اطمینان نہ ہو تو وہ باہر نہیں نکلے گی خواہ وہ باہر نکلنے والی ہی کیوں نہ ہو، اور نہ کسی کا مل اعتماد خاتون کے ساتھ نکلے گی، اس لئے کہ نکلنے سے وہ فساد کا شکار ہوگی (۱)۔

شافعیہ نے اپنے معتمد قول میں بیوی کو اجازت دی ہے کہ اپنے گھر والوں سے ملاقات کے لئے خواہ وہ محارم ہوں جاسکتی ہے جہاں

(۱) حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۵۱۲/۳ شرح المرقاۃ ۳/۲۳۸، ۲۳۷۔

بیت الزوجیہ ۷-۹

صورت میں شوہر کے لئے مستحب ہے کہ بیوی کو جانے کی اجازت دے، کیونکہ اس میں صلہ رحمی ہے، اور شرکت سے بیوی کو روکنا قطع رحمی ہے، نیز شوہر کی عدم اجازت بسا اوقات اس کی مخالفت پر بیوی کو آمادہ کر سکتی ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے اچھے طریقہ سے زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے، لہذا شوہر کو چاہئے کہ بیوی کو نہ روکے^(۱)۔
متاבלہ نے ان صورتوں کے حکم کی صراحت نہیں کی ہے۔

۷- ضروریات کی تکمیل کے لئے نکلنا:

۹- جمہور فقہاء کی رائے میں بیوی کے لئے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے رہائشی گھر سے نکلنا اس صورت میں جائز ہے جب بیوی کو کوئی اچانک ضرورت پیش آجائے اور قابل اعتماد شوہر یا بیوی کا کوئی محرم اس کو پورا نہ کرے۔

اسی طرح اپنی بعض لازمی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی نکل سکتی ہے جیسے مکان کے کسی حصہ سے یا مکان کے باہر سے پانی لانا، اسی طرح کھانا لانا وغیرہ ایسی ضروریات جن سے انسان بے نیاز نہیں ہو سکتا، اور شوہر ان ضروریات کی تکمیل نہ کرے، اسی طرح شوہر نے بیوی کو بڑی طرح مارا ہو، یا اسے قاضی کے پاس جا کر اپنا حق طلب کرنے کی ضرورت ہو تو بھی نکل سکتی ہے^(۲)۔

حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر عورت کا گھر غصب کردہ ہو تو وہ اس گھر سے نکل سکتی ہے، اس لئے کہ مقصود گھر میں رہائش حرام ہے،

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۳/۵۹۲، ۶۷۳، الخواکر الدواہی ۲/۳۸۶، ۳۸۷، تحفۃ الکناج بشرح لمصباح ۳۰۸، ۳۲۰، کشف القناع ۵/۹۷، مطالب اولیٰ الہی ۵/۲۷۱، المنی لابن قدامہ ۷/۲۰۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۳/۵۹۲، ۶۷۳، بحر الرائق ۳/۲۱۲، ۲۶۳، طبع دار المعرفۃ حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲/۵۱۱، الخواکر الدواہی ۲/۳۰۹، طبع دار المعرفۃ نہایۃ الکناج ۷/۱۹۶، روحۃ الطالبین للعوئی ۹/۱۶۱، کشف القناع ۵/۹۷، مطالب اولیٰ الہی ۵/۲۷۱۔

اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے نفلی حج کا احرام باندھ لیا تو شوہر کو احرام ختم کرانے کا حق نہیں ہے، اس لئے کہ نفلی حج شروع کر دینے کے بعد پورا کرنا واجب ہوتا ہے^(۱)۔

شافعیہ کے نزدیک عورت شوہر کی اجازت سے حج کے لئے نکل سکتی ہے، اس لئے کہ عورت صرف شوہر کی اجازت سے ہی فرض یا نفل حج کے لئے جاسکتی ہے^(۲)۔

ج- اعتکاف:

۷- فقہاء کی رائے ہے کہ عورت مطلقاً مسجد میں اعتکاف کے لئے اپنے شوہر کی اجازت سے اپنے رہائشی گھر سے نکل سکتی ہے اور اعتکاف کی مدت تک مسجد میں ٹھہر سکتی ہے^(۳)۔

د- محارم کی دیکھ ریکھ:

۸- متاבלہ کے علاوہ جمہور فقہاء کا مذہب ہے کہ عورت اپنے محرم اقارب جیسے والدین اور بہنوں کی دیکھ ریکھ کے لئے اپنے رہائشی گھر سے نکل سکتی ہے، مثلاً مریض کی تیمارداری اور عیادت کے لئے نکل سکتی ہے، بشرطیکہ ان کی دیکھ ریکھ کرنے والا کوئی نہ ہو اور انہیں اس عورت کی ضرورت ہو، عورت ان کی ضرورت کے بقدر ان کی دیکھ ریکھ کرے گی، اسی طرح اگر عورت کے اقارب میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کے لئے وہ نکلے گی، اور اس

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۲/۱۶۲، ۱۶۳، شرح فتح القدیر ۲/۵۳۰، ۵۳۲ حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲/۸۷، ۵۱۷، کشف القناع ۲/۸۵، المنی لابن قدامہ ۳/۵۳۱، ۵۳۱، ۵۱۹۔

(۲) نہایۃ الکناج ۳/۴۳۳، روحۃ الطالبین للعوئی ۹/۶۱۱ (۳) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۴۹۲، شرح فتح القدیر ۲/۵۰۹، الدسوقی ۱/۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۵، نہایۃ الکناج ۳/۴۱۸، روحۃ الطالبین ۹/۷۳، کشف القناع ۲/۸۵، المنی ۳/۵۳۱، ۵۳۱، ۵۱۹۔

بیت الزوادیہ ۱۰

سکتی ہے جب گھریا اس کا کچھ حصہ انہدام کے قریب ہو اور اس کا اشارہ قرینہ پایا جا رہا ہو، نیز شوہر کی اجازت سے وہ کسی غلط مجلس میں شرکت کے لئے جاسکتی ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں جاسکتی ہے۔

ربانہ گھر میں رہائش سے بیوی کے انکار کے اثرات:

۱۰- فقہاء کی رائے ہے کہ عورت اگر ربانہ گھر میں رہائش سے بلاوجہ انکار کر دے، خود گھر سے باہر نکلنے کے بعد وہاں رہائش سے انکار ہو یا ابتدائی اس گھر میں جانے سے انکار کر دے جب کہ اس نے اپنا مہر مقبل وصول کر لیا ہو اور شوہر نے وہاں رہائش کا مطالبہ کیا ہو تو عورت کو نفقہ اور رہائش کا حق اس وقت تک نہیں ملے گا جب تک کہ وہ وہاں واپس نہ لوئے، اس لئے کہ عورت نے انکار کر کے شوہر کا حق جس فوت کر دیا جس کی وجہ سے نفقہ واجب ہوتا ہے، لہذا ایسی عورت مافران قرار پائے گی (۱)۔



اور حرام سے گریز واجب ہے، اور اس صورت میں اس کا نفقہ ساقط نہیں ہوگا، یہی حکم اس صورت میں ہے جب عورت ایسے گھر میں جانے سے انکار کر دے (۲)۔

ثانفیعہ (۲) اور حنا بلہ (۳) نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے رہائشی گھر سے باہر کام کرنے کے لئے نکل سکتی ہے اگر شوہر نے اس کی اجازت دی ہو، اس لئے کہ یہ حق خود ان دونوں کا ہے اور ان دونوں سے نہیں نکل رہا ہے، اگر عورت نے عقد نکاح سے قبل اپنے کو دودھ پلانے کے لئے اجازت پر دیا ہو پھر اس نے شادی کی ہو تو دودھ پلانے کے لئے وہ باہر نکل سکتی ہے، اس لئے کہ یہ عقد اجارہ صحیح ہے، اور شوہر اس اجارہ کو فسخ کرنے یا عورت کو رضاعت سے روکنے کا حق نہیں رکھتا جب تک کہ اجارہ کی مدت تمام نہ ہو جائے، اس لئے کہ عقد اجارہ کے منافع کی طہیت عورت نے شوہر سے نکاح سے قبل حاصل کی ہے اور ساتھ ہی شوہر کو اس کا علم تھا۔

ثانفیعہ نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے رہائشی گھر سے نکل سکتی ہے اگر اسے کسی فاسق یا چور سے اپنی جان یا مال کا اندیشہ ہو، یا عاریت پر گھر دینے والا شخص عورت کو گھر سے نکال دے، اسی طرح ثانفیعہ نے صراحت کی ہے کہ عورت شوہر کی مطلقاً اجازت سے کسی محرم کے ساتھ باہر اور سفر پر نکل سکتی ہے (۴)۔

حنفہ (۵) اور ثانفیعہ (۱) نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے رہائشی گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی اس صورت میں نکل

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۴/ ۳۷۷، شرح فتح القدیر ۱۹۶/ ۳۔

(۲) تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج ۳۳۱/ ۸۔

(۳) کشاف القناع ۱۹۶/ ۵، مطالب ولی اللہ ۵/ ۲۷۲، ۲۷۳۔

(۴) نہایۃ المحتاج ۱۹۶/ ۷۔

(۵) البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۳/ ۲۱۲-۲۱۳۔

(۶) نہایۃ المحتاج ۱۹۶/ ۷۔

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۲/ ۶۳۶-۶۳۷، البحر الرائق ۳/ ۱۹۵، شرح فتح

الہدیہ ۱۹۶/ ۱، بدائع الصنائع ۱۹/ ۳، حامیۃ الدسوقی علی المشرع

الکبیر ۲/ ۵۱۳، شرح الترغیب ۲/ ۲۵۱، مواہب الجلیل ۳/ ۱۱۸، نہایۃ

المحتاج ۱۹۶/ ۷، منہاج العالمین مع حامیۃ القلیوبی ۳/ ۷۸،

روحۃ العالمین للہوئی ۵۸-۵۹، مطالب ولی اللہ ۵/ ۶۳۲،

کشاف القناع ۵/ ۳۶۷، ۳۷۸، المغنی لابن قدامہ ۷/ ۶۱۱، ۶۱۲۔

بیت المال ۱-۲

ملک میں قبضہ تو ثابت ہو، لیکن اس کا مالک متعین نہ ہو بلکہ وہ تمام لوگوں کا مال ہو، قاضی ماوردی اور قاضی ابو یعلیٰ کہتے ہیں: یہ ہر وہ مال ہے جس کے مستحق مسلمان ہوں، لیکن مسلمانوں میں سے کوئی اس کا مالک متعین نہ ہو، ایسا مال بیت المال کے حقوق میں سے ہے، پھر کہتے ہیں: اور بیت المال کسی جگہ کا نہیں بلکہ اس شعبہ کا نام ہے^(۱)۔

بیت المال

تعریف:

۱- بیت المال، لغت میں ایسی جگہ ہے جو مال کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہو خواہ وہ جگہ خاص ہو یا عام۔

جہاں تک اصطلاح کا تعلق ہے تو ”بیت مال المسلمین“ اور ”بیت مال اللہ“ کے الفاظ ابتدائے اسلام میں ایسے مقام یا مکان کے لئے استعمال ہوتے تھے جن میں اسلامی حکومت کے ”قولہ عمومی ممول“ جیسے فننی، خمس، غنائم وغیرہ ان کے مصارف میں خرچ کرنے تک حفاظت کے لئے رکھے جاتے تھے۔ پھر اس مفہوم کو بتانے کے لئے صرف ”بیت المال“ کا لفظ بولا جانے لگا، اور مطلق ”بیت المال“ بولنے سے یہی مفہوم مراد ہونے لگا^(۲)۔

بعد کے اسلامی ادوار میں اس لفظ ”بیت المال“ کا مفہوم مزید وسیع ہوا اور اس جہت و شعبہ کے لئے استعمال ہونے لگا جو مسلمانوں کے عمومی مال جیسے نقد، سامان اور اسلامی اراضی وغیرہ کا مالک ہوتا ہے۔

یہاں پر عمومی مال سے مراد ہر وہ مال ہے جس پر مسلمانوں کے

(۱) کتاب الخراج ص ۴۴ پر قاضی ابو یوسف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دور میں ارضی امیر یہ بیت المال کے اموال میں شمار نہیں ہوتی تھیں، لیکن ابن عابدین اور حنفیہ مفسرین کے کلام میں صراحت ہے کہ یہ ارضی بیت المال کے اموال میں چلے دیکھئے اصطلاح ”ارض حوزہ“ اور اصطلاح ”ارضہ“۔

خلیفہ وغیرہ کے مخصوص ممول کے ثرائے ”بیت مال الخلفۃ“ (مخصوص بیت المال) کہلاتے ہیں۔

۲- ”دیون بیت المال“ اور ”بیت المال“ میں فرق ملحوظ رکھنا چاہئے، ”دیون بیت المال“ وہ ادارہ ہے جہاں آمد و خرچ اور عمومی ممول کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے، یہ ماوردی اور ابو یعلیٰ کے نزدیک حکومت کا ایک دیوان (محکمہ) ہے، ان دونوں حضرات کے عہد میں چار دیوان ہوا کرتے تھے، ایک قوت کا دیوان، دوسرا اعمال کا دیوان، تیسرا گورنروں کا دیوان، اور چوتھا بیت المال کا دیوان^(۳)، دیوان کو بیت المال کے ممول میں تصرف کا اختیار نہیں ہوتا، اس کا کام صرف ریکارڈ رکھنے تک محدود رہتا ہے۔

دیوان دراصل خزانہ جس کو کہتے ہیں، ابتدائے اسلام میں ایسے رجسٹر کو کہتے تھے جس میں بیت المال سے خلیفہ پانے والوں کے نام درج

(۱) الاحکام السلطانیہ ابی یعلیٰ ص ۲۳۵ مجلد ۱ ص ۱۳۵ احکام السلطانیہ لقاضی ابی یحییٰ ماوردی ص ۲۱۳ طبع المجلد، اس میں یہ ملاحظہ ہے کہ بیت المال کی اعتباری شخصیت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ اس کے نمائندوں کے توسط سے طبی شخص کا معاملہ کیا جائے گا، اس کا اپنا مالی ذمہ ہوگا جس کی رو سے اس کے حق میں اور اس کے پر حقوق ثابت ہوں گے، اس کی جانب سے اور اس کے خلاف دعویٰ دائر کیا جائے گا، اس کا نمائندہ پہلے امام المسلمین ہوتا تھا یا دوسرا شخص جس کے ذمہ وہ کیا گیا ہو، اور اب اس کا نمائندہ وزیر مالیات یا متعلقہ وزراء ہوتا ہے۔

(۲) ماوردی ص ۲۰۳، ابو یعلیٰ ص ۲۲۲۔

بیت المال ۳

پرنکس لیا جاتا ہو تو دیوان میں ان کے ساتھ عقد مصالحت اور ان سے لئے جانے والے نیکس کی مقدار کا ذکر (۱)۔

اسلام میں بیت المال کا آغاز:

۳۔ بعض مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر بن خطابؓ نے بیت المال قائم کیا، ابن الاثیر نے اس کا ذکر کیا ہے (۲)، لیکن بیشتر مراجع میں مذکور ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے مسلمانوں کے لئے بیت المال قائم کیا تھا۔

چنانچہ ابن عبد البر کی "المستیعاب" اور ابن حجر کی "تہذیب التہذیب" میں معتبیب بن ابوقاظم کی سوانح میں مذکور ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے انیس بیت المال کا ذمہ دار بنایا تھا (۳)، بلکہ ابن الاثیر نے ایک دوسرے مقام پر ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کا ایک بیت المال سخ کے مقام پر (مدینہ کے مضافات میں) تھا، اور آپؓ وہیں سکونت رکھتے تھے، یہاں تک کہ جب وہ مدینہ منتقل ہو گئے تو ان سے کہا گیا کہ کیا وہاں اس کی نگرانی کے لئے کسی کو مامور نہ کر دیا جائے، آپؓ نے کہا: نہیں، چنانچہ آپؓ اس کے مہول مسلمانوں پر ترجیح کرتے تھے، تا آنکہ اس میں کچھ بھی باقی نہیں بچتا، جب آپؓ مدینہ منتقل ہو گئے تو بیت المال اپنے گھر میں بنالیا، جب حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے امانت داروں کو جمع کیا اور بیت المال کو کھولا تو اس میں ایک دینار کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا جو تھیلے سے گر گیا تھا تو سمجھوں نے حضرت ابو بکرؓ کے لئے

ہوتے تھے (۱) پھر اس کے مفہوم میں ثبوت پیدا ہوا جیسا کہ مذکور ہوا۔

کاتب دیوان کے فرائض میں سے یہ ہے کہ بیت المال کے قوانین کی حفاظت عادلانہ نیکس کے مطابق کرے، نہ تو زائد ہو کہ رعایا پر ظلم ہو اور نہ کم ہو کہ بیت المال کا حق متاثر ہو (۲)۔

بیت المال سے متعلق امور میں کاتب دیوان کی ذمہ داری ہے کہ بیت المال کے قوانین اور اس کے ٹیکسوں کی حفاظت کرے، قاضی مامور کی اور قاضی ابو یعلیٰ نے کاتب کی ذمہ داریوں میں چھ کام بتائے ہیں، جو مختصر اور تفصیل میں ہیں:

الف۔ کام کی ایسی تعیین کہ وہ دوسرے سے ممتاز ہو جائے، اور کام کے گوشوں کی تفصیل جن کے احکام مختلف ہوتے ہیں۔

ب۔ ملک کی حالت کا ذکر، آیا وہ طاقت کے ذریعہ فتح ہوا ہے یا صلح کے ذریعہ، اور ملک کی زمین کے مٹری یا ثرائی ہونے کی بابت تفصیلی طور پر کیا احکام طے پائے ہیں۔

ج۔ ملک کے خزانے کے احکام کا ذکر اور ملک کی اراضی کی بابت طے شدہ امر، آیا وہ خزانہ مقاسمہ ہے یا خزانہ وظیفہ (زمین پر متعین درآمد کی شکل میں وظیفہ)۔

د۔ ہر علاقہ کے اہل ذمہ اور عقد جز یہ میں ان پر جو کچھ مقرر کیا گیا اس کی تفصیل ذکر کرے۔

ه۔ اگر ملک میں معدنی وسائل ہیں تو معدنی اجناس اور برجنس کی تعداد کا ذکر، تاکہ ان سے نکلنے والے وسائل پر لی جانے والی مقدار معلوم ہو۔

و۔ اگر ملک کی سرحد دار الحرب سے ملے ہو اور ان کے ساتھ ہوئی مصالحت کی رو سے دار الاسلام میں ان کے مہول کے داخل ہونے

(۱) الماصدی ص ۲۰۷، ابو یعلیٰ ص ۲۲۹، ۲۲۸۔

(۲) الکامل لابن الاثیر ۲/۲۹۰ دارالحدیث المیریہ مقدمہ ابن خلدون: باب

دیون الاعمال والجنایات ص ۲۲۳ طبع المکتبہ

(۳) المستیعاب بمائش ص ۵۳ طبع المکتبہ التجاریہ ۱۳۵۸ھ۔

(۱) حاشیہ اعلیٰ بی علی شرح لکھی لہما ج انووی ص ۱۹۰ طبع مکتبہ المکتبی۔

(۲) ابو یعلیٰ ص ۲۳۷۔

بیت المال ۳-۵

رحمت کی دعا کی (۱)۔

کہتے ہیں: حضرت ابو بکر نے حکم دیا تھا کہ ان کے نقد کے لئے بیت المال سے جو کچھ لیا گیا ہے ان کی وفات کے بعد وہ سب واپس کر دیا جائے (۲)۔

امام ابو یوسف کی ”کتاب الخراج“ میں ہے کہ حضرت ابو بکر کے زمانہ خلافت میں حضرت خالد بن ولید نے اہل حیرہ کے ساتھ اپنے معاہدہ نامہ میں لکھا: میں نے ان کے لئے طے کیا کہ ہر بوز خاص جو کام کرنے کے قابل نہیں رہ جائے یا وہ کسی مسیبت کا شکار ہو جائے، یا جو پہلے تو مالدار تھا اب فقیر ہو جائے اور اس کے اہل مذہب اس پر صدقہ کرنے لگیں، میں نے ان کا بڑا یہ معاف کر دیا اور ان کی نیز ان کے اہل و عیال کی کفالت بیت المال سے کی جائے گی جب تک وہ دارالاسلام اور دارالہجرۃ میں مقیم ہیں... اور میں نے ان پر شرط لگائی کہ جن چیزوں پر ان سے صلح ہوئی ہے وہ وصول کی جائیں یہاں تک کہ وہاں سے بیت المال میں جمع کرادیں (۳)۔

۴- جہاں تک دور نبوی کا تعلق ہے تو کتب سنت وغیرہ کے جن مراجع تک ہماری رسائی ہو سکی ان میں عبد بنوت میں اس لفظ ”بیت المال“ کے نام کا استعمال نہیں ملتا، لیکن متعدد احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیت المال کے کچھ کام اس وقت موجود تھے، اس لئے کہ لینی، خمس غنائم، صدقات کے اہل ہر فوج کے لئے اسلحہ و سامان وغیرہ عمومی اموال باضابطہ لکھے جاتے اور صرف و خرچ کے وقت تک محفوظ رکھے جاتے تھے (۴)۔

(۱) الکامل ۲/۲۹۰۔

(۲) الکامل ۲/۲۹۱۔

(۳) کتاب الخراج ص ۳۲-۳۵ طبع المکتبۃ ۱۳۸۲ھ۔

(۴) مسند احمد ۵/۵۹۹، الخراج لابن یوسف ص ۶۶، التریب الداریہ

۱/۳۹۸، ۳/۴۱۱، ۴/۴۱۳۔

حضرت عمرؓ کے دور کے بعد سے تمام اسلامی ادوار میں بیت المال کا عمل جاری رہا، یہاں تک کہ جب موجودہ جدید نظام آیا تو موجودہ دور میں بعض اسلامی ممالک میں بیت المال کا کام صرف گمشدہ اور لاوارث اموال کی حفاظت تک محدود رہ گیا اور بیت المال کے دوسرے کام وزارت مالیات اور وزارت خزانہ انجام دینے لگے۔

بیت المال کے اموال میں تصرف کا اختیار:

۵- بیت المال میں تصرف کا اختیار صرف خلیفہ یا اس کے نائب کو ہے (۱)، اس لئے کہ امام ان امور میں مسلمانوں کا نائب ہے جن میں کوئی متعین شخص صاحب تصرف نہیں ہوتا، بیت المال کے حقوق میں تصرف کرنے والا ہر شخص امام کے اختیار سے اپنا اختیار حاصل کرتا ہے، ضروری ہے جیسا کہ رواج بھی ہے کہ خلیفہ کسی امانت دار اور قدرت رکھنے والے شخص کو بیت المال کا ذمہ دار متعین کرے، خلیفہ کی نیابت میں بیت المال میں تصرف کرنے والا شخص ”صاحب بیت المال“ کہلاتا ہے، اور وہ خلیفہ کی جانب سے مفوضہ اختیارات کے مطابق تصرف کرتا ہے۔

بیت المال کے اموال میں خلیفہ کو تصرف کے اختیار حاصل ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی و خواہش سے تصرف کرے گا جس طرح اپنے ذاتی مال میں تصرف کرتا ہے، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو کہا جائے گا کہ بیت المال میں فساد آگیا ہے یا اس کا نظام درست نہیں رہا، اور ایسی صورت حال کے لئے مخصوص احکام ہیں جن کی تفصیل آ رہی ہے، ان اموال میں خلیفہ کا تصرف اس طرح ہوگا جس طرح یتیم کے مال میں ولی یتیم تصرف کرتا ہے، جیسا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: اس مال میں میری حیثیت یتیم کے ولی کی ہے، اگر مجھے ضرورت نہیں رہی تو

(۱) جوہر الکلیل ۱/۲۶۰۔

بیت المال ۶

انف۔ زکاۃ اور اس کی انواع، جسے امام وصول کرے گا، خواہ اموال ظاہر و کی زکاۃ ہو یا اموال باطنہ، جیسے چرنے والے جانور، پیداوار، نقد اور سامان تجارت، مسلم تاجر جن کے مضر جب وہ ماضی کے پاس سے اپنی تجارت کا سامان لے کر گزریں۔

ب۔ منقول غنائم کا خمس، اور غنیمت اراضی و جائداد کے علاوہ ہر وہ مال ہے جو قتال کے ذریعہ کفار سے حاصل ہو، چنانچہ اس غنیمت کا خمس (پانچواں حصہ) بیت المال میں داخل کیا جائے گا تاکہ اسے اس کے مصارف میں شریع کیا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ..." (۱) (اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو سو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لئے اور (رسول کے) قرابت داروں کے لئے یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے ہے)۔

ج۔ زمین کے معادن سے نکلنے والے سونا، چاندی اور لوہا وغیرہ کا خمس، (۲) اور کہا گیا ہے کہ سمندر سے نکالے گئے موتی، غیر وغیرہ میں بھی اسی کے مثل لازم ہوگا (۳)۔

د۔ رکاز (کنز) کا خمس، رکاز ہر وہ مال ہے جسے کسی انسان نے زمین میں دفن کر دیا ہو، یہاں اس سے مراد اہل جاہلیت اور کفار کے وہ خزانے ہیں جو کسی مسلمان کو ملیں، تو اس کا خمس بیت المال کو دیا جائے گا اور خمس کے بعد بقیہ مال پانے والے شخص کا ہوگا۔

هـ۔ یعنی: یہ ہر وہ منقول مال ہے جو بغیر قتال اور بغیر گھوڑوں و سواروں سے حملہ کے کفار سے حاصل ہو (۴)۔

نہیں لوں گا، اور اگر ضرورت ہوئی تو معروف کے مطابق کھاؤں گا اور جب خوش حالی ہوگی تو اوکروں گا (۱)، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مال میں وہ اپنی صوابدید کے مطابق ایسا تصرف کرے گا جو مسلمانوں کے لئے بہتر اور ان کے زیادہ مفاد میں ہو، محض خواہش و مرضی اور خود غرضی سے تصرف نہیں کرے گا (۲)۔

قاضی ابویعلیٰ نے وضاحت کی ہے کہ امت کے امور میں امام کی دس ذمہ داریاں ہیں، ان میں لڑائی اور صدقات کی حسب شرع وصولی، وظائف اور بیت المال سے دیگر اخراجات کی تعیین صرف و کفیل سے بچتے ہوئے، اور تقدیم و تاخیر کے بغیر ان کی اپنے وقت پر ادائیگی (۳)، اور امام کو یہ حق ہے کہ بیت المال سے ایسے لوگوں کو انعامات دے جن سے مسلمانوں کو کھانا فائدہ ہو اور دشمن کے خلاف قوت حاصل ہو، اور اس جیسے دیگر امور جن میں مفاد ہو۔

ابتداءً اسلامی حکومت میں طریقہ یہ تھا کہ کسی شہر یا صوبہ کا عامل (گورنر) امام کی جانب سے مقرر ہو کر بیت المال کے لئے وصولی اور خراج میں امام کا نائب ہوتا تھا، اور اس کے لئے ضروری تھا کہ معتبر شرعی طریقہ پر تصرف کرے، یہ اختیار قاضیوں کو حاصل نہیں تھا (۴)، اور بعض شہروں میں صاحب بیت المال شہر کے گورنر کے بجائے براہ راست خلیفہ کے ماتحت ہوتا تھا۔

بیت المال کے ذرائع آمدنی:

۶۔ بیت المال کے ذرائع آمدنی مندرجہ ذیل اصناف ہیں، ان میں سے ہر ایک پر قبضہ کی نوعیت علاحدہ ہے جس کی تفصیل آ رہی ہے:

(۱) الخراج لابن یوسف ص ۱۷، طبع المنقہ۔

(۲) الخراج لابن یوسف ص ۶۰۔

(۳) الاحکام السلطانیہ لابن یعلیٰ ص ۱۱۱۔

(۴) الاحکام السلطانیہ لابن یعلیٰ ص ۵۲۔

(۱) سورۃ انفال ص ۳۱۔

(۲) ابن ماجہ ص ۳۳۔

(۳) الخراج لابن یوسف ص ۷۰، المغنی ص ۲۷۔

(۴) الاحکام السلطانیہ لابن یعلیٰ ص ۲۳، ابن ماجہ ص ۳۳۸، جوہر الاطیل

بیت المال ۶

لنی کی چند قسمیں ہیں:

(۱) وہ اراضی و جائیداد جو جنہیں مسلمانوں کے خوف سے کافر چھوڑ کر چلے جائیں، یہ اراضی و جائیداد وقف ہوں گی جس طرح قتال کے ذریعہ غنیمت میں حاصل اراضی وقف ہوتی ہیں، اور ان کے منافع ہر سال تقسیم کئے جائیں گے، شافعیہ نے اس کی صراحت کی ہے (۱)۔ اس مسئلہ میں اختلاف بھی ہے (دیکھئے پگنی)۔

(۲) وہ منقولہ اشیاء جو وہ چھوڑ کر چلے جائیں، ان اشیاء کو فوری تقسیم کر دیا جائے گا، وقف نہیں کیا جائے گا (۲)۔

(۳) کفار سے حاصل کیا گیا خراج یا ایسی اراضی کی اجرت جن کے مالک مسلمان ہوں اور انہیں کرایہ پر کسی مسلمان یا ذمی کو دیا گیا ہو، یا ایسی اراضی کی اجرت جنہیں ان کے مالک اہل ذمہ کے قبضہ میں برقرار رکھا گیا ہو خواہ صلی برقرار رکھا گیا ہو یا پرور حاکمیت ان پر قبضہ کرنے کے بعد انہیں مالکان اہل ذمہ کو دے دیا گیا ہو کہ وہ ہمیں خراج ادا کریں گے۔

(۴) جزیہ جزیہ وہ مال ہے جو مسلمانوں کے ملک میں رہائش کی وجہ سے کفار پر لازم ہوتا ہے، ہر بالغ اور قدرت رکھنے والے مرد پر ایک متعین مقدار مال بطور جزیہ واجب ہوتا ہے، یا پورے شہر پر لازم کیا جاتا ہے کہ ایک متعین مقدار ادا کی جائے، اگر ایسا شخص جزیہ دہا کرے جس پر جزیہ کی ادائیگی واجب نہیں ہے تو اس کی حیثیت جزیہ کی نہیں بلکہ ہدیہ کی ہوگی (۳)۔

(۵) اہل ذمہ کے مشرک یہ وہ نیگس ہے جو اہل ذمہ سے ان کے ایسے اموال پر لیا جاتا ہے، جن کو تجارت کے لئے وہ دارالخربہ لاتے

ہیں یا جنہیں لے کر وہ دارالخربہ سے دارالاسلام آتے ہیں، یا دارالاسلام میں ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرتے ہیں، ان اہل ذمہ سے یہ نیگس سال میں ایک مرتبہ لیا جائے گا جب تک کہ وہ دارالاسلام سے نکل کر پھر دہار و لوٹ کر دارالاسلام نہ آئیں۔

اسی طرح یہ مشران حربی تاجروں سے بھی لیا جائے گا جو امان لے کر سامان تجارت ہمارے ملک میں لائیں (۱)۔

(۶) وہ مال جو حربی سلع کی رو سے مسلمانوں کو ادا کریں۔

(۷) مرتد کا مال اگر وہ قتل کر دیا جائے یا مرجائے، اور زندیق کا مال اگر وہ قتل کر دیا جائے یا مرجائے، ان دونوں کا مال وراثت میں نہیں تقسیم ہوگا بلکہ وہ بیٹا ہوگا، حنفیہ کے نزدیک مرتد کے مال کے مسئلہ میں تفصیل ہے (۲)۔

(۸) ذمی کا مال اگر مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو، اور اسی طرح ذمی کا مال اس کے وارث کو دینے کے بعد جو بیچ جائے وہ بھی لینی ہے (۳)۔

(۹) قتال کے ذریعہ غنیمت میں حاصل اراضی، یہ ذرا مٹی اراضی ہیں، ان حضرات کی رائے کے مطابق جو ان کو مستحقین غنیمت میں تقسیم کئے جانے کے قابل نہیں ہیں (۴)۔

و۔ بیت المال کی اراضی اور اس کی املاک کی پیداوار اور تجارت و معاملہ کے منافع۔

ز۔ ہدیے، تحائف اور وصایا جو جہاد یا دیگر مفاد عام کی خاطر بیت

(۱) الدر المختار مع حاشیہ ابن عابدین ۳۹/۲ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۲) الدر المختار مع حاشیہ ۳۰۰، شرح المہاج ۳۸۸، جوہر الاکلیل ۳۰۱، ۳۹۸/۶، المغنی ۳۰۱، ۳۹۸/۶۔

(۳) شرح المہاج ۳۱۳/۳-۳۱۷، ۳۸۸، المغنی ۳۸۸/۸، ۳۹۶/۶۔

(۴) جوہر الاکلیل ۳۶۰، حاشیہ الدر منقوی علی بشرح الکبیر ۱۹۰/۲ اور دیکھئے اصطلاح "ارض حوزہ"۔

= ۳۵۹، اقلیو بی ۳۱۶، المغنی ۳۰۲/۶۔

(۱) اقلیو بی علی شرح المہاج ۱۹۱/۳۔

(۲) اقلیو بی علی شرح المہاج ۱۸۸/۳۔

(۳) المغنی ۵۰۷/۸۔

بیت المال ۶

لمال کو پیش کئے جائیں^(۱)۔

چوروں وغیرہ کے پاس سے لٹکیں اور ان کا دعویدار کوئی نہ ہو، ایسے امول کو بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا^(۲)۔

ک۔ ایسے مسلمان کا ترکہ جو مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو، یا اس کا وارث تو ہو لیکن وہ پورے مال کا وارث نہ بننا ہو (ان اہل علم کے نزدیک جو "رد" کے قائل نہیں ہیں)، اسی طرح وہ مقتول جس کا وارث نہ ہو، اس کی دیت بیت المال میں داخل کی جائے گی، اور اسے بی کے مصارف میں شریع کیا جائے گا۔

اس نوع میں بیت المال کا حق شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک بطور میراث ہے، یعنی بیت المال عصبہ بنتا ہے، حنفیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ ایسے مال کو بیت المال میں بطور ثنی داخل کیا جائے گا بطور میراث نہیں^(۳) (دیکھئے وارث)۔

ل۔ سادات اور ضابطہ کرد مال، زکاۃ نڈینے والے سے اس کے مال کا ایک حصہ بطور تادین نیا جانا حدیث میں منقول ہے، اسحاق بن راہویہ اور ابو بکر عبد العزیز ہی کے قائل ہیں، یہ منقول ہے کہ ایک شخص لٹکایا ہوا پھل نیا اور چاٹا اس سے اس کی قیمت کا دو گنا تادین لیا گیا، پیرائے حنابلہ اور اسحاق بن راہویہ کی ہے^(۴)، ظاہر بات ہے کہ اس نوع کے تادین جب وصول کئے جائیں گے تو انہیں مصالح عامہ پر خرچ کیا جائے گا، اور اس طرح یہ امول بیت المال کا حق قرار پائے گا۔

منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے بعض کورزوں کے کچھ امول یہ دیکھ کر ضبط کر لئے تھے کہ ان کی کورزی کے سبب ان کے یہاں خوشحالی آگئی تھی، اس طرح کے امول بھی بیت المال میں داخل کئے جائیں گے۔

ح۔ وہ بدایا جو ایسے تافضوں کو پیش کئے گئے ہوں جنہیں منصب قضا پر آنے سے پہلے بدایا نہ پیش کئے جاتے ہوں، یا اس منصب سے پہلے پیش تو کئے جاتے ہوں لیکن بدیہ پیش کرنے والے کا کوئی مقدمہ اس تافضی کے پاس زیر سماعت ہو، ایسے بدایا اگر بدیہ دینے والے کو واپس نہیں کئے گئے تو بیت المال میں واپس کئے جائیں گے^(۵)، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن المثنیہ کو دیا گیا بدیہ واپس لے لیا^(۶)۔

اسی طرح وہ بدایا جو اہل حرب کی جانب سے امام کو پیش کئے جائیں، نیز وہ بدایا جو حکومت کے عمال و کورزوں کو پیش کئے جائیں، یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس نے بھی بدیہ دینے والے کو اپنے خاص مال سے بدیہ نہ دیا ہو^(۷)۔

ط۔ وہ ٹیکس جو رعایا پر ان کے مفاد کی خاطر فرض کئے گئے ہوں ثواد و جہاد کے لئے ہوں یا کسی اور مقصد کے لئے، لیکن ایسا ٹیکس لوگوں پر اسی وقت لگایا جائے گا جب بیت المال سے وہ ضرورت پوری نہ ہوتی ہو، اور وہ کام ضروری ہو، ورنہ بصورت دیگر یہ آمدنی غیر شرعی ہوگی^(۸)۔

ی۔ لا وارث امول، یہ ہر وہ مال ہے جس کا مالک معلوم نہ ہو جیسے گرے پرے سامان، امانت، رہن، ہی قسم میں وہ امول بھی ہیں جو

(۱) المغنی ۵/۸۷۔

(۲) روئے المصنفین ۵/۳۳، شرح المسماح و مہیز القلیبی ۳/۳۰۳، المغنی ۸/۷۸۔

(۳) حدیث: "ان النبی ائخذ من ابن النبی۔" کی روایت بخاری (الفتح ۲۲۰/۵ طبع المکتبہ) اور مسلم (۳/۳۳۳ طبع المکتبہ) نے کی ہے۔

(۴) الدر المختار ۳/۲۸۰، المصنف و المراقب ۳/۵۸۸، دیکھئے فتاویٰ امین ۲۱۵/۱۵ طبع کردہ مکتبہ المحدثی ۱۳۵۶ھ۔

(۵) ابن ماجہ ۱/۶۷، الاحکام السلطانیہ لابی یحییٰ ۲/۲۳۰۔

(۱) روئے المصنفین ۵/۳۳، شرح المسماح و مہیز القلیبی ۳/۳۰۳، ابن ماجہ ۱/۲۸۲۔

(۲) ابن ماجہ ۱/۲۸۸، فتح المحدث ۵/۷۷، شرح المسماح ۳/۱۳۶، ۱۳۷، المغنی ۵/۶۸۳، الاحکام السلطانیہ لابی یحییٰ ۲/۲۱۵، المصنف و المراقب ۳/۵۸۸۔

(۳) المغنی ۲/۵۷۳، ۵۸۸، تہذیب التہذیب ۲/۵۶۱۔

بیت المال ۷-۹

بیت المال کے شعبے اور ہر شعبہ کے مصارف:

۷- بیت المال میں آنے والے اموال کے مصارف متوزع ہیں، ان میں سے بیشتر اصناف ایسے ہیں کہ ان کو دوسری قسم کے مصارف میں خرچ نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ضرورت ہوئی کہ بیت المال کے اموال کو ان کے مصارف کے لحاظ سے مختلف صنفوں میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ ان مصارف میں خرچ کی سہولت ہو۔ امام ابو یوسف نے صراحت کی ہے کہ بیت المال میں خرچ کے اموال زکاۃ سے علاحدہ رکھے جائیں گے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: صدقہ (زکاۃ) اور مشر کے اموال کو خرچ کے مال میں نہیں لایا جائے گا۔ اس لئے کہ خرچ تمام مسلمانوں کے لئے ہے اور زکاۃ صرف ان لوگوں کا حق ہے جن کی تعیین اللہ نے قرآن کریم میں فرمادی ہے (۱)۔

حنفی نے صراحت کی ہے کہ امام کی ذمہ داری ہے کہ بیت المال کی اماک کو چارہ دوں میں تقسیم کرے۔ دوسرے مسالک کے قواعد بھی فی الجملہ تقسیم اموال کے خلاف نہیں ہیں، حنفی نے کہا ہے کہ امام بیت المال کے چارہ دوں میں سے کسی ایک مد سے قرض لے کر دے۔ مدوں کے مصارف پر خرچ کر سکتا ہے، لیکن جس مد سے قرض لیا گیا ہے اسے واپس کرنا ضروری ہے بشرطیکہ جس مد سے قرض لے کر دوسرے مد میں خرچ کیا گیا ہے قرض دینے والے مد کا مال اس دوسرے مد میں خرچ کرنا جائز نہ ہو (۲)۔

اور چاروں مد (شعبے) درج ذیل ہیں:

پہلا شعبہ: زکاۃ کا شعبہ:

۸- اس مد کے حقوق ہیں: چرنے والے جانوروں کی زکاۃ، مشری

اراضی کے مشر، عاشر کے پاس سے گزرنے والے مسلم تاجروں سے وصول کیا گیا مشر، اموال باطنہ کی زکاۃ اگر امام نے اسے وصول کیا ہو۔ اس مد کے مصارف وہ آٹھ مصارف ہیں جن کی صراحت قرآن کریم نے کر دی ہے، اس مسئلہ میں اختلاف اور تفصیل ہے جس کے لئے اصطلاح زکاۃ دیکھی جائے۔

ماوردی نے اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف نقل کیا ہے کہ ان اموال کی بابت کس نوع کا اختیار حاصل ہوگا، چنانچہ انہوں نے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی رائے میں یہ اموال بیت المال کا حق ہیں، یعنی بیت المال کے ایسے املاک ہیں جن میں امام کو اپنے اجتہاد و صواب پر سے تصرف کا اختیار حاصل ہے جس طرح کسی کے مال میں اسے اختیار تصرف حاصل ہے، اس لئے امام ان اموال کو مال کی طرح مصالح عام میں خرچ کر سکتا ہے، اور امام شافعی کی رائے یہ نقل کی ہے کہ بیت المال میں زکاۃ کا مال مستحقین زکاۃ کے لئے محض محفوظ رکھا جاتا ہے، جب مستحقین آجائیں گے تو انہیں زکاۃ کا مال دینا ضروری ہے، اگر مستحقین نہ ملیں تو اموال زکاۃ کو بیت المال میں محفوظ رکھا جائے گا، مذہب قدیم کی رو سے محفوظ رکھنا واجب ہے، جب کہ جدید قول کے مطابق جائز ہے، دونوں مذہبوں میں فرق اس لئے ہے کہ زکاۃ امام کو ریغرض ہے یا جائز، اس میں ان کی دو رائیں ہیں۔

ابو یعلیٰ حنبلی نے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام احمد کا قول امام شافعی کے قول کی مانند ہے، انہوں نے اموال ظاہرہ کی زکاۃ میں ایک رائے قول امام ابو حنیفہ کی مانند ذکر کیا ہے (۱)۔

دوسرا شعبہ: خمس کا شعبہ:

۹- خمس سے مراد مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الاحکام السلطانیہ للماوردی، ص ۲۱۳ طبع ۱۳۲۷ھ الاحکام السلطانیہ ج ۱، ص ۲۳، ۲۴۔

(۱) الخراج، ص ۸۰۔

(۲) الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین، ج ۲، ص ۵۷۲، ۲۸۲/۳۔

بیت المال ۱۰-۱۱

مالک کا علم نہ ہو، یا پوری کا مال جس کا مالک معلوم نہ ہو، اور اس جیسے دوسرے مہول جن کا پیچھے ذکر ہوا، یہ مہول بیت المال کے اس مد میں اس کے مالکان کے لئے محفوظ رکھے جائیں، اگر مالکان کے علم کی امید ختم ہو جائے تو انہیں ان کے مصرف میں خرچ کر دیا جائے گا۔

اس مد کے مہول کا مصرف، جیسا کہ ابن عابدین نے زیلعی سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ حنفیہ کا مشہور مسلک یہی ہے، یہ ہے کہ لقیہ فقہ (لا وارث فقیر) اور ایسے فقرہاء جن کے اولیاء نہ ہوں، اس مد سے ان لوگوں کے نفقہ، دوائیں، ان کے کفن کے اخراجات اور ان کی جناحت کی دیت ادا کی جائے گی، ماوردی نے کہا: امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان لوگوں پر اصل مالکان کی جانب سے بطور صدقہ خرچ کیا جائے گا۔

غیر حنفیہ کے نزدیک اس مد کے مہول کو کسی مخصوص مصرف کے ساتھ خاص کرنے کا ذکر ہمیں نہیں ملا، لہذا ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک ان مہول کوئی کی طرح مصالح عامہ میں خرچ کیا جائے گا، ابو یعلیٰ اور ماوردی نے لا وارث مرنے والے کے مال کے بارے میں یہی صراحت کی ہے^(۱)، اس طرح ان حضرات کے نزدیک بیت المال کے مدات تین رو جاتے ہیں، چار نہیں۔

چوتھا شعبہ: فنی کا شعبہ:

۱۱- اس مد کے اہم ذرائع آمدنی مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ فنی کی اقسام جن کا ذکر پیچھے گذرا۔

ب۔ غنم میں اللہ اور اس کے رسول کا حصہ۔

ج۔ دوا راضی جو مسلمانوں کو غنیمت میں حاصل ہوتی ہوں، اس قول کی رو سے کہ انہیں تقسیم نہیں کیا جائے گا، اور نہ وہ اصطلاحی وقف ہیں۔

الف۔ منقولہ اموال غنیمت کا غنم، ایک قول یہ ہے کہ غنیمت میں ملنے والی جائیدادوں کا بھی غنم مراد ہے۔

ب۔ پائے جانے والے خزانہ جاہلیت کا غنم، اور ایک قول میں اسے زکاۃ کہا گیا ہے۔

ج۔ اموال فنی کا غنم، یہ امام شافعی کا ایک قول اور امام احمد کی ایک روایت ہے، امام احمد کی دوسری روایت اور مسلک حنفیہ و مالکیہ یہ ہے کہ فنی میں سے غنم نہیں نکالا جائے گا۔

اس مد کے مصرف میں پانچ حصے ہوں گے، اللہ اور اس کے رسول کا حصہ، قرابت داروں کا حصہ، یتیموں کا حصہ، مساکین کا حصہ، ابن اسبیل (مسافر) کا حصہ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ' (۱) (اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو سو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لئے اور (رسول کے) قرابت داروں کے لئے یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے ہے)، پہلا حصہ نبی کریم ﷺ اپنی حیات میں لیتے تھے، آپ ﷺ کے بعد یہ حصہ امام کی رائے کے مطابق مسلمانوں کے مصالح میں خرچ کیا جائے گا، چنانچہ اس حصہ کو آئندہ ذکر ہونے والے فنی کے مد میں منتقل کر دیا جائے گا، بقیہ چاروں حصے ان کے مستحقین کے لئے بیت المال میں محفوظ رکھے جائیں گے تاکہ ان پر خرچ ہو جائیں، ان حصوں کو امام مصالح عامہ میں خرچ نہیں کر سکتا ہے (۲)۔

تیسرا شعبہ: لا وارث اموال کا شعبہ:

۱۰۔ یہ وہ لفظ (گری پڑی چیز) وغیرہ لا وارث مہول ہیں جن کے

(۱) سورۃ انفال ۴۱۔

(۲) ابن عابدین ۵۷۲، المغنی ۱/۴۰۶، الاحکام السلطانیہ لابن یعلیٰ ۱۲۱،

۳۳۶، ۳۳۵، لماوردی ۱۲۷۔

(۱) الاحکام السلطانیہ لابن یعلیٰ ۱۲۱، لماوردی ۱۹۳۔

بیت المال ۱۲-۱۳

جائیں گے جیسا کہ فقہاء کے کلام میں مذکور ہوا ہے، اس میں تمام مصالحوں کا احاطہ واستحصا نہیں کیا گیا ہے، اس لئے کہ مصالح کی جہات لاتعداد ہیں، جو ہر زمانہ میں اور ہر شہر و ملک میں بدلتی بھی رہتی ہیں۔

۱۳- چند اہم مصالح جن میں اس مد کے اموال خرچ کئے جائیں گے مندرجہ ذیل ہیں:

الف- وظیفہ، یہ بیت المال میں ایک حصہ ہے جو ہر مسلمان کو دیا جائے گا خواہ وہ فوجی خدمت کے قائل ہو یا نہ ہو، یہ تنابلہ کا ایک قول ہے جسے صاحب معنی نے پیش کیا ہے، یہی شافعیہ کا ایک قول ہے جو ان کے نزدیک خلاف ظہر ہے، امام احمد نے فرمایا کہ ان میں ہر مہر فقیہ مسلمان کا حق ہے۔

اس قول کی ایک دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "مَّا أَكْفَاكَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَاللِّرَّسُولِ..." (۱) (جو کچھ اللہ اپنے رسول کو) دہری) بستیوں والوں سے بطور انصاف دلوادے، سو وہ اللہ ہی کا حق ہے اور رسول کا)، پھر فرمایا: "لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالُهُمْ يُنْفَقُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا، وَيَنْتَظِرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضَادَّفُونَ" (۲) (ان حاجت مند مہاجرین کا) (یہ خاص طور پر) حق ہے جو اپنے گمروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دئے گئے ہیں، اللہ کے فضل اور رضامندی کے طلبکار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ تو صادق ہیں)، پھر فرمایا: "وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ..." (۳) (اور) (ان کا بھی حق ہے) جو دارالاسلام اور ایمان میں ان کے

(۱) سورہ ہشر ۷

(۲) سورہ ہشر ۷

(۳) سورہ ہشر ۷

و۔ اس زمین کا خراج جو مسلمانوں کو غنیمت میں ملی ہو، خواہ اسے وقف شمار کیا جائے یا غیر وقف۔

ج۔ ان خزانوں کا خمس جن کے مالک کا علم نہ ہو یا جن پر طویل زمانہ گزر گیا ہو۔

د۔ زمین سے نکلنے والے معدنی وسائل یا چٹوہل وغیرہ کا خمس، اور ایک قول یہ ہے کہ اس نوٹ سے وصول کی جانے والی مٹی زکاۃ ہوگی، اس کی مقدار چالیسواں حصہ ہے، اور اسے زکاۃ کے مصارف میں صرف کیا جائے گا۔

ز۔ لاوارث مرنے والے مسلمان کا مال اور اس کی دیت۔
ح۔ رعایا پر لگائے گئے ٹیکس جو کسی متعین مقصد کے لئے نہیں لگائے گئے ہوں۔

ط۔ قاضیوں، گورنروں اور امام کو پیش کئے گئے ہدایا۔
ی۔ غیر حنفیہ کی رائے کے مطابق سابقہ مد کے اموال (لاوارث اموال کا مد)۔

مال فنی کے مصارف:

۱۴- اس مد کے اموال کا صرف مسلمانوں کے عمومی مصالح ہیں، یہ اموال امام کے قبضہ میں رہیں گے، اور وہ اپنی صواب دید و اجتہاد کے مطابق اس میں سے عمومی مصالح میں خرچ کرے گا۔

فقہاء جب علی الاطلاق بولتے ہیں کہ فلاں فقہ بیت المال سے ادا کیا جائے گا، تو فقہاء کی مراد یہی چوتھا مد ہوتی ہے، اس لئے کہ صرف یہی مد عمومی مصالح کے لئے مخصوص ہے، برخلاف دوسرے مصارف کے، کہ ان میں خرچ کے مصارف متعین ہیں، ان کے علاوہ مصارف میں انہیں خرچ نہیں کیا جائے گا، ذیل میں بعض وہ مصالح ذکر کئے جاتے ہیں جن میں اس مد کے اموال صرف کئے

بیت المال ۳۳

قبل سے ترار پکڑے ہوئے ہیں محبت کرتے ہیں اس سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے، پھر فرمایا: ”وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ...“^(۱) (اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو ان کے بعد آئے)، ان آیات میں تمام مسلمانوں کو شامل کر لیا گیا ہے، اس لئے حضرت عمرؓ نے سورہ حشر کی ان آیات کو پڑھنے کے بعد کہا: یہ یعنی آخری آیت نے تمام مسلمانوں کا احاطہ کر لیا ہے، اور اگر میں زندہ رہا تو ”سرحمیر“ سے ایک چھوٹا سا آکر اس میں سے اپنا حصہ لے گا، جس کے لئے اسے پسینہ نہیں بہانا پڑا (محنت نہیں کرنی پڑی)۔

حنابلہ کا دوسرا قول جو ثنائیہ کا نظریہ قول بھی ہے، یہ ہے کہ کئی کے مستحقین سرحدوں پر سورجہ بند مجاہدین، مسلم افواج اور ان کے مصالح پورے کرنے والے افراد ہیں، یہ ان مصالح کے علاوہ ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

اعرابی وغیرہ جو راولپنڈی میں جہاد کے لئے خود کو تیار نہیں رکھتے ان کا اس میں کوئی حق نہیں ہے جب تک کہ وہ عملاً جہاد میں شریک نہ ہوں۔ اس قول کی دلیل صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت بریدہ کی حدیث ہے کہ ”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَرَأَ أَمْرًا عَلَى جُمُوعٍ أَوْ سَرِيَّةٍ أَوْ صَاحٍ فِي مَخَاضَةٍ بَتَقْوَى اللَّهِ...“ (نبی کریم ﷺ جب کسی لشکر یا سریرہ کا امیر کسی کو مقرر فرماتے تو اسے اپنی ذات کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کی وصیت فرماتے...)، اس حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَجَابُوكَ فَأَقْبِلْ مِنْهُمْ وَكَفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابٍ

(۱) سورہ حشر، ۱۰۔

المسلمين، يَحْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللَّهِ الَّذِي يَحْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ، إِلَّا أَنْ يَجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ“^(۱) (پھر انہیں اسلام کی دعوت دو، اگر وہ قبول کر لیں تو تم ان سے قبول کر لو اور انہیں چھوڑ دو، پھر انہیں اپنے ملک سے مجاہدین کے ملک میں منتقل ہو جانے کی دعوت دو، اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں وہ سارے حقوق ملیں گے جو مجاہدین کے حقوق ہیں، اور ان پر وہ ذمہ داریاں ہوں گی جو مجاہدین پر ہیں، اگر وہ منتقل ہونے سے انکار کریں تو انہیں بتاؤ کہ تب وہ مسلمان اعرابی کی مانند ہوں گے، ان پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو مومنین پر جاری ہوتے ہیں، اور انہیں غنیمت اور فئی میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، **إِلَّا** یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں)۔

اور کہا گیا ہے کہ ثنائیہ کے نزدیک فئی کا پورا مال ان تمام لوگوں کے مابین تقسیم کرنا ضروری ہے جن کے وظائف اس سال بیت المال میں مقرر ہیں اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا جائے گا، اور نہ ہی مصالح کے لئے کچھ خرچہ کیا جائے گا سوائے خمس الخمس (یعنی اللہ اور اس کے رسول کا حصہ) کے، لیکن ثنائیہ کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ بیت المال میں جن کے وظائف مقرر ہیں انہیں ان کی ضرورت کے بقدر دیا جائے گا، اور بچا ہوا مال فئی مصالح میں خرچ کیا جائے گا^(۲)۔

ب۔ اسلحے، جنگی ساز و سامان، حفاظتی اشیاء، جہاد اور مسلمانوں کے وطن سے دفاع کے اخراجات۔

ج۔ ان مازمین کی تنخواہیں جن کی ضرورت مسلمانوں کو اپنے عمومی معاملات میں ہوتی ہے، جیسے قضاۃ، محاسبین، حدود و مانند

(۱) حدیث بریۃ ”كَانَ إِذَا قَرَأَ أَمْرًا...“ کی روایت مسلم (۳/۵۷۳) طبع النجفی نے کی ہے۔

(۲) شرح المہاجر صحیحہ اہلبیروت ۲/۲۳۳، ۳/۱۸۱، ۱۸۱، یعنی ۱۳۱۳ھ

ہیت المال ۳۳

کر جائے تو اسے اس سال کا حصہ دیا جائے گا، لیکن جو سال کے آخر میں یا سال مکمل ہونے کے بعد انتقال کر جائے تو اس کا بقیہ اس کے وارث کو دینا ضروری ہے^(۱)۔

د۔ بے کس، لا وارث اور قیدی وغیرہ ایسے محتاج مسلمانوں کی ضروریات کی تکمیل، جن کے پاس نہ اپنا مال ہو جس سے ان پر خرچ کیا جائے، نہ ان کے رشتہ دار ہوں جن پر ان کا نفقہ واجب ہو، تو ہیت المال کی جانب سے ان کے نفقہ، کپڑے، اور دیگر ضروریات جیسے دوا، علاج کے اخراجات اور میت کی تجنیز پوری کی جائیں گی، اسی طرح ایسے شخص کی جنایت کی دیت ہیت المال سے ادا کی جائے گی جس کے مسلمانوں میں عاقلہ نہ ہوں، یا اس کے عاقلہ تو ہوں لیکن وہ مکمل یا بعض اورنگی کے قائل نہ ہوں تو ہیت المال بقیہ دیت ادا کرے گا، کافر کی طرف سے عاقلہ کی ذمہ داری پوری نہیں کی جائے گی، بعض شافعیہ نے وضاحت کی ہے کہ جنایت کرنے والے کا اقرار ہیت المال کے خلاف قبول نہیں کیا جائے گا، جس طرح عاقلہ کے خلاف قبول نہیں کیا جاتا ہے^(۲)۔

ح۔ ہیت المال سے اہل ذمہ پر خرچہ ذمی یا غیر ذمی کافر کا مسلمانوں کے ہیت المال میں حق نہیں ہے، لیکن اگر ذمی اپنی کمزوری کی وجہ سے محتاج ہو گیا ہو تو اسے اس قدر دیا جائے گا جس سے وہ اپنی بھوک مٹائے^(۳)، امام ابو یوسفؒ کی ”کتاب الخراج“ میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے اہل حیرہ کو معاہدہ دمامہ میں لکھ کر دیا تھا کہ جو بزرگ شخص کام کے قائل نہ رہے، یا وہ کسی آفت کا شکار ہو جائے، یا وہ

کرنے والے لوگ، مفتیان، انز، مؤذنین، مدرسین اور اس طرح کے وہ تمام لوگ جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے مصالح کے لئے فارغ کر لیتے ہیں، ان حضرات کی اور ان کے اہل و عیال کی کفالت ہیت المال سے کی جائے گی، اور اس کی مقدار میں زمانہ اور علاقہ کے فرق سے فرق ہوتا رہے گا، اس لئے کہ حالات اور نرخ بدلتے رہتے ہیں^(۴)۔

یہ متخوایں مازمین کی ہر لحاظ سے اہمیت نہیں ہوگی، بلکہ یہ اہمیت کی طرح ہوگی، اس لئے کہ قضا اور اس جیسی جماعت پر اہمیت ایمانی سرے سے جائز نہیں ہے^(۵)۔

پھر اگر مازمین کے لئے مقدار متعین کر دی گئی ہو تو وہ اسی مقدار کا مستحق ہوگا، ورنہ وہ اپنے جیسے مازمین کے بڑے کا مستحق ہوگا بشرطیکہ اس جیسے لوگ صرف اہمیت کے ساتھ کام کرتے ہوں^(۶)۔

ان لوگوں کے اور انواع کے وظائف اگر ہیت المال میں موجود نہ ہوں تو یہ وظائف ہیت المال پر فرض ہوں گے، اور ہیت المال کو مہلت دی جائے گی جس طرح تنگ دہی کی صورت میں قرض میں مہلت دی جاتی ہے، لیکن دوسرے مصالح کا معاملہ اس سے ملانہ وہ ہے وہ مصالح اسی وقت پورے کئے جائیں گے جب ان کی قدرت ہو، بعد قدرت کی صورت میں وہ باقی نہیں رہیں گے^(۷)۔

حنفیہ کے نزدیک رائج یہ ہے کہ اہل وظائف جیسے کاظمی، مفتی، مدرس وغیرہ میں سے کوئی شخص سال ختم ہونے سے پہلے انتقال

(۱) ابن ماجہ ج ۳، ۲۸۰-۲۸۱، المغنی ۱/۱۷۱۔

(۲) ابن ماجہ ج ۳، ۲۸۲۔

(۳) الصہاح وحاشیہ القلع بی ج ۳، ۱۲۸، ۲۵۵، ۲۵۶۔

(۴) الاحکام السلطانیہ لابن عثیم ج ۱، ۱۳۶، شرح الصہاح ج ۳، ۲۹۶، ۳۹۷، جوہر الاکلیل ۲/۱۷۲، الخراج لابن یوسف ج ۱، ۱۸۷، روحہ الطالبین للحوئی

۱/۱۱۱، ۱۳۷، ۱۳۸۔

(۱) الدرر المختار ج ۳، ۲۸۲۔

(۲) ابن ماجہ ج ۳، ۲۸۲، جوہر الاکلیل ۲/۱۷۲، اقلیو بی ج ۲، ۲۹۲، ۳۰۳، ۳۱۱۔

۲۹۶، ۲۹۷، ۳۰۳، ۳۱۱، ۳۱۲، الخراج ج ۳، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴

ہیت المال ۳۳

دیتے ہیں، ان سے اگر ان کے مفوضہ کاموں میں غلطی ہو جائے جس کے نتیجے میں جان، عضو یا مال کا نقصان ہو جائے مثلاً تعزیر میں زیادتی کی وجہ سے مجرم کی موت ہو جائے تو اس کی دیت کا ضمان ہیت المال سے دیا جائے گا۔

اگر مفوضہ کام نام یا کسی دوسرے ذمہ دار کی مخصوص ضرورت سے متعلق ہو تو ایسی صورت میں ضمان اس کے عاقلہ پر یا اس کے خاص مال میں جیسی صورت ہو، واجب ہوگا، اس لئے کہ ان کی غلطیاں بسا اوقات زیادہ ہوتی ہیں، تو اگر وہ خود یا ان کے عاقلہ اس کا بوجھ اٹھائیں تو یہ ان کے لئے مہلک ثابت ہوگا۔

یہ رائے حنفیہ اور مالکیہ کی ہے، یہی حنبلیہ کی اصح رائے ہے، اور شافعیہ کا قول غیر ظہر ہے، شافعیہ کا ظہر قول اور حنبلیہ کے نزدیک اصح کے بالمقابل قول یہ ہے کہ ضمان اس کے عاقلہ پر ہوگا، لیکن عہد نقصان کیا یا ہو بلا اتفاق نقصان کرنے والے پر ضمان ہوگا (۳)۔

ط۔ ان حقوق کی ادائیگی جنہیں شرع نے ان کے مستحقین کے لئے تسلیم کیا ہو، تو حد شرع کی رو سے ان کی ادائیگی کسی متعین فرد پر نہ آتی ہو۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر طواف کے از رحام میں، یا مسجد عام میں یا بڑی شاہرہ پر کسی شخص کا قتل ہو جائے اور قاتل کا پتہ نہ چلے تو ایسے مقتول کی دیت ہیت المال پر واجب ہوگی، اس لئے کہ حضرت علیؑ نے کہا: ”مسلم میں کوئی خون رانگاں نہیں جائے گا“ (۲)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۳۹۰، الدر منی ۳/۵۵، روضۃ الطالبین ۱۱/۳۰۸، المغنی ۳/۲۸۵۔

(۲) یہ منہ لا یطیل فی الاسلام دم، حضرت علی بن ابی طالبؑ کا قول ہے صاحب المغنی (۷/۹۱ طبع المباحث) نے بغیر کسی کی جانب منسوب کئے ذکر کیا ہے اس میں مذکور ہے کہ مکہ میں از رحام میں ایک شخص کا قتل ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اسلام میں کوئی خون

غنی رہا ہو پھر فقیر ہو جائے اور اس کے مذہب والے اس پر صدق کرنے لگیں تو اس کا جز یہ معاف ہو جائے گا، اور اس کی نیز اس کے گھر والوں کی کفالت ہیت المال سے کی جائے گی جب تک وہ دارالبحرہ اور دارالاسلام میں مقیم رہے، اسی کے مثل ابوہریرہ نے ”کتاب الاموال“ میں نقل کیا ہے (۱)۔

و۔ ہیت المال کے نئی کے مد کے مصارف میں کافروں کے ہاتھوں میں قید مسلمانوں کی رہائی بھی ہے، امام ابو یوسفؒ نے ”کتاب الخراج“ میں حضرت عمر بن خطابؓ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ مسلم قیدی جو کافروں کے ہاتھوں میں قید ہوں کی رہائی کے لئے ہیت المال سے خرچ کیا جائے گا، شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ اس کی رہائی خود اس کے اپنے مال سے کرنی جائے گی، دیکھئے: ”نہری“۔

اسی کے مشابہ بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر غیر ماکول اہم جانوروں کا مالک جانوروں کو چارہ نہ کرے، اور اس کے فقر کی وجہ سے اس کو مجبور بھی نہیں کیا جاسکتا ہو تو ان جانوروں پر ہیت المال سے مفت خرچ کیا جائے گا، اسی طرح موقوفہ جانور کا چارہ ہیت المال سے دیا جائے گا اگر اس جانور کی آمدنی سے اس کا خرچ پورا کرنا ممکن نہ ہو (۲)۔

ز۔ مسلم مالک کے عمومی مصالح جیسے مساجد، راستے، پل، منبر اور مدارس وغیرہ کی تعمیر اور نقصانات کی مرمت و اصلاح (۳)۔

ح۔ حکومتی ادارہ کے افراد کی غلطی سے ہونے والے نقصانات کا ضمان:

جیسے سرمد، قاضی اور اسی طرح وہ تمام افراد جو عمومی کام انجام

(۱) الخراج ص ۱۲۳، واسطی ص ۵۵۔
(۲) الخراج لابن یوسف ص ۱۹۶، الخراج ص ۸۷، جوہر الاکلیل ص ۴۶۰، ۴۷۰، ۴۷۲، اہلیہ ص ۸۶، ص ۹۳، ۲۱۵، کشاف القناع ص ۵۵۔
(۳) المغنی ص ۲۷۲، شرح المنہاج ص ۹۵۔

بیت المال ۱۳-۱۵

فقراء اور زیادہ ضرورت مند ہوں تو ایسی صورت میں امام کچھ مال تو اس شہر والوں پر خرچ کرے گا جہاں سے جمع کیا گیا ہے اور اکثر مال ان دوسرے محتاجوں پر خرچ کرے گا^(۱)۔

متابہ کی رائے ہے کہ اگر بیت المال پر دو حق اکٹھا ہو جائیں اور بیت المال کی استطاعت دونوں حق سے کم لیکن ان میں سے ایک حق سے زائد ہو تو ان دونوں حقوق میں سے ایسے حق پر صرف کیا جائے گا جس پر اگر اس وقت صرف نہ کیا جائے تو وہ بیت المال پر قرض ہو جائے گا جیسے فوج کے وظائف، جنگی سامان اور اسلحے وغیرہ کی قیمت، اس حق پر صرف نہیں کیا جائے گا جو سہولت اور مصلحت کے بطور واجب ہوگا جیسے راستہ وغیرہ^(۲)۔

بیت المال میں زائد اموال:

۱۵- بیت المال پر واجب حقوق کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے زائد اموال کے بارے میں علماء کے تین رجحانات ہیں:

۱۔ ثنائیہ کا مسلک ہے کہ زائد اموال کو ان لوگوں پر خرچ و تقسیم کر دیا جائے گا جن سے مسلمانوں کو عام فائدہ پہنچتا ہے، زائد اموال کا ذخیرہ نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ مسلمانوں کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس جتن مسلمانوں پر دو لازم ہو جاتی ہے، فقہ ثنائی کی ”المہیات“ اور اس کی شرح میں ہے: زائد اموال ان بالغ مردوں پر تقسیم کر دیا جائے گا جن کے وظائف بیت المال میں مقرر ہیں، ان کے علاوہ دوسروں پر یا ان کی اولاد پر نہیں خرچ کیا جائے گا۔

قلیوبی کہتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ بیت المال میں کچھ باقی نہ رہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن سہل انصاری کی دیت اور فرمائی جب انہیں خیبر میں قتل کر دیا گیا اور قاتل کا پتہ نہیں چلا، نہ تھا، انصار نے قسامت کا حلف لینے سے انکار کر دیا تھا اور یہودیوں کی قسم کو انہوں نے قبول نہیں کیا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کی دیت اپنے پاس سے اور فرمائی اس لئے کہ اس کا خون رائگاں جانا آپ کو پسند نہیں تھا^(۱)۔

اسی قسم میں لفظ کے اعلان کی اجرت ہے۔ قاضی اس سامان کے اعلان کی اجرت بیت المال سے اس طور پر ادا کرائے گا کہ وہ اجرت صاحب سامان پر قرض ہوگی^(۲)۔

بیت المال کے اخراجات میں ترجیحات:

۱۳- مالکیہ اور شافعیہ کی رائے ہے کہ آل نبی (سادات) پر سب سے پہلے خرچ کرنا مستحب ہے جن پر صدقہ حرام ہے، اس میں حضرت عمرؓ کی اقتداء ہے، کہ انہوں نے بیت المال سے آل نبی ﷺ کو سب سے پہلے دیا، پھر اس کے بعد ان اہلایان شہر کے مفادات پر خرچ کیا جائے گا جن سے مال جمع کیا گیا ہے، جیسے ان کی مساجد کی تعمیر، ان کی سرحدوں کی آباد کاری، ان کے قضاۃ و مؤذنین کے وظائف، ان کے قرضوں کی ادائیگی، ان کی جنایات کی دیت کی ادائیگی، اور انہیں سال بھر کی ضروریات کے قدر دیا جائے گا۔

جس شہر سے مال جمع کیا گیا ہے، اس کے علاوہ دوسرے شہر کے رائگاں نہیں ہے، جو حضرت عمرؓ نے بیت المال سے اس کی دیت اور فرمائی، اس واقعہ کو عبدالرزاق نے ”معنف“ (۵۱/۱۰ طبع مجلس اعلیٰ لبنان) میں نقل کیا ہے لیکن یہ حضرت علیؓ کا جملہ نہیں ہے۔

(۱) حدیث: ”محمل دینہ عبد اللہ“ کی روایت بخاری (ارجح ۲۷۵/۶ طبع المنقذ) اور مسلم (۳/۱۳۹ طبع المجلس) نے کی ہے دیکھئے: المنقذ

۷۸/۸، الدر المنثور مع حاشیہ ۲۰۶/۵۔

(۲) المنہاج مع الشرح ۱۳۸، ۱۳۹۔

(۱) جوہر المکمل ۲/۶۰، اقلیوبی ۳/۱۹۰، المشرح المکبیر و جامعہ الدسوقی ۲/۱۹۰۔

(۲) الاحکام السلطانیہ لابن قتیبہ ۲۳۷۔

بیت المال ۱۶

فوری ادائیگی کر دی جائے گی، جیسے کہ خوش حال شخص پر زین کی فوری ادائیگی ضروری ہوتی ہے، اور اگر مال موجود نہیں ہے تو ادائیگی کا وجوب تو ہوگا لیکن سہلت دی جائے گی جس طرح تک دست پر زین کی ادائیگی میں سہلت دی جاتی ہے۔

دوسری نوع کے مصرف وہ ہیں جو بدل کے طور پر نہیں بلکہ مصلحت اور سہولت کے بطور مستحق ہوتے ہیں، یہ استحقاق اس وقت ہوگا جب مال موجود ہو، لہذا جب مال موجود ہو تو یہ مصرف واجب ہوگا، اور مال موجود نہ ہو تو بیت المال سے اس مصرف کا وجوب ساقط ہو جائے گا، پھر اگر اس کا ضرر عام ہو تو وہ مسلمانوں پر فرض کنایہ کی قبیل سے ہوگا یہاں تک کہ کوئی شخص اسے انجام دے دے جس سے کفایت ہو جائے، جیسے جہاں فرض کنایہ ہے، اور اگر اس کا ضرر عام نہ ہو جیسے قریش راستہ دشوار گزار ہو لیکن لوگوں کو دھیرا دور کا راستہ اچھا مل جاتا ہو یا کوئی گھاٹ ختم ہوئی ہو لیکن دوسری گھاٹ موجود ہو، تو جب مال نہ ہونے کی وجہ سے بیت المال سے اس کا وجوب ساقط ہو جائے گا تو تمام لوگوں سے بھی اس کا وجوب ساقط ہو جائے گا، اس لئے کہ بدل موجود ہے^(۱)۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ کبھی کسی علاقائی بیت المال میں ایسی جنگی کی صورت پیدا ہوتی ہے، یعنی امام کے تحت کسی صوبہ کے بیت المال میں، تو اگر خلیفہ نے اس صوبہ پر کسی کو گورنر مقرر کیا ہو اور وہاں کے مال خزانے سے فوج کے وظائف پورے نہ ہو سکیں تو گورنر خلیفہ سے درخواست کرے گا کہ وہ بیت المال سے اخراجات مکمل کرائے، لیکن اگر صدقات کے مبادل سے اس کے حلقہ میں ان کے مصارف پورے نہ ہو سکیں تو ایسی صورت میں ان کی تکمیل کے لئے خلیفہ سے

دوم: حنفیہ کا مسلک ہے کہ زائد مبادل کو بیت المال میں آئندہ مسلمانوں کو پیش آنے والے کسی حادثہ کے لئے محفوظ رکھا جائے گا۔ سوم: امام کی صواب دید پر ہوگا، شافعیہ میں سے قلیونی نے کہا: محققین نے کہا ہے کہ امام کو اختیار ہوگا کہ زائد مبادل محفوظ رکھے، ”جوہر الاکلیل“ کے مصنف نے ”امد ونہ“ سے نقل کیا ہے کہ لینی میں مسلمان فقراء سے آغاز کیا جائے گا، پھر جو کچھ باقی ہے اسے لوگوں میں بھانپ کر تقسیم کر دیا جائے گا۔^(۱) یہ کہ امام اسے مسلمانوں کی آئندہ پیش آنے والی ضروریات کے لئے محفوظ رکھنا چاہئے^(۱)۔

اگر بیت المال سے حقوق کی ادائیگی نہ ہو سکے:

۱۶- ماوردی اور ابویعلیٰ نے اس صورت حال کی وضاحت کی ہے جس میں بیت المال سے حقوق کی ادائیگی نہ ہو سکے، ان دونوں کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ بیت المال پر دو قسم کے استحقاقات ہیں: اول: جس میں بیت المال کا رول صرف حفاظت ہے، جیسے نفس اور زکاۃ، اس مال پر استحقاق اس وقت ہوگا جب مال موجود ہو، لہذا اگر مال موجود ہے تو اس کے مصرف کو استحقاق ہوگا، اگر موجود نہیں ہے تو اس کا استحقاق نہیں ہوگا۔

دوم: جس میں خود بیت المال مستحق ہوتا ہے، یہ فنی وغیرہ کا مال ہے، اس کے مصارف دونوں کے ہیں:

ایک وہ مصرف جو بدل کے طور پر مستحق ہوتا ہے، جیسے فوجیوں کی تنخواہیں، اور خریدے گئے اسلحے و جنگی سامان کی قیمت، اس مصرف کے استحقاق میں مال کی موجودگی کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ یہ بیت المال پر لازمی حق ہے خواہ مال موجود ہو یا نہ ہو، لہذا اگر مال موجود ہوگا تو

(۱) الاحکام السلطانیۃ للماوردی ص ۲۱۵، ابویعلیٰ ص ۲۳۷، دیکھئے شرح لمصباح ج ۱ ص ۱۹۱، ص ۲۱۵۔

(۱) ماوردی ص ۲۱۵، طبع مصطفیٰ لکھنؤ، ابویعلیٰ ص ۲۳۷، شرح لمصباح ص ۲۱۵، حاشیہ قلیونی ص ۱۹۱، جوہر الاکلیل ص ۲۶۰۔

بیت المال ۱۷-۱۸

(اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اونٹ قرض لیا، پھر صدقات کے اونٹ سے اسی جیسا واپس فرما دیا)، یہ بیت المال کے صدقات کی آمدنی پر قرض ہوتا ہے^(۱)۔

مطالبہ نہیں کرے گا، اس لئے کہ افواج کی تنخواہوں میں ان کی قدر کفایت ضرورت ملحوظ ہوتی ہے، اور اہل صدقات کے حقوق کا تعلق و اعتبار اموال صدقات کی موجودگی سے ہے^(۱)۔

بیت المال کے اموال کا فروغ اور ان میں تصرف:

۱۸- بیت المال میں اخراجات کے مذکور بالا اختیارات کے علاوہ امام کو بیت المال کے مومل میں تصرف کا اختیار ہے، اس مسئلہ میں فقہی کاغذ یہ ہے کہ بیت المال کے مومل میں امام کی حیثیت یتیم کے مال میں ولی کی ہے، جیسا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: میں نے اس مال میں اپنی ذات کو ولی یتیم کے مرتبہ میں رکھا ہے^(۲)، لہذا بیت المال میں امام کو وہ تصرفات حاصل ہوں گے جو یتیم کے مال میں اس کے ولی کو حاصل ہیں۔

لیکن یہ کاغذ بالکل مطلق نہیں ہے، لہذا دونوں میں ہر رخ سے مشابہت ضروری نہیں ہے^(۳)، اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کو یہ بھی اختیار ہے کہ بیت المال سے ملیت عطا کرے یا اس سے جاگیر دے۔

بعض فقہاء کی ذکر کردہ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ فقہ امام کے لئے جائز ہے کہ بیت المال کی کوئی شے فروخت کر دے اگر اس میں فائدہ ہو، جہاں تک اپنے لئے اس میں سے کچھ خریدنے کا سولہ ہے تو درمختار میں تحریر ہے کہ بیت المال کے وکیل سے بیت المال کی کوئی چیز خریدنا اور بیچنا امام کے لئے درست نہیں ہے، اس لئے کہ امام یتیم کے وکیل کی طرح ہے، لہذا

بیت المال پر دیون کے سلسلہ میں امام کے تصرفات:

۱۷- اگر بیت المال پر دیون آجائیں اور بیت المال میں ادائیگی کے لئے مومل نہ ہو تو امام کو اختیار ہوگا کہ بیت المال کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کے لئے قرض لے، حنفیہ نے اس کی سرایت کی ہے، کہتے ہیں: اگر اس حصہ میں جس کے لئے قرض لیا ہے آمدنی آجائے تو قرض دہندہ مذکور واپس کر دیا جائے گا، والا یہ کہ صدقات یا غنیمت سے اہل خراج پر صرف کیا گیا ہو اور دغریب ہوں، تو اس صورت میں قرض واپس نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اہل خراج (جن پر خرچ کیا گیا ہے) فقر کی وجہ سے خود بھی صدقات کے مستحق ہیں، اسی طرح اہل خراج کے علاوہ دوسرے لوگ اگر مستحق مصرف ہوں تو ان پر خرچ کی صورت میں بھی قرض دہندہ کو قرض واپس نہیں کیا جائے گا^(۴)۔

امام کو یہ بھی اختیار ہے کہ رعایا سے بیت المال کے لئے قرض یا عاریت حاصل کرے: ”وقد استعار النبی ﷺ دروعا للجهاد من صفوان بن امیہ“^(۳) (نبی کریم ﷺ نے جہاد کے لئے صفوان بن امیہ سے زرہیں عاریت لی تھیں)، ”واستسلف علیہ الصلوٰۃ والسلام بعیرا ورد مثله من اہل الصلفہ“^(۴)

(۱) الاحکام السلطانیہ لابی بطلی ص ۷۷، الماوردی ص ۳۱۔

(۲) ابن ماجہ ص ۲۷، ۵۷، ۲۸۲ ص ۲۸۲۔

(۳) حدیث: ”استعار النبی ﷺ“ کی روایت ابو داؤد (۳۲۸ ص ۳۲۸ طبع عزت مجید دہاس) اور حاکم (۳۸ ص ۳۸ طبع دکرۃ المعارف ایشانیہ) نے کی ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور وہ بھی نے ان کی موافقت کی ہے۔

(۴) حدیث: ”استسلف علیہ الصلوٰۃ“ کی روایت مسلم (۱۲۲۲ ص ۱۲۲۲ طبع المکمل) نے حضرت ابو داؤد سے کی ہے۔

(۱) الاحکام السلطانیہ لابی بطلی ص ۲۳۷۔

(۲) طبقات ابن سعد ص ۱۹۸، اخبار عمر بن الخطاب لابن الجوزی ص ۳۳۰،

اخبار عمر بن الخطاب للطحاوی وادعہ ص ۱۳۲۔

(۳) نہایہ الحکام ج ۵ ص ۱۱۸۔

ہیت المال ۱۹

۱۹۔ قرض دینا: ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ہند بنت خدیجہ کو چار ہزار قرض دیا تاکہ وہ اس سے تجارت کرے اور اس کی ضمانت ہو^(۱)۔

قرض دینے کے قائم مقام ہی وہیں لینے کی نیت سے خرچ کرنا بھی ہے، اسی میں سے لاوارث جانور وغیرہ پر خرچ کرنا بھی ہے تاکہ اسے ضمانت ہونے سے محفوظ رکھا جائے، پھر جانور کے مالک سے اخراجات ہیت المال کو وہیں دلایا جائے گا، اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو جانور کفر و خست کر دیا جائے گا اور اس کی قیمت سے ہیت المال کا حق لے لیا جائے گا^(۲)۔

جاگیر دے کر مالک بنادینا:

۱۹۔ حنفیہ کی رائے ہے کہ امام ایسی اراضی جو کسی کی ملکیت نہ ہو اور نہ کسی وارث کے قبضہ میں ہو ظلم و ثور و غرضی کے بغیر منسلکیت کے پیش نظر ایسے شخص کو جس سے مسلمانوں کو نفع و فائدہ ہو بطور جاگیر دے سکتا ہے جس طرح امام کو اختیار ہے کہ ہیت المال کے دوسرے اموال سے عطا کرے، اس لئے کہ زمین اور مال ایک شئی ہے، قاضی ابو یوسف نے ایسا ہی کہا ہے، اور دلیل یہ دی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کسریٰ اور اہل کسریٰ کے اموال کو ہیت المال کے لئے خاص کر دیا، اور ہر اس شخص کا مال جو جنگ میں قتل کیا گیا ہو یا دار الحرب سے جلا ہو یا غلاب یا حجازی میں مر گیا ہو اس کو خاص کر دیا، اس کا ثواب ستر لاکھ تھا تو اس میں سے جاگیر کچھ لوگوں کو عطا کی جاتی تھی، ابو یوسف کہتے ہیں: اس کی حیثیت ایسے مال کی ہے جو نہ کسی کا ہو اور نہ کسی وارث کے قبضہ میں ہو، تو امام عادل کو اختیار ہے کہ اس

ہیت المال میں مذکورہ عمل صرف ضرورت کی بنا پر جائز ہے، بحر الرائق میں یہ اضافہ ہے کہ متاثرین کے مفتی بہ قول کے مطابق اس صورت میں فروخت کرنا جائز ہے جب جائیداد کو اس کی دوگنی قیمت پر خرچہ نے کی پیشکش کی گئی ہو^(۱)۔

ب۔ اجارہ: ہیت المال کی زمین پر دائمی وقف کے حکام جاری ہوں گے، لہذا انہیں اجرت پر دیا جائے گا جس طرح وقف کو اجرت پر دیا جاتا ہے^(۲)۔

ج۔ مساقات: امام کی طرف سے ہیت المال کے باغات پر مساقات (ہٹل پر درخت دینا) درست ہے، جس طرح اپنے زیر ولایت بچہ کے لئے تصرف کا اختیار رکھتے والے کی طرف سے درست ہے^(۳)۔

د۔ اعاردہ: اس مسئلہ میں شافعیہ کا قول مختلف ہے کہ امام ہیت المال کے اموال میں سے کوئی چیز عاریت پر دے سکتا ہے یا نہیں، اسنوی نے اس بنیاد پر اس کے جواز کی رائے دی ہے کہ جب امام ہیت المال سے کسی کو ملکیت دے سکتا ہے تو عاریت پر دینا بدرجہ اولیٰ درست ہوگا، اور ربی نے کہا: امام کے لئے مطلقاً جائز نہیں ہے کہ ہیت المال کے اموال کو عاریت پر دے جیسے کہ ولی کو اپنے زیر ولایت بچہ کے مال میں یہ اختیار نہیں ہے^(۴)، قلیوبی نے کہا: پھر اگر کسی نے ہیت المال سے کوئی چیز عاریت پر لی ہو وہ اس کے ہاتھ میں بلاک ہوگئی تو اس پر ضمانت نہیں ہوگا اگر ہیت المال میں اس کا حق ہو، اور اس کو عاریت کا نام دینا حجاز ہے^(۵)۔

(۱) ابن ماجہ بن والدر الخوار ۳۵۵، ۳۵۸۔

(۲) ابن ماجہ بن ۳۷۷۔

(۳) حاشیہ اعلیٰ بر علی شرح المسماح للعلوی ۳۷۱۔

(۴) نہایۃ المحتاج ۱۸۸۔

(۵) حاشیہ شرح المسماح ۳۰۳۔

(۱) اکال ۳۹۳۔

(۲) جوہر الاکلیل ۲۲۰۔

ہیت المال ۲۰

ج۔ وہ اراضی جن کے مالکان فوت ہو گئے ہوں اور کوئی ایسا وارث نہ ہو جو صاحب فرض یا محصبہ ہونے کی حیثیت میں ان اراضی کا مستحق ہوتا ہو، امام شافعی کے اصحاب کی اس مسئلہ میں دو رائیں ہیں: پہلی رائے یہ ہے کہ ایسی اراضی وقف ہوں گی، اس رائے کی رو سے ان اراضی کو بیچنا اور جائیداد دینا جائز نہیں ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ اس وقت تک وقف نہیں ہوں گی جب تک امام انہیں وقف نہ کر دے، اس رائے کے مطابق امام کے لئے جائز ہے کہ انہیں مالکانہ جائیداد سے جس طرح ان کفر و خست کرنا جائز ہے۔

ایک تیسرا قول یہ ہے کہ اس کو بطور جائیداد دینا جائز نہیں ہے، اگرچہ اس کفر و خست کرنا جائز ہے، اس لئے کہ بیع ایک معاوضہ ہے اور جائیداد دینا ایک صلہ و انعام ہے، اور قیمتیں جب نقد ہو جائیں تو ان کا حکم عیال کے سلسلہ میں اصول ثابتہ (غیر منقولہ اشیاء) کے حکم سے خلاصہ ہوتا ہے، اس طرح دونوں میں فرق ہو گیا، اگرچہ ان دونوں میں فرق بہت معمولی ہے (۱)۔

مالکیہ کے نزدیک بھی حکم اس آباد زمین کا ہے جو جبراً حاصل کی گئی ہو، ایسی زمین کو مالکانہ جائیداد دینا امام کے لئے جائز نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمین میں محض قبضہ و غلبہ سے ہی وہ وقف ہو گئی (۲)، مالکیہ کے نزدیک ہمیں یہ مسئلہ نہیں ملا کہ جو اراضی مالکان کے فوت ہو جانے کی وجہ سے ہیت المال میں آ گئی ہوں آیا ان میں مالکانہ جائیداد دینا جائز ہے یا نہیں؟

انتفاع و استفادہ کے لئے جائیداد دینا:

۲۰۔ امام کے لئے جائز ہے، اگر وہ مصلحت سمجھتا ہو کہ ہیت المال کی

میں سے انعامات اور عطا ایسے لوگوں کو دے جن سے اسلام کو فائدہ ہو (۱)، ابن عابدین نے یہ بات نقل کی ہے اور کہا ہے: یہ اس بات کی صراحت ہے کہ جائیدادیں کبھی تو غیر آباد اراضی سے ہوں گی اور کبھی ہیت المال سے، ایسے لوگوں کے لئے جو ہیت المال کے معارف میں سے ہوں، جیسا کہ امام جہاں مصلحت محسوس کرے مال دے سکتا ہے، اور جسے جائیداد کی گئی ہے وہ زمین کا مالک ہوگا، اسی لئے اس زمین سے مٹا لیا جائے گا، اس لئے کہ وہ صدقہ کے درجہ میں ہے (۲)۔

شافعیہ اور حنابلہ کی رائے جیسا کہ ماوردی اور ابو یعلیٰ نے اس کی تفصیل کی ہے یہ ہے کہ اراضی ہیت المال کی تین قسمیں ہیں: الف۔ ایک وہ اراضی جو امام نے فیس کے طور پر یا اہل قیمت کی رضامندی سے ہیت المال کے لئے اپنایا ہو، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے کسریٰ اور اس کے اہل کی اراضی خاص کر لیا تھا، اور اس میں کسی کو جائیداد نہیں دی، پھر جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس میں سے جائیداد اور اس میں سے لٹی کا حق وصول کیا، ماوردی نے کہا: اس کی حیثیت اقطاع اجارہ (بطور کرایہ جائیداد چنے) کی تھی نہ کہ اقطاع تملیک (بطور ملکیت جائیداد چنے) کی، اور اس کو بطور ملکیت جائیداد میں دینا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اسے ہیت المال کے لئے خاص کئے جانے کے بعد وہ تمام مسلمانوں کی ملکیت ہو گئی، لہذا اس پر دائمی وقف کا حکم جاری ہوگا۔

ب۔ اراضی خراج، کسی کو اس کا مالک بنانا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اراضی خراج کا کچھ حصہ وقف ہے، جس کا خراج اہل بیت ہے، اور کچھ حصہ ان کے مالکان کی ملکیت ہے جس کا خراج جز یہ ہے۔

(۱) الخراج لابن یوسف ص ۵۷، ۵۸۔

(۲) رد المحتار ۳/۳۹۵۔

(۱) الاحکام السلطانیہ لاماوردی ص ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳۔

(۲) المشرح الکبیر صحیحہ الدسوقی ۶۸/۳۳۔

بیت المال ۲۱-۲۴

بیت المال کے حقوق بیت المال میں لانے سے قبل ملکیت میں دے دینا:

۲۲- خفیہ کا مذہب یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ خراج کو مالک کے لئے چھوڑ دے، مشر کو نہیں، پھر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ خراج مالک کے لئے حائل ہوگا، بشرطیکہ مالک ایسے لوگوں میں شامل ہو جو بیت المال سے کچھ بھی استحقاق رکھتے ہیں، ورنہ مالک اس کو صدقہ کر دے گا۔

پورا امام نے مشر وغیرہ مہول زکاۃ چھوڑ دیا ہو اور وصول نہ کیا ہو تو اس کے لئے بلا جہات جائز نہیں ہوگا، اور مالک خود سے انہیں فقراء وغیرہ مصارف زکاۃ پر خرچ کرے گا^(۱)۔

بیت المال کے دیون:

۲۳- بیت المال کے دیون افراد کے ذمہ میں ثابت ہوتے ہیں، پس اگر امام نے عام رعایا پر یا کسی خاص طبقہ یا کسی شہر والوں پر ان کی مفاد کی خاطر کچھ مہول لازم کیا ہو، جیسے فوج کی تیاری یا قیدیوں کی رہائی اور جیسے چوکیداری اور نہروں کی کھدائی کی اہمیت، تو امام کی طرف سے لازم کئے گئے مال کو جس نے ادا نہ کیا ہو اس کے ذمہ میں وہ مال بیت المال کے واجب دین کے بطور باقی رہے گا، اور اس مال کی ادائیگی سے گریز ان کے لئے جائز نہیں ہوگا^(۲)۔

بیت المال کا انتظام اور اس کا بگاڑ:

۲۴- بیت المال کا انتظام درست تسلیم کیا جائے گا جب امام عادل ہو، مال کو حق کے ساتھ وصول کرنا ہو اور مستحق جگہ پر خرچ کرنا ہو، اور

ارضی یا اس کی جائیداد میں سے کچھ لوگوں کو تعاون کے طور پر یا نفع حاصل کرنے کے لئے جاگیر دے، مالکیہ نے کہا: پھر امام نے جبراً حاصل کردہ زمین جو جاگیر میں دی ہو، اگر کسی متعین شخص کو دیا ہو تو اس کی موت سے جاگیر ختم ہو جائے گی، پورا اگر کسی شخص پر اس کی اولاد اور اس کی نسل کے لئے دیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد اس جاگیر کی مستحق ہوگی، عورت کو مرد کے برابری ملے گا۔

اور دیکھئے: ”ارفاق، ارساد، ارض حوزہ“، اور بعض مالکیہ نے اس جیسی اراضی کو وقف بتایا ہے^(۱)۔

بیت المال کی جائیداد کا وقف:

۲۱- حنفیہ نے ذکر کیا ہے کہ امام کے لئے بیت المال سے وقف کرنا جائز ہے، پھر انہوں نے کہا: اگر سلطان نے بیت المال کے وکیل سے ارضی اور کھیت خریدی ہو تو اس کی شرائط کی رعایت ضروری ہے، پورا اگر بیت المال ان کو وقف کر دیا ہو تو شرائط کی رعایت واجب نہیں ہے^(۲)۔

شافعیہ نے جیسا کہ میرہ دہلوی نے نقل کیا ہے، بیت المال سے امام کے وقف کرنے کی رائے دی ہے، وہ کہتے ہیں: اس لئے کہ امام کو بیت المال سے کسی کو ملکیت دینے کا حق ہے، اور جیسا کہ حضرت عمرؓ نے سوا عراق کی ارضی میں کیا تھا کہ انہیں مسلمانوں پر وقف کر دیا تھا^(۳)۔

اور دیکھئے: ”ارصاد“۔

(۱) ابن حابدین ۳۶۱، ۳۵۹، الفتاویٰ المہدیہ ۲/۵۱۳، ۱۵۰، رسالہ خفیہ الامال فی حکم ما رتب وادعم من بیت المال للحموی، المشرح الکبیر وجامعہ الدسوتی ۲/۶۸، جامعہ قلیوبلی علی شرح المنہاج ۳/۹۲، المغنی ۵/۵۲۶، نہایۃ المحتاج ۵/۳۳۷، ۳۳۵، حکام السلطانیۃ للماورودی ۱/۹۱، ۱/۱۱۸، بغلی ۱/۳۱۹۔

(۲) ابن حابدین ۳/۳۱۸۔

(۳) حاشیہ عمیرہ وقلیوبلی علی شرح المنہاج ۳/۱۸، ۹۷، ۱۰۹، نہایۃ المحتاج ۵/۱۱۸۔

(۱) ابن حابدین ۳/۵۷۷۔

(۲) ابن حابدین ۳/۵۷۷۔

بیت المال ۲۵

یہ انتظام قاسد قرار پائے گا جب امام غیر عادل ہو، ناحق لوگوں سے مال وصول کرتا ہو، یا وصول تو حق کے مطابق کرتا ہو لیکن اس کو مسلمانوں کے مفاد کے علاوہ میں اور غیر شرعی طریقہ پر خرچ کرتا ہو، جیسے کہ اپنے مخصوص مفاد میں خرچ کرتا ہو یا صرف اپنے اقارب و رشتہ داروں کو دیتا ہو یا اپنی خواہش کے مطابق ایسے لوگوں کو دو چیز دیتا ہو جو اس کے مستحق نہ ہوں، اور مستحق لوگوں کو نہ دیتا ہو، بیت المال کا نساد یہ بھی ہے کہ امام بیت المال کی ذمہ داری کسی غیر عادل کے سپرد کر دے اور بیت المال کے موہل میں اس کے تصرفات پر نظر نہ رکھے، جس کی وجہ سے غلط تصرف اور نقصانات واقع ہوں۔

بیت المال کے نساد کی صورت وہ بھی ہے جس کی طرف ابن عابین نے اشارہ کیا ہے کہ امام بیت المال کے چاروں م کے موہل غلط ملط کر دے، وہ الگ الگ نہ ہو^(۱)۔

۲۵- اور جب بیت المال میں نساد آجائے تو اس پر چند احکام مرتب ہوں گے جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ جس شخص پر بیت المال کا حق ہو۔ اگر اس کی اطلاع نہ ہو۔ اس کے لئے درست ہے کہ اگر بیت المال میں خود اس کا اہتا حق ہو جو اسے نہ ملا ہو تو وہ اپنے حق کے بقدر اپنے اوپر واجب حق میں سے روک لے، اور اگر بیت المال میں اس کا حق نہ ہو تو اسے اختیار ہوگا کہ اپنے اوپر واجب حق کو بردار راست بیت المال کے مصارف میں خرچ کر دے جیسے مسجد یا رباط کی تعمیر میں خرچ کر دے، بعض شافعیہ نے اس کا تذکرہ بالخصوص ایسے لفظ کے بارے میں کیا ہے جس کا مالک معلوم ہونے کی امید ختم ہوئی ہو، یا ایسے کپڑے وغیرہ کا ذکر کیا ہو جسے ہوانے اڑا کر اس کے گھر میں لا ڈالا ہو، اور اس کا مالک معلوم نہ ہو اور معلوم ہونے کی امید بھی نہ رہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ ندی

کا پانی اتر جانے سے جو زمین کھل جائے اس میں اگر کوئی پھیتی کرے تو اس پر اس کی اجرت مسلمانوں کے مصالح کے لئے لازم ہوگی، اور اگر مصالح کے موہل میں اس کا حصہ ہو تو اس کے حصہ کے بقدر اس سے ساتھ ہو جائے گا^(۱)، انہوں نے اس پر استدلال حضرت عائشہ سے مروی اس روایت سے کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ سے کہا: مجھے ایک ثزانہ ملا تو میں نے اسے سلطان کو پیش کیا، حضرت عائشہ نے اس سے فرمایا: تمہارے منہ میں خاک^(۲)۔

ب۔ اگر سلطان مستحق لوگوں کا حق نہ ادا کرے، اور ان میں سے کسی کو بیت المال کا کوئی مال ہاتھ لگ جائے تو بعض فقہاء نے اجازت دی ہے کہ مستحق شخص اتنی مقدار لے لے جو امام اسے دیا کرتا تھا، یہ ان چار قول میں سے ایک قول ہے جنہیں امام غزالی نے ذکر کیا ہے۔

ج۔ ان میں سے دوسرے قول یہ ہے کہ ایسے مستحق کو اختیار ہے کہ ہر دن اپنی زندگی ضرورت کے بقدر لے لے۔

تیسرے قول یہ ہے کہ ایک سال کی ضرورت کے بقدر لے لے۔
 دہر چوتھا قول یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی بھی ایسی چیز لینے کا جواز نہیں ہے جس کی اجازت اسے ندی مٹی ہو۔

مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ بیت المال سے چوری جائز نہیں ہے خود بیت المال کا انتظام درست ہو یا نہ ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مالکیہ امام غزالی کے نقل کردہ قول میں سے چوتھے قول سے اتفاق کرتے ہیں۔

حنفیہ نے جو کچھ کہا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایسا شخص اس صورت حال میں اپنے حق کے بقدر دیا لے لے سکتا ہے مگر اسے یہ حق

(۱) کلیبی ۸۹/۳۔

(۲) ابن ماجہ ۵۶/۳۔

(۱) ابن ماجہ ۵۶/۳۔

بیت المال ۲۶

اس پر واجب ہو گیا اس کا مثل واپس کرے گا اگر وہ چیز مثلی ہو، اور اس کی قیمت واپس کرے گا اگر وہ قیمت والی ہو۔
البتہ بیت المال سے چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے کے مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، اس میں ان کے دو رہنمائی ہیں:

ایک رہنما جو حنفی، شافعی اور حنبلیہ کا مذہب ہے کہ بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، ان حضرات نے اپنی اس رائے پر حضرت ابن عباسؓ سے مروی ایک روایت سے استدلال کیا ہے کہ "خمس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس میں سے چوری کر لی، اسے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا، اور فرمایا: "مال اللہ سرق بعضہ بعضاً" (۱) (وہ فقہ کا مال ہے، اللہ کے مال میں سے بعض نے بعض کی چوری کی)۔

نیز اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جس نے بیت المال سے چوری کی تھی، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، اس مال میں ہر شخص کا حق ہے (۲)۔

دوسرا رہنما جسے مالکیہ نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اس رائے پر استدلال آیت قرآنی: "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا" (۳)

(۱) حدیث: "مال اللہ سرق بعضہ بعضاً" کی روایت ابن ماجہ (۲/۸۶۳ طبع اعلیٰ) نے کی ہے، بیرونی نے کہا اس کی سند میں ایک راوی جبارہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔

(۲) قول حضرت عمرؓ: "كُلُّهُ لِمَا مِنْ أَحَدٍ....." کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف (۲۱۲/۱۰ طبع مجلس اعلیٰ) میں روایت کیا ہے۔

(۳) سورہ فاکہہ ۳۸

نہیں ہے کہ جس مد میں اس کا استحقاق ہے اس کے علاوہ دوسرے مد سے وہ لے، والا یہ کہ ضرورت ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے، کہ اس وقت اگر اپنے مد کے علاوہ سے لیا جائے تو اس کا نتیجہ ہوگا کہ ہمارے زمانہ میں کسی کا حق باقی نہ رہے گا، اس لئے کہ ہر مد کے موالی غلاصہ نہیں رہتے، بلکہ وہ لوگ تمام موالی کو غلاما ط کر دیتے ہیں، اگر وہ اس مال میں سے نہ لے جو اس کے ہاتھ لگ گیا ہے تو وہ کچھ بھی حاصل نہ کر سکے گا، جیسا کہ ابن عابدین نے اس کا فتویٰ دیا ہے (۱)۔

ج۔ ایک حکم یہ ہے جس کا فتویٰ متاثرین شافعیہ (جون ۳۰۰ھ کے بعد کے ہیں) نے بعض متقدمین سے اتفاق کرتے ہوئے دیا ہے، اور متاثرین مالکیہ بھی اسی کے قائل ہیں، کہ اگر بیت المال کا انتظام درست نہ ہو تو تقسیم میراث کے بعد جو بچ جائے اسے زکوٰۃ کے علاوہ اہل فرض پر (جن کے حصے قرآن میں متعین ہیں) دوبارہ تقسیم کر دیا جائے گا، اور اگر ذوی القربض نہ ہوں تو ذوی الارحام پر تقسیم کیا جائے گا۔

بیت المال کا انتظام درست ہونے کی صورت میں شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اصل حکم یہ ہے کہ بچے موالی میراث میں رو (دوبارہ تقسیم میراث) اور ذوی الارحام پر تقسیم جاری نہیں ہوگی، بلکہ تمام ترک یا ذوی القربض سے بچنے کے بعد ترک اگر عصبہ نہ ہوں تو بیت المال کا ہوگا (۲)۔

بیت المال کے اموال پر زیادتی:

۲۶۔ اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف نہیں ہے کہ اگر کسی نے بیت المال کی کوئی چیز ناحق ضائع کر دی تو وہ اپنے کئے ہوئے نقصان کا ضمان ہوگا، اور کسی نے بیت المال سے کوئی چیز ناحق لے لی تو اس کا لوٹا

(۱) ادوب الفاضل ۱۹۷۔

(۲) ادوب الفاضل ۱۹۷۔

بیت المال ۲۷-۲۸

بیت المال سے طے لگے گا، اور عامل سے مان لیا جائے گا^(۱)۔

ولایۃ کی نگرانی اور محصلین کا محاسبہ:

۲۸- امام اور اس کے ولایۃ کی ذمہ داری ہے کہ وہ زکاۃ وغیرہ بیت المال کے حقوق کی وصولی پر مقرر کئے گئے افراد کی نگرانی کریں، بیت المال کے ممول میں ان کے تصرفات پر گہری نظر رکھیں اور اس کا پورا پورا حساب لیں۔

چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث ہے کہ ”استعمل النبی ﷺ رجلاً من الأزد علی صدقات بنی سلمہ مدعی ابن اللہیعہ، فلما جاء حاسبہ“^(۲) (نبی ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو جس کا نام ابن اللہیعہ تھا، بنو سلمہ کے صدقات کی وصولی پر مقرر فرمایا تھا، جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس سے حساب لیا)۔

قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں: صدقات کی وصولی کے سلسلہ میں امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ کاتب دیوان کے سامنے اس کا پورا حساب پیش کرنا واجب ہے، اور کاتب دیوان پر واجب ہے کہ پیش کئے گئے حساب و کتاب کی صحت کی جانچ پڑتال کرے، یہ اس لئے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مشر اور خزانہ دونوں کے مصارف ایک ہیں۔

امام شافعی کے مسلک کے مطابق عمال پر مشر کا حساب پیش کرنے کی ذمہ داری نہیں ہے، اس لئے کہ مشران کے نزدیک صدقہ ہے، اس کا مصرف ولایۃ کے اجتہاد پر موقوف نہیں ہے۔

خزانہ کے عمال پر دونوں مسائل کی رو سے حساب پیش کرنا

(۱) الاحکام السلطانیۃ لابن یعلیٰ ص ۲۳۹۔

(۲) نہایۃ لأرباب السویری ۱۹۲/۸ طبع دارالکتب المصریہ، اور حدیث ابو حمید ساعدی کی تخریج (خبر نمبر ۶ میں) کذریجی ہے۔

(اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو) کے عموم سے کیا گیا ہے کہ یہ حکم عام ہے جس میں بیت المال اور غیر بیت المال دونوں سے چوری کرنے والے شامل ہیں، اور نیز یہ کہ اس چور نے بھی ایک محفوظ مال کو لیا ہے، اور اس میں کوئی قوی شبہ نہیں ہے، لہذا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جس طرح کہ کوئی دوسرا اگر ایسا مال چوری کرتا جس میں قوی شبہ نہیں ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا^(۱)۔

بیت المال کے اموال کے سلسلہ میں مقدمہ:

۲۷- اگر بیت المال پر کسی حق کا دعویٰ کیا جائے، یا بیت المال کا کوئی حق کسی دوسرے پر ہو، اور دارالتعیناء میں مقدمہ پیش کیا جائے تو قاضی جس کے رو بہ مقدمہ پیش کیا گیا ہے، اس مقدمہ میں فیصلہ کا مجاز ہوگا خواہ وہ بھی مستحقین میں سے ایک ہو۔

لیکن اگر وہ قاضی خود ہی مدعی یا مدعا علیہ ہو تو سرے سے اس پر یا اس کے نائب پر دعویٰ قائم ہی نہیں ہوگا بلکہ ضروری ہوگا کہ اس کی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کیا جائے جو اس قاضی یا دوسرے قاضی کے پاس مدعی یا مدعا علیہ بنے^(۲)۔

جن مسائل میں دعویٰ کیا جاتا ممکن ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ بیت المال کی آمدنی پر عامل نے تو قبضہ کر لیا ہو، لیکن صاحب بیت المال عامل سے وصول پانے کا انکار کرتا ہو تو ایسی صورت میں عامل سے مطالبہ کیا جائے گا کہ صاحب بیت المال کے قبضہ کرنے پر ثبوت پیش کرے، اگر اس کے پاس ثبوت نہ ہو تو وہ صاحب

(۱) فتح القدیر لابن ہمام ۳۸۵/۳، شرح الکبیر بحامیۃ المدنی ۱۳۸/۳، شرح

المنہاج للکمالی بحامیۃ اہلبیروت عمیرہ ۱۸۹/۳، المغنی لابن قدامہ ۲۷۷/۸۔

(۲) شرح المنہاج للکمالی ص ۳۰۳ نہایۃ المحتاج ۳۲۳/۸۔

بیت المال ۲۹

واجب ہے، اور کاتب دیوان کے لئے پیش کردہ حساب کی صحت کو جانچ لینا ضروری ہے۔

پھر جن عمال کا محاسبہ واجب ہے وہ وہ حال سے خالی نہیں ہوں گے:

اول: اگر اس کے اور کاتب دیوان کے درمیان حساب میں اختلاف نہ ہو تو کاتب دیوان کا حساب درست تسلیم کر لیا جائے گا، اور اگر وہی الامر (سرمداد) کو اس میں شبہ محسوس ہو تو وہ اسے کوامان پیش کرنے کا حکم دے گا، اگر اس طرح شبہ ختم ہو جائے تو حلف نہیں لیا جائے گا، اور اگر شبہ باقی رہے اور وہی الامر اس پر حلف لیا چاہے تو عامل سے حلف لیا جائے گا، کاتب دیوان سے نہیں، اس لئے کہ مطالبہ عامل سے ہے کاتب دیوان سے نہیں۔

دوم: اگر عامل اور کاتب دیوان میں حساب میں اختلاف ہو جائے:

تو اگر ان دونوں کا اختلاف آمدنی میں ہو تو عامل کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ وہ منکر ہے۔

اور اگر ان دونوں کا اختلاف خرچ میں ہو تو کاتب کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ وہ منکر ہے۔

اور اگر ان دونوں کا اختلاف خرانج کی مقدار میں ہو، جیسے کہ کسی پینانش کے اندر دونوں کا اختلاف ہو جائے جس کی دوبارہ پینانش ممکن ہو تو دوبارہ پینانش کی جائے گی اور جو نتیجہ نکلے اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، اور اگر دوبارہ پینانش ممکن نہ ہو تو رب المال سے حلف لیا جائے گا، پینانش کرنے والے سے نہیں^(۱)۔

۲۹- ماوردی اور ابویعلیٰ نے اس سلسلہ میں محاسبہ کا طریقہ تفصیل سے

بتایا ہے، اور ان امور کا جائزہ لیا ہے جو مصلحت سے ولایت کے قبضہ کر لینے میں حجت قرار پائیں گے اور یہ کہ اس میں قبضہ کے مقرر پر عمل کیا جائے گا، اگر وہ خط تحریر کا انکار کر دے یا اس کا اعتراف نہ کرے تو دو ادین کا عرف یہ ہے کہ اس پر اکتفا کیا جائے گا، اور وہ حجت ہوگا، لیکن فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اگر وہی اعتراف نہ کرے کہ یہ اس کا خط ہے یا اس کا انکار کرے تو وہ خط اس پر لازم نہیں ہوگا اور نہ قبضہ میں حجت قرار پائے گا، اور جبر اس پر لازم قرار دینے کے لئے اس کی تحریر سے مواد نہ کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ محض دھمکا دینے کے لئے اس کے خط سے مقابلہ کیا جائے گا تاکہ وہ اپنی خوشی و رضامندی سے اعتراف کر لے۔

بسا اوقات وہی خط کا اعتراف تو کرتا ہے لیکن قبضہ سے انکار کرتا ہے، ایسی صورت میں عرف کا اعتبار کرتے ہوئے فصوص حقوق سلطانیہ کے اندر اس کو عاملین کے حق میں ادائیگی کی حجت اور ولایت کے خلاف قبضہ کی حجت قرار دی جائے گی، ماوردی نے اس کا ذکر کیا ہے پھر کہا ہے: امام شافعی کے مسلک میں یہی ظاہر رائے ہے، امام ابوحنیفہ کے ظاہر مذہب میں یہ نہ تو وہی کے خلاف حجت ہے اور نہ عامل کے حق میں حجت ہے، یہاں تک کہ وہ الفاظ میں اس کا اقرار کرے، جیسے کہ ذاتی قرضوں میں ہوتا ہے، ماوردی کہتے ہیں: ان دونوں کے درمیان جفرق ہم نے ذکر کیا وہ اطمینان بخش ہے^(۱)۔

مسلمانوں کے عمال کے پاس مال عام میں سے جو کچھ آتا ہے یا جو کچھ خرچ ہوتا ہے اس آمد صرف پر بیت المال کے احکام جاری ہوں گے، اس لئے اس پر محاسبہ جاری ہوگا^(۲)۔

(۱) نہایہ لاب ۲/۸۸ اور المکتب المصریہ و حکام السلطانیہ لابی یعلیٰ ص ۲۳۸۔

(۲) الاحکام السلطانیہ لابی یعلیٰ ص ۲۳۵۔

(۱) الاحکام السلطانیہ لابی یعلیٰ ص ۲۳۰، دیکھئے نہایہ لاب فی آب الحرب للمویری ۲/۸۸، ۱۹۲، ۲۱۹۔

بیت المقدس ۱-۲، بیت النار، بیتوتہ

اس کے ساتھ ساتھ "بیت المقدس" کی مسجد اقصیٰ کے کچھ مخصوص احکام ہیں جو دوسری مساجد کے لئے نہیں ہیں (دیکھئے: المسجد الاقصیٰ) (۱)۔

بیت المقدس

تعریف:

۱- بیت المقدس: سرزمین فلسطین میں عبادت کے ایک معروف مقام کا نام ہے۔ تقدیس کا اصل معنی تطہیر و پاک کرنا ہے، ارض مقدسہ پاک زمین کو کہتے ہیں۔

ابن منظور نے کہا: بیت المقدس کی طرف نسبت کر کے مقدس ہی اور مقدس ہی کہا جاتا ہے، صاحب معجم ابلہ ان نے اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے بعض مقامات پر اس کا نام "الہیت المقدس" رکھا ہے۔

اجمالی حکم:

۲- "بیت المقدس" کا نام اب اس شہر کے لئے استعمال ہوتا ہے جس میں مسجد اقصیٰ ہے، مخصوص مقام عبادت کے لئے اس کا استعمال نہیں ہوتا ہے، فقہاء اور مؤرخین کے کلام میں یہ نام دونوں معانی میں مستعمل رہا ہے، جیسا کہ صاحب معجم ابلہ ان وغیرہ نے استعمال کیا ہے، اب اس شہر کو "القدس" بھی کہتے ہیں، یہ نام بھی عربوں کے کلام میں آیا ہے، چنانچہ لسان العرب میں ہے: ثا عر نے کہا:

لَا نَوْمَ حَتَّىٰ نَهْطِي أَرْضَ الْفَلَسِ

وَنَشْرِبِي مِنْ خَيْرِ مَاءِ بَقْلَسِ

(اس وقت تک نیند نہیں آئے گی جب تک تم عدس کی سرزمین

میں نہ اترو اور قدس کا بہترین پانی نہ پی لو)۔

بیت النار

دیکھئے "معاہدہ"۔

بیتوتہ

دیکھئے "سمیرت"۔



(۱) لسان العرب: مادة "قدس"، معجم ابلہ ان۔

بیض

تعریف:

۱- بیض (اڑے) معروف چیز ہے، کہا جاتا ہے: "باض الطائر بیض بیضا" (پرنڈہ نے اڑا دیا)، واحد لفظ "بیضة" ہے، "بیضة" کا لفظ "خصیہ" کے لئے بھی بولتے ہیں^(۱)، "خصیہ" کے احکام اصطلاح "خصیہ" میں دیکھ جائیں۔

اڑے سے متعلق احکام:

۱- کول اللحم اور غیر ما کول اللحم جانوروں کے اڑے:

۲- اڑے کھانے کی حلت اور حرمت سے متعلق تفصیل اصطلاح "أطعمہ" میں گزر چکی ہے، یعنی فی الجملہ ما کول اللحم جانور کا اڑے کھانا حلال ہے، اور جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے ان کا اڑے کھانا بھی حرام ہے^(۲)۔

جلالہ (نجاست کھانے والا جانور) کے اڑے:

۳- جلالہ کے اڑے کھانے کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے (جالہ وہ (مرغی) ہے جو نجاست تلاش کرتی اور کھاتی ہے اگر کھلی ہوئی ہو تو گندگیوں میں گھومتی ہے)۔

(۱) المصباح المیر: باب "بیض"، حاشیہ الدوسقی ۶۰/۱، روح المستطین ۲۷۹/۳، المغنی لابن قدامہ ۵۵۱۔

(۲) دیکھئے مسود جلد ۵ اصطلاح "أطعمہ" فقرہ نمبر ۱۵۰۔

حنفیہ اور شافعیہ نے اپنے صحیح قول میں حکم کی بنیاد اس کے گوشت میں تغیر ہو رہے ہو پر رکھی ہے، لہذا اگر گوشت میں تغیر پیدا ہو جائے اور اس سے جدا ہونے لگے تو اس کے اڑے کھانا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے، اور شافعیہ کے صحیح قول میں کھانا حرام ہے، اس لئے کہ وہ خبائث میں سے ہو گیا، اور اس لئے بھی کہ نبی کریم ﷺ نے جلالہ کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے^(۱)۔

حنابلہ اور بعض شافعیہ نے جلالہ کے اڑے کھانے کی حرمت کے لئے قید لگائی ہے کہ اس کی غذا کا بیشتر حصہ نجاست ہو، کیونکہ اس کے بارے میں حدیث وارد ہے۔

بعض شافعیہ نے کہا: جلالہ کے اڑے کھانا مکروہ تنزیہی ہے، اس لئے کہ ممانعت صرف گوشت میں تغیر کی وجہ سے ہے جو موجب حرمت نہیں ہے، فقہاء شافعیہ نے کہا: اور یہی اصح قول ہے اور یہی حنابلہ کے نزدیک ایک روایت ہے، اور مالکیہ کے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ جلالہ کے اڑے کھانا حلال ہے، اس لئے کہ وہ ایک زندہ سے پیدا ہوا ہے، اور ہر زندہ پاک ہے، اور اگر جلالہ کے گوشت میں تغیر نہ ہو اور نہ بدبو ہو بایں طور کہ وہ گندگی بھی کھاتی ہو لیکن اس کی غذا کا اکثر حصہ نجاست نہ ہو تو اس کے اڑے کھانا بالاتفاق حلال ہے^(۲)۔

نجس پانی میں اڑے ابالنا:

۴- اگر نجس پانی میں اڑے ابالے جائیں تو جمہور (حنفیہ،

(۱) حدیث: "مَنْ أَكَلَ لَحْمَ الْجَلَالَةِ وَشَرِبَ لَبْهَاءَ كِي رَوَاهُ ابوداؤد (۳۸/۳۳) طبع عزت عید دعاس) نے کی ہے ابن حجر نے التلخیص (۳۸/۳۳) طبع انتقیر میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

(۲) البدائع ۵۰۷/۵ ابن ماجہ ۱۹۵/۵، ۲۶۶/۵، مرقاۃ المفاریح ص ۱۸، المطالب العرف ۹۲/۱، الدوسقی ۵۰/۱، نہایۃ المحتاج ۱۲۷/۸، مغنی المحتاج ۳۰۳/۳، المروضة ۲۷۸/۳، شرح مختصر روایت ۳۹۹/۳، المغنی ۵۹۳/۸، ۵۹۴۔

بیض ۵-۷

یہ زیادہ صحیح قول ہے، اس لئے کہ اب وہ ائمہ ایک جداگانہ دوسری چیز بن گیا ہے، لہذا اس کا کھانا حلال ہوگا۔
حنفیہ کے نزدیک اس کا کھانا حلال ہے خواہ اس کا چھلکا سخت نہ ہو، یہ شافعیہ کا ایک قول ہے، اس لئے کہ وہ فی نفسہ ایک پاک شے ہے۔

مالکیہ کے نزدیک خشکی کا ایسا جانور جس میں بہتا خون ہو اگر اس کو ذبح نہ کیا گیا ہو تو اس کا اعضاء کھانا حلال نہیں ہے، لایہ کہ وہ ایسا جانور ہو جو مرد بھی بغیر ذبح کے پاک ہوتا ہے جیسے مٹی اور گھڑیاں، اس کا اعضاء کھانا حلال ہے^(۱)۔

ائمہ کی فرہنگی:

۷- ائمہ کی فرہنگی میں وہی شرائط ہیں جو دوسری چیزوں کے فرہخت کرنے میں ہیں، یعنی یہ کہ وہ موجود ہو، قیمت والا ہو، پاک ہو، قابل اتفاق ہو اور اس کی حواگی پر قدرت ہو۔ دیکھئے: ”فتح“۔

اور اسی لئے گندے ائمہ کی بیع جائز نہیں ہے، اس لئے کہ وہ اتفاق کے قابل نہیں ہے، اور مرغی کے پیٹ میں موجود ائمہ کی بیع جائز نہیں ہے، اس لئے کہ وہ معدوم کے حکم میں ہے۔ (۲)

اس کے ساتھ ساتھ ائمہ کو ربوی اشیاء میں شمار کرنے اور نہ کرنے کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حنفیہ، حنابلہ نیز مالکیہ میں سے ابن شعبان کا مذہب ہے، اور یہی شافعیہ کے نزدیک قول قدیم ہے کہ ائمہ کو اموال ربویہ میں شمار نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ ان حضرات کے نزدیک ربا کی

شافعیہ، حنابلہ، اور مرجوح قول میں مالکیہ کے نزدیک اس کا کھانا حلال ہے، مالکیہ کے رائج قول میں اس کا کھانا حلال نہیں ہے، اس لئے کہ اس کے مسامات میں نجس پانی سرایت کر جانے کی وجہ سے وہ نجس ہو جائے گا اور اس کو پاک کرنا دشوار ہوگا^(۱)۔

خراب ائمہ (جو عام صورت میں خراب ہو جائے):

۵- اگر اعضاء خون میں تبدیل ہو جائے تو حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے صحیح مذہب میں اور شافعیہ کے اصح مذہب میں نجس ہو جائے گا، شافعیہ کا دوسرا قول ہے کہ وہ پاک ہے، اور اگر ائمہ سے میں صرف ہر دو پیدا ہوئی ہو تو وہ حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک پاک ہے جیسے کہ ہر دو ارکوشت، لیکن مالکیہ کے نزدیک وہ نجس ہے۔

اگر ائمہ کی زردی اس کی سفیدی میں مل جائے لیکن ہر دو نہ پیدا ہو تو وہ پاک ہے^(۲)۔

موت کے بعد نکلنے والے ائمہ:

۶- ایسے ماکول المم جانور کی موت کے بعد اس سے نکلنے والا اعضاء کھانا بالاتفاق حلال ہے، جس جانور کو ذبح کرنے کی ضرورت نہ ہو، لایہ کہ وہ ائمہ آگندہ ہو گیا ہو۔

اگر جانور کو ذبح کرنا ضروری ہو اور اس کو ذبح نہ کیا گیا ہو تو اس کی موت کے بعد نکلنے والا ائمہ کھانا اس وقت حلال ہوگا جب ائمہ کا چھلکا ٹھوس ہو گیا ہو، یہ رائے حنابلہ کی ہے اور شافعیہ کے نزدیک

(۱) فتح القدیر ۱/ ۱۸۶، مسیح کردہ دار احیاء التراث، الدسوقی ۱/ ۶۰، مفتی المساجد ۳۰۵، المغنی ۱/ ۵۵۔

(۲) ابن عابدین ۳۰۵، الدسوقی ۱/ ۵۰، مسیح، الجلیل ۱/ ۲۷، مفتی المساجد ۱/ ۸۰، ۳۰۵، المجموع ۲/ ۵۱۰، نہایت المساجد ۸/ ۲۷، کشف القناع ۱/ ۱۹۱، ۱۹۲، القروع ۱/ ۲۵۲، ۲۵۳۔

(۱) البدائع ۵/ ۳۳، مختصر الحاوی ۳۰، الدسوقی ۱/ ۵۰، اسنی الطالب ۱/ ۱۳، المجموع ۱/ ۲۸۳، اقلیہ ۲/ ۷۲، کشف القناع ۱/ ۵۷، المغنی ۱/ ۷۷۔
(۲) المجموع ۱/ ۲۸۳، شرح غنی ۲/ ۱۲۲۔

بیض ۷

وہ روایت ہے جسے مسلم نے حضرت عبادہؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ”سمعت رسول اللہ ﷺ یبھی عن بیع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعیر بالشعیر، والتمر بالتمر، والملح بالملح، إلا سواء بسواء، عیناً بعین، فمن زاد أو ازداد فقد أربى“ (۱) (میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے سونے کو سونے کے عوض، چاندی کو چاندی سے، گیسوں کو گیسوں سے، جو کو جو سے، کھجور کو کھجور سے اور نمک کو نمک سے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، بلکہ یہ کہ جو برابر ہو اور نقد ہو، جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سودی معاملہ کیا)۔

اگر جنس مختلف ہو جائے لیکن نسلت مختلف نہ ہو تو تفاضل (کسی ایک جانب سے اضافہ) جائز ہوگا، اس لئے کہ جنس مختلف ہونے کی صورت میں تفاضل حرام نہیں ہوتا لیکن نسلت طعم (کھانے والی مٹی) کی وجہ سے اوصار حرام ہوگا، نبی کریم ﷺ نے مذکورہ حدیث میں فرمایا: ”لماذا اختلفت هذه الأصناف، فبیعوا کیف شئتم، إذا كان بدءاً ببدء“ (جب یہ اشیاء مختلف ہوں تو جس طرح چاہو بیچو بشرطیکہ دست بدست ہو)۔

اٹھارے کی اٹھارے سے بیچ شافعیہ کے نزدیک صرف وزن سے جائز ہے، اور مالکیہ کے نزدیک وزن یا اندازے سے جائز ہے، اس لئے کہ وہ ایک دوسرے کے مثل نہیں (۲)۔

(۱) حاشیہ ”کان یبھی عن بیع الذهب.....“ کی روایت مسلم (۳/۱۲۱۰ طبع المجلد) نے کی ہے۔

(۲) البدیع ۵/۸۸۳، ۸۸۵، ۸۸۷، من طبعین ۴/۷۷، ۷۸، الہدایہ ۴/۶۱-۶۲، المشرح المذہب ۲/۱۵۲، ۲۹۲، طبع المجلد، مع الجلیل ۴/۵۳۷، ۵۳۸، الذوق ۳/۲۰-۲۱، لفظ ۳/۵۱، ۵۳، ۵۴، نہایت المحتاج ۳/۱۰۴ اور اس کے بعد کے صفحات، المجموع شرح المہذب ۴/۳۹۷ اور اس کے بعد کے صفحات، نیز ۱۰/۵۸، ۶۳، ۷۹، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱

انڈے میں بیج مسلم:

۸- جمہور فقہاء- حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور ایک روایت میں حنابلہ- کے نزدیک انڈے سے انڈے کی بیج مسلم جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ حنفیہ کے نزدیک غلٹہ جنس کی وجہ سے ربا ہو جائے گا، مالکیہ، شافعیہ اور ایک روایت میں حنابلہ کے نزدیک غلٹہ مسلم کی وجہ سے ربا ہوگا۔

حنابلہ کے نزدیک اصح روایت میں انڈے کی انڈے سے بیج مسلم جائز ہے، اس لئے کہ یہ اموال ربوہ میں سے نہیں ہے، انہوں نے اس پر حضرت ابن عمر کی حدیث سے استدلال کیا ہے، وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں صدقہ کے اونٹ وصول کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ صدقہ کے اونٹ میں ایک اونٹ کے بدلے دو اونٹ لیتے تھے^(۱)۔

جمہور فقہاء کے نزدیک انڈے کو مسلم فیہ (بیج مسلم میں سامان) بنانا جائز ہے، اور ایسی صورت میں انڈے میں وہ شرائط ہوں گی جو ہر مسلم فیہ میں ہوتی ہیں یعنی اس کی جنس اور صفت معلوم ہو اور ایسا جو جس کی مقدار اور صفت متعین کرنا ممکن ہو..... وغیرہ۔

انڈے میں مقدار اور صفت متعین کرنا ممکن ہے، اس لئے کہ اس میں جہالت معمولی ہوتی ہے، جو باعث نزاع نہیں ہوتی ہے، اور چھوٹے اور بڑے انڈے برابر ہوتے ہیں^(۲)، اس لئے کہ اسے

= المطالب ۲/۲۶، کتاب النکاح ۲/۲۵۲، شرح ختمی ۵ ردات ۲/۹۳، ۲۰۰، المغنی ۳/۱۳۔

(۱) حدیث: ۲۱۵۱ امر النبی ﷺ ابن عمرو۔۔۔ کی روایت ابو داؤد (۲۵۲/۳ طبع عزت عید دہلی) نے کی ہے ورنہ تہجدی (۲۸۸/۵ طبع دائرۃ المعارف عثمانیہ) نے اسے دوسرے طریقے سے روایت کیا ہے اور صحیح بتایا ہے۔

(۲) یہ قدیم رائج عرف کے لحاظ سے ہے اب عرف یہ ہے کہ انڈوں کے حجم کے درجات کو ان کے وزن اور حجم کے لحاظ سے متعین کر لیا جاتا ہے لہذا انڈے میں عدد کے لحاظ سے بیج مسلم کے وقت اس عرف کی رعایت کی

معمولی فرق میں لوگوں کے درمیان عموماً تنازع نہیں ہوتا، لہذا وہ معدوم کی طرح ہے، اور اس لحاظ سے انڈوں میں عدد کے لحاظ سے بیج مسلم جائز ہے، یہ مسلک امام مرقہ کے علاوہ حنفیہ کا ہے، اسی طرح حنابلہ میں سے جو لوگ اس کے جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی اس میں عدد کے لحاظ سے مسلم جائز ہے، اور بڑے یا چھوٹے یا متوسط کی شرط لگانے سے تفاوت ختم ہو جائے گا۔

مالکیہ کے نزدیک بھی اس میں عدد کے لحاظ سے بیج مسلم جائز ہے، بشرطیکہ اس کو متعین کرنا ممکن ہو، مثلاً اس کو دھاکہ سے ماپ کر کسی امانت دار آدمی کے پاس دھاکہ رکھ دیا جائے، اس لئے کہ بڑے اور چھوٹے کی غرض و غایت مختلف ہوتی ہے۔

شافعیہ کے نزدیک غلٹہ میں عدد یا ماپ کے لحاظ سے بیج مسلم جائز نہیں ہے، تقریبی وزن کے لحاظ سے ہی جائز ہے، حنابلہ میں سے ابو الخطاب اور حنفیہ میں سے مرقہ کے نزدیک اور شافعیہ کے ایک قول میں انڈوں میں بیج مسلم جائز نہیں ہے، اس لئے کہ ان کے چھوٹے بڑے سائز کے مختلف ہونے کی وجہ سے ضبط ممکن نہیں ہے^(۱)۔

حرم میں اور حالت احرام میں انڈے پر زیادتی:

۹- حرم میں جس جانور کا شکار حرام ہے اس کے انڈے کو نقصان پہنچانا بھی حرام ہے، اگر کوئی اسے توڑ دے یا بھون دے تو ضائع کرنے کے دن اس مقام پر جو اس کی قیمت ہوگی وہ قیمت اسے ادا کرنی ہوگی، اس لئے کہ انڈے کا شکار کی اصل و بنیاد ہے، کہ اسی سے شکار کی پیدائش

= جائے گی (کھلی)۔

(۱) البدیع ۵/۳۰۸، ابن ماجہ ۳/۲۰۲، جامعہ المدنی ۳/۲۰۷، الشرح المستعبر ۳/۹۹، طبع المجلد شرح المجلد و جامعہ قلیوبی و مصر ۳/۲۲۹-۲۵۰، اسنی المطالب ۳/۱۲۹، المہذب ۳/۱۰۶، المفہام ۳/۱۹۲، شرح ختمی ردات ۲/۲۱۵، المغنی ۳/۳۰۸-۳۰۵۔

بیض ۹

موت ہوئی ہے تو جمہور کے نزدیک مزد و چوزہ کی قیمت لازم ہوگی، اور مالکیہ کے نزدیک اس کی ماں کی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہوگا، اور اگر توڑنے سے پہلے چوزہ کی موت کا علم ہو جائے تو کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔

اور اگر حالت احرام میں کسی شخص نے کوئی اغڑ اتوڑ دیا، یا اسے بھون دیا اور اس کا تاوان ادا کر دیا، یا کسی غیر محرم شخص نے اس کی وجہ سے عی حاصل کیا تو یہ اغڑ اکھانا اس پر حرام ہوگا، اس لئے کہ وہ میتہ کی طرح ہو گیا، یہ مسلک مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا ہے، حنفیہ کے نزدیک ایسے اغڑے کو کھانا حلال ہے۔

حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک غیر محرم کے لئے اس کا کھانا حلال ہے، جیسا کہ اجماع میں اس قول کو صحیح بتایا ہے، اور ابن القری نے اس پر یقین کا اظہار کیا ہے، اسی طرح قاضی کے علاوہ حنبلیہ کے نزدیک اور مالکیہ میں سے سند کے نزدیک کھانا حلال ہے۔

سند کے علاوہ مالکیہ کے نزدیک شافعیہ کے ایک قول میں، اور حنبلیہ میں سے قاضی کے نزدیک غیر محرم (حلال شخص) کے لئے اس کا کھانا اسی طرح حرام ہے جس طرح محرم کے لئے حرام ہے۔

جو تفصیل مذکور ہوئی وہ حرم مکہ کے اغڑے سے متعلق ہے، جہاں تک حرم مدینہ کے اغڑے کا تعلق ہے تو اس پر کوئی جہز نہیں ہے، اگرچہ وہ حرام ہے اور اس پر سزا ہوگا^(۱)۔

یہ تفصیلات شکار یعنی غیر پالتو پرندوں کے اغڑوں کے سلسلہ میں ہیں، پالتو پرندہ (جس کی گھر میں پرورش کی جاتی ہے جیسے مرغی) کے اغڑوں پر کچھ واجب نہیں ہے۔

ہوتی ہے، لہذا احتیاطاً اسے بھی شکار کا حکم دیا جائے گا، صحابہ کرام سے مروی ہے کہ انہوں نے شتر مرغ کے اغڑوں کے بارے میں قیمت ادا کرنے کا فیصلہ کیا، یہ حنفیہ، حنبلیہ اور مزنی کے علاوہ شافعیہ کے نزدیک ہے، مزنی نے کہا یہ حلال ہے اس پر کوئی جزا و تاوان نہیں ہے۔

مالکیہ کے نزدیک ہر ایک اغڑے پر اس کی ماں کی قیمت کے دسواں حصہ کے قدر گندم واجب ہوگا یا اس گندم کے بدلہ روزے لازم ہوں گے ہر ایک مد کے بدلہ ایک روزہ ہوگا۔ ابن عرفہ نے ظاہر اسے سمجھا ہے کہ دس اغڑوں میں ایک بکری واجب ہوگی مالکیہ نے حرم مکہ کے کبوتر کے اغڑوں کو مستثنیٰ کیا ہے، اس میں ایک بکری کی قیمت کے دسواں حصہ کے قدر گیسوں واجب ہوگا، اس لئے کہ حضرت عثمان نے اس سلسلہ میں ایسی فیصلہ فرمایا تھا۔

خراب اغڑوں میں بالاتفاق کوئی ضمان نہیں ہوگا، بشرطیکہ وہ شتر مرغ کا اغڑ نہ ہو، اس لئے کہ ضمان اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اغڑے شکار بن سکتے تھے جب کہ خراب اغڑوں میں یہ امکان مفقود ہے۔

خراب اغڑے اگر شتر مرغ کے ہوں تو حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ میں سے امام احرار میں اور حنبلیہ میں سے ابن قدامہ کے نزدیک اس میں بھی کچھ واجب نہیں ہوگا، اس لئے کہ جب وہ جاندار نہیں ہے اور نہ آئندہ اس کے جاندار ہونے کی کوئی توقع ہے تو وہ پتھر اور ٹکڑی کی طرح ہو گیا۔

امام احرار میں کے علاوہ شافعیہ نے اور ابن قدامہ کے علاوہ حنبلیہ نے یہ کہا کہ وہ شتر مرغ کے اغڑے کے چھلکے کی قیمت کا ضمان ادا کرے گا، اس لئے کہ اس کے چھلکے کی قیمت ہوتی ہے، لیکن ابن قدامہ نے کہا: صحیح یہ ہے کہ اس میں کچھ بھی واجب نہیں ہے، اور اگر اغڑا توڑ دیا اور اس سے مردہ چوزہ نکلا تو اگر توڑنے کی وجہ سے چوزہ کی

(۱) البدیع ۲/۴۰۳، ابن ماجہ ۲/۲۱۶، السنن ۲/۴۲، شرح
المختار ۲/۲۹۷، طبع المصنف، مع الجلیل ۱/۳۳، معنی المحتاج ۱/۵۲۵، اسنی
الطالب ۱/۵۳، شرح تفسیر ۱۰ روایات ۲/۴۸، کشاف القناع
۱/۳۶، معنی ۱/۵۱۶۔

اٹھ کرے کو غصب کرتا:

۱۰- اٹھ کرے کو غصب کرتا بھی دوسرے مومن کو غصب کرنے کی طرح حرام ہے، اور غصب کرنے والے پر ضمان لازم ہوگا، اگر غصب کیا گیا اٹھ امو جو ہو تو اس کو لوٹا دینا واجب ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "لا يأخذن أحدكم مال أخيه لأعيا ولا جادا ومن أخذ عصا أخيه فليردھا" (۱) (تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کا کوئی مال ہرگز ہرگز نہ مذاق میں لے اور نہ سنجیدگی میں لے، اور جس نے اپنے بھائی کا عصا لیا وہ اسے واپس کر دے)، اگر وہ غصب شدہ اٹھ اتم ہو گیا ہو تو اس کے مثل کا ضامن ہوگا، اس لئے کہ جمہور کے نزدیک اٹھ اٹھلیات میں سے ہے، اگر مثل اور اکرا دشوار ہو تو قیمت ادا کرے گا۔

فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کسی نے اٹھ کرے کو غصب کیا اور اسے کسی مرثی کے نیچے سینے کے لئے رکھا یہاں تک کہ اس سے بچہ نکل آیا تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک غصب کرنے والا شخص اس جیسا اٹھ اس کے مالک کو دے گا، اور بچہ غاصب کا ہوگا، اس لئے کہ غصب شدہ چیز بدل گئی ہے اور دوسری چیز بن گئی ہے، مثامیہ اور حنابلہ کے نزدیک بچہ اٹھ کے مالک کا ہوگا، اس لئے کہ وہ عین اسی کا مال ہے جو فرزند آتش پاچکا ہے، اور غاصب کا کچھ نہیں ہوگا (۲)۔

بیطرہ

تعریف:

۱- بیطرہ لغت میں جانوروں کے غلات کو کہتے ہیں، یہ لفظ "بطور الشیء" سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے اس نے اس کو پھاڑ دیا، اسی سے لفظ "بیچارہ" بنا ہے، یعنی موسیٰ ذاکر (۱)۔
بیطرہ کا اصطلاحی معنی اس سے ملاحدہ نہیں ہے (۲)۔

شرعی حکم:

۲- جانوروں کا ایسا غلات معالجہ جس سے جانوروں کا فائدہ ہو تو وہ یہ بچھٹا لگانے اور دمنے کی وجہ سے ہو شرعاً جائز ہے (۳) اور شرعاً مطلوب بھی ہے، اس لئے کہ یہ حیوان پر رحم و شفقت اور مال کی حفاظت ہے۔

اگر جانور کا غلات معالجہ کرنے والا جانور کو تکلف کر دے یا اس کے عمل کی وجہ سے جانور مر جائے تو کیا وہ ضامن ہوگا؟ حنفیہ، مالکیہ، حنابلہ نیز مثامیہ اپنے اس قول میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس کو غلات کی اجازت دی گئی ہو اور اسے اس فن کا علم و تجربہ حاصل ہو اور اس نے

(۱) الفروق فی اللغة لابن ہلال عسکری ص ۲۲۵، العرب فی ترتیب العرب، ابن العرب، لمصباح المیز، القاسم الجلی: مادة "بطر"۔
(۲) ابن ماجہ ص ۳۳۵ ح ۵۳۳۵، تعلیہ فی علی منہاج الفقہ ص ۱۶۹۔
(۳) رد المحتار علی الدر المختار ص ۷۹۷، الآداب الشریعہ والحدود العربیہ لابن مفلح المقدسی ص ۳۳۳ طبع مکتبۃ المیزان المدینہ۔

(۱) حدیث: "لا يأخذن أحدكم" کی روایت ابو داؤد (۲۷۳/۵) طبع عزت حمید (عاس) اور ترمذی (۳۶۳/۳) طبع المکتبۃ النبی نے اس کو حسن کہا ہے۔
(۲) البدائع ص ۱۲۸، حلیۃ الدلو ص ۳۷۳، اسنی المطالب ص ۵۵۵، المغنی ص ۱۵۷، شرح منی الارادات ص ۷۰۷۔

کوئی کوٹا ہی نہ کی ہو تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہے لیکن اگر اس کو غلات کی اجازت نہ دی گئی ہو یا جس قدر اجازت دی گئی ہو اس سے تجاوز کر گیا ہو یا ایسے آلات سے کاٹا ہو جو کند ہوں جس سے جانور کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے، یا ایسے وقت میں کاٹا (آپریشن کیا) ہو جو کانٹے کے لئے مناسب نہ ہو، یا اسی قسم کی کوئی اور کوٹا ہی پائی جائے تو ان تمام صورتوں میں وہ ضامن ہوگا۔ اس لئے کہ یہ ایسا ایفاء ہے جس میں قصد اور غلطی سے ضمان میں فرق نہیں آتا، لہذا یہ ایفاء مال کے مشابہ ہوا، اور اس لئے کہ یہ حرام فعل ہے تو اس سے پیدا ہونے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا جس طرح ابتداء کانٹے میں ضمان ہے، حدیث میں ہے: "من تطيب ولم يعلم منه طب فهو ضامن" (۱) (جس نے غلات کیا حالانکہ وہ طب سے واقف نہیں تو وہ ضامن ہوگا) یعنی جس نے غلات کیا حالانکہ اسے اس کا تجربہ نہیں ہے تو وہ ضامن قرار دیا جائے گا (۲)، حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ جس نے طبابت کی درحالیکہ اسے طب کا تجربہ نہیں ہے تو وہ ضامن ہے، اسی طرح ایسا شخص بھی ضامن ہوگا جس کو طب کا تجربہ نہ ہو لیکن کوٹا ہی برقی یا زیادتی سے کام لیا۔

اس کی تفصیل متعلقہ مقامات (اجارہ، جنایات، حیوان، ضمان) میں دیکھی جائے۔



(۱) حدیث: "من تطيب ولم يعلم منه طب..." کی روایت ابو داؤد (۱۰/۳۲۳ طبع عزت عمید دہاس) اور حاکم (۳/۲۱۲ طبع دار الفکر بیروت) نے کی ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور وہ بھی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔
(۲) رد المحتار علی الدر المختار وحاشیہ حاشیہ ابن عابدین ۵/۳۳، جوہر الاکلیل ۱۹۱/۲، مع الجلیل ۳/۵۵۷، المغنی ۵/۳۸ طبع مکتبہ الریاض المدنیہ، نہایت المحتاج إلی شرح المحتاج ۸/۳۵۳، فیض القدر ۱۰/۶۶ طبع معظی محمد۔

تراجم فقہاء

جلد ۸ میں آنے والے فقہاء کا مختصر تعارف

ابن حجر مکی: یہ احمد بن حجر دمشقی ہیں:

ان کے حالات ۱۳۰۴ میں گزر چکے۔

44

ان کے حالاتِ جناح ۴۴۰ میں گزر چکے۔

(65 11-222) 4/2/51

یہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح ہیں، ابو بکر کنیت ہے، مسلم، خیساپوری، شافعی فہست ہے، یہ فقیہ مجتہد تھے، حدیث کے عالم تھے، بعض علوم میں ان کی خدمات ہیں، انہوں نے اسحاق بن راہویہ، محمود بن غیاث، حنیف بن عبد اللہ، محمد بن مروزی، اسحاق بن موسیٰ عظمیٰ وغیرہ سے احادیث روایت کیں، اور ان سے روایت کرنے والوں میں بخاری و مسلم، محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم اور احمد بن مبارک مستمل وغیرہ ہیں، انہوں نے مزی وغیرہ سے فقہ حاصل کیا۔ ابونعلی حنفی نے کہا: ابن خزیمہ اپنی احادیث کے مجموعہ میں سے فقہی روایات کے اسی طرح حنفی تھے جس طرح بخاری کو سورۃ یاد ہوتی ہے۔ ابن حبان نے کہا: سند اور متن کے حفظ میں ابن خزیمہ بے مثال تھے۔

بعض تصانیف: فن حدیث میں ”المختصر الصحیح“ اور
 ”التوحید و اثبات صفۃ الرب“ ہیں۔

[تذکرۃ الاعاظم ۴/۵۹: شذرات المذہب ۲/۲۶: معجم المؤلفین]

[၄၀၈/၂၇၆၆၅၄၄/၄]

این خور مندا (؟ - ۴۹۰)

یہ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن خویزہ مند او مالکی، عراقی ہیں، فقیہ اور اصولی تھے، ابو بکر ابہری کے شاگرد ہیں، تافہی عیاض نے کہا:

الف

ابن ابی حاتم: یہ عبدالرحمن بن محمد ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۱ میں گزر چکے۔

ایک نئی لکھی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۸ میں گزر چکے۔

ابن تیمیہ: یہ عبدالسلام بن عبداللہ ہیں:

ان کے حالات ۷ ص ۴۴۳ میں گزر چکے۔

ابن الجوزی: یہ عبد الرحمن بن علی ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گزر چکے۔

ابن حاتم: یہ حسن بن حاتم ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گزر چکے۔

ابن حبان: یہ محمد بن حبان ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گزر چکے۔

ابن حجر العسقلانی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گزر چکے۔

ابن رجب

تراجم فقہاء

ابن القصار

ابو الولید باجی نے ان کے بارے کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے علماء عراق سے ان کا ذکر نہیں سنا۔

[الذیاتی الذہب ص ۲۴۸؛ الذیاب ۲۶/۳؛ معجم المؤلفین

۱۱/۱۳۰]

بعض تصانیف: ”خلافيات میں ایک بڑی کتاب“، ”کتاب فی اصول الفقہ“ اور ”اختیارات فی الفقہ“ ہیں۔

ابن عابدین:

[الوائی بالوفیات ۵۲/۲؛ معجم المؤلفین ۸/۲۸۰]

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۴ میں گزر چکے۔

ابن رجب: یہ عبدالرحمن بن احمد ہیں:

ابن عبدالبر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۱ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۶ میں گزر چکے۔

ابن رشد:

ابن عرفہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۲ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۶ میں گزر چکے۔

ابن سکون: یہ محمد بن عبدالسلام ہیں:

ابن عمرو: یہ عبداللہ بن عمرو ہیں:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۵۶ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گزر چکے۔

ابن سیرین:

ابن قدامہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۳ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۸ میں گزر چکے۔

ابن شعبان (؟ - ۳۵۵ھ)

ابن القصار (؟ - ۳۹۸ھ)

یہ محمد بن قاسم بن شعبان بن محمد بن ربیعہ ہیں، ابو اسحاق کنیت اور قرطبی نسبت ہے، یہ نسبت ”قرطی“ (کان کی بانی) کی جانب ہے، مصر کے فقہاء مالکیہ میں سے ہیں، تاریخ، ادب اور پیشہ علوم میں ان کی خدمات ہیں، مصر میں علماء مالکیہ کی زناست ان پر ختم تھی۔

ان کا نام علی بن احمد ہے، کنیت ابو الحسن، نسبت بغدادی، ابہری، شیرازی ہے، ابن القصار سے معروف ہیں، فقیہ مالکی، اصولی، حافظ ہیں، بغداد میں منصب قضاء پر فائز ہوئے، ابو بکر ابہری وغیرہ سے فقہ حاصل کیا، اور ان سے ابو ذرہوی، قاضی عبدالوہاب، اور محمد بن عمروں وغیرہ نے فقہ حاصل کیا، ابو ذرہوی نے کہا: یہ ان تمام علماء مالکیہ میں سب سے بڑے فقیہ ہیں جنہیں میں نے دیکھا، شیرازی نے کہا:

بعض تصانیف: ”الزہدی الشعبانی“ فقہ میں، ”کتاب فی احکام القرآن“، ”کتاب الروافہ عن مالک“، ”کتاب المناسک“ اور ”کتاب السنن قبل الوضوء“ ہیں۔

ابن کثیر

تراجم فقہاء

ابو بردہ بن نیار

میرے علم میں اختلافی مسائل پر مالکیہ کی کوئی کتاب ان کی کتاب سے بڑی نہیں ہے، شاید اس سے مراد ان کی کتاب ”عیون لا دلتہ وایضاح المملۃ فی الخلافات“ ہے۔

[شجرۃ النور الزکیہ ص ۹۲؛ المدیان ص ۱۹۹؛ معجم المؤلفین ۱۲/۷]

ابن البہام:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۳۱ میں گذر چکے۔

ابو امامہ: یہ صدیق بن عجلان الباہلی ہیں:

ان کے حالات ج ۳ ص ۳۶۲ میں گذر چکے۔

ابن کثیر: یہ محمد بن اسماعیل ہیں:

ان کے حالات ج ۴ ص ۴۴۱ میں گذر چکے۔

ابن ماجہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۳۹ میں گذر چکے۔

ابن المبارک: یہ عبداللہ بن المبارک ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۸ میں گذر چکے۔

ابن مسعود:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۷۶ میں گذر چکے۔

ابن المقرئ: یہ اسماعیل بن ابی بکر ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

ابن المنذر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

ابن نجیم: یہ زین الدین بن ابراہیم ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۱ میں گذر چکے۔

ابو النخری (? - ۸۲ھ)

ان کا نام سعید بن فیروز ہے، کنیت ابو النخری، نسبت ولاء طائی ہے، فقہاء اہل کوفہ میں ہیں، اپنے والد اور ابن عباس، ابن عمر اور عبدالرحمن سلمی وغیرہ سے روایت کی ہے، ان سے عمرو بن مرد، عبداللہ بن علی بن عامر اور عطاء بن سائب وغیرہ نے روایت کی، ابن ہبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، مجلس نے کہا: یہ تابعی ثقہ ہیں، ابو زرہ نے کہا: یہ عمر سے روایت مرسلہ کرتے ہیں، صاحب حلیۃ الاولیاء نے ان کی سیرت میں کہا: شک کرنے والے پر حملہ آور، افتراء پر دوز کے مخالف سعید بن فیروز ابو النخری ہیں قرآن کے ساتھ تاج کے خلاف شریعت کیا اور دیر جمہم میں قتل کر دئے گئے۔

[حلیۃ الاولیاء ۴/۳۷۹؛ شذرات الذہب ۱/۹۲؛ تہذیب

تہذیب ۲/۲۷۲؛ الاعلام ۳/۱۵۲]

ابو بردہ بن نیار (? - ۴۵ھ اس کے علاوہ بھی قول ہے)

یہ باقی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب ہیں، کنیت ابو بردہ ہے، بنو حارثہ کے خلفاء میں سے اور صحابی ہیں، بیعت عقبہ، بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے، نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے ہراء بن عازب، جابر، عبدالرحمن بن جابر وغیرہم نے روایت کی ہے۔

[الاصابہ ۳/۵۹۶، ۴/۱۸؛ استیعاب ۴/۱۵۳؛ تہذیب

تہذیب ۱۲/۱۸؛ الطبقات الکبریٰ ۳/۴۵۱]

ابوبکر الصدیق

تراجم نقباء

ابوموسیٰ اشعری

ابوبکر الصدیق:

ابوسعید الخدری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۲ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۵ میں گذر چکے۔

ابوبکر الطرطوشی: یہ محمد بن ولید ہیں:

ابوشامہ: یہ عبدالرحمن بن اسماعیل ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۵ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۲ ص ۴۴۵ میں گذر چکے۔

ابوثور:

ابوظلمہ: یہ زید بن سہل ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۳ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۶۵ میں گذر چکے۔

ابوحنیفہ:

ابونعید:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۶ میں گذر چکے۔

ابوالمخاطب:

ابوعثمان الخیری (۴۳۰-۴۹۸ھ)

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گذر چکے۔

یہ سعید بن اسماعیل بن سعید بن منصور ہیں، کنیت ابوعثمان، نسبت حیرہ بن زینسا پوری ہے، صداقت گفتار و شیریں بیانی میں مشہور، شائع میں سے ایک ہیں، ری میں محمد بن مقاتل اور موسیٰ بن نصر سے اور عراق میں محمد بن اسماعیل اُمّی وغیرہ سے حدیث سنی، ان کے اصحاب میں ابو عمر اور اسماعیل بن نجید سلمیٰ جیسے اشخاص ہیں۔

[المبدایہ والنہایہ ۱۱/۵۵: المجموع الزہرہ ۳/۷۷: میرا اعلام النبلاء ۱۳/۶۲: الانساب ۴/۳۷۷]

ابوداؤد:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گذر چکے۔

ابوالدرداء: یہ عوف بن مالک ہیں:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

ابوزرہ: یہ جنید بن جنادہ ہیں:

ابوقلابہ:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۷۱ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۶ میں گذر چکے۔

ابوالسعود: یہ محمد بن محمد ہیں:

ابوموسیٰ اشعری:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گذر چکے۔

ابو ہریرہ

تراجم نقباء

انس بن مالک

ابو ہریرہ:

اسحاق بن راہویہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۹ میں گذر چکے۔

ابو یوسف:

اسید بن الخیر (؟ - ۲۰ھ)

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گذر چکے۔

یہ اسید بن خیر بن مالک بن شیک ہیں، کنیت ابو یحییٰ اور نسبت اہلی ہے، صحابی ہیں، جاہلیت اور اسلام دونوں میں معزز رہے، اہل مدینہ میں سے ہیں، عقائد عرب میں شمار ہوتا تھا، نیز ذی رائے سمجھے جاتے تھے، نبی ﷺ سے روایت کیا، ان سے ابو سعید خدری، انس، ابویعلیٰ انصاری، اور کعب بن مالک وغیرہم رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے، عقبہ ثانیہ میں ستر انصار کے ساتھ شریک ہوئے، اور بارہ نقباء میں سے ایک تھے، غزوہ احد میں شریک ہوئے جس میں ان کے جسم پر سات زخم آئے، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت ثابت قدم رہے جبکہ لوگ ساتھ چھوڑ گئے تھے، غزوہ خندق اور دوسرے تمام غزوات میں شریک رہے، حدیث میں ہے: "نعم الرجل أسيد بن الحضير" (اسید بن خیر کیا ہی اچھے شخص ہیں)، ان سے (۱۸) احادیث مروی ہیں۔

[أسيد النخاع ۱/۱۱۳: تهذيب التهذيب ۱/۳۴۷: لأعلام ۱/۳۳۰]

الاسطخری: یہ یحسین بن احمد ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۰ میں گذر چکے۔

انس بن مالک:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۷۶ میں گذر چکے۔

احمد بن حنبل:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۸ میں گذر چکے۔

اللابی المالکی (؟ - ۸۲۷ھ)

یہ محمد بن خلیفہ بن عمر ہیں، کنیت ابو عبد اللہ، نسبت تونس، وشتانی ہے، ہلی سے مشہور ہیں، محدث، فقیہ، حافظ، مفسر، شعر کو تھے، ۸۰۸ھ میں جزیرہ میں قضا کے منصب پر فائز رہے، ابن عرفہ سے علم حاصل کیا اور ان کے ساتھ رہے، ان کی حیات میں فتون میں مبارک ترقی کے لئے مشہور ہوئے، ان کے مشہور محققین شاگردوں میں تھے، ان سے احمد کی ایک جماعت جیسے تاضی عمر قلشانی، ابو القاسم بن ماجی، ثعالبی اور عبد الرحمن مجدولی وغیرہم نے استفادہ کیا۔

بعض تصانیف: "شرح المدونة" فقہ مالکی کی فروغ میں، "اکمال الإكمال" صحیح مسلم کی شرح میں ہے جس میں مازری، عیاض قرطبی اور نووی کا احاطہ کیا ہے، اور "تفسير القرآن" ہے۔ [نیل الابحاث ص ۲۸۷: البدر الطالع ۲/۱۶۹: معجم المؤلفين ۲/۲۸۸: الأعلام ۶/۳۳۹]

ام سلمہ

تراجم نقباء

جامع بن عبد اللہ

ام سلمہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۰ میں گذر چکے۔

الاوزاعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۱ میں گذر چکے۔

الباجی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۱ میں گذر چکے۔

الترمذی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۵ میں گذر چکے۔

ت

ب

بہیدہ:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۷۷ میں گذر چکے۔

الثوری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۵ میں گذر چکے۔

ث

البراء بن عازب:

ان کے حالات ج ۶ ص ۴۸۳ میں گذر چکے۔

البہیقی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۷۸ میں گذر چکے۔

ج

جامع بن عبد اللہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۶ میں گذر چکے۔

ح

الحسن البصری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۸ میں گذر چکے۔

الرافعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

الحکم بن عتیبہ:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۸۲ میں گذر چکے۔

الرویانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۵ میں گذر چکے۔

د

الدردیر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

الزرقانی: یہ عبدالباقی بن یوسف ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۶ میں گذر چکے۔

الزرقانی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۸۵ میں گذر چکے۔

زفر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۶ میں گذر چکے۔

الزخشری

تراجم نقباء

الشافعی

الزخشری:

سہل بن سعد (؟ - ۹۱ھ)

ان کے حالات ج ۶ ص ۴۸۷ میں گذر چکے۔

الزہری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۷ میں گذر چکے۔

زید بن ثابت:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۷ میں گذر چکے۔

الزبلی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۷ میں گذر چکے۔

یہ سہل بن سعد بن مالک بن خالد ہیں، کنیت ابو العباس، نسبت
نزر جی، ساعدی، انصاری ہے، مشاہیر صحابہ میں سے ہیں، نبی ﷺ
سے روایت کیا، نیز ابی، عاصم بن عدی اور عمرو بن منہمہ سے روایت
کیا، اور ان سے ان کے صاحبزادے عباس، ابو حازم اور زہری
وغیرہم نے روایت کیا ہے، کہا گیا ہے: مدینہ میں باقی رہ جانے
والے دو آثری صحابی ہیں، ابن حنین نے ابو حازم سے نقل کیا ہے،
کہتے ہیں کہ میں نے سہل بن سعد کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر میں مر جاؤں
تو تمہیں کوئی دیا شخص نہیں ملے گا جو یوں کہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ
سے سنا ہے، کتب حدیث میں ان سے ۱۸۸ احادیث مروی ہیں۔

[الاصابہ: ۸۸/۲: قبذہ یب البہذ یب ۲/۵۲: الاستیعاب

۲/۶۶۳: الاعلام ۳/۲۱۰]

ایسوی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۹ میں گذر چکے۔

س

سعید بن المسیب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۹ میں گذر چکے۔

ش

الشافعی: یہ ابراہیم بن موسیٰ ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۸۸ میں گذر چکے۔

سفیان بن عیینہ:

ان کے حالات ج ۷ ص ۴۶۹ میں گذر چکے۔

الشافعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۰ میں گذر چکے۔

سلمہ بن الاکوع:

ان کے حالات ج ۶ ص ۴۸۸ میں گذر چکے۔

الشربلائی: یہ حسن بن عمار ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷ میں گذر چکے۔

شریک: یہ شریک بن عبداللہ الشعمی ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۴۸ میں گذر چکے۔

الشعمی: یہ عامر بن شراحیل ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷ میں گذر چکے۔

الشمی (۸۰۱ - ۸۷۲ھ)

یہ احمد بن محمد بن محمد بن حسن ہیں، کنیت ابو العباس، نسبت شمی۔ اسکندری حنفی ہے، محدث، مفسر، فقیہ، نحوی، اصولی ہیں، شیخ یحییٰ بیرائی سے علم حاصل کیا اور فقہ میں مہارت حاصل کی، اور ملاء بخاری، شمس شطونی اور قاضی شمس الدین بساطی وغیرہم سے علم حاصل کیا، ان سے ایک بڑی تعداد نے استفادہ کیا اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور ان سے استفادہ باعث فخر تصور کیا، ساتھ ہی ان میں پاکدامنی، خیر، تواضع اور وقار و بہادری تھی۔ پھر کتابانی چہ کسی کی تربت (مقبرہ) کی معیشت و خطابت سوئی گئی، ظاہرہ میں ۸۶۸ھ میں حنفی قضاء کا منصب پیش کیا گیا لیکن آپ نے قبول نہیں کیا۔

بعض تصانیف: "کمال النواہی فی شرح النقایۃ" فقہ میں، "منہج المسالک الی الکفیۃ ابن مالک"، "أوفق المسالک لتأدية المناسک" اور "شرح نظم نخبة الفکر" علوم حدیث میں ہیں۔

[شذرات الذہب ۷/ ۳۱۳: الضوء ۱۴۴ مع ۲/ ۴۷۲: لا غلام

۱۲۹/ ۲: معجم المؤلفین ۲/ ۱۲۹]

شہر بن حوشب (۲۰ - ۱۰۰ھ)

امام شہر بن حوشب، کنیت ابو سعید یا ابو عبداللہ، نسبت اشعری ہے، تابعی ہیں، فقیہ اور فکری ہیں، رجال حدیث میں سے ہیں، اپنی مولیٰ اسماء بنت یزید، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ، ابو ہریرہؓ، عائشہؓ، نسیم لہاری اور ابن عمر وغیرہم سے روایت کیا، اور ان سے عبد الحمید بن بہرام، قتادہ، لیث، عبداللہ بن عثمان بن شمیم وغیرہم نے روایت کیا، ترمذی نے کہا: امام احمد نے کہا کہ شہر کے واسطے سے عبد الحمید بن بہرام کی حدیث میں کوئی حرج نہیں ہے، ترمذی نے بخاری سے نقل کیا ہے کہ شہر کی حدیث حسن ہے، اور ابن کثیری بتایا ہے، یعنی نے کہا: وہ ضعیف ہیں، ابن حزم نے کہا: وہ ساقط ہیں، ایک عرسنگ بیت المال کے والی رہے۔

[تہذیب التہذیب ۳/ ۳۷۱: لا غلام ۳/ ۲۵۹]

شیخین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷ میں گذر چکے۔

ص

صاحب روح المعانی: یہ محمود بن عبداللہ آلوسی ہیں:

ان کے حالات ج ۵ ص ۴۷ میں گذر چکے۔

صاحبین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷ میں گذر چکے۔

ابو حاتم ہے، ثقفی، بصری نسبت ہے، تابعی اور کبار تابعین میں سے ہیں، اپنے والد نیز علی، عبداللہ بن عمرو بن اسود بن مرثد سے روایت کیا، ان سے ان کے چچے ثابت بن عبید اللہ بن ابی بکرہ اور ان کے پوتے بحر بن مراد بن عبدالرحمن اور قتادہ وغیرہم نے روایت کیا، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، عجلی نے کہا: بصری تابعی ثقہ ہیں، ابن حجر نے لاصابہ میں بلاذری سے جو نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں شرف صحبت نبوی حاصل تھی، لیکن یہ غلط ہے، عمرو میں پیدا ہونے والے دوسب سے پہلے بچے تھے۔

[تہذیب المعذیب ۱۳۸/۶: لاصابہ ۳/۱۲: لا غلام ۴/۴۳]

عبدالرحمن بن سابط (؟ - ۱۱۴ھ)

نام عبدالرحمن بن سابط ہے، اور کہا گیا ہے کہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن سابط بن ابی حمزہ بن عمرو ہے، تابعی مکی ہیں، نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا، نیز عمر، سعد بن ابی وقاص، عباس بن عبدالمطلب، عباس بن ابی ربیعہ، معاذ بن جبل وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا، ان سے ابن تہجد، لیث بن ابی سلیم، یزید بن ابی زیاد وغیرہ نے روایت کیا، ثمام نے عبداللہ بن عیاش کے واسطے سے انہیں ابن عباس کے شاگرد فقہاء میں شمار کیا ہے، ان کی احادیث بہت زیادہ ہیں، صحیح مسلم میں ان کی ایک حدیث "الفتن" میں ہے، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

[تہذیب المعذیب ۱۸۰/۶]

عبدالرزاق: یہ عبدالرزاق بن ہمام ہیں:

ان کے حالات ج ۷ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

ط

طاؤس:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۴ میں گذر چکے۔

الطبری: دیکھئے: محمد بن جریر الطبری:

ان کے حالات ج ۲ ص ۶۰۱ میں گذر چکے۔

ع

عائشہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۵ میں گذر چکے۔

عامر بن ربیعہ:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۵۵ میں گذر چکے۔

عبدالرحمن بن ابی بکرہ (۱۳ - ۹۶ھ)

نام عبدالرحمن بن ابی بکرہ نشیج بن حارث ہے، کنیت ابو بحر یا

عبداللہ بن الزبیر

تراجم فقہاء

عمر بن عبدالرحمن

عبداللہ بن الزبیر:

عطاء:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۸ میں گزر چکے۔

عبداللہ بن سلمہ (؟ - ؟)

عکرمہ بن خالد (؟ - ؟)

امام عبداللہ بن سلمہ، نسبت مراوی، کوئی ہے، تابعی ہیں، انہوں نے عمر، معاذ، علی، ابن مسعود اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وغیرہم سے روایت کیا ہے، ان سے ابو اسحاق سبیعی اور عمرو بن مرة نے روایت کیا ہے، عجل نے کہا: کوئی، ثقہ ہیں، یعقوب بن شیبہ نے کہا: ثقہ ہیں، صحابہ کے بعد فقہاء کوفہ میں طبقہ اولیٰ میں شمار ہوتا ہے، ابو حاتم نے کہا: یعرف وینکر، ابن عدی نے کہا: مجھے امید ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ عکرمہ بن خالد بن عاص بن ہشام بن مغیرہ قرشی ہیں، تابعی ہیں، اپنے والد سے نیز ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن عمر اور سعید بن جبیر وغیرہم سے روایت کیا ہے، ان سے ایوب، ابن جریج، عبداللہ بن طاؤس اور حنظلہ بن ہوشیان وغیرہم نے روایت کیا ہے، ابن معین، ابو زرہ اور نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ [طبقات ابن سعد ۵/۴۷۵: تہذیب المعجم ۷/۲۵۸]

[تہذیب المعجم ۵/۲۴۱]

علی بن ابی طالب:

عبداللہ بن عمر: دیکھئے: ابن عمر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۹ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۶ میں گزر چکے۔

عمر بن الخطاب:

عبداللہ بن عمرو:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۹ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گزر چکے۔

عمر بن عبدالرحمن (۴۳ - ۷۰ھ)

عثمان بن عفان:

یہ عمر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام بن مغیرہ، مخزومی، مدنی ہیں، ابو ہریرہ، عائشہ، بولصہ غفاری اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے، ان سے عبدالملک بن عمیر، عامر شعبی اور حمزہ بن عمرو عائدی نسخی نے روایت کیا ہے، ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے، ابن زبیر نے کوفہ کا گورنر نہیں بنایا تھا، پھر وہ تاج کے ساتھ ہو گئے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۷ میں گزر چکے۔

عروہ بن الزبیر:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۳ میں گزر چکے۔

[تہذیب المعجم ۷/۴۷۲]

عز بن عبد السلام: یہ عبدالعزیز بن عبد السلام ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۳ میں گزر چکے۔

عمر بن عبد العزیز:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۰ میں گزر چکے۔

غ

عمر بن شعیب:

ان کے حالات ج ۲ ص ۴۵۸ میں گزر چکے۔

الغزالی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۱ میں گزر چکے۔

عمر بن عتبہ (؟) - حضرت عثمان بن عفان کی خلافت میں شہید ہوئے

یہ عمر بن عتبہ بن فرقہ سلمی، کوئی ہیں، ان کے والد عتبہ صحابی ہیں، عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی، اور ان سے عبد اللہ بن ربیعہ سلمی، حوط بن رافع عبدی اور شعبی نے روایت کیا ہے، زہد و عبادت میں معروف لوگوں میں سے تھے، ابن المبارک نے فضیل بن عیاض سے، انہوں نے اعمش سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: عمر بن عتبہ بن فرقہ نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں، اللہ نے وہ پوری کر دی، تیسری دعا کا میں انتظار کر رہا ہوں، میں نے دعا کی کہ مجھے دنیا سے بے رغبت کر دے کہ مجھے پروا نہ رہے میں نے کیا پایا اور کیا کھویا، اور میں نے دعا کی کہ مجھے نماز کی قوت عطا فرمائے تو خدا نے مجھے نماز سے حصہ عطا فرمایا، اور میں نے شہادت کی دعا مانگی، اس کی میں امید کر رہا ہوں، چنانچہ وہ شہید کئے گئے، اور علامہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، وہ ثقہ اور کم احادیث روایت کرنے والے تھے، ان حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

[تہذیب المعجم ج ۸ ص ۷۴: الطبقات الکبریٰ ۶/۲۰۶]

قاضی عیاض:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۳ میں گزر چکے۔

القدوری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۴ میں گزر چکے۔

القرافی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۴ میں گزر چکے۔

القرطبی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۸ میں گزر چکے۔

العینی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۶ میں گزر چکے۔

محمد بن ابی القاسم (۶۳۹ - ۷۱۵ھ)

یہ محمد بن ابی القاسم بن عبدالسلام بن جمیل ہیں، کنیت ابو عبد اللہ، نسبت تونس، مالکی ہے، فقیہ، مفسر، اصولی، حافظ ہیں، تونس اور قاہرہ میں ایک جماعت سے حدیث سنی جیسے ابو الحسن یوسف بن احمد بن محمود دمشقی اور قاضی التفتاز شمس الدین محمد بن ابی انیم بن عبدالواحد المقدسی حنبلی سے سنا، حنینہ قاہرہ میں ایک مدت تک حکومت کی باگ سنبھالی، اسکندریہ میں ۶۰۹ھ میں قضاء کے منصب پر فائز ہوئے، پھر قاہرہ میں قیام پذیر رہ کر علوم میں مشغول رہے۔

آپ کی تصانیف میں "کتاب مختصر الصریح" ہے۔
[الذیاج المذہب ص ۳۲۳]

محمد بن الحسن:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۱ میں گزر چکے۔

المرغینانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۲ میں گزر چکے۔

المرزنی: یہ اسماعیل بن یحییٰ ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۲ میں گزر چکے۔

مسروق:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۹۳ میں گزر چکے۔

معاذ بن جبل:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۳ میں گزر چکے۔

ک

الکاسانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۶ میں گزر چکے۔

کعب بن مالک:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۶ میں گزر چکے۔

م

مالک:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۹ میں گزر چکے۔

الماوروی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۰ میں گزر چکے۔

مجاہد:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۰ میں گزر چکے۔

المعلیٰ

تراجم فقہاء

یحییٰ بن یحییٰ

المعلیٰ (؟ - ۲۱۱ھ)

معلیٰ بن منصور نام ہے، کنیت ابو یعلیٰ، نسبت رازی ہے، حدیث کے رواۃ اور اس کے مصنفین میں سے ہیں، ثقہ اور شریف ہیں، ابو حنیفہ کے صاحبین ابو یوسف و محمد کے شاگردوں میں ہیں، انہوں نے مالک، سلیمان بن بلال، محمد بن میمون و عفرانی، یثیم بن حمید، نسائی، ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم سے حدیث سنی، ان سے ان کے صاحبزادہ یحییٰ، ابو یوسف، ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو ثور وغیرہم نے روایت کیا ہے، بار بار منصب قضاہ پیش کیا گیا لیکن انکار کیا۔ بعض تصانیف: "النوادر" اور "الامالی" دونوں فقہ میں ہیں۔

[تہذیب المعجم ص ۱۰/۲۳۸؛ الجوہر المصنوع ۲/۷۷۷؛

النوادر ص ۲۱۵؛ لا علام ۸/۱۸۹]

ی

یحییٰ بن یحییٰ (۱۳۲ - ۲۲۶ھ)

یہ یحییٰ بن یحییٰ بن بکر بن عبد الرحمن ہیں، کنیت ابو ذکریا، نسبت حمیمی، حنظلی، نیساپوری ہے، امام مالک سے مؤطا پر بھی اور ایک مدت تک ان کے ساتھ رہ کر ان کی پیروی کی، ان کا شمار امام مالک کے اصحاب میں سے فقہاء میں ہوتا ہے، اپنے دور کے علم، دین، عبادت اور کردار کے اعلیٰ حاکمین میں تھے، مالک، سلیمان بن بلال، دونوں حماد، ابو لاثوم اور ابو قتادہ وغیرہ سے روایت کیا، ان سے بخاری اور مسلم نے روایت کیا، ترمذی نے مسلم کے واسطے سے ان سے روایت کیا ہے، اور دیگر حضرات نے ان سے روایت کیا ہے، عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ سے بھی آگے تھے، اور انہوں نے ان کی اچھی تعریف کی ہے نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

[تہذیب المعجم ص ۱۱/۲۹۶؛ شجرة النور الزكية ص ۵۸؛

الديان المعجم ص ۳۹۳؛ لا علام ۹/۲۲۳]

ن

النسائی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۵ میں گذر چکے۔

نعیم الجحر (؟ - ؟)

نام نعیم بن عبد اللہ الجحر، کنیت ابو عبد اللہ، نسبت مدنی ہے، عمر بن خطابؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، نام بھی ہیں، ابو ہریرہ، ابن عمر، انس اور جابر وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا، ان سے ان کے صاحبزادہ محمد، محمد بن عجلان، علاء بن عبد الرحمن اور داؤد بن قیس فراء نے روایت